اکیسویں صدی کی پہلی جنگ

معرکہ صلیب و طالبان



صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام

طالبان افغانستان کے تناظر میں

جہاد افغانستان، تحریک طالبان، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، جہاد اور دہشت گردی، نظام شریعت سے مغرب کا بے جا خوف، دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ، اسلام کے بارے میں مغرب کی لاعلمی اور غلط فہمیاں، امریکی اور مغربی دنیا کے عزائم اور مسلم امۃ پر جارحانہ یلغار، سقوط بغداد، مسئلہ فلسطین و کشمیر اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جیسے اہم و حساس قومی و بین الاقوامی موضوعات کے تناظر میں عالمی اور مغربی میڈیا سے مولانا سمیع الحق مدظلہ کا دوٹوک مکالمہ

انٹرویوز

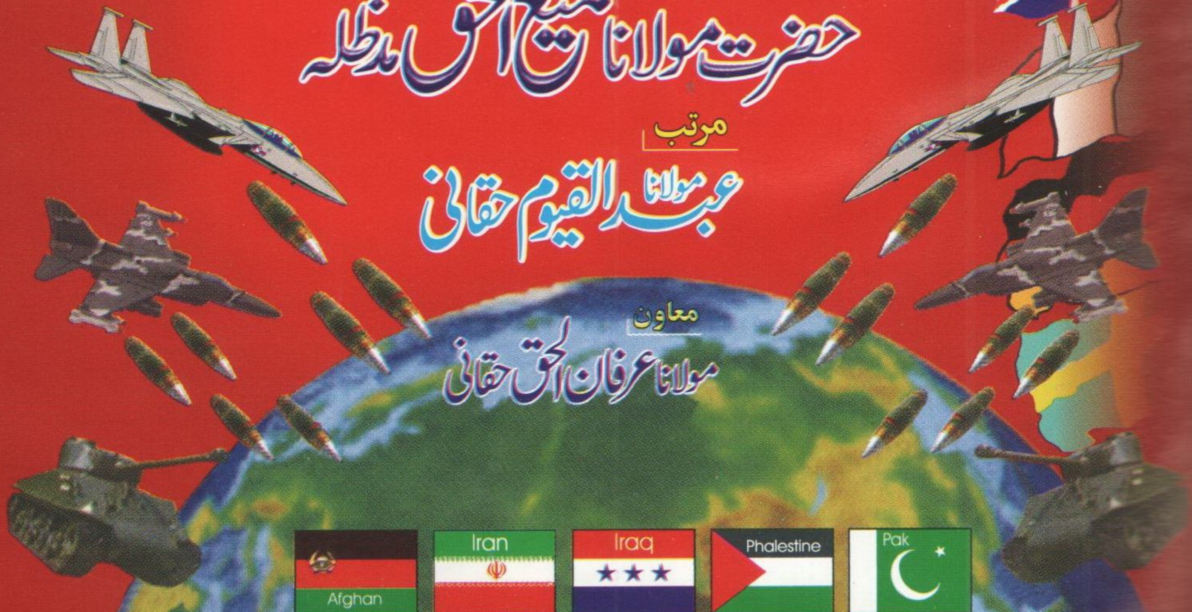
حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مرتب

مولانا عبدالقیوم حقانی

معاون

مولانا عرفان الحق حقانی



موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، پاکستان



صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام

يُرِيدُوْنَ لِيُطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (الصّف:۸)

ترجمہ : وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بُجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں۔

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۝ (البقرۃ:۲۱۷)

ترجمہ : اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے' یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر قابو پائیں۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ ۝ (المائدہ:۵۱)

ترجمہ : اے ایمان والو ! تم یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ

نام کتاب	:	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام
انٹرویوز	:	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
ترتیب	:	مولانا عبدالقیوم حقانی
معاون	:	حافظ عرفان الحق حقانی
کمپوزنگ	:	بابر حنیف
ضخامت	:	۵۲۰ صفحات
تاریخ طباعت اول	:	صفر المظفر ۱۴۲۵ھ/اپریل ۲۰۰۴ء
دوئم	:	محرم الحرم ۱۴۲۶ھ/فروری ۲۰۰۵ء

ملنے کے پتے

- ☆ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان
- ☆ مولانا سید محمد حقانی، رکن القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ مکتبہ رحمانیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید، ۱۰، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ زمزم پبلشرز، نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی
- ☆ مکتبۃ الحسن، الحق مارکیٹ اردو بازار لاہور

اسکے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔



فہرست مضامین



پیش لفظ

مولانا عبدالقیوم حقانی

الحمدلحضرۃ الجلالۃ والصلواۃ والسلام علی خاتم الرسالہ

اسلام آباد پشاور روڈ سے اکوڑہ خٹک کے مقام پر کئی ایکڑ پر پھیلی ہوئی جامعہ حقانیہ کی عمارت نظر آتی ہے۔ اس سرزمین سے جس میں یہ دارالعلوم واقع ہے' ایک وقیع اور شاندار تاریخ اور بڑی یادگار روایات وابستہ ہیں۔

یہ وہ سرزمین ہے جس پر مسلمانوں کی نئی تاریخ لکھی جانے والی تھی' مگر وہ نامکمل رہ گئی اور اس کے ساتھ احیائے دین' غلبہ اسلام اور مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کی تاریخ کا ورق الٹ گیا۔ سید احمد شہیدؒ نے اکوڑہ خٹک کی سرزمین سے جہاد کا آغاز کیا تھا۔ راہ خدا میں بہنے والا مقدس خون صدیوں بعد درالعلوم حقانیہ کی شکل میں رنگ لایا۔ جامعہ حقانیہ کے بانی اور اولین مہتمم شیخ الحدیث محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ جامعہ کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کرتے:

''مجھے اگرچہ تاریخی اعتبار سے تو تحقیق نہیں مگر آثار وقرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اسی جگہ قائم کیا گیا جہاں شہدائے بالاکوٹ کی سب سے پہلی تلوار چلی تھی۔ یہاں سید احمد شہیدؒ کے رفقاءِ کار شہید ہوئے تھے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ جامعہ کی صورت میں علوم ومعارف کے جو چشمے آج پھوٹتے ہوئے نظر آرہے ہیں یہ مجاہدین بالاکوٹ کے برکات وثمرات ہیں۔ یہ مسجد (مسجدِ شیخ الحدیث) ہمارا اولین دارالعلوم ہے' ابتدائی دس پندرہ سال دارلعلوم اس مسجد میں رہا۔ آج اللہ کے فضل وکرم سے جامعہ حقانیہ برصغیر میں اپنی نوعیت کا واحد علمی ادارہ ہے' جس کے علم وفضل کی دھاک پوری

ıfz

دنیا پر قائم ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے فرمایا

''دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی ہے''

اگر آج روس اور امریکہ جیسی غیر مسلم قوتیں جامعہ حقانیہ کے نام سے لرزہ براندام ہیں تو اس کے پس منظر میں ایک پوری تاریخ ہے۔ ماضی قریب میں جب افغانستان کی سرزمین پر روس حملہ آور ہوا تو دارالعلوم حقانیہ میں تعلیم پانے والے اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء اور فضلاء نے روس کو ناکوں چنے چبوائے۔ روس کے خلاف جہاد افغانستان میں بنیادی اور اساسی کردار جامعہ حقانیہ ہی کا ہے۔ عالم اسلام کو طالبان جیسے درویش منش حکمران جامعہ ہی نے عطا کئے۔ جہاد افغانستان سے متعلق بڑے بڑے کمانڈر حقانیہ ہی کے فضلاء ہیں۔

استاذی الکریم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ جامعہ حقانیہ کے مہتمم بھی ہیں اور ملک کی نامور مذہبی اور سیاسی شخصیت بھی۔

جہاں تک حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی شخصیت کا تعلق ہے تو اس کا مکمل طور پر احاطہ کرنا بلاشبہ بہت مشکل کام ہے۔ اس کے لئے دفتر درکار ہیں ان کی شہرت درس و تدریس، تصنیف و تالیف، صحافت کے علاوہ خبروں، تذکروں، رپورٹوں، انٹرویوز اور مضامین کی صورت میں ملک کے اخبارات و رسائل کے صفحات پر بکھری پڑی ہے، ان میں صرف ملکی ہی نہیں غیر ملکی اخبارات و رسائل بھی شامل ہیں۔

جو لوگ مولانا سمیع الحق مدظلہ کو قریب سے جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ جب بھی اظہار حق، اعلاء کلمۃ اللہ اور دعوت اسلام کے سلسلے میں انہیں کسی بھی فورم پر بات کرنے کا موقع ملا، موصوف نے ڈنکے کی چوٹ پر اظہار خیال فرمایا اور لگی لپٹی بغیر واضح اور دوٹوک الفاظ میں اسلام اور عالم اسلام کی بھرپور ترجمانی کی۔ چنانچہ جہاد، تبلیغ، اسلامی نظام تعلیم، مدارس کا قیام و استحکام، تحریک طالبان، طالبان حکومت، طالبان طرز حکومت، ملا عمر، اسامہ بن لادن، امریکی جارحیت اتحادیوں کا جبر و استبداد، اتحادیوں کی بہیمیت و جنون اور کفر کی خود ساختہ، الوہیت پر مولانا مدظلہ نے ہمیشہ واضح اور دوٹوک موقف اپنایا اور کفر کے سینے پر ہمیشہ مونگ دَل کر تاریخی کردار ادا کیا۔

مجھ گناہ گار کے لئے انتہائی سعادت کی بات ہے، کہ مجھے نہ صرف ان سے شرفِ تلمذ حاصل

ıfz

رہا بلکہ ان کے ساتھ کام کرنے کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا۔ ان کے ظلّ عاطفت اور سایہء عافیت میں گزرے ہوئے متبرک علم ریز معارف بیز اور محبت خیز ایام کی ایک ایک بات آج تک دماغ میں تروتازہ ہے۔

اس دوران جو چیز خاص طور پر محسوس کی وہ یہ تھی کہ شب وروز کے ہمہ جہتی مشاغل علمی و دینی اور تدریسی مصروفیتیں' قومی وملی اور دینی خدمات' سیاسیات' جامعہ کے انتظامات' تصنیف وتالیف' ماہنامہ الحق اور مطالعہ کتب کی صبر آزما محنت ومشقت کے باوجود وہ بڑی مستعدی اور بیداری سے ہر ایک کی طرف حسب حال پوری توجہ والتفات' اضیاف سے ملاقاتیں اور روزانہ کے سبق میں حیرت انگیز مباحث اور علمی نکات اس شان سے بیان فرماتے ہیں کہ تھکاوٹ کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔

علاوہ ازیں متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل ہو یا جمعیت علمائے اسلام کے مسلک حقہ کے تحفظ و ترویج کے مراحل' ناموس صحابہ ؓ کا تحفظ ہو یا متحدہ سنی محاذ کے قیام کا مرحلہ' ایوانِ بالا میں شریعت بل کا معرکہ ہو یا ملک کے گلی کوچوں میں نفاذ شریعت کی عملی تحریک' اسلامی جمہوری اتحاد کی تشکیل اور استحکام کا اقدام ہو یا عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل کا قیام' ملی یکجہتی کونسل ہو یا دفاع پاکستان و افغانستان کونسل کی تشکیل' حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اس میں اصل داعی ومحرک اور مین آف دی گیم کی حیثیت سے بنیادی اور کلیدی کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ حضرت مولانا کی شخصیت میں بیک وقت ایک داعی حق' مفکر اسلام' بے مثال خطیب' سیاسی قائد اور نڈر مجاہد کی صفات موجود ہیں انکی شخصیت سیاسی وتاریخی' علمی اور ادبی ہر لحاظ سے بے حد اہم ہے

اگر ہم صرف بحیثیت ایک ادیب کے حضرت الاستاد کی شخصیت کا جائزہ لیں تو ماہنامہ ''الحق'' کے صفحات' نقوشِ آغاز' کاروانِ آخرت' اور اسلام اور عہد حاضر ان کے قلم کی جولانی کی گواہی دیتے نظر آئیں گے۔ الحق کے ان صفحات میں قاری کو ایک طرف حالات حاضرہ' مسائل دینیہ اور وقائع ملیہ پر بھرپور تبصرہ ملے گا' تو دوسری طرف ادبی چاشنی سے ذوق و وجدان کے کام وذہن کو بھی تسکین اور حلاوت ملے گی۔

جب آپ کی ادارتی تحریریں اور شذرات پر مشتمل کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی تو نہ صرف علمی دنیا میں اس کا زبردست خیر مقدم کیا گیا بلکہ ادبی اور صحافتی طبقہ نے بھی اس

کو از حد سراہا۔ یہ بیّن حقیقت ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا قلم خشک سے خشک موضوع میں بھی ادبی طراوت اور علمی تازگی پیدا کر دیتا ہے۔

اس وقت حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی عمر تقریباً ساٹھ (۶۰) سال سے زیادہ ہے لیکن ان کی مستعدی و توانائی کا یہ عالم ہے کہ ان کے شب و روز یوں گزرتے ہیں کہ صبح کو وہ اسلام آباد میں ہیں دوپہر کو لاہور میں اور شام کو کہیں کسی تقریب یا مذہبی جلسے کی صدارت کر رہے ہوتے ہیں۔ ان اسفار کے دوران وہ اپنے مدرسے سے رابطہ کر کے اہم امور کے بارے میں بات بھی کر لیتے ہیں۔ رات کو جب گھر واپسی ہوتی ہے تو نہ انکے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نظر آتے ہیں نہ پیشانی شکن آلود۔ انکے لہجے میں وہی تازگی، تکلم میں وہی روانی اور رویے میں وہی خوش خلقی جو ہمیشہ سے ان کا امتیاز ہے۔

حضرت الاستاد کی پوری شخصیت پر لکھنا میرے لئے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب سیاست دان ہیں، مجاہد ہیں، جید عالم دین ہیں، مدرس ہیں، خطیب ہیں، اعلیٰ پایہ کے ادیب ہیں، رہنما ہیں، منتظم ہیں، سیاسی بصیرت و فراست کا یہ عالم ہے کہ آج پوری دنیا کا میڈیا ان کی طرف متوجہ ہے اور ان کی سربراہی میں عالم اسلام کے دفاع کی مقدس جنگ لڑی جا رہی ہے۔ پیش نظر کتاب بھی دراصل ملت اسلامیہ اور عالم اسلام کے خلاف تمام عالم کفر کے دائر کردہ مقدمہ کی ایک جنگ ہے جو عالمی میڈیا کے ساتھ انٹرویوز اور مکالموں کی شکل میں لڑی گئی ہے۔ جس میں ملت اسلامیہ کے موقف، امریکہ اور مغرب کی جارحیت، عالم اسلام کی مظلومیت، مغرب کے آئندہ کی خطرناک منصوبہ بندی اور مذموم عزائم اور ملت اسلامیہ کی بیداری کے لائحہ عمل کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ان تمام انٹرویوز میں عالم اسلام بالخصوص افغانستان، عراق اور پاکستان کو درپیش مسائل اور موجودہ نازک صورتحال کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

ان انٹرویوز میں بظاہر تکرار اور بعض دلائل کا بار بار ذکر ہوا ہے مگر انداز استدلال، پیرایہ ءبیان اور تعبیرات مختلف ہیں جس سے قاری کیلئے دلچسپی کا وافر مواد موجود ہے۔ بعض مقامات پر تکرار ناگزیر بھی تھا، کیونکہ تمام انٹرویوز کا موضوع اور سوالات ایک ہی قسم کے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کے جوابات کی نوعیت بھی یکساں ہوگی مگر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو اللہ نے یہ خصوصیت، امتیاز اور طرز بیان میں یہ انفرادیت بخشی ہے کہ ان کے بیان اور انٹرویوز میں پڑھنے والے کیلئے لذت و چاشنی کا وافر

ifz

سامان موجود ہوتا ہے۔

درحقیقت کسی دینی زعیم کی پوری زندگی امتحانات وآزمائش کی زندگی ہوتی ہے۔ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں' ایک دینی قائد کو مخالف ہواؤں کی پرواہ کئے بغیر پورے مشن کو چلانا ہوتا ہے' مخالف ہواؤں کے چلنے پر سفینہ تمدن کا رخ' اپنے اصولی نصب العین کی جانب رکھنا ایک مشکل کام ہے۔ اور یہی مشکل کام ایک دینی قائد کی اصل ذمہ داری ہوا کرتی ہے۔ مسلمانوں پر ماضی میں کئی خوفناک دور آئے آج ایک بار پھر عالم اسلام کی کشتی بھنور میں ہے۔ صیہونی تحریک کے خطرناک لادینی عزائم پوری مسلم دنیا کو انتہائی ڈرامائی انداز میں اپنی لپیٹ میں لے چکے ہیں۔ ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ کے بعد مسلم دنیا ایک خطرناک صورت حال سے دوچار ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ امریکہ کو اس وقت پوری دنیا پر اسلحی وتکنیکی برتری حاصل ہے۔ امریکہ کے پالیسی ساز ادارے جان چکے ہیں کہ امریکہ کے لئے خطرہ صرف اسلام اور مسلمان ہیں چونکہ وہ اسلام سے بطور نظریہ اور مسلمانوں سے بطور دنیا کے چوتھائی آبادی والی اقتصادی قوت اور ماضی بعید کی شاندار تاریخی روایات سے خائف ہے' اس لئے اس نے اپنی تمام تر توجہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مبذول کر رکھی ہے۔ دراصل امریکی پالیسی ساز اداروں نے یہ طے کرلیا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمانوں کو یا تو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے یا اسلام سے اتنا دور کر دیا جائے کہ وہ صرف نام کے مسلمان رہ جائیں۔ خاص کر پاکستان بین الاقوامی سیاست اور امریکی مفادات کے حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل ہو چکا ہے۔

ایسی صورتحال میں امریکہ کیلئے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس خطہ کی سیاست میں مداخلت نہ کرے۔ یہی وہ خطرناک مرحلہ ہے جس کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قوم کو بار بار احساس دلا رہے ہیں کہ تم میدان جنگ میں ہو۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ

''اب کسی ایک قانون' کسی ایک جزئیہ' کسی ایک عنوان یا کسی ایک مشن' کسی ایک مسئلہ اور ملت کے کسی ایک عضو واندام کی حفاظت کی بات نہیں اب تو امت کی سالمیت کا مسئلہ ہے' دشمن پوری قوت سے ملت مسلمہ کو ڈائنامیٹ کر دینا چاہتا ہے''

دنیا کی تمام طاقتیں اس بات پر متحد ہوگئی ہیں کہ اسلام کو بہرحال پنپنے نہیں دینا۔ امت مسلمہ کو جدید عالمی تبدیلیوں کے بڑے بڑے ہولناک چیلنجوں کا سامنا ہے۔ امریکہ' روس' چین' جاپان' برطانیہ اور پوری دنیائے کفر عالم اسلام کی بیداری کی نئی لہر سے خائف اور لرزاں وترساں ہیں۔

آج امریکی جارحیت کے مقابلے میں کھڑے ہونے کے لئے جس ایمان وشعور کی ضرورت ہے اسے عوام الناس میں ابھارنے کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق نے ایک عظیم جہادی اور انقلابی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ مولانا نے اپنے سامعین اور مخاطبین میں مایوسی کے بجائے حوصلہ اور ہمت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اسلامی دعوت' خالص اسلامی طرز سیاست اور دینی قیادت کا علم ہاتھ میں لیا شکستہ دل مسلمانوں کو غلبہ اور فتح ونصرت کی نوید سنائی ہے۔

حضرت مولانا کے نزدیک بحیثیت مسلمان کے جو مقام ایک پاکستانی کا ہے وہی مقام افغانی' ایرانی اور عراقی مسلمان کا بھی ہے وہ اسلام ہی کو رشتہ وحدت کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ فلسطین کا مسئلہ ہو یا تحریکِ آزادیٔ کشمیر کی جدوجہد' سقوط کابل کا المیہ ہو یا عراق کے مسلمانوں کی حالت زار وہ سب کے لئے برابر تڑپتے ہیں۔ دعائیں کرتے اور اپنے رب کے حضور گڑگڑاتے ہیں اے بارالہٰ! مسلمانوں کی حالت زار پر رحم فرما۔ امت مسلمہ کی حفاظت فرما۔ وہ اپنے خطابات' تقاریر' انٹرویوز میں مسلمانوں کو بیداری کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔

کانٹا لگے کسی کے تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

جہاد افغانستان اور طالبان کی تعلیم وتربیت' تشکیل اور نفاذِ شریعت حضرت مولانا سمیع الحق کی سیرت وکردار کا سب سے زیادہ روشن باب ہے' شیخ الحدیث محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور ان کے پرعزم جواں ہمت فرزند و جانشین حضرت مولانا سمیع الحق نے عظمت اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لئے جو قربانیاں دیں ہیں وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ جہاد افغانستان میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے تاریخی کردار کے تاریخی حوالوں سے چند اہم اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

ifz

☆ جون ۱۹۸۱ء میں جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کا ایک مثالی اجلاس منعقد ہوا، جسمیں ملک بھر سے ارباب مدارس، علماء کرام اور مہتممین مدارس اور کئی ایک اہل علم وفکر نے بحیثیت ارکان ومندوبین بہت بڑی تعداد میں شرکت کی، مجلس کی پہلی نشست میں افغانستان کے حالات وواقعات پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ایک قرارداد پیش کی جسے تمام شرکاء نے بڑے جوش اور ولولہ سے متفقہ طور پر منظور کیا، یہ ملک بھر کے اہل حق علماء، صلحاء اور اہل مدارس کا ایک متفقہ موقف تھا۔ قرارداد میں افغانستان میں برسر پیکار علماء ومشائخ، طلبہ مدارس دینیہ اور مجاہدین کرام کی جانثاری وجاں سپاری کو شاندار خراج تحسین پیش کیا گیا اور یہ بھی کہ وفاق المدارس العربیہ کا یہ اجلاس اس جہاد کو عظیم اسلامی جہاد قرار دیتے ہوئے شہداء کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

☆ افغانستان کی سرزمین سے روس کی پسپائی اور واپسی طے ہونے کے بعد کی صورتحال اور مستقبل کے حالات پر غور وخوض کی ضرورت پیش آئی کہ پاکستان نے مسلسل آٹھ سال تک ایک سپر پاور اور ظالم وجارح کے مقابلہ میں مظلوم ومجروح قوم کا بھرپور ساتھ دینے کی جو شاندار نظیر قائم کی ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اب پاکستان بھی سرخرو ہو اور اس کی کاوشیں، افغان مجاہدین کی فتح مندی اور افغان مہاجرین کی باعزت وطن واپسی کا ذریعہ بن سکیں۔ چنانچہ وزیراعظم پاکستان نے اس اہم مسئلہ کی نزاکت واہمیت کے پیش نظر متفقہ قومی موقف اختیار کرنے کی غرض سے ایم آر ڈی سمیت ۱۹ سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی آل پارٹیز گول میز کانفرنس بلائی، جس میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، کو بھی وزیراعظم کا دعوت نامہ پہنچا، تو جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ نے گول میز کانفرنس میں اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر مولانا کی شرکت ضروری سمجھتے ہوئے انہیں شرکت پر آمادہ کرلیا۔

☆ یہ گول میز کانفرنس ۵ اور ۶ مارچ ۱۹۸۸ء دو روز تک جاری رہی، حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، نے وزیراعظم کی موجودگی میں اپنے خطاب میں جینوا معاہدہ پر دستخط کرنے کی سخت مخالفت کرتے ہوئے اسے افغان شہداء کے خون سے استہزاء قرار دیا کہ جینوا معاہدہ کا روسی فوجوں کی واپسی سے کوئی تعلق نہیں ہے فوجوں کی واپسی کا فیصلہ روس نے افغانستان میں اپنی ناکامی، مجاہدین کی ناقابل شکست مزاحمت، مقبوضہ مسلم علاقوں میں بیداری کی لہر، بین الاقوامی سطح پر ذلت ورسوائی، بڑھتی ہوئی

ifz

مذمت اور افغانستان کی بلاجواز جنگ کے داخلی نتائج اور گورباچوف کی نئی خارجہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ لہذا پاکستان کو موجودہ حالات میں جنیوا معاہدہ پر دستخط کر کے بلاوجہ ایک مضبوط حلیف قوت افغان مجاہدین کی ناراضگی ہرگز مول نہیں لینی چاہیئے' جہاں تک امریکہ کی پالیسی کا تعلق ہے تو امریکہ اپنی نئی پالیسی سے ایک تیر سے دو شکار کھیلنا چاہتا ہے اور دو طرح کے فائدے حاصل کرنا چاہتا ہے' ایک افغانستان سے روسی فوج کا انخلاء اور دوسرا افغان مجاہدین کی آزاد اور اسلامی حکومت کے قیام میں رکاوٹ۔ امریکہ سمیت دنیا کی سوشلسٹ' کمیونسٹ اور لادین حکومتیں بظاہر افغانوں کی حمایت کے باوجود وہاں پر آزاد اسلامی ریاست کا قیام ہرگز نہیں چاہتیں۔

پاکستان کی بقاء اور سلامتی اس میں ہے کہ پڑوس میں خالص آزاد اسلامی ریاست کا قیام ہو' اگر امریکہ' روس گٹھ جوڑ کو تسلیم کرلیا گیا تو یہ 13 لاکھ شہداء کے خون سے تمسخر کرنا ہوگا۔ ہمارے لئے افغانستان میں مضبوط' مستحکم اسلامی حکومت ایک بہترین پڑوسی ثابت ہوسکتی ہے۔ جو معاہدہ افغان مجاہدین کی کامیابی اور ان کی خواہشات کے مطابق اسلامی ریاست کی تشکیل اور افغان مہاجرین کی پرامن واپسی کی ضمانت نہ دے وہ افغانستان کو خانہ جنگی میں دھکیل دے گا۔ اور پاکستان کو بھی لے ڈوبے گا۔

☆ گول میز کانفرنس میں صرف اس موقف کی مدلل وضاحت پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس موقف کو منوانے' اس میں وزن ڈالنے اور مؤثر بنانے کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ' کی تحریک وتجویز پر قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ نے 12 مارچ 1988ء بروز ہفتہ تمام دینی ' مذہبی جماعتوں کے قائدین' ملک کے ممتاز سکالرز' دانشور' سیاسی مدبرین' ارباب علم وفضل اور ذی رائے ارباب علم وبصیرت کا جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی میں ایک نمائندہ اجلاس طلب کیا' جس میں ملک کی تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور شرکاء اجلاس نے اس موقف کی بھرپور تائید کی اور حکومت پر واضح کیا کہ اس واضح اور ٹھوس لائحہ علم سے سرِ مو انحراف بھی مستقبل کے بھیانک خطرات اور ملکی سالمیت کی بچکولے کھاتی نیّا کو لے ڈوبنے اور اجتماعی ہلاکت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

☆ 18 اپریل 1988ء حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ' نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے جنیوا معاہدہ کے حوالہ سے تاریخی خطاب میں اس معاہدہ کے پس منظر میں سازشی کردار' مغربی استعمار

ifz

کے سازشی عناصر' معاہدہ کے مضمرات' نقصانات' افغان شہداء کے خون کے ساتھ استہزاء اور جہاد کو تاراج کر دینے والے تمام محرکات' کو آشکارا کیا' کابل اور اسلام آباد کے درمیان ہونے والے اس معاہدہ کو روس کے لئے افغانستان میں بیٹھے رہنے کی ضمانت اور تحفظ جبکہ پاکستان کے لئے دوسرے معاہدہ تاشقند سے تعبیر کیا اور اسے اپنی جیتی ہوئی جنگ ہارنے کے مترادف قرار دیا۔

☆ 22 ستمبر 1988ء ہفت روزہ تکبیر کے مدیر شہیر محمد صلاح الدین شہیدؒ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال پر اپنی ادارتی تحریر میں لکھا ''برصغیر کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کا انتقال پرملال ملت اسلامیہ کے لئے صدمہ عظیم ہے' وہ معمول کے حجرہ نشین عالم دین نہیں تھے' بلکہ انہوں نے بڑی بھرپور زندگی گزاری' پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر مولانا عبدالحقؒ نے دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس کر کے جو شمع ہدایت روشن کی تھی اس کی تنویر سے ایک عالم منور ہو رہا ہے' افغانستان میں اسلامی فکر کی اشاعت و ترویج کی تحریک برپا کر کے داؤد حکومت کو چیلنج کرنے والے اور سوویت یونین کی افواج قاہرہ سے برسر پیکار مجاہدین کا شمار بھی مولانا عبدالحقؒ کے تلامذہ اور دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل علماء کرام سے ہوتا ہے۔

☆ یکم مارچ 1989ء جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کے اختتام پر ختم بخاری شریف کی تقریب کے موقع پر جامعہ کے چانسلر مولانا سمیع الحق مدظلہ' کی دعوت پر عرب علماء اور سکالرز کے ایک نمائندہ وفد نے بھی اس تقریب کو رونق بخشی' وفد کے قائد جناب الشیخ علامہ محمد محمود صواف اور الشیخ علامہ عبدالمجید زندانی نے اپنی تقاریر میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمات اور جہاد افغانستان میں کردار پر اپنی خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے اسے شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

☆ 2 جون 1989ء رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری الشیخ دکتور عبداللہ عمر نصیف اور افغان عبوری حکومت کے صدر پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی مرکز علم جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے' جمعہ کے اجتماع سے خطاب میں الشیخ عبداللہ عمر نصیف نے کہا کہ اس بات پر بے حد مسرت ہوتی ہے کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ جہاد افغانستان کی حمایت میں پورے اخلاص سے حصہ لے رہا ہے۔اور جامعہ کے افغانی فضلاء' اساتذہ' اور طلبہ اس عظیم جہاد میں بھرپور نمائندگی اور قیادت کا مرکزی کردار ہیں' اور مجھے یہ جان کر بھی بہت مسرت ہوئی ہے کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا افغان قائدین' مجاہدین اور مسلمانوں کی

ıfz

صفوں کے اندر اتفاق واتحاد قائم کرنے کے سلسلہ میں بھی بڑا حصہ اور اہم کردار ہے' پوری امت مسلمہ ایسے عظیم جامعات کی طرف محتاج ہے' جو مسلمانوں میں وحدت پیدا کریں' صہیونی و یہودی سازشوں' مسلمانوں میں نفاق کی مذموم کوششوں اور اسلامی بھائی چارہ میں افتراق و انتشار کی کاروائیوں کی مدافعت اور بھرپور مقابلہ کیلئے اپنا کردار ادا کریں اور اسلامی تشخص کے بچاؤ اور حفاظت کا اہتمام کریں اور یہ کام جامعہ دارالعلوم حقانیہ جیسے مثالی جامعات اور ادارے ہی کر سکتے ہیں

صدر افغانستان پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی نے روس کے خلاف افغان جہاد کی سرپرستی' بھرپور تعاون اور نصرت وحمایت پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اور رئیس الجامعہ مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے افغان قوم کی طرف سے بھرپور ہدیہ تشکر وامتنان پیش کیا۔

☆ بیسویں صدی عیسوی کا سب سے بڑا المیہ غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان میں روس کی بربریت' بہیمیت اور سفا کی ہے' تاہم افغان مجاہدین کے مسلسل جہاد' عزم وہمت' شوق شہادت' جوشِ ایمان اور بے مثال استقامت نے روس کو ذلیل ترین پسپائی اور افغانستان سے نکل جانے پر مجبور کردیا' جب فتح وانقلاب کا حساس اور نازک ترین مرحلہ قریب آ گیا تو الکفر ملۃ واحدہ کی صورت میں اسلام دشمن قوتیں یکجا ہو گئیں' اور سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہاں اسلامی انقلاب نہ ابھرنے پائے اور انقلاب کی تکمیل سے پہلے پہلے دینی قوتوں کو مفلوج' مجاہدین کو منتشر اور ان کے روشن مستقبل کو تاریک بنا دیا جائے۔ اس نازک صورت حال میں قربانیوں کا ثمرہ حاصل کرنے کے لئے اور دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنا کر اپنا مقصود حاصل کرنے کیلئے جہاں افغان قائدین اور علماء کو فہم و فراست اور تدبر و ہوش مندی سے کام لینا تھا' وہاں پاکستانی علماء کا بھی اس حوالہ سے اہم اور تاریخی کردار تھا۔ سیاسی اثر ورسوخ رکھنے والی دینی قوتوں اور سیاسی رہنماؤں نے اس حوالہ سے اپنا بھرپور کردار ادا کیا' حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ نے اس موقع پر لندن اور شکاگو میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں کے لئے سفر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سارقین ختم نبوت کے تعاقب کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کے اہم ترین مسئلہ جہاد افغانستان کے لئے بھی اپنی خاموش سفارتی مہم جاری رکھی' اسی اہم مقصد کی غرض سے انہوں نے امریکہ میں کانگریس اور سینٹ میں ری پبلکن ڈیموکریٹک پارٹی کے

ifz

اہم ارکان سینٹر گارڈن ہمفرے اور کانگریس میں بیل مکالم اور مسٹر چارلس ولسن سے الگ الگ تفصیلی ملاقاتیں کیں' اس کے علاوہ وہ امریکی وزارت خارجہ کے جنوبی ایشیاء کے نائب وزیرخارجہ مسز شیفر سے بھی ملے' ان ملاقاتوں میں مولانا سمیع الحق مدظلہ نے افغانستان کے بارے میں امریکہ کی بدلتی ہوئی پالیسیوں اور مجاہدین کی راہ میں پیدا کی جانے والی دشواریوں سے انہیں اپنے خدشات اور تشویش سے آگاہ کیا' اس صدی کے طویل اور عظیم جہاد اور جنگ آزادی کو سبوتاژ کرنے سے خود امریکہ کے حق میں بھی مستقبل کے بھیانک خطرات سے انہیں آگاہ کیا' پاکستان اور افغانستان کی حساس جغرافیائی پوزیشن کی بنا پر امریکہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ' نے ان پر واضح کیا کہ پاکستان کا مسئلہ صرف روس کی واپسی نہیں بلکہ تیس لاکھ افغان مہاجرین کو باعزت طور پر واپس جانا ہے' وہاں کے ان ارکان نے مولانا کا موقف نہایت غور اور دلچسپی سے سنا اور یقین دلایا کہ آپ کے خیالات اور جذبات اور بعض اہم امور کے بارے میں مفید تجاویز سے پارلیمنٹ کو بھی آگاہ کردیں گے۔ اس موقع پر وائس آف امریکہ نے پاکستان اور افغانستان کی تازہ صورتحال سے متعلق مولانا سمیع الحق مدظلہ کا ایک اہم انٹرویو بھی نشر کیا۔

☆ واشنگٹن میں ان اہم ملاقاتوں اور مذاکرات کے علاوہ بھی وہاں کے مسلمانوں کی مختلف سیاسی وسماجی اور دینی تنظیموں کی طرف سے مختلف شہروں میں کئے جانے والے استقبالیوں میں شرکت کی۔ مرکزی اسلامک سنٹر آرلنگٹن میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ نیویارک میں بھی استقبالیہ تقریبات میں شرکت کی۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ' نے ان اجتماعات میں بھی مسلمانوں کو امریکہ اور یورپ میں عالم اسلام بالخصوص پاکستان اور جہاد افغانستان کیخلاف سرگرم عمل لابیوں پر کڑی نگاہ رکھنے کی تلقین کی اور انہیں ملک اور عالم اسلام کے خلاف امریکہ اور برطانیہ میں کی جانے والی سازشوں سے باخبر رہنے اور اپنا کردار ادا کرنے پر زور دیا۔ اس سے قبل مولانا سمیع الحق مدظلہ نے برطانیہ کے مختلف شہروں کا دورہ کیا' اکتوبر کے آغاز میں ویمبلے ہال لندن میں پانچویں سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے علاوہ برمنگھم' شیفلیڈ' مانچسٹر اور گلاسکو میں مختلف جلسوں سے خطاب کے دوران اس امر پر زور دیا کہ دنیا بھر میں رہنے والے پاکستانیوں کو اپنے ملک کی نظریاتی سرحدوں اور اسلامی تشخص کے تحفظ کی جدوجہد میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہیئے' انہوں نے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

کہ عالمی استعماری قوتیں پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے اور اسے ایک سیکولر ریاست بنانے پر تلی ہوئی ہیں، اور ان کی ایجنٹ لابیاں پاکستان میں مسلسل سرگرم عمل ہیں۔ کمیونسٹ اور مغربی طاقتیں دونوں عالم اسلام میں اسلامائزیشن کی ابھرتی ہوئی تحریکات سے خوفزدہ ہیں، اور نفاذ اسلامی کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کیلئے سازشیں کر رہی ہیں۔ افغان مجاہدین نے اپنے وطن کی آزادی اور پاکستان کی سالمیت کی جو جنگ لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں سے جیتی ہے، آج اسے سازشوں کے ساتھ شکست میں تبدیل کیا جا رہا ہے، اور اس گھناؤنی سازش میں واشنگٹن، اسلام آباد اور ماسکو کے درمیان خفیہ گٹھ جوڑ ہو چکا ہے، ایسے حالات میں یہاں رہنے والے مسلمان اپنے اثر ورسوخ، تعلقات اور عمل و کردار سے موثر کام کر سکتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ جس طرح آپ حضرات علمی، دینی، مذہبی اور تبلیغی امور میں خلوص و لگن سے مصروف عمل رہتے ہیں، اسی طرح پاکستان، افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک کی بہتری او خیر خواہی میں بھی کسی بھی ممکنہ کوشش اور مساعی سے دریغ نہیں کریں گے۔

☆ 27 اپریل جمعیت علماء اسلام کے صوبائی کنونیشن لاہور میں فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی مہمان خصوصی تھے، اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر خصوصیت سے شریک ہوئے تھے، اپنے خطاب میں فرمایا کہ میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور آپ کے رفقاء جنہوں نے ہر میدان میں بالخصوص مجاہدین اور مہاجرین کے ساتھ نصرت وتعاون اور سرپرستی کی، روس کے خلاف افغان جہاد کے حق میں آواز بلند کی، مالی، جانی، اور سیاسی و اخلاقی مدد کی ان سب حضرات کی جملہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے، افغان قوم کی جانب سے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جمعیت علماء اسلام، اس کے ارکان، سربراہ اور ہمارے اساتذہ بالخصوص مولانا سمیع الحق مدظلہ، پاکستان میں اور عالم اسلام میں دینی اور قومی وملی اعتبار سے جو خدمات انجام دے رہے ہیں وہ بے ریا اور بے لوث خدمات ہیں، انہوں نے ہمیشہ روسی جارحیت کے خلاف آواز اٹھائی، افغان جہاد کی حمایت کی، انہوں نے اس عظیم اور خالص اسلامی جہاد کو پوری دنیا میں متعارف کرایا، مجھے دارالعلوم حقانیہ اور اپنے شیخ ومربی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ سے نسبت پر فخر ہے، اور یہ سب اسی نسبت کی برکتیں ہیں کہ اللہ پاک نے ہمیں توفیق دی اور ہم سکوت، قعود اور مداہنت سے بچ کر جابر وظالم اور بڑے کافر اور ملحد کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور بزعم خود سپر پاور کے مقابلہ میں توپوں، ٹینکوں اور جہازوں کی بمباری کے سامنے سینہ سپر

ہو گئے۔اور اللہ پاک نے کمیونزم کو نہ صرف یہ کہ افغانستان اور روس میں شکست دی بلکہ اسے پورے عالم اسلام میں رسوا کر دیا۔

☆ جہاد افغانستان کی کامیابی' کابل کی فتح' افغان عبوری حکومت کی تشکیل' افغان قیادت کا اتفاق' انتقال اقتدار' امور حکومت کے نظم ونسق کا کنٹرول' حالات کی بہتری' امن وامان میں پیش رفت' یہ سب دین اسلام کی حقانیت کا ثبوت تھا۔جسے مسلم دنیا سمیت عالم کفر کی بڑی طاقتیں بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکی تھیں فتح کابل کے آخری' نازک وحساس مرحلہ پر انتقال اقتدار کے انتظام کا جب بحران پیدا ہوا تو مرکز علم جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مدیر مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اپنی تمام تر مصروفیات و مشاغل ترک کر کے افغان اتحاد' انتقال اقتدار کے انتظامی فارمولے اور مستقبل کے افغانستان کو باہمی خانہ جنگی اور تقسیم کے شیطانی منصوبہ کے ناکام کرنے میں خالص دینی اور اسلامی نقطہ نظر سے بھرپور کردار ادا کیا' جہاد کی مرکزی قیادت سے رابطہ کیا' ان کے حالات اور نقطہ نظر کو سمجھنے کے بعد ۱۹ اپریل کو وزیر اعظم پاکستان کی پشاور میں افغان رہنماؤں کے ساتھ 7 گھنٹے کے طویل مذاکرات میں بھرپور دلچسپی لی جس سے وزیر اعظم سمیت افغان زعماء بھی متاثر ہوئے۔

☆ 20 اپریل کو رابطہ عالم اسلامی اور سعودی عرب وفد کے ارکان علامہ محمد صواف' شیخ عبداللہ الزائد' ڈاکٹر محمد زبیر پر مشتمل قافلہ کی معیت میں ایک بار پھر افغان قیادت سے رابطہ اور مخلصانہ مساعی کی بحمد اللہ ثمر آور اور قومی وملی اور افغان عوام کے مستقبل کے لحاظ سے بے حد مفید مذاکرات ہوئے۔جب حالات فیصلہ کن اور بے حد نازک مرحلہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے تمام کام و آرام چھوڑ کر محاذ جنگ کے تمام حقانی فضلاء' حلقہ اثر کے علماء' افغان مجاہدین کے مرکزی زعماء سے رابطے اور صلاح ومشورے کئے اور افغان قیادت کو کسی ایک فارمولا پر متحد کرنے کی مساعی تیز کر دی۔

☆ 26 اپریل 1992 کو پاکستان اور افغانستان کے اکابر علماء' اساتذہ علم اور مشائخ کا مشترکہ اجلاس جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں بلایا' جس میں بلالحاظ جماعتی وابستگی کے ایک ہزار سے زائد علماء اور مشائخ نے شرکت کی جسمیں افغانستان میں فوری جنگ بندی کی اپیل کی گئی اور مسلمانوں کے باہمی قتال کو جرم قرار دیا گیا' اور جید علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے دوسرے روز افغان علماء' مشائخ اور مرکزی قیادت کے اہم رہنماؤں سے مل کر مثبت کام کیا جنگ بندی ہو گئی' افغان عبوری کونسل نے

ıfz

اقتدار سنبھالا تو دوسرے روز وزیر اعظم کی معیت میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تمام خطرات او راندیشوں کو بالائے طاق رکھ کر کابل کا دورہ کیا' آزاد کابل کی جامع مسجد میں سجدۂ شکر بجالائے' افغان زعماء کے ساتھ مذاکرات اور مشاورت کی اور کابل اور اس کے گردونواح میں فوجی قیادت کرنے والے دارالعلوم حقانیہ کے افغانی فضلاء سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔

☆ 5 مئی 1992 وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے ٹی وی اور ریڈیو پر قوم سے اپنے نشری خطاب میں کہا "افغانستان اور پاکستان کے ممتاز علماء اور رہنماؤں خصوصاً جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی وشیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے جہاد افغانستان میں کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں' ان کی تقلید میں اب ان کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق مدظلہ کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں۔

☆ بدلتی ہوئی عالمی صورتحال' جہاد افغانستان' امریکہ واقوام متحدہ کے مذموم عزائم اور پاکستان کی بدلتی ہوئی افغان پالیسی کے بارے میں لائحہ عمل' خود افغان قیادت میں بُعد اور فاصلوں کو کم کرنے کی پیش رفت کا جائزہ لینے کے سلسلہ میں جنوبی ایشیا کے اہم علمی و دینی مرکز دارالعلوم حقانیہ میں جہاد افغانستان کے تمام مرکزی قائدین سمیت جمعیت علماء اسلام کے اکابرین' وزیر اعلیٰ سرحد' وفاقی وزیر اعجاز الحق اور اجلاس کے داعی ومحرک سینیٹر مولانا سمیع الحق مدظلہ کا 14 فروری کو ایک میز پر اکٹھے بیٹھ کر باہمی مشاورت' جہادی امور اور بین الاقوامی صورتحال پر تبادلہ خیال اور اتحاد کے استحکام کے سلسلہ میں بنیادی امور پر گفت وشنید جس خوشگوار ماحول اور پر اعتماد فضا میں ہوئی اس کو مستقبل کے افغانستان میں گول میز کانفرنس اور جنیوا معاہدہ کی طرح تاریخ میں ایک فیصلہ کن موڑ قرار دیا گیا۔

افغان رہنماؤں کے باہمی تبادلہ خیال کی پہلی نشست ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی قیام گاہ پر بند کمرے میں ہوئی' جس میں مرکزی زعماء جہاد اور پارٹی سربراہوں کے علاوہ مولانا سمیع الحق مدظلہ' مولانا قاضی عبداللطیف' سعودی عرب کے سفیر الشیخ محمد یوسف المطبقانی' وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق' اور فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی شریک ہوئے۔

دوسری نشست نماز جمعہ سے قبل کی تھی جو بغیر کسی پیشگی تشہیر' اخباری خبر' بغیر کسی اشتہار واعلان کے ایک عظیم الشان جلسہ عام کی شکل اختیار کر گئی' تقریریں ہوتی رہیں' تبادلہ خیالات ہوئے اور

ifz

دارالعلوم حقانیہ میں منعقدہ اس عظیم اجتماع میں افغان قیادت کے تمام رہنما' سعودی سفیر' حکومت پاکستان کے مرکزی وصوبائی وزراء' مختلف سیاسی جماعتوں کے زعماء اور سینکڑوں علماء ومشائخ بڑے جوش اور ولولے سے اس بات پر متفق رہے کہ روس کے زوال کے بعد افغانستان میں امریکی مداخلت کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا' یہ ایک متفقہ عالمی استصواب رائے ہے کہ دنیا بھر کے اہل حق علماء افغان رہنما اور ملک وملت کے زعماء نئے عالمی نظام' اس کے علمبرداروں' ہمنواؤں او رگماشتوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے خدا کرے کہ پاکستان کی حکومت کے ارباب بست وکشاد اپنے مفادات اور ذاتی اغراض سے ہٹ کر خالص انسانی' اخلاقی اور دینی نقطہ نظر سے سوچ کر وہی فیصلہ کرسکیں جو قرآن وسنت' تعلیمات نبویؐ اور اسلامی ہدایات کے عین مطابق ہو۔

تیسری اور آخری نشست میں تقریب کے میزبان' جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے افغان زعماء' قومی رہنماؤں اور تمام حاضرین ومتعلقین کی والہیت اور خلوص اور جذبہ شوق سے بھرپور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔انہوں نے جہاد افغانستان کے سلسلہ میں دارالعلوم حقانیہ کے مرکزی کردار' افغان قائدین کے دارالعلوم سے ارتباط وتعلق خاطر' کارناموں اور دارالعلوم کے فضلاء اور افغان جہاد کے شہداء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا' انہوں نے کہا کہ دنیا کی تمام طاقتیں اس بات پر متحد ہوگئی ہیں کہ اسلام کو بہرحال پنپنے نہیں دینا۔وہ نہ جمہوریت کی دلدادہ ہیں اور نہ کسی دوسرے نظام کی' وہ اسلام ہی کو اپنے وجود کے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتی ہیں۔الجزائر' کشمیر' فلسطین' وسطی ایشیا' کی نو آزاد مسلم ریاستیں اور افغانستان' غرض جہاں کہیں بھی اسلام کے ابھرنے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں' باطل کی تمام طاقتیں اسے روندنے اور کچلنے کے لئے متحد ہوجاتی ہیں۔امت مسلمہ کو جدید عالمی تبدیلیوں کے بڑے بڑے ہولناک چیلنجوں کا سامنا ہے' امریکہ' روس' چین' جاپان' برطانیہ' اور دنیائے کفر کے تمام علمبردار عالم اسلام کی بیداری کی نئی لہر سے خائف اور لرزاں وترساں ہیں' دنیا جانتی ہے کہ روس جیسی' ناقابل شکست سپر پاور کے ساتھ' دارالعلوم حقانیہ میں پڑھنے والے اور عوام کے چندوں اور لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے طلباء اور فضلاء اور یہاں کے فارغ التحصیل علماء اپنے سروں کو ہتھیلی پر رکھ کر ٹکرا گئے' اللہ نے ان کی جرات وبہادری کی لاج رکھ لی' کوئی چاہے یا نہ چاہے' اللہ نے بہرحال یہی چاہا کہ ان بے سروسامان' آلات حرب اور ظاہری جنگی اسباب سے بے

نیاز علماء وطلباء کے ہاتھوں روس کو تاراج کر دیا۔

مولانا سمیع الحق مدظلہ نے کہا کہ جہاد افغانستان کے ثمرات ایک عظیم اسلامی انقلاب پر منتج ہو رہے ہیں' انہوں نے حکومت پاکستان کی افغان جہاد کے بارے میں تبدیل ہونے والی پالیسی پر شدید نقطہ چینی کی اور اسے اسلام' شہدائے جہاد اور ملت اسلامیہ کے ساتھ غداری قرار دیا' انہوں نے کہا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے پڑوس میں ہمیں مضبوط اور مستحکم اسلامی افغانستان نہ مل سکا تو پاکستان کی سالمیت کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

آج پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی فکر سلیم' سیاسی بصیرت اور دوررس نگاہوں نے جن خطرات سے حکمرانوں کو آگاہ کیا تھا آج وہ پیش گوئیاں من وعن صحیح ثابت ہو رہی ہیں۔

☆ جب افغانستان سے روس کے انخلاء کے بعد مجاہدین تنظیموں کو باہم دست وگریبان کر کے افغانوں کا ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل عام کرایا گیا' اللہ نے شہداء جہادِ افغانستان کے خون کی لاج رکھتے ہوئے طالبان کی صورت میں ایک گروہ کو قیام امن کا داعی اور باعث رحمت بنا کر بھیجا' طالبان تحریک ایک مستقل موضوع ہے۔ جب ان مجاہدین کی پوری تاریخ مرتب ہوگی تو 80 فیصد کا تعلق اور رشتہ تلمذ حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق سے ثابت ہوگا۔ طالبان آئے تو ظلم وستم کی چکی میں پسی ہوئی قوم نے بغیر کسی مزاحمت کے انہیں اپنا نجات دہندہ سمجھ کر شہروں کے دروازے کھول دیئے۔ اور لوگوں سے امداد پر پلنے والے یہ درویش آہستہ آہستہ پورے افغانستان پر قابض ہو گئے۔ اور نفاذ اسلام کا پرچم لہرادیا۔ انہوں نے ایسا مثالی امن قائم کیا جس کا تصور بھی موجودہ دور میں ناممکن تھا۔

قرون اولیٰ کے دور کی یادیں تازہ ہوئیں طالبان نے اسلام کے عادلانہ نظام کا عملی نفاذ کر کے پوری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ اس گئے گزرے دور میں بھی مثالی اسلامی حکومت قائم کی جاسکتی ہے۔ جس وقت طالبان کا نام لینا سیاسی خودکشی کے مترادف تھا۔ حضرت مولانا سمیع الحق نے طالبان کے لئے جامعہ حقانیہ کے دروازے کھول دیئے اور پورا جامعہ ان کے مشن موقف اور کردار کی ترجمانی کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت مولانا سمیع الحق نے طالبان کے موقف کی کھلے عام ترجمانی

ıfz

کی اور کھلے عام مجاہدین لیڈروں بشمول اسامہ بن لادن کے ساتھ اپنے روابط کا اظہار واعتراف کیا۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو جامعہ حقانیہ کی طرف سے اعزازی ڈگری دی امریکہ اوراس کے گماشتوں کو برسر عام للکارا۔فتویٰ جہاد کی ڈنکے کی چوٹ حمایت کی ۔ان لوگوں کے فتویٰ جہاد کو پوری قوم کی ترجمانی قرار دیا۔اس سلسلے میں کوئی لالچ کوئی جبر واستبداداور کوئی ہتھکنڈا انہیں اپنے موقف سے نہیں ہٹا سکا۔

☆ افغانستان میں تحریک طالبان کے قائدین اور مرکزی رہنماؤں کی اول روز سے ہی یہ کوشش تھی اور بھرپور خواہش واصرار تھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ' اپنے تلامذہ' جامعہ حقانیہ کے فضلاء ،مخلصین طلباء اور تحریک طالبان کے زعماء کی حوصلہ افزائی کے لئے افغانستان کا دورکریں' اور بچشم خود تحریک کی پیش رفت' قیام امن کے مناظر اور نظام اسلامی کی برکات وثمرات کا مشاہدہ کریں۔مولانا مدظلہ' طالبان کی جہادی وانتظامی امور میں ہمہ وقتی مصروفیات اور اپنے دورہ سے ان کے کام اور نظام میں خلل اندازی کا احساس کرتے ہوئے اس دورہ کے لئے وقت نکالنے پر تیار نہیں ہورہے تھے مگر جب بین الاقوامی سطح پر مغربی طاقتوں' دین دشمن قوتوں اور مغربی لابی کے گماشتوں نے طالبان مخالفت اور اسلام دشمنی میں اپنی خصوصی مہم شروع کی تو مولانا نے ان حالات میں اصل حقائق پوری دنیا پرواضح کرنے اور مغربی اسلام دشمن پروپیگنڈہ کا توڑ کرنے کے لئے دوراستوں کا انتخاب کیا۔

ا۔ پاکستان کے ایوان بالا سینٹ میں اسلام کی عظمت وسربلندی کیلئے آواز اٹھانے کے ساتھ ساتھ اخبارات ورسائل اور میڈیا کے ذریعے طالبان کے نافذ کردہ اسلام اور امن وامان کی مثالی کارکردگی کی حمایت کرنے میں الحمدللہ مولانا نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اوراس میدان میں تاریخی کردار رادا کیا۔

۲۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ فوری طور پر دورہ افغانستان کے لئے کمربستہ ہوئے اس میں تحریک طالبان کے سرکردہ قائدین کی دیرینہ خواہش اور تمنا کی تکمیل اور عالمی سطح پر اسلام اور طالبان کے خلاف جاری غلط پروپیگنڈہ کا توڑ اور اصل حقائق آشکار کرنے جیسے عظیم مقاصد کارفرما تھے۔

☆ 18 اگست کو مولانا سمیع الحق مدظلہ اپنے رفقاء کے ہمراہ اسلام آباد سے کوئٹہ پہنچے۔ ائیرپورٹ پر سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین میر عبدالجبار' علماء ومشائخ اور بہت بڑی تعداد میں عوامی

ıfz

نمائندوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ جماعتی رہنماؤں سے ملاقات وی آئی پی لاؤنج میں ہوئی افغانستان کے طالبان نمائندگی کوئٹہ دفتر میں طالبان حکومت کے نمائندوں نے مولانا سے ملاقات کی۔ اس دورہ کا سن کر چاروں صوبوں سے علماء اور وفود کوئٹہ پہنچنے لگے اگر چہ اس دورہ کو عام معمول کا سفر قرار دینے پر زور دیا گیا تھا' تاہم خبر ملتے ہی وفود آنے لگے اور کوئٹہ میں مختلف مقامات پر انہیں ٹھہرانے کا اہتمام کیا گیا۔ طالبان تحریک کے حوالے سے احقر بھی حضرت الاستاذ کی معیت میں شریک سفر رہا۔ طالبان دورِ حکومت میں یہ احقر کا پہلا سفر تھا۔

☆ مولانا سمیع الحق مدظلہ کی قیادت اور افغان رہنماؤں کی معیت میں دسیوں گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ کوئٹہ سے چمن کے لئے روانہ ہوا۔ چمن کے علماء و مشائخ' طلبا و معززین شہر' مذہبی و سیاسی جماعتوں کے کارکنوں اور اہم شخصیات نے شاندار استقبال کیا۔ اس موقع پر مولانا سمیع الحق مدظلہ' نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔ افغانستان کے سفر کی وجہ سے زیادہ دیر رُکنے سے معذرت کرتے ہوئے آئندہ تفصیلی دورہ چمن کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اس موقع پر اہل چمن' عامۃ المسلمین اور طالبان افغانستان کے لئے خصوصی دعا کی گئی اور قافلہ سوئے منزل رواں ہوا۔

☆ افغانستان کے سرحدی علاقہ سپین بولدک میں طالبان کی قیادت' اعلیٰ حکام' حکومتی عہدیداروں اور علماء و مشائخ نے شاندار اور والہانہ استقبال کیا۔ قافلہ نماز مغرب سے قدرے قبل قندہار شہر میں داخل ہوا' سرکاری مہمان خانے میں لیجایا گیا۔ والی قندہار اور دیگر قائدین نے ملاقاتیں کیں۔

☆ تحریک طالبان کی سپریم قیادت نے 21 اگست کو مولانا سمیع الحق مدظلہ' اور انکے وفد کے لئے ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں طالبان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مدظلہ' مرکزی قائدین و رہنما' صوبوں کے گورنر' مجلس شوریٰ کے سپیکر اور دیگر سرگرم رہنما موجود تھے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا سمیع الحق کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ مولانا نے جامع اور اثر انگیز خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اور میرے ساتھ علماء و مشائخ اور پاکستان کے دانشور' وکلاء اور صحافی حضرات یہاں پہنچے۔ ایک ایسی سرزمین پر ہمیں سانس لینے کا موقع ملا جس پر اللہ کا قرآن اور اسلامی نظام نافذ کرنے کا عمل جاری ہے۔ یہ آزاد علاقہ ہے جہاں کسی بھی غیر ملکی قوت کا

ıfz

تسلط نہیں ہے۔ہم نے یہاں قیام امن کی باتیں سنیں، پولیس نہیں ہے، فورس نہیں ہے، لیکن شب وروز کا سفر محفوظ، عوام کو چین وسکون اور اطمینان کی زندگی میسر ہے۔اللہ نے خیر القرون کی ایک جھلک آج کے اس گئے گزرے دور میں بھی ہمیں دکھلا دی۔آپ کی یہی امن پسندی، اطمینان وسکون اور اپنی سرزمین کی آزادی اور اسلامی نظام کے عادلانہ قیام کی جدوجہد دنیائے کفر ومنافقت کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔پوری دنیا میں آپ کے خلاف اور اسلام کے خلاف سخت خطرناک اور زہریلا پروپیگنڈہ چل رہا ہے۔آج مغرب اور امریکہ آپ کا دشمن بن چکا ہے، یہ لوگ نہیں چاہتے کہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں اسلام کو امن وآشتی کا مذہب بنا کر پیش کیا جاسکے، وہ اسلام کو بدنام کرکے غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، امن و بھائی چارے کو بنیاد پرستی ودہشت گردی کا نام دیا جارہا ہے۔خواتین کی عزت وآبرو کی حفاظت اور چادر وچاردیواری کے تحفظ کو حقوق انسانی کی مخالفت بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔

پورا مغربی میڈیا اسلام اور طالبان کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک طوفان برپا کئے ہوئے ہے۔ہم سب ایک سوچ اور ایک جذبہ لے کر یہاں آئے ہیں کہ افغان قوم نے خون کے دریا بہا کر اپنے وطن کی آزادی وخودمختاری کا سودا کیا ہے۔اسلام کی عظمت وسربلندی کے لئے قربانیوں کی لازوال داستانیں رقم کی ہیں۔روس کی سپر طاقت کو تہس نہس کرکے نہ صرف اپنے وطن کو آزاد کرایا بلکہ دیگر مسلم ریاستوں کی آزادی کا باعث بنے ہیں، اسلام کے عالمگیر امن ومحبت کے پیغام کو عملی جامہ پہنا کر اسلامی نظام کے نفاذ سے دنیا میں نمونے کی اسلامی مملکت قائم کی ہے اور یہ سب کچھ مغربی قوتوں کے لئے ناقابل برداشت ہو چکا ہے، ان کی اسلام دشمنی ان سب قربانیوں کو ضائع کرنے کے درپے ہے۔ملت کفر یہ نہیں چاہتی کہ اسلام صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آئے۔

ہم اپنے علماء ومشائخ اور صحافی بھائیوں کو اس جذبہ کے تحت یہاں لائے ہیں کہ اصل حقائق، نظام عدل کے مناظر، امن وامان کی صورتحال، عوامی رائے وتاثرات اور مغربی پروپیگنڈہ ودروغ گوئی کی اصلیت بچشم خود دیکھ کر اپنے میڈیا کے ذریعے پوری دنیا کو حقائق سے آگاہ کرسکیں اور اسلام کا حقیقی پیغام پورے عالم میں پھیلایا جاسکے۔

آپ کے سامنے ابھی بہت بڑے چیلنج درپیش ہیں۔آپ نے یہود ونصاریٰ کے

پروپیگنڈوں کے جواب میں یہ عملی طور پر دکھانا ہے کہ یہاں عورت محفوظ ہے' اس کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں' جو اسلام اس کو دیتا ہے۔ دنیا کو دکھانا ہے کہ یہاں معاشی نظام کیسا ہے' انصاف کیسا ہے۔ نظام عدل کیا ہے' ایک ہاتھ کٹنے سے لاکھوں کو تحفظ حاصل ہوجاتا ہے۔ ایک پر حد قائم ہونے سے لاکھوں کی جانیں محفوظ ہوجاتی ہیں۔ آپ کے سامنے بڑے چیلنج ہیں۔ آپ اپنی محدود دنیا سے باہر نکلیں اور تمام ملت اسلامیہ کو دکھا دیں کہ ہم اس دنیا میں رہتے ہیں۔ دنیا کے ساتھ قدم بہ قدم چلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

آپ قیام امن کے داعی ہیں۔ ہم اپنی اس تمنا کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ قیام امن کے لئے جنگ کے علاوہ بھی کوئی راستہ ہو تو اس پر بھی نظر ملحوظ رکھیں' بایں طور کہ آپ کا موقف' آپ کی سیاست اور آپ کا ہدف مجروح نہ ہو۔ اگر جنگ کے علاوہ مذاکرات کے راستہ سے کوئی حل نظر آئے تو اسے بھی نظر انداز نہ کریں' اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ میں تمام علماء کرام اور صحافی بھائیوں کی طرف سے اپنے اعزاز و اکرام اور والہانہ محبت و چاہت پر آپ حضرات کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس کے جواب میں امیر المومنین ملا عمر مجاہد نے جامع مختصر خطاب فرمایا اس خطاب کے دوران مجھے پشتو سے اردو میں ترجمانی کا شرف حاصل ہوا۔

طالبان حکومت کی کامیابی اور استحکام سے یہودی صیہونیت' سوشلزم' کمیونزم' ہندو ازم اور تمام اسلام دشمن اقوام کی نیندیں اڑ گئیں اور دنیا کے نقشے سے اسلامی حکومت کو مٹانے کیلئے سازشیں شروع ہوئیں۔ اس کاروائی میں امریکہ پیش پیش رہا۔ بالآخر 9/11 کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کا الزام اسامہ بن لادن پر لگاتے ہوئے اسے جواز بنا کر مملکت اسلامیہ افغانستان پر ایک بار پھر آگ اور بارود برسایا جانے لگا' امریکہ کے اس ظلم اور بربریت کا کوئی جواز نہیں تھا' مگر طاقتور کو کمزور پر ظلم کرنے کے لئے کسی جواز کی ضرورت نہیں ہوتی' پوری دنیا میں کسی بھی اسلامی و غیر اسلامی ملک' کسی بھی انسانی حقوق کی تنظیم اور اقوام متحدہ سمیت کسی بھی امن و انصاف کے علمبرداروں نے آواز اٹھانے کی جرات نہیں کی۔ اللہ نے یہ اعزاز حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو عطا فرمایا کہ انہوں نے اس موقع پر جب مغربی میڈیا کے نمائندوں کی جامعہ حقانیہ پر گویا یلغار تھی اور جامعہ حقانیہ کے معزز اراکین کا اصرار تھا کہ اس سلسلہ میں مغربی میڈیا سے کوئی مکالمہ نہ ہو۔ کوئی انٹرویو نہ ہو' اور خود کو ان کے مستقبل کے مذموم عزائم کا

ہدف بنانے سے احتراز کیا جائے یا پھر گول مول جوابات اور لیپا پوتی سے کام لیا جائے کہ حالات کا یہی تقاضا ہے۔ مگر حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ حقائق حقائق ہیں اور پھر انہوں نے پوری جرأت و بہادری سے مغربی میڈیا سے بات کی۔ کئی انٹرویوز کی ریکارڈنگ بھی ہوئی لیکن باقاعدہ کوئی اہتمام نہیں تھا۔ جب مغربی میڈیا نے اس حوالے سے حقائق کو مسخ کرنا شروع کردیا تو پھر مولانا کے انٹرویوز کی ریکارڈنگ پر توجہ دی جانے لگی۔ لیکن پھر بھی یہ خیال نہ تھا کہ انہیں نقل کر کے باقاعدہ کتابی شکل میں منظر عام پر لایا جائے گا۔ لیکن مشیت ایزدی یوں ہی تھی تو حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے بعض انٹرویوز کو مرتب کرلیا گیا ہے۔ بعض دفعہ جب باہر کی دنیا کے صحافی جامعہ حقانیہ آتے' انٹرویو لیتے اور اپنے تعارفی کارڈ بھی دیتے' تاریخی ریکارڈ اور نمونہ کیلئے سینکڑوں میں سے کچھ کارڈز بھی آغاز کتاب اور آغاز انٹرویو میں لگادیئے گئے ہیں تاکہ قارئین انٹرویوز اور حضرت کے پیغام کے پس منظر کو سمجھ سکیں۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ان انٹرویوز کو کیسٹوں سے نقل کا اولین کام عزیزم مولانا حافظ عرفان الحق حقانی مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے کیا جو مولانا کے بھتیجے بھی ہیں۔ ان کا پہلا تجربہ تھا۔ ابتدائی بنیاد اور گراؤنڈ انہوں نے فراہم کیا' پھر احقر نے اصل کیسٹ اور منقول تحریروں میں موازنہ اور نوک پلک درست کرنے کی سعادت حاصل کی۔

زیر نظر انٹرویوز کا تعلق ایک ایسے وقت سے ہے جو بظاہر گزر چکا ہے اور گزر رہا ہے مگر درحقیقت وہ گزرا نہیں بلکہ اب فیصلہ کن موڑ میں داخل ہو رہا ہے۔ ان انٹرویوز میں اگر کسی قاری کو کوئی بات کھٹکے یا ناگوار گزرے تو انتہائی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ ان انٹرویوز میں جو باتیں کہی گئیں ہیں وہ وقت کے لحاظ سے بالکل صائب اور درست تھیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق کو جب بھی عام اجتماعات سے خطاب اخباری بیانات اور بالخصوص عالمی میڈیا سے انٹرویوز کا موقع ملا تو انہوں نے لادین ذہنیت' مادر پدر آزاد سیاست' دینی اقدار سے فکری بغاوت اور ارباب اقتدار کے معاندانہ و منافقانہ طرز عمل اور امریکی جبر و استبداد کا بھرپور تعاقب کیا۔ مولانا کا مجموعہ انٹرویوز آپ کے سامنے ہے۔ پڑھتے جایئے تو آپ بھی میرے ساتھ یہ رائے قائم کریں گے کہ مولانا کی تمام تر مساعی کا ہدف خالص شرعی نقطہ نظر سے اسلامی انقلاب کی راہ متعین کرنے کی دعوت ہے۔ مولانا نے

ıfz

اپنے انٹرویوز میں اپنے دل کا سوز اور اپنی فکر کا ساز بھی جمع کر دیا ہے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا:

"موجودہ تشویشناک صورتحال میں دنیا کے سارے مسلمان امریکہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور امریکہ نے جس انداز میں حملہ کیا ہے تو اس کی مخالفت اور اس کے خلاف احتجاج صرف اسامہ کی بات نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کے دل کی یہی آواز ہے۔ اور عالمِ اسلام میں ہر جگہ منبر و محراب سے یہ آواز اٹھ رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو اٹھ کھڑا ہونا چاہیے' اور دنیا بھر کے مفتیوں نے فتویٰ دیا ہے کہ جہاد لازم ہو گیا ہے۔ خود صدر بش نے اس کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دیا ہے۔ اگر کل اسامہ نے کہا ہے کہ یہ صلیبی جنگ ہے تو اس سے پہلے بش نے کہا ہے۔ پھر وہ تردید کرتا رہا لیکن دل کی جو بات تھی وہ اس کے منہ سے نکل گئی ہے۔ اور یہ ہے بھی ان کی پلاننگ پورے عالم اسلام کے خلاف صرف افغانستان ٹارگٹ نہیں ہے۔"

ایک جگہ یہ بھی ارشاد فرمایا:

"پوری دنیا میں آپ مجھے کوئی ایک مسلم ملک بتا دیجئے کہ کسی غیر مسلم ملک میں داخل ہوا ہو۔ اور وہاں گڑ بڑ پیدا کی ہو' اور مداخلت کی ہو تو ہم اسے ٹیررازم کہیں گے' چیچنیا والے' بوسنیا والے' اور کشمیر والے' سب اپنے ہی لئے لڑ رہے ہیں' اسی طرح فلسطین اور افغانستان کو لیجئے وہ اپنے ملک کو بچانا اور سنوارنا چاہتے ہیں۔ لیکن نہ صرف اب بلکہ سو سال قبل کی ہسٹری میں بھی آپ ہمیں کوئی ایک واقعہ نہیں بتا سکتے ہیں کہ کسی مسلم ملک نے ایک انچ کا تجاوز غیر مسلم ملک میں کیا ہو یا جھگڑا شروع کر رکھا ہو اور آپ نے ہم مسلمانوں کو دو سو سال تک غلام رکھا' کہیں پر برٹش آتے' تو کہیں امریکہ' کہیں پر فرانس' کہیں پر ڈچ' ہم تو دو سو سال تک آپ کے غلام رہے کیا ہم نے پچھلے ایک سو سال میں کہیں پر مداخلت کی ہے؟ اسامہ کہتا ہے کہ آج امریکہ میرا ملک چھوڑ دے اور فلسطین میں مداخلت چھوڑ دے تو میرا کوئی اختلاف امریکہ کیساتھ نہیں ہے"

اسامہ بن لادن کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

"اسامہ ہیرو اس لئے ہیں کہ اسلام نے تعلیم دی ہے کہ مسلمانوں پر جب ظلم ہوتا ہے تو آرام و راحت ترک کرو گے۔ ایک شخص جوانی میں محلات' بادشاہی' بیگمات' اولاد اور دنیا بھر کے تعیشات

قربان کردے 19,18 سال کی عمر میں یہ آیا ہے' تمام آرام وراحت کو چھوڑ دیا اور صحراؤں وجنگلوں میں بسیرا کیا اور آج بھی اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹا ہوا ہے بادشاہ اسے کہتا ہے کہ میرے ساتھ ایک فیصد بھی مصالحت کرلوتو پھر کچھ بھی نہ ہوگا اس کے اثاثے منجمد ہو گئے' شہریت ختم ہوگئی' اولاد اور خاندان سب بکھرے ہوئے ہیں' ایک مسلسل تاریخ ہے' قومی مفاد اور اسلامی جدوجہد کے لئے اس وقت تمام کفری طاقتیں یکجا ہوئی ہیں' لیکن پھر بھی اس میں لچک نہیں آتی ہے' ورنہ تمام راحتیں اسے ایک لمحہ میں دوبارہ مل سکتی ہیں' ہیروتو وہی ہوتا ہے کہ جو ملک وملت اور اسلام کے لئے سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہواور اس نے یہ سب کچھ عملاً دنیا کے سامنے 20 '25 سال میں پیش کردیا ہے۔اور اپنی اولاد کے لئے بھی وہ تکالیف کی زندگی پسند کرتا ہے' خوداس نے مجھے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ ''میرے بھائی آئے اور مجھے سمجھایا کہ یہ تمہاری کیسی زندگی ہے' غاروں میں پڑے ہواپنے آپ کوتباہ و برباد کردیا ہے۔تمہارے ساتھ ہمارا کوئی سروکار نہیں لیکن ان بھتیجوں کی فکر ہے کم ازکم ان کے لئے کچھ محلات وغیرہ تو بنالیں۔سمندری جزیرے میں اور ان کے لئے آسائش کا انتظام کرلیں' یہ بھی کیا تمہاری طرح ساری عمر اسی طرح بھٹکتے پھریں گے'' تو میں (اسامہ) نے کہا کہ ان سے خود پوچھ لیجئے۔ میں اپنے دل میں رونے لگا کہ یااللہ میرا پردہ رکھئے گا' میرے بیٹوں کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے انکار کیا کہ ہمیں یہ آرائش وآرام وراحت نہیں چاہئے اگر ہم اسے دیکھ لیں گے تو ہم جہاد نہ کرسکیں گے۔میں ایک دم چیخا اور اللہ اکبر کہہ کر رب کا شکر ادا کیا کہ مجھے امتحان میں کامیاب کیا کہ میرے بچے بھی ایسے ہیں''

ایک جاپانی صحافی نے سوال کیا ہمیں امریکہ کی حکومت سے بہت خوف آتا ہے تو حضرت مولانا نے فرمایا:

''جناب ایمان لے آؤ' نہیں ڈروگے۔میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اللہ کی ذات پر ایمان لے آؤ سارا خوف دور ہوجائے گا۔دیکھو ہم نہیں ڈرتے باطل کے سامنے ہم ڈٹ کر کھڑے ہوجاتے ہیں آپ کے سامنے طالبان کی مثال زندہ جاوید ہے۔''

موجودہ ملکی صورتحال میں بہت سے قومی لیڈروں اور سیاست دانوں نے مشرف حکومت کی تائید کی۔مگر حضرت مولانا سمیع الحق نے 16 ستمبر 2001ء کو صدر مشرف کی جانب سے بلائی گئی ایک

ifz

میٹنگ میں صدر کو دوٹوک اور واضح الفاظ میں کہا۔

''صدر صاحب! پاکستان اور امت مسلمہ کی بیس سالہ قربانی کو تباہ کیا جا رہا ہے۔''

جب متحدہ مجلس عمل کے مرکزی زعماء نے صدر سے ملاقات کی اور محضر نامہ پیش کیا تو اس وقت بھی حضرت مولانا سمیع الحق نے کہا

''صدر صاحب آپ کی جارحانہ پالیسیوں سے ہمارا دل زخمی ہے۔ اور میرا دل آپ کو دیکھنا نہیں چاہتا۔'' صدر نے جھنجلا کر کہا

''میں بھی آپ کو دیکھنا نہیں چاہتا''

اس موقع پر مولانا نورانی مرحوم' قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمان بھی موجود تھے۔ مولانا سمیع الحق نے صدر سے کہا آپ اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں۔ ایک اور موقع پر فرمایا' کسی ملک کے جرنیل کو جبراً مسلط ہو کر بیٹھنے کا حق نہیں ہوتا' قوم ایک جرنیل پر بڑا پیسہ خرچ کرتی ہے تاکہ وہ ملکی آزادی اور سالمیت کا تحفظ کرے نہ کہ ملک کو چاندی کی پلیٹ میں رکھ کر دشمن ملک کے حوالے کردے۔

حضرت مولانا سمیع الحق اگرچہ آج بھی میدان سیاست کے خارزار میں پامردی سے کھڑے ہوئے ہیں' تاہم آج بھی ان کا اولین وآخرین ہدف صرف اور صرف غلبہ حق اور نفاذ شریعت ہے۔ موصوف کے تخیلات کی دنیا' تمناؤں کا مرکز' تمام تر مساعی کا ہدف' خالص اسلامی طرزِ سیاست کا فروغ اور نفاذ شریعت کی جدوجہد کا میدان ہے۔ یہی ان کی زبان وادب' یہی ان کا جلسہ وجلوس' یہی ان کا منشور و پیغام' یہی ان کا پارلیمانی کردار اور سرمایہ حیات ہے۔

پیش نظر کتاب کا زیادہ تر حصہ انٹرویوز اور پریس کانفرنسوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اخبارات کے رپورٹروں اور ناقلین کے سماع وفہم میں تفاوت میں غلطی کا امکان ہے۔ لہذا کسی بھی طرز تعبیر کی غلطی کی اصل ذمہ داری ناقل ورپورٹر کی ہوتی ہے' صاحب بیان کی نہیں۔

اس کتاب کی اشاعت کا مقصد محض حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمات کا اعتراف ہی نہیں بلکہ یہ ایک بہت بڑی علمی ودینی' قومی وملی ملکی وسیاسی ایک عظیم روحانی وانقلابی' تاریخی دستاویز ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق جیسے لوگ قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان کی شخصیت اور ان کا طرز زندگی

قوم کے لئے مشعل راہ ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عزت' شہرت' قبولیت' عظمت ورفعت اور محبوبیت جو انہیں حاصل ہے وہ ان کے بزرگوں کی دعاؤں اور علم وحکمت سے ان کی وراثتی نسبتوں کا فیضان ہے۔ یہ کتاب ان کے چند سالوں کی مجاہدانہ مساعی اور جہاد وللکار کے منظر کی ایک جھلک ہے ان مساعی کا ملکی سیاسی تاریخ میں ہمیشہ حوالہ دیا جاتا رہے گا۔

آخر میں استاذ محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے ان انٹرویوز کے ضبط وترتیب اور اشاعت کی اجازت عنایت فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ مخدوم زادہ ذی قدر ماہنامہ ''الحق'' کے مدیر حضرت مولانا راشد الحق صاحب بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ مختلف مراحل میں ہاتھ بٹاتے رہے' بالخصوص ان تمام ملکی اور غیر ملکی اضیاف کی آمد' ان کی خدمت کو سنبھالنا اور ممکنہ پروٹوکول کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔ برادر مکرم شفیق عالم کشمیری رکن القاسم اکیڈیمی بھی بساط بھر شریک کار رہے۔ تصحیح' ترتیب اور نقل واقتباس میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ واجرھم علی اللہ

خداوند کریم سے دست بہ دعا ہوں کہ اللہ کریم استاذ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ' کو صحت وسلامتی کے ساتھ سرفراز اور سرخرور کھے۔ اور وہ مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرسکیں۔

عبدالقیوم حقانی
جامعہ ابوہریرۃ' خالق آباد' نوشہرہ

ifz

اعتراف وشہادت

ملک کے معروف نڈر صحافی جناب عرفان صدیقی کے قلم سے

مولانا سمیع الحق جنوبی ایشیاء کی ایک انتہائی معتبر شخصیت اور دینی و علمی روایات کے پاسبان ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کا فرزند ہونے کے ناتے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے رشتہ و تعلق کے سبب وہ دینی، علمی اور سیاسی حلقوں میں منفرد وممتاز مقام کے حامل ہیں۔ اپنے عظیم والد کی میراث کی پاسبانی کرتے ہوئے مولانا نے اپنی سیاست کو بھی اسلامی نظام کے نفاذ اور دینی اقدار کی سربلندی سے مربوط رکھا۔ پارلیمنٹ کا رکن ہونے کی حیثیت سے وہ شریعت بل کے محرک و وکیل رہے۔ اور آج بھی ایوان بالا کے پلیٹ فارم سے انہی ارفع مقاصد کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

مجھے مولانا سے ایک خصوصی تعلق خاطر بھی ہے اور یک گونہ ارادت بھی۔ ارادت کا سرچشمہ تو اکوڑہ خٹک اور ان کے والد گرامی کی درخشندہ روایات ہیں جبکہ خصوصی تعلق خاطر کا حوالہ تقریباً ایک ہفتے پر مشتمل ایسی رفاقت ہے جس کے شب وروز ایک تاریخ کے روپ میں ڈھل گئے۔

یہ ۱۹۹۵ء کے موسم گرما کا ذکر ہے۔ تب روس کے خلاف طویل اور کامران جہاد کو اپنی منزل مراد پائے سات سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا تھا، لیکن افغانستان کی کم نصیب سرزمین ابھی تک امن و سکون کو ترس رہی تھی۔ روس شکست سے دوچار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا۔ لیکن اسے شرمناک ہزیمت سے دوچار کرنے والے مجاہدین صف شکن اب ایک دوسرے سے دست وگریبان تھے، ان کی بندوقیں اپنے ہی سینوں کو چھلنی کر رہی تھیں۔ وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ کر فتح وکامرانی کے جشن

ıfz

مناتے اورایک دوسرے کا لہو بہا کراپنے تحکم وفرمانروائی کا سکہ بٹھا رہے تھے۔صورت حال سے دلبرداشتہ ہوکر' عین انہی دنوں قندہار سے ان جوانانِ جری نے علم بغاوت بلند کیا جوایک عرصے تک جہادی کمانڈروں کے زیرسایہ روس سے پنجہ آزمائی کرتے رہے تھے' ان حوصلہ مند جوانوں نے ایک پرعزم اورجری مجاہد' ملامحمد عمر کے ہاتھ پر بیعت کی۔انہیں اپنا امیر چنا۔اورایک نئے کھٹن سفر پر روانہ ہوگئے۔ان نوجوانوں کا جذبہء اخلاص روش روش گل کھلاتا گیا۔جہاں جہاں ان کے قدم پڑے' عوام نے دیدہ ودل فرش راہ کیااوران کی مزاحمت کرنے والے عناصر جھاگ کی طرح بیٹھتے گئے۔

طالبان کی سینئر قیادت کے بیشتر ارکان' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فارغ التحصیل تھے اور جونہیں تھے وہ بھی اس عظیم درس گاہ اوراس کے عظیم تربانی سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ابھی یہ قافلہ سخت جان ہرات ہی پہنچا تھا کہ امیر المومنین ملامحمد عمر کی خصوصی دعوت پر مولانا سمیع الحق نے قندھار جانے کے لئے علماء اور صحافیوں کا ایک کارواں مرتب کیا۔اوراپنی ہمرکابی کا اعزاز پانے والوں میں مجھے بھی شامل کرلیا۔اور حقیقت یہ ہے کہ اس سفر کے طفیل' افغانستان میں چندروزہ قیام' ملامحمد عمر اور طالبان کی سینئر لیڈرشپ سے ملاقاتوں اور عام افغانوں سے میل جول کے بعد میں ایک ایسی جادونگری سے آشنا ہوا جو زندگی کا جداگانہ اسلوب' حکمرانی کا منفرد انداز' تہذیب ومعاشرت کے امتیازی قرینے اور عدل وانصاف کا مثالی نظام رکھتی تھی۔مجھے صحیح معنوں میں اندازہ ہوا کہ طالبان' کون ہیں؟ کیا ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟ میں نے ان دنوں ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی میں پانچ قسطوں پر مشتمل ''طالبان کا افغانستان'' کے عنوان سے پہلے ایک سلسلہ مضامین لکھا تھا' جو ایک لحاظ سے پاکستان میں طالبان کا پہلا تعارف نامہ تھا۔اگر مجھے مولانا سمیع الحق کی معیت میں افغانستان جانے اور طالبان کو اتنے قریب سے دیکھنے کا موقع نہ ملتا تو یقیناً میری کتابِ حیات ایک انتہائی خوبصورت اورگراں قیمت باب سے محروم رہ جاتی۔

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کررہا ہے۔وہ تاریخ انسانی کے دامن پر مدتوں ایک سیاہ دھبے کی طرح موجود رہے گا۔اس اخلاق باختہ جنگ کا اصل نقصان یہ نہیں ہوا

ıfz

کہ کابل و بغداد کی حکومتیں الٹ دی گئیں یا وہاں کی بستیاں راکھ کر دی گئیں یا ان ملکوں کی زمین بے گناہوں کے لہو میں رنگ دی گئی۔ اصل زیاں یہ ہوا کہ خوب و ناخوب اور خیر و شر کے پیمانے بدل دیئے گئے۔ لوگ امریکی خوف تلے' تہذیب کے مسلمہ اصولوں اور انسانیت کے مستند قرینوں سے منہ موڑ بیٹھے' بڑے بڑے صاحبان علم و دانش چوکڑی بھول گئے۔ ان کی دانش ہچکیاں لینے لگی' ان کے قلم قلابازیاں کھانے لگے اور وہ ظالم و مظلوم' حق و باطل اور خیر و شر کے اس معرکے میں اپنا وزن ظلم' شر اور باطل کے پلڑے میں ڈال بیٹھے۔ انہوں نے ایمان و یقین کے سرچشموں سے منہ موڑ کر خوف' بزدلی اور بے حمیتی کی وکالت شروع کر دی۔ وہ خوف خدا کو نظر انداز کر کے لوگوں کو سائنس' ٹیکنالوجی اور ہتھیاروں سے ڈرانے لگے۔ ان حوصلہ ہار جانے اور ایمان و یقین کی جانکنی میں مبتلا ہو جانے والوں میں کچھ اہل ممبر و محراب بھی تھے' جن کی خطابت ہکلانے لگی اور جن کی زبانیں اظہارِ حق و صداقت کرتے ہوئے لڑکھڑانے لگیں۔

مولانا سمیع الحق اس عہد پر آشوب میں پوری استقامت کے ساتھ کھڑے رہے' اور کسی بھی مصلحت کا شکار ہوئے بغیر' لہجے کی پوری گھن گرج کے ساتھ امریکہ کی رعونت کو للکارتے اور شہادتِ حق کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان کا دارالعلوم شرق و غرب کے صف اول کے میڈیا کی آماجگاہ بن گیا۔ اکوڑہ خٹک' طالبان کے مادر علمی' ہونے کے سبب اور مولانا سمیع الحق ان کے مربی و سرپرست ہونے کے باعث عالمی توجہ کا مرکز بن گئے۔

گزشتہ اڑھائی برسوں کے دوران شاید ہی کوئی قابل ذکر ریڈیو' ٹیلیویژن اور پرنٹ میڈیا کا نیٹ ورک ایسا ہو جس نے اکوڑہ خٹک کا دورہ نہ کیا ہو۔ شاید ہی کوئی معتبر خاتون یا مرد صحافی ایسا ہو جس نے مولانا سمیع الحق سے روبرو مذاکرہ نہ کیا ہو۔ مولانا نے نائن الیون کے اثراتِ مابعد کا ذرہ برابر اثر لئے بغیر پوری جرأت' عالمانہ وقار اور بھرپور استدلال کیساتھ اپنے موقف کا دفاع کیا۔

زیرنظر کتاب مولانا کے انہی پُر مغز' فکر انگیز اور ایمان افروز انٹرویوز کا مجموعہ ہے۔ یہ انٹرویوز تاریخ کے ایوان میں حق و صداقت کی توانا گونج کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ مغرب کے فتنہ انگیز عزائم کا

ifz

جرأت مندانہ آپریشن بھی ہیں۔ یہ ایک عہد پُر آشوب کی معتبر و موقر تاریخ بھی ہیں ۔ایسی تاریخ جو آنے والے کئی زمانوں میں پاکستان کی فکری و نظریاتی اساس اور عالمِ اسلام کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتی رہے گی۔

میں تو نوائے وقت میں اپنے کالم ''نقشِ خیال'' کو بھی مولانا سمیع الحق کے فیضان ہی سے منسوب کرتا ہوں کہ اس کالم کی روحِ فکر اور مرکز و محور وہی جادو نگری ہے جس کا دروازہ مولانا سمیع الحق کے توسط سے کھلا تھا۔

مجھے یقین ہے کہ مولانا کی یہ کتاب فکری و نظریاتی جہاد کا ایک نا قابل تسخیر مورچہ ثابت ہوگی۔

عرفان صدیقی، اسلام آباد

۲۹ مارچ ۲۰۰۴ء

ıfz

گفتنی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

اکیسویں صدی کے ہوشربا اور چشم کشا حقائق اور ایک جیتی جاگتی زندہ تاریخ آڈیو کیسٹوں میں بند دنیائے عالم کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے مچل رہی تھی۔ جب اس تاریخ کو آڈیو کیسٹوں سے نقل کر کے صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس عظیم خدمت اور سعادت کے لئے قرعہ فال احقر کے نام نکلا۔ مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی' یہ میرے لئے ایک امتحان بھی تھا اور اولین تجربہ بھی۔ اس کام میں احقر کو مشکل و صبر آزما مراحل سے بھی گزرنا تھا اور تاریخ کی امانت بحفاظت تاریخی اوراق میں محفوظ کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنی بھرپور صلاحیت کو بھی بروئے کار لانا تھا۔

حقائق کو من وعن نقل کرنا توجہ وانہماک' ذوق وشوق اور محنت وریاضت طلب کام تھا۔ اس عظیم سعادت سے بہرہ ور ہونے کا تصور ہی ولولہ وشوق اور ہمت وجذبات کی انگیخت کا باعث بنتا رہا اور مجھے اس کار گراں کے لئے کمر بستہ رکھا۔

احقر اپنے محسن و مربی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم سے نہ صرف شرف تلمذ رکھتا ہے بلکہ حضرت کا برادر زادہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے' حضرت میرے عم محترم بھی ہیں' میرے والد بزرگوار حضرت مولانا الحاج اظہار الحق صاحب کے بڑے بھائی' یہ ایک معتبر نسبت ہے' مگر احقر کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اس سے بھی بڑھ کر ایک عظیم قائد' ملت اسلامیہ کے ایک عظیم اور نڈر و بے باک سپوت اور عالمی استعمار و اسلام دشمن قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوری ملت اسلامیہ کا دفاع اور عالم اسلام کا مقدمہ پیش کرنے والے بے مثال اور عظیم مجاہد بھی ہیں اور یہ نسبت احقر کے لئے باعث افتخار ہے۔

افغانستان میں روسی جارحیت سے لے کر طالبان کے آخری دور تک کے تمام مراحل کو لمحہ بہ

لمحہ مغربی الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا نے اپنی توجہ کا مرکز بنائے رکھا اور ہر مرحلہ پر دارالعلوم حقانیہ ان کا مرجع رہا۔ اس عرصہ کی پوری تاریخ انٹرویوز کے ذریعے محفوظ کی گئی۔ اور پوری دنیا میں پیش کی جاتی رہی، اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

احقر کے لئے آڈیو کیسٹوں سے اس تاریخ کو نقل کر کے دائرہ تحریر میں لانا اگرچہ مشکل ترین مرحلہ تھا، مگر اپنی بساط بھر کوشش جاری رکھی۔ نقل و تحریر میں ہر مشکل کا خندہ پیشانی اور فراخدلی سے سامنا کیا۔ بے شمار کیسٹوں سے انتہائی اہم انٹرویوز نقل کئے۔ اپنی انتہائی کوشش کے باوجود الفاظ کی ترتیب، اردو زبان و ادب کا لحاظ اور جملوں کے ربط کو برقرار رکھنے میں یقیناً کافی سے زیادہ خامیاں موجود ہوں گی، اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے اپنی پہلی کاوش اور پہلے تجربہ کی بناء پر قارئین کے ادبی ذوق سے صرفِ نظر کے لئے ملتجی ہوں، امید ہے ایک "ناواقفِ آدابِ تحریر" اور اس میدان میں نو وارد سمجھتے ہوئے زبان و ادب کی خامیوں پر درگزر فرماویں گے۔

احقر کی خوش قسمتی ہے کہ استاذی المکرم، معروف محقق و مصنف مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے ان بکھرے اوراق کی ترتیب و تسہیل، اصلاح اور اس کاوش کو قارئین کے ادبی ذوق اور دلچسپی و شوق کے لئے ترتیب و تدوین کے مراحل سے کماحقہ، گزارنے کا بیڑہ اٹھا کر کتاب کی اہمیت و افادیت کو چار چاند لگا دیئے۔ اور یقیناً یہ عظیم تاریخی دستاویز، ترتیب و تدوین کے اس آخری اور نازک مرحلہ میں کسی منجھے ہوئے تجربہ کار صاحبِ قلم و قرطاس کی توجہ خاص کی متقاضی تھی، جو بحمد اللہ مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے پوری کر دی۔ واجرھم علی اللہ

اس عظیم تاریخ کو نقل کرنے اور پھر ترتیب و تدوین میں استاذ محترم حضرت حقانی صاحب کی معاونت کرنے کی سعادت عظمیٰ پر اپنے رب کریم کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتا ہوں اور اپنے بزرگوں کے اعتماد اور معاونین کی محبت و شفقت پر تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ کریم احقر کا یہ تصنیفی نقش آغاز احقر کے علمی و قلمی روشن مستقبل کا پیش خیمہ ثابت کرے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

عرفان الحق

مدرس، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

امریکی اخبار ٹائمز

صحافی: حنا بلوچ

انٹرویو 13 ستمبر 1998

TIME

HANNAH BLOCH
ISLAMABAD CORRESPONDENT

House 12A,Street 24 F/8-2 Islamabad
TEL. (92-51) 225-2392 FAX. (92-51) 225-2461

hannah_bloch@timeasia.com

دینی مدارس کا عظیم تاریخی سلسلہ:

س: مدرسہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے احوال پوچھنا چاہتا ہوں یعنی اس میں کتنے طلباء ہیں۔ کس طرح ان کو پڑھایا جاتا ہے؟

ج: یہاں پورے برصغیر میں جب انگریز کی حکومت آ گئی' تمام ہندوستان پر اس کا تسلط جم گیا تو اس کے بعد پورے برصغیر میں تعلیمی نظام کا سلسلہ تہس نہس ہو گیا' انگریز نے اپنے نصاب یہاں نافذ کئے۔ لارڈ میکالے نے اسے ترتیب دیا۔ قرآن وسنت اور دیگر اسلامی علوم جب پہلے اسلامی حکومت میں پڑھائے جاتے تھے اس وقت تعلیم دو قسم کی نہیں تھی ایک ہی تھی' کالج اور یونیورسٹیوں میں سارا نصاب دنیوی اور دینی اکھٹا پڑھایا جاتا تھا' انگریز نے اس کو تقسیم کر دیا اب مسلمان پریشان ہو گئے کہ وہ قرآن وسنت اور اسلامی علوم کی حفاظت کیسے کریں گے تو انہوں نے دینی مدارس کی شکل میں اس طرح آزاد دینی درسگاہیں قائم کیں اور مسلمانوں نے اپنی امداد اور مشنری جذبہ سے ہندوستان میں جگہ جگہ یہ

دینی ادارے قائم کئے جس میں قرآن وحدیث اور تمام اسلامی علوم کے پڑھانے کا بندوبست تھا۔ طالبعلم بھی فیس وغیرہ نہیں دیتے تھے' مسلمانوں کی امداد سے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے تعلیم کا سلسلہ شروع کردیا اسوقت سے یہ سلسلہ اس طرح چلا آرہا ہے۔اب انگریز چلا بھی گیا ہے لیکن یہ سلسلہ اسی طرح قائم ہے۔تو انگریز کے جانے کے بعد بھی وہی نظام' وہی نصابِ تعلیم ابھی تک برصغیر کے ان دینی اداروں میں قائم ہے۔دینی علوم اور دینی مدارس کا کوئی مستقل انتظام حکومتوں کی طرف سے نہیں ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کا قیام:

اسی طرح یہ دارالعلوم حقانیہ قائم ہوا' میرے والد صاحب مولانا عبدالحق ؒ وہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے دینی مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں استاد تھے تو پارٹیشن کے بعد وہ بھی یہاں آ گئے۔

اکوڑہ خٹک ان کا گاؤں ہے' جو طلباء ہندوستان نہیں جاسکتے تھے وہ یہاں جمع ہو گئے' بہت بڑے مدارس اُدھر رہ گئے تو ان کا خیال تھا کہ یہاں مسجد میں اور مدرسہ میں بیٹھ کر وہ سٹوڈنٹ جو وہاں نہیں جاسکتے تھے وہ یہاں اسلامی علوم حاصل کریں۔ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا جو بڑھتے بڑھتے آج (ایک آزاد اسلامی یونیورسٹی) دارالعلوم حقانیہ کی موجودہ شکل تک پہنچ گیا ہے۔ اس میں تقریباً چودہ علوم پڑھائے جاتے ہیں۔جس کو ہماری حکومت (یونیورسٹی گرانٹس کمیشن) ڈبل ایم۔اے کے برابر تسلیم کرتی ہے' جامعہ ازہر اور مدینہ یونیورسٹی نے بھی دارالعلوم حقانیہ کی ڈگری کو بڑی اہمیت دی ہے اور ڈبل ایم اے کے برابر سمجھتی ہے۔اس میں ہمارے ہاں صرف اسلامی علوم ہی نہیں بلکہ ایک شعبہ میٹرک تک ہائی سکول کا بھی ہے۔جس میں موجودہ مروجہ سارا نصاب انگلش' سائنس' جغرافیہ' جیومیٹری' اور حساب یہ تمام چیزیں پڑھائی جاتی ہیں۔لیکن ایک شعبہ خالص عربی علوم کا ہے اس میں پڑھنے کیلئے طالبعلم دنیا بھر سے آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا انتظام کیا ہے ان سے ہم نہ فیس لیتے ہیں' اور نہ کسی قسم کے اخراجات لیتے ہیں۔کتابیں بھی مدرسہ دیتا ہے دوائی' کھانا ' بجلی گیس گویا ہاسٹل پر بھی طلباء کا کوئی خرچ نہیں ہے' عام مسلمانوں کی امداد سے یہ دینی مدرسے چل رہے ہیں' اس میں حکومتوں کی کوئی امداد شامل نہیں ہوتی۔

دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی مرکزیت:

س: مدرسہ میں جو طلباء ہیں کیا وہ طالبان کے ساتھ ہیں؟

ج: طالبان دراصل سٹوڈنٹ کا نام ہے' طالبان کوئی ایک الگ طبقہ نہیں ہے۔ سٹوڈنٹ کو ہماری پشتو زبان میں طالبان کہتے ہیں۔ عربی میں اس کی جمع طلباء ہے لیکن یہاں یہ لفظ پشتو میں رائج ہے چاہے پڑھنے والے جو بھی ہوں دنیا کے جس خطے میں ہوں' جس کو آپ سٹوڈنٹ کہتے ہیں' اس کو ہم طالبان کہتے ہیں۔ یہاں پاکستان اور ساری دنیا کے طالبان آتے ہیں دارالعلوم حقانیہ میں پڑھتے ہیں اور اس نصف صدی تقریباً پچاس سال میں افغانستان کے بہت سارے سٹوڈنٹ یہاں آئے اور فارغ ہوگئے۔ اس لئے کہ افغانستان کی سرحد یہاں سے قریب ہے اور وہاں دینی تعلیم اور ان مدارس کا سلسلہ نہیں تھا' شہنشائیت تھی' ظاہر شاہ کی حکومت تھی نیز پسماندگی اور بربادی کی وجہ سے اور پھر 20' 25 سال تک وہاں افغانستان اور روس کے درمیان جنگ رہی۔ روس کی مداخلت سے پہلے اس زمانہ سے سسٹم یہ تھا کہ افغانی سٹوڈنٹ بھی ہمارے مدارس میں آکر پڑھتے تھے۔ پچاس سال میں سرحد پار کرنے کے لئے کوئی ویزا نہیں لینا پڑتا تھا' آنا جانا تقریباً صوبہ سرحد اور افغانستان میں آزاد کھلا ہوا ہے تو بغیر روک ٹوک کے افغانستان کے لوگ بھی ہمارے مدارس میں پڑھنے آتے ہیں اسی طرح دارالعلوم حقانیہ گویا ان کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ بن گیا کیونکہ اس کا تعلیمی معیار بہت بلند ہے اساتذہ بہت بڑی محنت کرتے ہیں اس کی شہرت ہوگئی تھی تو پچاس سال میں ہزاروں کی تعداد میں افغانستان کے طلباء یہاں آئے اور علماء بن کر گئے تقریباً دس ہزار یا پندرہ ہزار افراد نے ڈگری لی ہے یا پڑھ چکے ہیں' دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہوگئے۔ جب روس نے افغانستان پر جنگ مسلط کی تو اس میں سب سے پہلی یعنی فرنٹ لائن جو بنی ہے روس کے مقابلہ کیلئے تو وہ یہی علماء تھے جو علماء حقانی کہلاتے تھے اور طالبان کہلاتے تھے۔ اس افغان وار (جنگ) میں روس کے مقابلہ میں دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل ڈگری یافتہ لوگوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ مولوی یونس خالص' مولوی جلال الدین حقانی' اس طرح سینکڑوں فارغ علماء ہیں جنہوں نے رشین وار میں فرسٹ لائن میں بہت بڑی قربانیاں دیں' انہی کے ساتھی یہ سٹوڈنٹ بھی جہاد کرتے رہتے تھے' ساتھ ساتھ پڑھتے بھی تھے' اب جب روس نے شکست کھائی تو یہ طالبعلم یہاں آگئے کہ ہم اپنی تعلیم پوری کریں۔

<u>طالبان کا پس منظر:</u>

س: طالبان قیادت میں اس دارالعلوم کی کیا اہمیت ہے؟

ج: دارالعلوم حقانیہ چونکہ ایک بڑا تعلیمی ادارہ ہے اسمیں بڑی تعداد میں لوگ آتے ہیں اور ان کا اپنی اس مادر علمی سے ایک علمی اور روحانی تعلق ہے' سٹوڈنٹ اس ادارے سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں اب سٹوڈنٹ جو کچھ کر رہے ہیں اس میں دارالعلوم حقانیہ کی ہدایات نہیں ہیں' نہ دارالعلوم ان کو گائیڈ کر رہا ہے وہ ایک مقامی مسئلہ ہے اور وہ سٹوڈنٹ نہیں چاہتے تھے کہ ہم اس جنگ میں اور فساد میں ملوث ہوں اور وہ کوشش کرتے تھے کہ مصالحت اور مذاکرات کے ذریعہ امن قائم ہو۔ جن لوگوں اور پارٹیوں نے روس کے ساتھ جہاد کیا تھا تو روس کے جانے کے بعد انہوں نے آپس میں لڑائی شروع کی' کرسی اور اقتدار کی ہوس میں انہوں نے افغانستان میں خانہ جنگی پیدا کی اور پورا افغانستان تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ سٹوڈنٹ افغانی قوم کے بچے تھے ان کی خواہش تھی کہ امن قائم ہو اور ہم اپنی تعلیم پوری کریں' ان کا ان جھگڑوں کا ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا' مصالحت اور مذاکرات کے سلسلے چل رہے تھے' پاکستان نے بھی بڑی کوششیں کیں کہ وہاں ایک ایسا فارمولہ تیار ہو جس میں سارے لیڈر مل بیٹھ کر حکومت قائم کر سکیں' یہاں تک کہ پاکستان گورنمنٹ نے سارے افغان جہادی لیڈروں کو ایک جگہ جمع کیا' حکمتیار' ربانی' سیاف محمد نبی محمدی' یونس خالص' سب کو اکٹھا کر کے مکہ معظمہ بھی لے گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا' اور وہاں شاہ فہد کی موجودگی میں تین دن رات ہم نے مذاکرات کئے ان کے ساتھ خانہ کعبہ کے قریب محل میں تین رات مذاکرات کے بعد شاہ فہد کی موجودگی میں ایک فیصلہ کرایا گیا' ایک معاہدہ کرایا گیا کہ جنگ ختم کرو کوئی وزیراعظم بن جاؤ کوئی صدر بن جاؤ اور خانہ کعبہ میں اندر خدا کے سامنے سربسجود ہو کر ہم نے ان کو قائل کرایا کہ تم وہاں جا کر امن قائم کرلو گے۔ ڈیموکریٹک طریقہ سے آپس میں مذاکرات مل بیٹھ کر طے کرلو لیکن ان ظالموں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ خانہ کعبہ کا معاہدہ بھی انہوں نے نظر انداز کر دیا اور آپس میں جنگ اور فساد جاری رکھا۔ سینکڑوں لوگ روزانہ قتل ہوتے تھے' افغانستان میں روس کے زمانہ میں اتنی تباہی نہیں ہوئی تھی' جو ان لیڈروں نے خود کابل پر اور تمام بڑے شہروں پر گولہ باری سے کرائی ہے پھر کسی کی عزت محفوظ نہیں تھی' سڑکیں غیر محفوظ تھیں' عورتوں کی عزتیں اور عصمتیں لٹ رہی تھیں' ایک ایک میل میں کئی پھاٹک بنے ہوئے تھے۔ چار پانچ سال تک اس غنڈہ گردی اور طوائف الملوکی کا بہت بڑا طوفان برپا تھا۔ طالبان بے چاروں کے خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ہم اتنی بڑی قوت بن سکتے ہیں اور وہ رو رہے تھے' ان حالات پر غم کے آنسو بہا رہے

تھے' لیکن اچانک قندہار میں جب حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے' تو طالبان کی ایک جماعت چالیس پچاس افراد کی اللہ کا نام لے کر امن قائم کرنے کیلئے' غنڈہ گردی اور بدمعاشی کو روکنے کے لئے قدم اٹھاتی ہے۔ قدم اٹھاتے ہی اللہ تعالیٰ نے مدد کی' کیونکہ ظلم بہت زیادہ بڑھ گیا تھا اور افغان قوم نے رشین وار میں دس بارہ سال تک بہت بڑی قربانیاں دی تھیں' وہ عظیم قربانیاں رائیگاں جارہی تھیں۔ تو قوم نے فوراً طالبان کو ویلکم (خوش آمدید) کہا اور طالبان کو اللہ کی طرف سے ایک نجات دہندہ سمجھا کہ اب ہمیں ان کے ذریعے سے امن مل جائے گا' تو جہاں وہ گئے لوگوں نے اپنے دروازے خوشی سے کھول دیئے۔ یہاں جو افغانی طالبان ہمارے مدرسوں میں تھے یہ تعلیم میں لگے تھے لیکن وہاں چونکہ ضرورت بڑھتی گئی تو یہ بھی وہاں جانے لگے۔ افغان طالبعلم سب افغان قوم کی اولاد ہیں اور انقلابِ چین ہو چاہے انقلاب فرانس ہو' یا انقلاب روس ہو' ان میں نوجوان سٹوڈنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ حالات کو خود سنبھال لیں' اصل میں جب حالات بالکل خراب ہو جاتے ہیں تو نوجوان اٹھتے ہیں پھر حالات کی اصلاح کیلئے وہ میدان میں اتر آتے ہیں اور انقلابی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس طرح شروع ہوا۔ طالبان کوئی اجنبی نہیں ہیں کہ وہ ان حالات سے ان بیچ (ناواقف) تھے اور اچانک کسی نے ان کو استعمال کیا بلکہ 12-13 سال جو مسلسل جہاد ہوا ہے یہ ان نوجوانوں نے کیا ہے' افغان قوم کیساتھ بہت بڑی قیادت ان نوجوان سٹوڈنٹ کی تھی یہ جہاد کے میٹریل تھے اور یہی طالبان اسکے کل پرزے تھے' روس کے خلاف جو مسلسل یہ جنگ چلی' اس میں انہی طالبان نے سب سے بھرپور کردار ادا کیا' لیڈر تو یہاں پشاور میں اور کہاں کہاں بنگلوں میں محلات میں بیٹھے رہتے تھے۔

<u>اسامہ بن لادن:</u>

س: اسامہ بن لادن کا نام دنیا میں بہت مشہور ہو گیا اسکے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

ج: اسامہ بن لادن اچانک ایک نیا آدمی نمودار نہیں ہوا ہے جس کا انکشاف ہوا ہو' اسامہ بن لادن کا جہادِ افغانستان کیساتھ بڑا دیرینہ تعلق تھا۔ پورے عالم اسلام سے نوجوانوں نے جہاد افغانستان میں بہت بڑے جذبہ سے حصہ لیا تھا روس جب آیا ایک آزاد اسلامی ملک پر قبضہ کر رہا تھا تو اس جہاد میں دنیا بھر سے اسلامی جذبہ سے سرشار لوگ یہاں آئے تھے ان میں ایک اسامہ بن لادن بھی تھا آپکو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو سب نعمتیں دی تھیں' اور ایک بہت بڑے ارب پتی خاندان

سے اسکا تعلق تھا' نوجوان تھا' لیکن سب آرام وراحتیں چھوڑ کر جذبہ جہاد میں آیا تھا افغانستان میں دس بارہ سال روس کیخلاف جو جنگ لڑی گئی اس میں انہوں نے جان و مال کے ساتھ بہت بڑی قربانیاں دیں اور خود بھی جہاد میں شریک رہے اور امریکہ کو بھی اس وقت یہ سارا پتہ تھا لیکن امریکہ وغیرہ کو یہ محسوس نہیں ہوا کہ یہ بڑا آدمی ہے یا جب روس چلا گیا تو بھی وہ جہاد کے جذبہ سے سرشار رہے گا۔

امریکی عزائم اور اس کے خلاف اسامہ کا نظریہ:

اسامہ کہتا ہے کہ ہر جگہ مسلمان دشمن کے تسلط سے آزاد رہے' دشمن کا عمل دخل نہ ہو وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ اس کے کوئی جارحانہ عزائم نہیں ہیں نہ وہ دہشت گرد ہے' نہ وہ تخریب کار ہے' وہ چاہتا ہے کہ ہمارے اسلامی ممالک کے ساتھ امریکہ یا غیر مسلم کنٹریز (ممالک) جتنی بھی ہیں وہ برابر کا سلوک کریں' ہمیں بھی آزادیء رائے کا حق ہے' ہمیں بھی اپنے فورسز استعمال کرنے کا حق ہے' اللہ نے ہمارے ملکوں کو مالا مال کیا ہے' پیٹرول سے' گیس سے' لیکن ہر چیز پر امریکہ گویا اپنا تسلط قائم رکھنا چاہتا ہے' اس کا جھگڑا میرے خیال میں امریکہ کے ساتھ یہی ہے کہ امریکہ ہم پر زیادتی کر رہا ہے' خاص طور سے جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی اپنی کنٹری (ملک) سعودی عرب' بھی بالکل امریکہ کے تسلط اور کنٹرول میں ہے' وہاں اسکی فوج بیٹھی ہوئی ہے ان کے تحفظ کے نام پر' لیکن حقیقت میں وہ اپنے وسائل پیٹرول اور ہر چیز پر امریکی کنٹرول کی وجہ سے ان کا آزادانہ استعمال نہیں کر سکتے۔ ان کے سورسز (sources) سارے وہ استعمال کرتے ہیں' وہ دیکھتا ہے کہ لیبیا ایک آزاد ملک ہے' ایک چھوٹا سا مسئلہ کا بہانہ بنا کر 12-13 سال سے لیبیا کو ایک جیل خانے میں محصور کر دیا ہے۔ وہ لوگ اپنے ملک کے فضائی حدود میں بھی آ جا نہیں سکتے۔ عراق کی بھی حالت اسی طرح ہے۔ الجیریا کی بھی' اسی طرح سوڈان' الغرض ہر جگہ عوام جمہوری طور پر بھی اپنا حق استعمال کرنا چاہتے ہیں' کہ اپنا اسلامی نظام ہو' اسلامی قوانین ہوں لیکن امریکہ ہر جگہ کنٹرول جمانا چاہتا ہے' تو اسامہ یہ چیخ رہا ہے کہ ہمیں اپنی آزادی کا حق ملنا چاہیئے' دنیا سے زیادہ سے زیادہ دوستانہ روابط ہوں' عالم اسلام سے تو امریکہ کو بہت اچھے روابط رکھنے چاہیے تھے' امریکہ کا سب سے بڑا دشمن سوویت یونین تھا' سپر پاور اور اس سپر پاور کو افغان جہاد نے صفر پاور بنا دیا' جس میں اسامہ بن لادن جیسے نوجوان اور دیگر عرب نوجوانوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے' انہوں نے یہ سب کچھ اللہ کی رضا کیلئے کیا ہے' لیکن ایک بہت بڑی سپر پاور

راستے سے ہٹادی۔

امریکہ کی احسان فراموشی:

تو امریکہ کو ان جہادی قوتوں کا احسان مند ہونا چاہیے تھا' لیکن جب مقصد پورا ہو گیا اور اس کا بڑا دشمن (روس) راستے سے ہٹ گیا تو اب امریکہ بلاوجہ مسلمانوں کے خلاف میدان میں اتر آیا اور اس نے محاذ آرائی شروع کر دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ کو یہ ڈر نہیں ہونا چاہیے کہ سپر پاور تو تہس نہس ہو گیا' مگر جہاد اور ایمان کے جذبہ سے شاید میں بھی ختم ہو جاؤں۔ لیکن اگر وہ مداخلت کرے گا' جیسے روس نے مداخلت کی تھی تو پھر اس کا بھی وہی حشر ہو گا۔ مگر جب وہ ایسا نہیں کرے گا۔ اگر وہ مداخلت نہیں کرے گا تو اس کو ڈر کیا ہے وہ امتیازی سلوک روا نہ رکھے' عالم اسلام کے ساتھ برابر کے برادرانہ تعلقات رکھے' اسی میں اسکی بھی بھلائی ہے اور مسلمانوں کی بھی۔ تو یہی اسامہ کا پیغام ہے امریکہ نے اس کو ایک ہوّا بنا دیا اور امریکہ میں کہیں بھی دہشت گردی ہوتی ہے تو اس کے دماغ میں وہی (اسامہ) ہوتا ہے' میں نہیں سمجھتا کہ اس کے اتنے بڑے اثرات ہوں اور اتنا کنٹرول ہو' اتنے وسائل ہوں' وہ تو مجبوراً افغانستان میں پناہ لئے ہوئے ہیں' امریکہ نے دنیا میں اس کے لئے کہیں پناہ لینے کی جگہ نہیں چھوڑی۔ اسے سوڈان سے اٹھا کر یہاں پھینک دیا' تو طالبان بے چاروں کو یہ احساس ہے کہ یہ ہمارا محسنِ قدیم تھا' اس نے ہم پر احسانات کئے تھے ہمارے جہاد میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا آج ہم افغانستان میں آزاد ہیں تو اس میں اسامہ بن لادن جیسے مجاہدین کا حصہ ہے تو وہ غیور قوم ہے' پٹھان ہیں' افغان کسی محسن اور احسان کرنے والے کو بھول نہیں سکتے اسامہ نے کہا کہ میں پناہ لیتا ہوں تو طالبان نے پناہ دی۔

س: اسامہ بن لادن سے آپ کا تعلق اور ملاقات؟

ج: اس زمانے میں ہماری ملاقاتیں ہوتی تھیں جس زمانہ میں روس کے خلاف جہاد جاری تھا' تو وہ دس بارہ سال پہلے پشاور میں رہتا تھا' تو جہاد کی وجہ سے ان کا ہمارے ساتھ تعلق تھا' اور اسامہ بن لادن اور اسی طرح ہزاروں عرب مجاہدین اور لیڈر سب پشاور میں رہتے تھے ہماری ضرور ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں اس دینی جذبہ اور رشتہ کی وجہ سے لیکن بعد میں جب جہاد ختم ہو گیا اور وہ افغانستان چلا گیا تو اس کے بعد ہمارے ان سے اتنے زیادہ روابط نہیں رہے۔

بی بی سی لندن (17-9-98)

شکاگو ٹریبون امریکہ (19-9-98)

British Broadcasting Corporation
BBC, Pebble Mill Road Birmingham B5 7QQ
Telephone 0121 432 8871 Fax 0121 432 8292
Website www.bbc.co.uk/networkasia
email: faris.kermani@bbc.co.uk
Foreign Affairs Columnist

BBC Production

Faris Kermani
Producer, Asian, programmes
BBC Lifestyle & Features, Birmingham

قیام پاکستان کے مقاصد اور حکومتوں کا انحراف:

س: پاکستان بنانے کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

ج: پاکستان اس لئے بنایا گیا تھا کہ یہاں ہماری ایک الگ اسلامک اسٹیٹ ہوگی اس کا ایک نظریہ ہوگا' نظریات کی بنیاد پر یہ بنا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کہتے تھے کہ پاکستان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا اپنا ایک نظام ہوگا جو اسلامی ہوگا' قرآن وسنت پر مبنی ہوگا تو ۵۳ سال گزر گئے ہیں اور ہم مسلسل اس جدوجہد میں ہیں کہ یہاں شریعت لاء آ جائے کیونکہ ہمارے ہاں کوئی نظام ہے ہی نہیں۔ سامراجی دور کا جو ایک نظام رہ گیا ہے وہ جوں کا توں قائم ہے۔ اس سے نہ عوام کے مسائل حل ہوئے نہ Law & Order کا مسئلہ حل ہوا' نہ لوگوں کو بنیادی حقوق ملے اور نہ بنیادی ضروریات عوام کو حاصل ہوئیں۔ دن بدن حالات بالکل بدتر ہوتے جا رہے ہیں امریکہ اور مغربی ممالک سب اپنے ملکوں میں فلاحی نظام قائم کر چکے ہیں مگر اس میں آئے دن Changing کرتے رہتے ہیں' بہتر

سے بہتر کی تلاش کرتے رہتے ہیں لیکن ہمارے ہاں بدقسمتی سے کرپٹ لوگ اور ایک خاص طبقہ اقتدار پر مسلط ہے وہ لوٹ کھسوٹ کرتا ہے۔ کوئی احتساب کا نظام قائم نہیں ہے عدالتوں کا کوئی منصفانہ نظام نہیں ہے۔ اب کوئی چارہ ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہاں شریعت نافذ ہو اور جب شریعت کی بات ہم کرتے ہیں تو اس میں ملک کے تمام طبقوں کو امن ملتا ہے۔ فلاح ملتی ہے' اور بنیادی حقوق ملتے ہیں امن وعدل کا دور دورہ ہو جاتا ہے تو اگر حکومت اسے صرف نام کیلئے استعمال کرتی ہے ایک سیاسی ایشو (Issue) بنانا چاہتی ہے اس کے تو ہم مخالف ہیں۔ کیونکہ واقعتاً پارلیمنٹ کے ذریعہ حکومت کا اولین فرض ہے کہ شریعت کا نفاذ کرے۔ اس کے ساتھ اس کی تشریح وتطبیق بھی جاری رہے۔

<u>نفاذِ شریعت اور حکمرانوں کا ظالمانہ کردار:</u>

س: جو اپوزیشن حکومت کے اس اقدام کی مخالفت کر رہی ہے ان لوگوں کو آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ج: وہ لوگ یہاں حکومتیں کر چکے ہیں' چہرے بار بار تبدیل ہوتے رہے ہیں' لیکن اگر انکے پاس کوئی بہتر نظام ہوتا تو کافی دفعہ وہ بھی برسر اقتدار آئے ہیں وہ اسکو نافذ کرتے لیکن انہوں نے اصلاح کی کوئی کوشش نہیں کی۔ چونکہ عوام کو بھی یقین ہو گیا ہے کہ ان دونوں گروپوں کے جو لوگ اقتدار میں ہیں یا اپوزیشن میں ہیں اور بار بار جو بدلتے بھی رہتے ہیں تو انکے پاس اس ملک کے مسائل کا کوئی حل نہیں ہے' انکے پاس حالات کو سدھارنے کا کوئی فارمولا نہیں ہے اور دن بدن جو بھی آتا ہے اپنی لوٹ کھسوٹ میں لگا رہتا ہے۔ بیوروکریٹس بھی یہی چاہتے ہیں کہ یہی نظام جوں کا توں رہے۔ کیونکہ شریعت آئیگی تو پھر ہم لوٹ کھسوٹ نہیں کر سکیں گے۔ حساب کتاب ہوگا' محاسبہ ہوگا تو یہ جو بربادی اور تباہی ہے اسکے یہ دونوں فریق باقاعدہ ذمہ دار ہیں۔ یہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں' مگر اس نظام کے بارے میں جو قائم ہے جو افراتفری اور لوٹ کھسوٹ ہے' یہ سارے ایک ہیں۔ یہی نواز شریف تھا اور یہی لوگ برسر اقتدار تھے۔ میں نے 30 جولائی 85ء میں شریعت بل پیش کیا' تاہم سات آٹھ سال وہ جھگڑے میں رہا پھر دوبارہ مسلم لیگ کی حکومت آئی تو وہ پھر بھی تیار نہیں تھے کہ شریعت نافذ کریں اور جب شریعت کا بل ہم نے سینٹ میں پاس کروایا' بہت اعلیٰ طریقہ سے اس میں عدالتوں' میں سیاسی نظام میں Changing آتی اور احتساب کا نظام اس میں تھا صدر مملکت سے لیکر عام شہری تک برابر

محاسبہ رکھا گیا تھا۔ جب یہی نواز شریف وزیر اعظم بنا تو اس نے اسکو بالکل کل (Kill) کردیا۔ اسکی روح ہی ختم کر دی۔

استعماری نظام کے محافظ:

تو اس لئے ہم دونوں (نواز شریف' بے نظیر) یعنی حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے بارے میں مطمئن نہیں ہیں دونوں اس استعماری نظام کے محافظ ہیں 50 ' 55 سال سے' چونکہ ملک ایک انقلاب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لوگ مایوس ہوتے جا رہے ہیں ان سارے لوگوں سے' اور دین کی طرف دیکھ رہے ہیں تو میرے خیال میں حکمران اس کا بند باندھنا چاہتے ہیں کہ کسی طرح شریعت وغیرہ کا نام لے کر ہم اس سیلاب کو روک لیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سیلاب کو یہ روک نہیں سکتے۔ ان سے میں یہی کہوں گا کہ جو حزب اختلاف میں ہیں سیکولر ہیں کہ اب حکومت میں ہیں یا حکومت سے ہزار دشمنی ہو لیکن جب تم نے ان لوگوں کو اور ایک نظام کو آزما لیا ہے' دیکھ لیا ہے اور ان سے کچھ بھی حل نہ ہو سکا تو بس اس پر متفق ہو جاؤ اور شریعت کا نفاذ کراؤ پھر ملک کی قسمت بدل جائے گی۔

اگر نظامِ انتخاب کی اصلاح ہو جائے تو صحیح اور دیانت دار قیادت سامنے آئیگی:

س۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مذہبی جماعتوں کی ملک میں کوئی حیثیت نہیں ہے ان کے بس 5 یا 6 پرسنٹ ووٹ ہیں تو ان کو یہ حق نہیں ملنا چاہیے کہ حکومت کریں اور اپنے اہداف کو آگے بڑھائیں۔

ج: ووٹ کی حد تک تو یہ بات صحیح ہے کہ مذہبی جماعتوں کے ووٹ کم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں الیکشن کا انتخابی سسٹم صحیح نہیں ہے۔ اس کا نظام ایک مونا پلی سسٹم ہے۔ 30 یا 35 خاندان ہیں یہاں اس پاکستان میں اور وہی پارلیمنٹ میں آتے جاتے ہیں۔ انہوں نے حلقے بنائے ہوئے ہیں' ان کی جاگیریں ہیں' ان کا دباؤ ہے ان کا پیسہ تقسیم ہوتا ہے اور غنڈہ گردی ہوتی ہے۔ اس طریقہ سے وہ اپنے حلقے قائم کئے ہوئے ہیں' اگر انتخابی سسٹم میں بنیادی تبدیلی (Changing) آجائے پیسہ تقسیم نہ ہو' غنڈہ گردی نہ چلے' دیانت' امانت' تعلیم اور اخلاق کو دیکھا جائے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ برسر اقتدار نہیں آسکیں گے' پارلیمنٹ میں نہیں آسکیں گے۔ تو بہر حال الیکشن کے حلقوں کے لحاظ سے سارا پاکستان ان لوگوں کے رحم وکرم پر ہے۔ لیکن جہاں تک عام مسلمانوں کی بات ہے تو ان کے دل کی یہ آواز ہے کہ ہم اپنے اوپر دین وشریعت نافذ کریں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی مخلص حکومت ہو'

دیانت دار حکومت ہو اور وہ اس چیز کو آگے لے کر چلے عوام ان لوگوں سے اب بیزار ہیں اگر بنیادی طور پر انتخابی سسٹم میں تبدیلی آ گئی' صحیح جمہوری انداز میں الیکشن ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ پھر یہ لوگ برسرِ اقتدار نہیں آئیں گے پھر دینی قوتیں اور صحیح قیادت سامنے آئے گی۔ آئین کی دفعہ 65,64,63,62 یہ دفعات ایسی ہیں کہ ان کی رو سے صاف ستھرے لوگ آئیں لیکن ان پر کوئی عمل الیکشن میں نہیں ہوتا' جو آفیسر ہیں وہ انتخابی سسٹم میں ان دفعات کا کوئی لحاظ ہی نہیں رکھتے' بتایئے اس وقت بھی کون سی جمہوریت ہے؟ قوم نے ان کو 16 پرسنٹ ووٹ دیئے ہیں۔ 16 پرسنٹ یعنی 100 میں 16 اور یہ اس کو بھاری مینڈیٹ کہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بنیادی دروازے کھولنے چاہئیں۔ صحیح آزادانہ انتخابات ہو جائیں اور اچھے برے کی تمیز ہو اور بھاری اکثریت اچھے لوگوں کی آئے۔

س۔ غیر مسلموں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: یہ سب سو فیصد پروپیگنڈہ اور جھوٹ ہے کہ ان پر زیادتی ہو گی۔ اسلام اپنے احکام غیر مسلم پر زبردستی لاگو نہیں کرتا ہے۔ قطعاً ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

یہاں کے جو عیسائی ہیں ان کو عیسائیت کا پتہ ہی نہیں ہے وہ ایک خاص طبقہ ہے ان کو مذہب کا پتہ بھی نہیں ہے۔ یہ ہندو قوم تھی' ان کو اچھوت بنایا تھا وہ ان کو بالکل انسان ہی نہیں سمجھتے تھے۔ تو کچھ لوگوں نے کہا کہ چلو تم عیسائی بن جاؤ۔ تو آپ سمجھ گئے نا۔ اب عیسائیت جیسی اعلیٰ مقدس چیز کو وہ سمجھتے ہی نہیں۔ اور غیر مسلم اقلیتوں (Minority) کے بارے میں حضورﷺ کا ایک جملہ ہے بڑا مختصر۔ دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں جو بھی Minority ہو گی "لھم مالنا" تو ان کیلئے وہ تمام چیزیں ہوں گی جو مسلمانوں کیلئے ہیں' شہری سہولتیں' مراعات سب کچھ جو ہمارے لئے ہیں ان کے لئے بھی ہوں گی "لھم مالنا و لا علیھم ماعلینا" تو جو ہم پر ڈیوٹیاں ہیں ذمہ داریاں ہیں' بوجھ ہیں یہ تو ان پر نہیں ہیں۔ شہر کے بنانے میں' سڑکیں بنانے میں' جہاں مسلمان ہیں' بڑے بڑے کام ہوتے ہیں' پہاڑوں میں' اسکے اندر بھی ان پر بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ رعایا سب برابر ہیں۔ کیا دنیا میں اسلام جیسا کوئی نظام یا مذہب ہے؟

س: یہاں ابھی فسادات ہو رہے ہیں کئی جماعتوں کے درمیان۔ جعفریہ اور سپاہ صحابہ کے

درمیان تو آپ کو تو کوئی پریشانی نہیں ہو رہی۔

ج: ان باتوں کی تہہ تک پہونچنے کی کوشش نہیں ہوتی' یہ فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہیں' تخریب کاری ہے۔ ملی یکجہتی کونسل میں نے بنائی ساری دینی 14 پارٹیاں اکٹھی کر کے ایک جگہ بٹھایا۔ میں اس کا سیکرٹری جنرل بنا۔ ضابطہ اخلاق بنوایا گیا اس کی وجہ سے دو سال امن و امان رہا۔ شعیہ سنی جھگڑا نہیں ہوا۔ سب یہ چاہتے تھے کہ تمام شہروں کے اندر امن قائم ہو۔ اب اس حالات میں بھی شاید کچھ بیرونی مما لک اس کو ہَوا دیں۔ اور یہ شیعہ سنی فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہوتے ایک شہر میں سنیوں کا قتل ہوتا ہے مسجد میں پچاس پچاس افراد قتل ہوتے ہیں تو پورے شہر میں آگ پھیل جانی چاہیے' جیسے انڈیا میں ہندو مسلم فسادات ہوتے ہیں تو وہاں کے شہر محفوظ نہیں۔ اسی طرح شیعہ قتل ہوتے ہیں' سنی بھی مگر فسادات کو نہیں بھڑکاتے یہ آگ پھیلتی نہیں ہے بلکہ دشمن وہ آگ بھڑکانا چاہتے ہیں اگرچہ پوری قوم آپس میں پیار محبت سے رہتی ہے اصل میں یہاں سزا کا نظام نہیں ہے۔ دہشت گرد لوگ انڈر گراوَنڈ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سالوں سال اس میں لگ جاتے ہیں پھر اپیل کرتے ہیں' تو دراصل یہ عدالتی سسٹم ناقص ہے۔ یہ جب تک تبدیل نہ ہو ہم جو شریعت شریعت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عدالتی نظام امن و انصاف دینے والا نہیں ہے۔ یہاں انصاف نہیں ملتا۔ قتل ہوتے رہتے ہیں' کیفر کردار کو کوئی نہیں پہونچتا۔

کلنٹن کا رسوائے زمانہ کردار:

س: ملا عمر صاحب نے کہا ہے کہ کلنٹن کو سنگسار کر دینا چاہیے؟

ج: کلنٹن پر خدا کی ایسی مار پڑی ہے کہ 11 سال کی ایک بچی نے ادھر شور مچایا ہے کہ میں گیارہ سال کی تھی اور کلنٹن تیرہ سال کا تھا' بوڑھی عورت ہو گئی اور ہر طرف اس کے بدفعلی کے دعوے ہو رہے ہیں۔ یہ خدا کی مار ہے' پوری قوم پر' بچے آپس میں کھیل کود کرتے رہتے ہیں مگر کلنٹن پر کھیلنے والوں بچوں نے بھی الزام لگایا۔ گیارہ سال اور بارہ سال کے بچے بھی کہیں کہ چلو ہمارا نام ہو جائے گا' T.V پر آجائیگا اور اس پر خدا کی پھٹکار ہے وہ منہ لٹکائے ہوئے ہیں لوگوں کو ترس آتا ہے اس پر۔ وہ ہمیں بہت تنگ کر رہا ہے مگر خدا اسکو رسوا کر رہا ہے۔ مونیکا لونیسکی کا ہنگامہ ہے تو ملا عمر نے کہا ہے کہ اس کو سنگسار کر دنیا چاہیے جو اسلام میں اس عملِ بد کی سزا ہے۔

امریکی صحافی کا اعتراف حقیقت بھی اور مذموم کردار بھی:

س: جو مذہبی (Religious) مدرسے ہیں ان کی کارکردگی کے بارے میں آپ کیا کیا خیال ہے؟

ج: ملک وملت کی تعمیر میں ان کا ایک مقام ہے۔ان میں کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے ہیں۔دینی خدمت اور تعلیم میں لگے ہوئے ہیں۔مشکل سے ہم اسے چلا رہے ہیں۔عوام کے چندوں سے وہ چلتے ہیں' وسائل ہمارے پاس نہیں ہوتے' حکومتوں سے پیسے نہیں لیتے' اور ایجنسیوں سے نہیں لیتے۔مغربی میڈیا پروپیگنڈہ کرتی ہے سب کچھ دیکھتی ہے۔ہم بڑی محنت کر کے ان کو پڑھاتے ہیں' کھلاتے پلاتے ہیں۔ایک امریکی نے مجھ سے دو تین دن پہلے اسلام آباد میں انٹرویو لیا' پھر یہاں (دارالعلوم حقانیہ میں) آیا تو وہاں جا کر اس نے انٹرویو اخبار میں دے دیا کہ دارالعلوم ایک معیاری ادارہ ہے۔ اور دارالعلوم کا عمدہ تعارف کرایا تو بڑی اچھی باتیں کہیں کہ جس طرح امریکہ کے لئے ہارورڈ یونیورسٹی ہے اسی طرح طالبان (Students) کیلئے یہ دارالعلوم حقانیہ معیاری یونیورسٹی ہے۔مگر آخر میں شرارت کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ افغان وار میں C.I.A نے بہت بڑی دولت دی ہے دارالعلوم کو۔ہم سر پکڑ لیتے ہیں کہ یا اللہ یہ کیسے لوگ ہیں کرسچن مونیٹر' سائنس مونیٹر (Christian Monitor, Science Moniter) ' ان اخبارات نے یہ بے بنیاد سرخیاں لگا دیں حالانکہ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے ہم اس ادارہ کو چلانے میں خود بہت تکالیف اٹھاتے ہیں۔ہم نے افغان جہاد میں خود محنتیں کی ہیں کسی نے مدرسہ کو 100 روپے بھی دیئے ہیں تو ہم ان کو رسیدیں بھیجتے ہیں۔سالانہ آڈٹ کراتے ہیں۔ہمیں C.I.A کیوں دے گا۔سی آئی اے تو جہادی تنظیموں کو آپس میں لڑانے میں لگا رہتا تھا۔

دراصل ان کو پتہ نہیں ہے کہ وہ مجاہدین لیڈرز تقریباً اسی فیصد یہاں کے پڑھے ہوئے تھے اس وقت بھی یہی پوزیشن تھی کچھ فضلاء حکمتیار کے ساتھ تھے' بعض ربانی کے ساتھ تھے۔اکثر فضلاء مجاہد تھے دوسرے مدارس کے اور یہاں کے فضلاء سارے تنظیموں کے ساتھ مل کر مصروف جہاد تھے۔

طالبان حکومت سے قبل افغان لیڈروں کا افسوسناک کردار:

س: کیا حکمت یار اور ربانی یہاں سے پڑھے ہیں؟

ج: نہیں! مولانا یونس خالص، پہلے طالب علم (First Student) ہیں۔مولانا عبدالحقؒ کی زندگی میں ان سے استفادہ کرتے رہے۔مولانا جلال الدین حقانی اور دیگر قائدین اور مجاہد علماء کا اس جہاد میں یہ مرکز تھا۔کچھ ربانی کے ساتھ تھے کچھ استاذ سیاف کے ساتھ تھے۔علماء سارے میدان عمل میں تھے اور ہمارے ان کے ساتھ بالکل بھائیوں جیسے تعلقات تھے۔لیکن ہم اس بات پر ان سے ناراض ہوگئے کہ بھئی تم آپس میں مل بیٹھ کر افغانستان میں نفاذ شریعت کا کام سنبھالو۔ہم نے کہا کہ اجتماعی سسٹم اپناؤ۔آپس میں امن قائم کرو' وہ نہیں قائم کرتے تھے اور خانہ جنگی میں ملوث ہوگئے۔

طالبان کو امریکہ اور ایران کی دھمکیاں:

س: لیکن ساری توجہ اس وقت طالبان کی طرف ہے۔

ج: اس وقت سارے لوگ طالبان کے ساتھ ہیں اب فضاء بدل گئی ہے پاکستان کے کالجوں میں' یونیورسٹیوں میں بھی لوگ طالبان کے ساتھ ہیں' ذہن بہت تیزی سے بدل گئے۔کچھ عرصہ افغانستان کے عوام کی بڑی تعداد کی طالبان سے ہمدردی نہیں تھی' شریعت کی پابندیاں نہیں قبول کرر ہے تھے لیکن ایران اور امریکہ نے جو دھمکیاں دے دیں اور جنگ کا اعلان کردیا تو وہ سب طالبان کے ساتھ ہوگئے کہ اب تو ہم پر موت آنے والی ہے۔یہ بھی اللہ نے کیا کہ امریکہ اور ایران کے ذریعہ طالبان کو اتنا مضبوط کیا۔

طالبان کے خلاف ایران کا رویہ:

س: ایران کی طالبان کی کامیابی کے بارے میں مخالفانہ پالیسی کیوں ہے؟

ج: ایک جنگ شروع ہوتی ہے تو کیوں شروع ہوتی ہے' آخر کیوں؟ کیا حق ہے کسی پڑوسی ملک کو کہ اپنے پڑوسی ملک پر وار کرے۔طالبان کی طرف سے تو کسی توسیع پسندی اور جارحیت کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔کسی کافر ملک پر بھی ان کا ارادہ نہیں کہ ایک انچ بھی ہم ان سے چھین لیں۔اپنے ملک میں امن قائم کرنا' تباہی بربادی ختم کرنا ان کا مقصد ہے۔یہ تو ہر قوم کا حق ہے۔وہ تو کہتے ہیں کہ ہم تاجکستان اور دیگر پڑوسی رشین ریاستوں کو بھی پریشان نہیں کریں گے۔تو ایک مسلم ریاست جو مسلم کہلاتی ہے اور خود کو نفاذ شریعت کا علمبردار کہتی ہے یعنی ایرانی حکومت' تو اس کو کیا جواز ہے کہ ایک مسلم ملک میں اور پڑوسی ملک میں مداخلت کرے اگر وہ مداخلت کرتا ہے تو وہ ایسی مداخلت ہوگی جیسے روس

نے کی تھی کہ جب روس وہاں آیا اور دنیا بھر نے کہا کہ یہ ظلم ہے اگر ایران بھی بلاوجہ ظلم کرتا ہے' مداخلت کرتا ہے تو پھر نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کا فرض ہوگا کہ اس کا ہاتھ روکے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی اسلامی ملک پر کوئی بھی زیادتی کرتا ہے' دوسرا ملک پڑوسی اسلامی ملک کیوں نہ ہو اگر وہ بلاوجہ مداخلت کرتا ہے تو پورے مسلمانوں کو اس کا ہاتھ روکنا چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر طالبان نے بھی ایسی حرکت کی بلاوجہ ترکی میں' پاکستان میں' یا ایران میں مداخلت کی تو اس وقت بھی ہم ان کا ہاتھ روکیں گے کہ ایسا مت کرو ان کو بھی ہم کنڈم کریں گے کہ بھئی یہ مت کرو۔ آخر ایران میں بھی ایک انقلاب آیا۔ اپنا ایک سیٹ اپ بنایا حالانکہ ہمیں پتہ تھا کہ سنیوں کے ساتھ مسلسل زیادتی ہو رہی ہے لیکن ہم چپ رہے۔ ہم نے کہا کہ جیسا بھی انقلاب ہے انہوں نے شہنشائیت اور جبر سے اپنے آپ کو نجات دلوائی ہے۔ ہم نے اس کا خیر مقدم کیا اور یہ بھی شور نہیں مچایا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔

طالبان کا راستہ کیوں روکا جا رہا ہے؟

اب ایران کی پالیسی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر اسے طالبان سے تکلیف کیا ہے۔ افغانستان ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔ کافر سارے اس کو تہس نہس کر رہے تھے۔ طالبان آئے اور افغانستان کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا۔ اور جن علاقوں میں گئے امن قائم کیا۔ کیونکہ مجاہد کسی سے نہیں ڈرتے' پرانے جو کمیونسٹ (Comunist) ہیں یا جہادی گروپ تھے' ان سے امن قائم نہیں ہو رہا تھا۔ تو طالبان جو اسی قوم کے بچے ہیں جیسے پاکستان کے بچے اٹھتے ہیں ملک کی حفاظت کے لئے۔ ایران کے بچے اٹھتے ہیں انقلاب کیلئے۔ تو افغانستان کے بچوں کو کیوں حق نہیں ہے کہ اپنے ملک کو مستحکم کرنے اور امن قائم کرنے کیلئے جدوجہد کریں۔ اوروں کو کیا تکلیف ہے ہمیں سمجھ نہیں آتی۔

افغانستان گوند سے بھرا ہوا پیالہ ہے:

س: ایران یا کسی نے اگر فوجی مداخلت کر لی تو پھر؟

ج: نہیں بنیادی مسئلہ یہ افغانستان کا ہے۔ پہلے تو اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ اگر آتی ہے تو وہ خود روکیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جہاد پھر فرض ہو جاتا ہے خود اسی ملک پر۔ تو اس کی ضرورت نہیں آئے گی کہ پاکستان کے لوگ ان کی مدد کیلئے جائیں۔ کیونکہ وہ لوگ بہت مضبوط ہیں اور ان کیلئے موت

بالکل ایک کھیل بن گیا ہے۔تو ایران ایسا کر کے بہت بڑی غلطی کرے گا۔ ہماری اس سے مخلصانہ اپیل ہے کہ وہ مداخلت نہ کرے' اگر کرلیا تو افغانی خود اس کا جواب دے سکتے ہیں۔اور کسی نے بڑا اچھا کہا ہے کہ یہ افغانستان گوند سے بھرا ایسا پیالہ ہے جو اس میں گھسے گا پھر نہیں نکل سکے گا۔تو اگر ایران نے حملہ کیا تو یہ اس کی خودکشی ہوگی۔

طالبان کے ساتھ ایران کی وجہ مخاصمت کیا ہے؟

س: آپ نے کہا ہے کہ اگر ایران نے یہ غلطی کی تو اس میں ایران کا نقصان ہوگا؟

ج: دیکھئے اس میں سراسر نقصان ایران کا ہوگا' کیونکہ افغانستان تو پہلے سے ٹوٹا پھوٹا ہے' کھنڈر ہے' سڑکیں نہیں ہیں' رہا ایران وہاں تو بنے بنائے اچھے ماڈرن ترقی یافتہ شہر ہیں اور یہاں تو سارا ملک کھنڈر بن گیا ہے۔ پھر کون پاگل ہوگا جو ہیروشیما پر دوبارہ بم گرائے۔وہ ایسی حرکت نہ کرے اس میں سراسر اس کا نقصان ہوگا کیونکہ یہ بھی جوابی کاروائی کریں گے۔تو ان کے بنے بنائے پھول جیسے اعلیٰ ترین شہر کیوں کھنڈر بنا دیئے جائیں۔اور مسئلہ کیا ہے' جھگڑا کیا ہے' میں نہیں سمجھتا ہوں کہ بڑا اعتراض ایران کا کیا ہے۔

طالبان کا نظام امن کی ضمانت ہے:

س: آپ نے کہا کہ یہ ایک بڑی طویل جنگ ہوگی؟

ج: یہ بڑی طویل جنگ ہوگی اور پھر بات یہ ہے کہ روس جیسے سپر پاور (Super Power) نے ساری توانائی یہاں خرچ کردی لیکن اس کو کیا ملا۔ جب وہ واپس جا رہا تھا تو اس کے جرنیل نے دریائے آمو پر کھڑے ہوکر حسرت سے افغانستان کو دیکھا پھر وصیت کی' اخبارات میں آیا تھا' اس نے کہا تھا کہ میں اپنی نسلوں کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ آئندہ افغانستان میں گھسنے کی جرأت نہ کریں۔ تو جب روس جیسی سپر پاور کا یہ حال بنا تو ایران اس سے سبق لے گا۔روس سے پہلے انگریز نے کوشش کی تھی جبکہ ساری دنیا پر اس کا قبضہ تھا۔لیکن افغانستان میں وہ بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ چرچل تک یہاں لڑا ہے۔اس وقت افغانی خالی ہاتھ تھے۔اب انکے پاس سکڈ میزائل بھی ہیں' سٹنگر بھی ہیں' دنیا کا ہر اسلحہ ہے بارود خانے اور تہ خانے بھرے ہوئے ہیں۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ ایران ویسے گھبرا گیا ہے۔ ہمارا اسے ہمیشہ سے مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ

کوکوئی بھی تکلیف طالبان سے نہیں ہوگی۔ نہ طالبان کے ہاں سنی' شیعہ مسئلہ ہے نہ فرقہ واریت ہے۔ اگر وہ یقین کریں تو ہم ان کو گارنٹی دیتے ہیں کہ کسی چیونٹی کو بھی انسے تکلیف نہیں ہوگی۔ نہ کسی شیعہ کو' نہ کسی پرامن شہری کو۔ وہاں شیعہ سنی کا کوئی مسئلہ ہی نہیں اٹھایا گیا۔

ایرانی سفارتکاروں کے قتل پر تبصرہ:

س: ایرانی سفارتکاروں کے ساتھ مزار شریف میں جو ہوا ہے تو کیا یہ طالبان کے ہاتھوں ہوا ہے یا دوسرے گروپوں میں سے کسی نے کیا ہے؟

ج: یہ ایک ہنگامہ اور یلغار کی صورت ہوتی ہے کہ ایک شہر میں فوجیں داخل ہوتی ہیں اس میں افراتفری مچی رہتی ہے۔ لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے' عوام بھی شریک ہوتے ہیں۔ طالبان کی کوئی منظم فورس نہیں تھی۔ ہر طرف سے یلغار تھی۔ ہم نے جو سنا ہے وہ یہ ہے کہ جس عمارت میں ایرانی تھے یہ آرمی کے لباس میں تھے وہاں بورڈ بھی نہیں تھا کہ یہ کسی کا سفارت خانہ ہے۔ اور کچھ لوگ وہاں گھسے ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہاں ایرانی اسلحہ آتا ہے اور ہمارے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ اس وقت بھی کئی ٹرک رنگے ہاتھوں پکڑے گئے۔ جو ایرانی اسلحہ سے بھرے ہوئے تھے اور یہ لوگ بھی وردی میں تھے' سفارتکار کے لباس میں بھی نہیں تھے۔ بڑی بدتمیزی سے رعب داب بھی ڈالا تو کچھ لوگ آئے اور جذبات میں آ کر ان کو مار دیا۔ ان کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ یہ سفارتکار ہیں یا جاسوس ہیں۔ بظاہر امونیشن کے بھرے ہوئے ٹرکوں کو سنبھالے ہوئے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ دو تین سالوں سے ایران ہی ہمارے خلاف سب کچھ کر رہا ہے تو ایسی گرما گرمی میں نہ امیر المومنین کا اور نہ کمانڈر کا کنٹرول ہوتا ہے نہ کوئی کہتا ہے کہ ہاں یہ کرو۔ باقی تمام شہروں میں سفارت خانے محفوظ ہیں قندہار میں' کابل میں' تو یہ بالکل ایک بہانہ بنایا ہوا ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ وہاں بامیان میں اب بھی تیس آدمی انہوں نے قتل کئے۔ اور جب آئے تو ان کی مدد سے ساڑھے تین ہزار افراد قتل کئے گئے۔ جنرل مالک کے ہاتھوں دشتِ لیلیٰ میں جو کچھ ہوا' اجتماعی قبر نکل آئی۔ اب بھی تین بڑی قبریں نکلی ہیں جن میں سے تین تین سو لاشیں نکلی ہیں' کل نو سو لاشیں۔ یہ کیسی اقوام متحدہ ہے اور سلامتی کونسل ہے کہ اس وقت گم سم ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں لاشوں پر بولتے نہیں اور یہاں چھ آدمیوں پر ایک طوفان برپا ہوا ہے۔ پھر پاکستان کا انتاز بردست مصالحانہ کردار ہے کہ وہ بے چارہ ان کیلئے لڑ رہا ہے۔ سفارتکاروں کو بلا رہا ہے

مگر ایرانی ہمارے پاکستانی علماء کو بھی پکڑ کر لے گئے ہیں ۔ان کا رویہ یہ ہے کہ ہمیں بھی دھمکی دے رہے ہیں ۔معلوم نہیں انہیں کیا ہو گیا ہے ہم تو ان کو چھڑانے میں لگے ہوئے ہیں ۔وہ پاکستان کو دھمکی دے رہا ہے۔پاکستان کا جرم کیا ہے؟اوران نو جنازوں کو ہم دیکھتے تھک گئے ہیں CNN اور BBC پڑاوران ساڑھے تین ہزار کا کوئی نام ہی نہیں لیتا جو زندہ در گور کر دیئے گئے۔

<u>دارالعلوم کے فضلاء:</u>

س: کیا یہ دارالعلوم حقانیہ ہارڈورڈ (Hardward) یونیورسٹی ہے طالبان کے پاور کے بارے میں؟

ج: اصل میں امریکہ کے کافی لوگ آئے تھے وہ بار بار پوچھ رہے تھے کہ اس ادارے کی کیوں اتنی اہمیت ہے۔ہم نے کہا کہ اس کا تعلق افغانستان سے نہیں ہے بلکہ پورے عالم اسلام اور پاکستان کے لئے دینی تعلیم کا یہ ایک مرکزی ادارہ ہے۔انہوں نے کہا کہ اس نے اتنی اہمیت کیوں حاصل کر لی ہے۔تو میں نے کہا کہ ایک معیار ہوتا ہے ایک شہرت ہوتی ہے۔ایک علمی معیار ہے ان کے اساتذہ ایک جذبے سے پڑھاتے ہیں بھوکے پیاسے رہتے ہیں' نہ تنخواہوں کے پیچھے نہ دولت کے پیچھے۔میں نے کہا کہ جس طرح کیمبرج یونیورسٹی Cambrige University ہے آکسفورڈ ہے' ہارڈورڈ ہے ان کو بین الاقوامی شہرت مل گئی ہے اسی طرح اس ادارے کی بھی ایک بڑی شہرت ہے۔یہاں ۲۴ گھنٹے طالب علم تعلیم میں لگے رہتے ہیں۔ تو ان کو طالبان کی وجہ سے یہ الجھن ہے' یہ طالبان بھی اچانک نہیں آئے یہ بھی وہی لوگ ہیں جو تعلیم حاصل کر رہے تھے اور روسی جارحیت کے خلاف اپنے اساتذہ اور طالب علموں کے ساتھ مسلسل جہاد کر رہے تھے تو اس وقت بھی دارالعلوم حقانیہ کے علماء جو بڑی تعداد میں فارغ ہوئے تھے وہ اس وار (war) میں بھرپور کردار ادا کر رہے تھے۔مولانا جلال الدین حقانی' یونس خالص' فتح اللہ حقانی' احمد گل حقانی یہ جو بھی حقانی حقانی آپ سنتے ہیں۔اس نسبت سے اب بھی شہاب الدین حقانی' سعید الرحمان حقانی' عبدالکبیر حقانی وغیرہ جو آپ طالبان زعماء کے نام سنتے ہیں یہ اس وقت سے جہاد کر رہے تھے ان کو اسلامی سپرٹ (Spirit of Islam) نے ایک جذبہ دیا تھا۔اب خدانخواستہ یہاں پاکستان پر روس یا امریکہ وار کرے یا انڈیا تو جہاں بھی دارالعلوم کے طلباء ہیں کراچی' لاہور' راولپنڈی تو وہ ان کے خلاف اٹھیں گے۔اسلامی جذبہ اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ

بھائی غلامی مت قبول کرو۔ دشمن کا مقابلہ کرو۔

دارالعلوم حقانیہ کا اولڈ بوائے:

یہاں صرف پشتو بولنے والے علاقوں کے طالبان نہیں۔ بدخشاں' قندوز' بلخ' مزار' یہ سب فارسی والے علاقے ہیں لیکن جس کے طلباء پڑھتے رہے زیادہ تر افغانی پشتو سمجھتے تھے اوران کے استاد یہاں کے پڑھے ہوئے تھے۔ ان کے چچا' ماموں وغیرہ یہاں سے فارغ ہوئے تھے کیونکہ میرے والد صاحب مولانا عبدالحق صاحب تقسیم ہند کے بعد ہندوستان سے جب آئے جو بہت بڑے عالم تھے اور یہ مولانا یونس خالص وغیرہ اس زمانے میں حضرت سے پڑھے تھے۔ تقسیم ہند سے پہلے یہ دارالعلوم قائم نہیں ہوا تھا ۔اولڈ بوائے (Old Boy) دارالعلوم کا مولوی یونس خالص ہیں جب باقاعدہ طور پر دارالعلوم قائم ہی نہیں ہوا تھا تو اس وقت وہ پڑھ رہا تھا ۔

امریکہ عالم اسلام سے دشمنی مول لے رہا ہے:

س: یہاں کے طالب علموں کا اور آپ کا یہ خیال ہے کہ امریکہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے؟

ج: نہیں بلکہ امریکہ خود یہی بتلا اور جتلا رہا ہے دنیا کو وہ یہ ثابت کر رہا ہے ہم تو ان کو دوست سمجھتے تھے رشیئن وار Russian War میں ۔ہم نے سمجھا کہ یہ بڑی طاقت روس ہمارا بڑا دشمن ہے۔ تم امریکی قریب سمجھے جا رہے تھے امریکہ خوش تھا کہ سپر پاور (Super Power) سے لڑ رہے ہیں ۔اب امریکہ کو ممنون ہونا چاہیے تھا ہم نے بار بار سی این این وغیرہ کو کہا جو کئی کئی گھنٹے یہاں رہے بھی ۔ بھائی تم نے ہمیں الٹا دشمن بنا دیا۔ ہمارا تو کوئی توسیعی ارادہ نہیں تھا ایک بڑے دشمن سے ہم نے آپ کو چھڑوا دیا۔ جس کا علاج تمہارے پاس نہیں تھا تو تم کیوں سینگ لڑا رہے ہو بلاوجہ۔ آپ کو کیا ملے گا۔ سارا عالم اسلام ایک ایک کر کے دشمن ہو جائے گا پھر تمہیں اسے سنبھالنا مشکل ہوگا۔

یہودیت کا بھیانک چہرہ:

س: آپ نے جیسے پہلے کہا ہے کہ ہم اس کو دشمن نہیں سمجھتے تھے اب کون سے ایسے عوامل ہیں جس کی بنیاد پر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایسا دشمن ہے؟

ج: بنیادی طور پر مسلمان کو بدترین دشمن جو سمجھتا ہے وہ یہود ہیں' یہودی نہ عیسائیوں کو برداشت

کرتے ہیں نہ عیسائیت کو۔عیسائیت اور اسلام اور سب ادیان کو ملیا میٹ کریں گے۔وہ کہتے ہیں کہ صرف ہمارا مذہب ہی چلے گا۔مگر عیسائی امریکہ وغیرہ ان کے شکنجے میں آ گئے ہیں۔ان کے جال اور فریب میں آئے ہیں۔ آج کلنٹن کی جو رسوائی اور جو تذلیل ہو رہی ہے یہ سب وہی یہودی پنجرہ ہے جس میں وہ پھڑ پھڑا رہا ہے۔تم امریکی لوگ یہودیوں کے شکنجے میں آ گئے ہو اور یہودیوں کے جال سے جب تک نہیں نکلو گے تو یہودی تمہیں مسلمانوں سے لڑوائے گا۔

طالبان کے خلاف امریکہ اور ایران کا ہدف ایک تھا:

س: ابھی یہ جو امریکی اٹیک ہے۔تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ امریکہ کے اس اٹیک کا فائدہ ایران کو پہنچے گا؟ یہ جو امریکہ اور بن لادن کے درمیان آپس کا جھگڑا ہے اور اس میں بن لادن کا جو کردار امریکیوں نے پیش کیا ہے۔تو اس میں ایران کا کوئی فائدہ ہے؟

ج: ہمارا نقطہ نظر یہ ہے' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بن لادن پر اٹیک نہیں تھا۔بن لادن کی آڑ میں افغانستان کو بالکل کرش کرنا تھا۔دوطرفہ شکار تھا۔کیونکہ جب مزار شریف فتح ہوا تو ہر طرح ان کو روکنے کی کوشش کی کہ طالبان آگے نہ بڑھیں مگر وہ رشین ریاستوں کی سرحدات تک پہنچ گئے اور ان کی فتوحات کو روکنے کی ساری سکیمیں ناکام ہو گئیں۔تو ادھر ایران بھی اٹھ کھڑا ہوا' شور مچایا۔ادھر امریکہ نے بھی دباؤ ڈالنے کی کوشش کی کہ ہم دونوں سرحدات سے ان طالبان کو کرش کریں ان پر پریشر ڈالیں' یہ آگے نہ بڑھیں۔کیونکہ جب نیو یارک امریکہ میں دھماکہ ہوا تھا تو پہلا الزام بھی انہوں نے اسامہ بن لادن پر لگایا۔اس وقت بھی اسامہ بن لادن طالبان کے ساتھ تھا لیکن ان کی حکومت نہیں تھی۔ ربانی اور امریکہ وغیرہ کے ایجنٹوں کی حکومت تھی۔لیکن اسامہ وہیں پناہ لئے ہوئے تھا۔سمجھ گئے نا' اس وقت امریکہ نے اٹیک کیوں نہیں کیا۔دوسری بات یہ کہ انہوں نے سعودی عرب پر اٹیک کیا۔ سعودی عرب میں ریاض میں سنٹر وغیرہ سب تباہ ہوئے۔اس وقت بھی یہی کہا گیا کہ یہ سب اسامہ کر رہا ہے۔تو اس وقت بھی اسامہ وہیں افغانستان میں بیٹھا ہوا تھا۔طالبان کی حکومت نہیں تھی۔انہوں نے چاہا کہ ان کو آپس میں لڑنے دو۔افغانستان اس طرح تباہ ہوتا رہے۔جب تنزانیہ میں دھماکہ ہوا تو اس وقت ان کو اسامہ پر حملہ کیوں یاد آیا۔انہوں نے دباؤ ڈالا تو ایران اور امریکہ نے مل کر انہیں کرش کرنے کی کوشش کی۔اور میری اس وقت رائے تھی کہ امریکہ' ایران' روس اور بھارت کے

مشورے سے یہ ہوا ہے۔

<u>اسامہ بن لادن، مجسمہ اخلاق:</u>

س: آپ طالبان اور بن لادن سے تو ملے ہوں گے اور کیا آپ کا بھی خیال ہے کہ وہ معتدل لوگ ہیں؟

ج: اسامہ بن لادن کہیں اچانک آسمان سے نہیں ٹپکا ہے۔ آپ بات کو سمجھیں، وہ امریکہ کا بھی دوست رہا ہے۔ یعنی آپ کہیں کہ اسامہ بن لادن جو رشین جہاد میں لڑ رہا تھا، بارہ تیرہ سال وہ مسلسل روس کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ اربوں ڈالر اس نے خرچ کیئے۔ اسی پشاور میں رہتا تھا لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا۔ مجاہد جیسے ہوتے ہیں ملنا جلنا، ہم مہمان بنے تو ہمارے ہاتھ پاؤں دھوتا تھا ہمیں کھانا کھلاتا تھا، تو وہ بے چارہ متواضع فقیر آدمی ہے آپ بھی جب جائیں گے تو وہ ہاتھ دھلوائے گا۔ اس کے جوان بیٹے بھی کھڑے رہتے باپ کہتا کہ یہ تمہارا کام ہے کہ ان کو ہاتھ دھلواؤ مہمانوں کا اکرام کرو۔ تو امریکہ بھی جانتا تھا اور ہم لوگ بھی کہ بن لادن ایک خلیق اور مجاہد آدمی ہے۔ یہ جو مصیبت جو قیامت آ گئی تو اچانک شور مچا کہ اسامہ نے کیا ہے خدا جانے کیا بات ہے۔ وہ تو پندرہ بیس سال سے یہاں پاکستان میں اور افغانستان میں رہ رہا ہے وہ انسانی اخلاق کی ایک تصویر ہے۔ آپ بھی جائیں گے تو آپ کے ہاتھ پاؤں دبائے گا مہمان کی حیثیت سے۔ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس کا جرم یہ تھا وہ کہتا تھا کہ روس جب آیا تھا افغانستان پر جب بھی جہاد ہم پر فرض تھا۔ اب وہ کہتا ہے کہ امریکہ نے کیوں ڈیرا ڈالا ہوا ہے ہمارے ملک سعودی عرب پر وہ کہتا ہے کہ امریکن نے ہمارے ملک کو چوس لیا ہے۔ ہمارے سورسز، ہمارے پیٹرول، ہماری گیسز، ہمارے وسائل سب ان کے رحم و کرم پر ہیں۔ اور وہ آ کر وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ ہمارے تحفظ کے نام پر وہاں ایک ایک فوجی پر ہمارے گورنر کے برابر ہمارے ہی پیسے خرچ ہو رہے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ پورے عالم اسلام پر ان کا کنٹرول ہے کہ اتنا پیٹرول نکالو گے، اتنا نہیں نکالو گے، عراق کے ساتھ کیا کر رہا ہے، لیبیا کے ساتھ کیا رویہ ہے؟ اسامہ کا جرم یہ ہے کہ امریکہ کو کہتا ہے کہ ہم پر رحم کرو۔ روس سے ہم آزاد ہو گئے ہیں تو تم بھی ہمیں آزادی دے دو۔ تو وہ کہتا ہے کہ اگر روس کے خلاف جہاد جہاد ہے تو امریکی مظالم کے خلاف کیوں جہاد نہیں ہے۔ اب وہ ٹیرارسٹ ہے اُس وقت وہ ٹیرارسٹ نہیں تھا۔ اب ٹیرارسٹ (دہشت گرد) بن گیا ہے

کیا۔ بات ٹھیک ہے نامیری؟ یہ پوچھوان سے۔ امریکہ بے وقوفی کر رہا ہے۔ افغانستان میں اگر طالبان کی حکومت آتی ہے' امن قائم ہوتا ہے' وہ بہت شریف لوگ ہیں وہ ان کیلئے دوست ثابت ہو سکتے ہیں'ان کو چاہیے تھا کہ پوری توجہ سے ان کی بھرپور مدد کرتے۔ کیونکہ انہوں نے امریکہ کی سب سے بڑی مخالف رشین طاقت کو تباہ کیا تھا۔ سڑکیں بناتے' پورے ملک میں اپنا اسلامی نظام اور شریعت نافذ کرتے۔ اس سے امریکہ کو کیا خطرہ ہے۔ مسلمان دنیا میں قتل ہوتے ہیں تو کوئی پریشان نہیں ہوتا۔ یورپ کنٹریز میں امریکہ میں سٹوڈنٹ کو ذرا بھی تکلیف ہو تو طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ سٹوڈنٹ کیساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ ابھی چین میں معمولی سا واقعہ ہوا تھا پوری دنیا چیخ پڑی کہ سٹوڈنٹ' سٹوڈنٹ اب یہاں وہی سٹوڈنٹ طالبان بن گئے ہیں تو یہ لفظ ختم کر دو بس سٹوڈنٹ کہہ لو سب پرابلم ختم ہو جائیگا۔ ہماری پشتو زبان میں ان سٹوڈنٹس کو طالبان کہتے ہیں۔

طالبان' جہاد کا تسلسل:

س: لوگ کہہ رہے ہیں کہ ان میں کچھ خاصی بڑی عمر کے سٹوڈنٹ بھی ہیں؟

ج: نہیں نہیں میں اس کی بات کرتا ہوں۔ پچاس سال سے یہاں علماء آئے تھے وہ علماء بہت بڑی قربانی دے چکے ہیں' بوڑھے علماء نے اصل میں بنیادی جنگ لڑی ہے' حکمتیار' ربانی' احمد شاہ مسعود یہ لوگ ہمارے پشاور میں بیٹھے رہتے تھے۔ چند اب بھی یہیں ہیں۔ یہ سب ڈالروں میں کھیلتے تھے۔ سوئٹزرلینڈ میں ان کے خزانے بھرے ہوئے ہیں یہ مفت میں مجاہد لیڈر بنے ہوئے تھے۔ ISI کی ان لوگوں تک رسائی تھی۔ تاہم پروپیگنڈہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مخلص علماء اللہ کی رضا کے لئے پورے ملک میں لڑ رہے تھے۔ ہمارے دارالعلوم کے سینکڑوں یا ہزاروں علماء شہید ہوئے ہیں جو طالبان (Student) نہیں بلکہ بہت بڑے علماء محدثین ہیں اب وہ بڑے مجاہدین ان طالبان کی حمایت میں اٹھے ہیں۔ انہوں نے تو ہماری قربانی بچانے کی کوشش کی۔ محمد نبی' محمد یونس خالص وغیرہ کہتے ہیں کہ ہماری قربانی تو انہوں نے بچا دی ورنہ سب ختم ہو گیا تھا۔

اسامہ کے پوسٹر:

س: وہاں امریکہ میں ایک اخبار میں یہ چھپا تھا کہ اسامہ آپ کا دوست ہے اور اس کا یہاں پر پوسٹر لگا ہوا تھا۔ وہ یہاں آیا تھا؟

ج: اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ ہمارے تو یہ سارے مجاہدین دوست تھے جن میں ہزاروں عرب تھے وہ دنیا بھر سے یہاں آتے جاتے تھے۔ تو یہاں یمن کے، مصر کے، سعودی عرب کے، عبداللہ عزام اور یہ تمام علماء اس جہاد کے زمانے میں یہاں آئے تھے ان کے دفتر تھے، مرکز بھی تھے۔ پشاور بھرا ہوا تھا۔ تو ان سب سے ہماری دوستی تھی اسامہ کے ساتھ بھی سلام دعا اسی مناسبت سے تھی کہ یہ افغان جہاد میں مصروف ہے، اس دارالعلوم کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ کوئی امداد۔ ایک اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ آئی ایس آئی روس کے خلاف افغان جہاد میں دارالعلوم کو بڑا پیسہ دیتا تھا۔ اتنا بڑا ظلم، جھوٹ ہے، کہ دارالعلوم آئی ایس آئی کو آج تک پہچانتا بھی نہیں ہے۔ یہ تو مسلمانوں کے پانچ پانچ روپے کے چندوں سے قائم اور جاری ہے۔

س: اسامہ کے پوسٹر آپ نے لگوائے ہیں؟

ج: ان سے کہیں کہ افغانستان میں امریکہ نے جو کچھ کیا ہے تو یہ گھر گھر پوسٹر لگ گئے ہیں۔ اسامہ کو کوئی نہیں پہنچانتا تھا۔ ہم لوگوں کے علاوہ عوام نہیں پہچانتی تھی لیکن امریکہ نے ان کو متعارف کرایا۔ کئی لوگوں نے بلکہ سینکڑوں لوگوں نے اپنے بچوں کا نام تبدیل کیا اور اسامہ رکھ دیا۔ باقی سڑکوں کے نام، محلوں کے نام بھی اسامہ کے نام پر رکھے گئے۔ جو بھی دنیا میں اسلامی قوتیں، تحریکیں ہیں اور اسلام کے نشاۃ ثانیہ کے لئے، مسلمانوں کی سربلندی کے لئے کوشش کرتی ہیں، جو بھی لیڈر ہیں، اور امریکہ کی مرضی کے خلاف بولتے ہیں ہم سب ان کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور پوری دنیا انکو عظمت واحترام کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اب جو پروپیگنڈہ شروع ہے دینی مدارس کے خلاف، ان کا ایک ذہن بن گیا کہ یہ دہشت گردی کی تربیت گاہیں ہیں جنگی چھاؤنیاں ہیں اور ٹریننگ سنٹر ہیں۔ یہ سو فیصد غلط ہے، آپ خود دیکھ لیں کیا امریکہ والے تعلیم نہیں دے رہے ہیں؟ تعلیم کتنی اہم چیز ہے تو مسلمان اگر اپنے چھوٹے موٹے روٹی کے ٹکڑوں اور چندوں سے ایک دینی تعلیم کا سلسلہ چلائے ہوئے ہے اس میں کسی کو بھی خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔

<u>دینی مدارس کا عظیم سیٹ اپ:</u>

س: آپ کا اتنا بڑا میس (Mess) سسٹم ہے یہاں پر۔ دو ہزار سٹوڈنٹ ہیں۔ کئی ہائی سکول ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا سیٹ اپ ہے؟

ج: یہ جی اتفاقاً میں نے اس وقت اکاؤنٹٹ بلایا ہے اپنے کام کیلئے یعنی یہاں ایک ایک پیسہ' منی آرڈروں سے یا مسلمانوں کی امداد سے آتا ہے تو اسے میں نے اپنے کام کے لئے بلایا ہے وہ آپ کو رجسٹر دکھادے گا کہ اسمیں ایک ایک پیسہ' عام مسلمان اپنی زکوٰۃ میں دس روپے' سو روپے کے عطیے دیتے ہیں' مسلمان اپنے جذبے سے جہاں بھی ہو' امریکہ میں برطانیہ میں افریقہ میں' لاہور میں کراچی میں جو مسلمان تاجر ہیں وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری دینی تعلیم کے مراکز ہیں۔ وہ اسے امداد دینا ایک ضرورت سمجھتے ہیں اگر کالجوں میں یونیورسٹیوں میں یہ دینی تعلیم کا سسٹم ختم نہ ہوا ہوتا تو آج ان الگ اداروں کی ضرورت نہ ہوتی۔ انگریز آیا تو اس نے تعلیم کو تقسیم کردیا۔ یہ بنیادی بات ہے۔ اس وجہ سے یہ دینی ادارے برصغیر میں قائم ہیں۔

<u>کیا امریکہ نے کبھی دارالعلوم کے ساتھ امداد کی ہے؟</u>

س: کیا جب روس کے خلاف جنگ ہورہی تھی اس وقت امریکہ نے آپ کو آفیشلی (officially) یا کسی طریقہ سے آپ کے مدرسہ کو امداد دی تھی؟

ج: میرے خیال میں اس زمانے میں امریکہ نے دارالعلوم کا نام بھی نہیں لیا ہوگا۔ ہمارے دارالعلوم کے اصول میں ہے کہ یہ کسی بھی حکومت' چاہے مسلمان حکومت کیوں نہ ہو اس کی امداد قبول نہیں کرے گا۔ پاکستان کی حکومت نے ہمیں لاکھوں روپے کی پیشکش کی ہے۔ ضیاء الحق کے زمانہ میں امداد کے دروازے کھولے گئے مگر ہم نے کوئی حکومتی مدد قبول نہیں کی۔ ہمارے اصول یہ ہیں کہ غیر اللہ پر اعتماد اور حکومتوں کی امداد سے یہ نظامِ تعلیم یہ کورس اور یہ دینی تعلیم ختم ہو جاتی ہے۔ آزادی نہیں رہتی۔ یہ دیکھیں روزنامچہ ہے' کیش بک ہے' ایک ایک پیسہ جو آتا ہے' اِدھر آمدنی ہوتی ہے۔ اُدھر اندراج درج ہوتا ہے۔ حکومتی سطح پر سرکاری اداروں میں ایک پروفیسر کو بیس بیس ہزار روپے ملتے ہیں' یہاں وہی عالم بیچارے تین چار ہزار روپے میں گزارہ کرتے ہیں' ان کو پچاس پچاس ہزار روپے کی پیشکشیں ہوتی ہیں' مگر وہ اسے دین اور فروغ علم کی خاطر ٹھکرا دیتے ہیں۔ کھانا بھی بہت معمولی' بس یہ ایک جذبہ ہے' یہ سب اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ ہمارا اللہ پر بھروسہ ہے۔ برصغیر میں ڈیڑھ سو برس سے یہ سلسلہ جاری ہے تو یہاں یہ بات ہے۔ ایک ایک پیسہ انتہائی نگرانی سے صحیح نظام سے محفوظ کیا جاتا ہے۔ اس میں خیانت نہیں ہوسکتی۔ الحمدللہ لوگوں کو اس لئے محبت ہے۔ یہاں مختلف سسٹم ہیں کئی رسیدیں

بنتی ہیں۔ پھر کھاتے میں جاتے ہیں۔ آخر میں میرے دستخط کے بغیر (بحیثیت مہتمم کے) کوئی ایک پیسے کا نمک بھی نہیں خرید سکتا۔ ہم تو اللہ سے یہ دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ ہماری مشکلات آسان کردے اس وقت یہ حالت ہے کہ فنڈ میں ایک مہینہ کا خرچ بھی نہیں ہے۔ آپکو آج میں نے یہ کھل کر بتا اور دکھادیا اور وہ جو بے غیرت کہتے ہیں' کہ آئی ایس آئی ان کو فنڈ دے دیتا ہے۔ تو ان کو کہو کہ دارالعلوم میں ایک مہینہ کا یا دو ہفتوں کا بھی بظاہر اسباب جمع پونجی نہیں ہے۔ اسوقت اللہ کے سہارے پر بیٹھے ہوئے ہیں' کہ تنخواہیں کہاں سے دیں گے۔ تو جتنا بھی اللہ وسائل دے گا' اور اللہ مسلمانوں کو توفیق دیں گے وہ اسے آگے بڑھائیں گے ہمارے پاس دنیا بھر سے طالب علم آتے ہیں۔

اگر اسامہ بن لادن مجرم ثابت ہو جاتا ہے تو:

س: اگر ایسے شواہد مل جاتے ہیں اور ثابت ہو جاتا ہے کہ بن لادن مجرم ہے تو آپ اس کی مذمت کریں گے؟

ج: اس سے ہم پوچھیں گے کہ بھائی! کیا وجوہات ہیں؟ اس کا مطالبہ بہت سادہ ہے کہ میرا ملک سارا امریکہ کے رحم وکرم پر ہے۔ کنٹرول میں ہے' ہم تو ان کی وجوہات دیکھیں گے۔ یہ اس کی جوابی کاروائی ہوتی ہے۔ ذرا خاور صاحب یہ بتائیں کہ ٹیرارسٹ تو وہ ہوتا ہے جو بھوکا ہو وحشی ہو' درندہ ہو' اس کی عزت نہ ہو' اس کو مال کی تلاش ہو' آرام وراحت عورتیں' بیویاں اور محلات نہ ہوں وہ ڈاکے مارتا ہے' سب کچھ کرتا ہے اسامہ کو تو اللہ نے یہ سب کچھ دیا ہوا ہے۔ اس کو تکلیف کیا ہے۔ وہ آج شاہی خاندان میں بادشاہ کے ساتھ بیٹھا ہوتا۔

جنگ کے دوران اسلامی تعلیمات:

س: جہاد کی صورت میں اگر معصوم اور بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں تو اس میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ درست ہے؟

ج: نہیں۔ جہاد کے لئے اسلام کے بہت بڑے واضح احکام ہیں کہ عورتوں' بچوں کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جو لوگ باقاعدہ میدان جنگ میں ہیں اور شوٹنگ اور فائرنگ میں شریک ہیں۔ کسی بھی درجہ میں ہیں تو اس میں بہت تفصیل ہے کہ مریض کو' بچوں کو' عورتوں کو حتیٰ کہ درختوں کو بھی نہیں اکھاڑا جائے گا۔

س: بات یہ ہے کہ اس کو آپ جہاد تصور کرتے ہیں۔اسامہ نے بھی کہا ہے کہ میں جہاد کر رہا ہوں جبکہ جنگ کے دوران ایسا ہوتا ہے کہ پانچ سو مارے جاتے ہیں ملزم یا مجرم اور دوسو بے گناہ معصوم مارے جاتے ہیں۔سوال کچھ یوں ہے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: ایک زمانے میں آمنے سامنے جنگ ہوتی تھی اور تیر اندازی ہوا کرتی تھی اور اس میں انسان پورا فرق کر سکتا تھا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان کو بھی کفار نے پکڑ کر اپنے آگے رکھا' ڈھال بنا دیا گولی سے بچنے کے لئے تو اس وقت بھی حکم یہ ہے کہ نیت کافر کی کرلو مجبوری ہے اب مسلمان مرتا ہے تو اس کا گناہ نہیں ہے کیونکہ یہ اس کی آڑ میں سب کچھ کر رہا ہے۔یہ کوشش کرے گا کہ یہ بچ جائے لیکن حکم یہ ہے کہ آپ نیت اس کافر کی کریں اگر مسلمان مرتا ہے تو وہ بے چارہ شہید ہوتا ہے۔اب امریکہ کی بھی سیم (Same) وہی کیفیت ہے کہ امریکہ نے جب کروز میزائل بھیجا تو اسکو پتہ نہیں تھا کہ اسامہ ہے یا نہیں۔صرف تصور اور اندازے سے میزائل فائر کئے' اسامہ بچ گیا اور ہمارے بے گناہ مسلمان اور عوام شہید ہو گئے۔یعنی اگر وہ امریکہ اس طرح کرتا ہے تو ہم بھی مجبوراً ایسا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔آج کل جو بھی جنگ میں بم پھینکتا ہے اس میں بے گناہ بھی مرتے ہیں۔اب نقشہ بدل گیا ہے۔ اب بم پھینکنا ہوتا ہے تو بم کے نیچے آنکھیں تو نہیں ہوتی ہیں۔اس کا اگر غلط نشانہ لگتا ہے تو لازماً بے گناہ لوگ ہی مارے جائیں گے۔

جاپان کی ٹیم

انٹرویو:1998

N H K
NIPPON HOSO KYOKAI

Yuichi TABATA (Correspondent)

JAPAN BROADCASTING CORPORATION
NHK Jakarta Office, 27th Floor Nasantara Bldg. JL.M.H.Thamrin 59,
Jakarta, 10350, INDONESIA
Tel: 6221-330-174 6221-390-4680 Fax: 6221-310-0723
Email: tabata5@attglobal.net

دینی مدارس کے قیام کا پسِ منظر:

دینی مدارس کی مختصر تاریخ اور پس منظر یہ ہے کہ جب انگریز نے ہندوستان آکر اس پر قبضہ کیا تو یونیورسٹیوں اور کالجوں کے نصاب کو اس طرح نافذ کیا کہ اسلامی تعلیمات قرآن وحدیث، فقہ اور عربی وغیرہ کو کورس سے نکال دیا تو مسلمان سوچ میں پڑ گئے کہ ان علوم کے تحفظ کی راہ کیا ہوگی اس لیے نتیجتاً مسلمانوں نے یہ ادارے (مدارس) عوامی تعاون وامداد کے تحت جاری کئے اس طرح سارے برصغیر میں مدارس کا ایک جال پھیلا دیا گیا ہندوستان میں سب سے بڑا مدرسہ دارالعلوم دیوبند تھا میرے والد حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ بھی وہاں استاد تھے وہ رمضان المبارک 1947ء میں چھٹیاں گزارنے یہاں اپنے وطن آئے اور ان ہی دنوں میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ برصغیر کی تقسیم ہوگئی تو دیوبند میں پڑھنے والے طلباء کیلئے واپس جانے کے راستے مسدود ہو گئے تو افغانستان اور صوبہ سرحد و گردونواح کے طلباء والد صاحب کے گرد جمع ہو گئے کہ آپ ہمیں یہاں درس پڑھا دیں جب راستے کھل جائیں گے تو دوبارہ چلے جائیں گے۔ دوبارہ واپس جانے کی تو کوئی صورت تقسیم کے بعد

نہ بن سکی تاہم دیو بند کے سابق طلباء ہمارے گاؤں کی محلہ والی مسجد المعروف بہ مسجدِ مولانا صاحب میں جمع ہو گئے اور درس و تدریس کا یہ سلسلہ اس طرح جاری ہوا۔ اور یہ سلسلہ درس و تدریس کا قائم ہونا از حد ضروری بھی تھا اگر یہ نہ ہوتا تو پھر پاکستان کا حال بھی سپین کی طرح ہوتا جہاں اسلام کا نام ونشان تک نہیں ہے اگر وہاں بھی مدرسوں کا سلسلہ ہوتا تو آج یہ حالتِ زار نہ ہوتی اور اسلام محفوظ رہتا۔ تاشقند سمرقند بخارا اور سنٹرل ایشیا وغیرہ اسلامی علوم سے عاری ہو گئے کیونکہ وہاں کی حکومتیں دینی مدارس کو نہیں چھوڑتی تھیں بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی انتظام ہے کہ ان مدارس کے ذریعہ اسلامی علوم' اسلامی قانون' اس کی ثقافت وکلچر اور ذخیرہ محفوظ ہے۔ ابتداء میں جب دار العلوم قائم ہوا تو تھوڑے تھوڑے افراد تعلیم پاتے مستقل کوئی بندوبست بھی نہیں تھا۔ ایک چھوٹی سی تنگ مسجد میں اس کام کا آغاز مسلمانوں کے تعاون سے ہوا یہ سلسلہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور آج ڈھائی تین ہزار افراد اس مدرسہ میں پڑھتے ہیں۔

طلبا کا حکومت سنبھالنا:

س: ان مدارس کے طلباء افغانستان بھیجے جاتے ہیں؟

ج: جو علاقے ملا عمر کے قبضے میں تھے وہاں صرف لڑائی کرنا تو نہیں تھا ان علاقوں کا نظام و انصرام سنبھالنا امن قائم کرنے کے لیے لوگوں سے اسلحہ جمع کرنا تھا اس لیے انہوں نے ضرورت محسوس کی کہ افغانی بچے طالبان (Students) جو پاکستان میں پڑھتے ہیں چونکہ ہمارے پاس نفری کی کمی ہے تو یہ طلباء اپنے ملک آ جائیں ہمارے ساتھ انتظامی امور میں تعاون کر سکیں یہ اس وقت کی بات ہے جب مزار شریف فتح بھی نہیں ہوا تھا اس سے دو تین روز قبل ملا عمر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ افغانی طلباء کو اپنے وطن آ جائیں اگر اسباق جاری رہتے تو وہ نہیں جا سکتے تھے اس لیے ان کی یہ درخواست تھی کہ ان کو دو تین ہفتے کی چھٹی دے دی جائے تا کہ ہمارے اپنے طلباء آ کر ادھر کے امور سنبھالیں۔ اسی سلسلہ میں تمام مدارس کے سربراہان جمع ہوئے ان سب کی متفقہ رائے تھی کہ یہ جہاد کے ساتھ تعاون کا مرحلہ ہے اسلئے ہم نے دو ہفتوں کیلئے مدارس کی چھٹی کر دی افغانی طلباء وہاں چلے گئے جبکہ پاکستانی طلباء اپنے گھروں کو چلے گئے۔ خود ہم نے بھی یہ پابندی لگوائی تھی کہ کوئی بھی پاکستانی طالب علم افغانستان نہیں جائے گا۔ یہ خود افغانستان کا مسئلہ ہے وہ جانیں اور ان کا کام۔

طلباء کا اساتذہ کے ساتھ روحانی رشتہ:

تو اسی وجہ سے ہمارے مدرسے بند ہیں ہفتہ اتوار کو ان شاء اللہ دوبارہ کھل جائیں گے۔ ہماری دینی تعلیم میں استاد اور شاگرد کا گہرا ربط وتعلق ہوتا ہے۔طلبہ اساتذہ کو والدین سے بھی مقدم جانتے ہیں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ ربط وتعلق نہیں پایا جاتا بلکہ ان اداروں کے طلباء استاد کو ایک ملازم سمجھتے ہیں جبکہ دینی تعلیم میں اس بات کی تربیت دی جاتی ہے کہ استاد تمہارا آقا و مالک ہے استاد کی بات باپ سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے تو یہ ظاہر بات ہے کہ طالبان کے اساتذہ جو ہر مدرسہ میں ہیں آپس میں ان کی بہت زیادہ محبت وتعلق ہے۔

ہم طالبان کے دعا گو ہیں:

س: طالبان کے نظام وغیرہ میں بھی آپ اثر انداز ہوتے ہیں؟

ج: ہم افغانستان کے نظام وغیرہ میں دخل اندازی اور ہدایات نہیں دیتے یہ ان کے اپنے ذاتی مسائل ہیں وہ انکو خوب سمجھتے ہیں ہم تو ان کیلئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ تاکہ پوری دنیا کیلئے ایک مثالی نمونہ قائم کر کے دکھائیں اور ناسمجھی وجذبات میں ایسے فیصلے نہ کر بیٹھیں جو کہ بدنامی کا باعث بنیں۔مسلمانوں کی بڑی امیدیں ان سے وابستہ ہیں۔ان کے ساتھ روابط ہیں' سرحدات آزاد ہیں آتے جاتے رہتے ہیں یہ ان کی مادر علمی ہے اسوقت تقریباً ۷۰۔۸۰ فیصد طالبان جو مختلف شعبوں میں مصروف عمل ہیں یہیں سے پڑھ کر گئے ہیں۔وزراء' گورنرز سرحدات کے محافظین و کمانڈرز سب ہی حقانیین ہیں اس وقت وزیر سرحدات مولانا جلال الدین حقانی مشہور کمانڈر اور خوست کا فاتح ہے حقانیہ کا فاضل اور سابق استاد ہے۔اور بھی بہت سی ایسی مثالیں ہیں۔

طالبان کیوں اٹھے:

سوال: تو آپ نے کہا کہ اس مدرسے کے طلباء افغانستان کے سرحدات کی حفاظت میں لگے ہیں۔

جواب: نہیں! مطلب یہ ہے کہ افغانستان کے ہی طلباء ہیں اب جب انہوں نے حکومت بنائی تو لازماً باضابطہ فوج بنائیں گے تو اس میں یہ طالبان جنہوں نے انقلاب برپا کیا ہے سربراہان وکمانڈر اور فوجی ہونگے' فوج کا مقصد ملکی تحفظ ہے اس کی وضاحت ضروری ہے جارحیت اور توسیع کا تصور تک ان کا نہیں ہے بہر حال وہ فوج بنائیں گے کیونکہ بہت سے ممالک طالبان وافغانستان کو بری نگاہوں

سے دیکھتے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ وہاں امن وعدل قائم ہوسووہ امن کے قیام کے لیے ہرقسم کے طریقے اختیار کرینگے۔طالبان کا لفظ ویسے ہی عجیب لگتا ہے طالبان تو سٹوڈنٹس کا معنی ہے پشتو زبان میں انہیں طالبان کہتے ہیں اور انگریزی میں سٹوڈنٹس ۔ جہاں بھی حالات انتہائی خراب ہوتے ہیں مثلاً فرانس وغیرہ میں تو یہی سٹوڈنٹس انقلاب کے لئے اٹھتے ہیں طالبان کے کسی قسم کے تخریبی اور توسیعی عزائم نہیں ہیں ایک عرصہ تک یہ لوگ انتظار میں تھے کہ افغان لیڈر باہمی مذاکرات سے امن قائم کردینگے لیکن وہ ایسا نہ کرسکے روسی انخلاء کے بعد جب جہاد ختم ہوا تو یہ طلباء پانچ چھ سال تک اپنے اسباق میں مشغول رہے،ہم بھی ان کوششوں میں لگے رہے کہ کسی طرح یہ جہادی لیڈر ایک میز پر اکٹھے ہوجائیں لیکن کرسی کی جنگ نے ان کو خانہ جنگی پر لاکھڑا کردیا اس طرح افغانیوں کے جہاد کے نتائج اور قربانیاں ضائع ہورہی تھیں۔طالبان اس زمانہ میں دعاؤں میں مشغول تھے کہ ربانی،مسعود،سیاف،حکمتیار وغیرہ باہمی جنگیں ختم کردیں۔سابق وزیراعظم نواز شریف کے ساتھ میں نے بھی کوشش کی،یہاں تک کہ انہیں خانہ کعبہ کے اندر لے کر گئے کہ خدا کے واسطے! حکومت میں سب شریک ہوجاؤ اور باہمی شراکت وجمہوری طریقوں سے یہ سلسلہ آگے بڑھاؤ مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر کار طالبان خانہ جنگی سے مجبور ہوکر نکلے ہیں یہ سٹوڈنٹس امن قائم کرکے اسلامی نظام نافذ کرائیں گے اسلامی نظام کے قیام کے بعد کسی کو بھی خطرہ نہ ہوگا تمام لوگوں کے حقوق محفوظ ہوں گے اور یہ طالبان مختلف شعبوں میں ان کی رہنمائی کریں گے چاہے وہ فوج ہو چاہے وہ ایڈمنسٹریشن ہو۔

طالبان کو الجھانے کی سازشیں:

سوال: امریکہ نے ابھی جو حملہ کیا ہے (یہ خوست وغیرہ پر میزائلوں سے حملہ کی بات ہے) تو کیا اب بھی یہاں سے طلباء ان کے مدد کے لیے جائینگے اور ساتھ ہی طالبان نے جو یہ کہا ہے کہ ہم امریکہ کو اس حملے کا جواب دیں گے تو آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: امریکہ نے حملہ کرکے غلط اور بیوقوفی کا کام کیا ہے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے،ہم نے ہمیشہ امریکہ سے کہا ہے کہ طالبان کیساتھ محاذ آرائی اختیار نہ کرے بلکہ ان کے ساتھ تعلقات بنائے خود طالبان بھی امریکہ کو دشمن نہیں سمجھتے تھے ان ہی طالبان نے ۱۲ سال جہاد کرکے روس جیسی سپر پاور (بزعم خویش) کو ختم کیا تو امریکہ کو تو طالبان کا شکر گزار بننا چاہیے تھا پوری دنیا میں لوگ مجاہدین

کواس زمانے میں بدنام بھی کرر ہے تھے کہ روس کے خلاف طالبان کی پشت پناہی امریکہ کرر ہا ہے' اب امریکہ نے ایسی حماقت کر دی کہ فرد واحد کے لیے پورے ملک کواپنے خلاف کھڑا کر دیا ہم اس کو شش میں لگے تھے کہ طالبان اور امریکہ کے روابطہ بہتر ہوں اس میں امریکہ کا بھی فائدہ ہے اور طالبان کا بھی فائدہ تھا نہ معلوم امریکہ نے کس کے کہنے پر یہ بے تدبیری اختیار کی۔اب طالبان کے ساتھ اس کے ردعمل میں پوری دنیا کی ہمدردی پیدا ہوگئی ہے لوگوں کی یہ غلط فہمی بھی دور ہوگئی کہ ان کے پشت پرامریکہ ہے اب امریکی وزیر خارجہ البرائیٹ بار بار اعلان کر رہی ہیں کہ ہم دوبارہ بھی حملہ کرینگے کلنٹن نے کہا ہے کہ یہ تو ابتداء ہے۔سواب طالبان لازماً الرٹ ہونگے اپنی قوت مضبوط بنائیں گے' ہر جگہ سے وہ جمع ہونگے میرے خیال میں یہ ایک سازش تھی کہ ایک طرف شمالی اتحاد کیطرف سے سرحدات پر طالبان کوالجھایا گیاایران نے اعلانات کر دیئے تھے کہ میں بھی فوجیں جمع کر رہا ہوں' روس اور تاجکستان بھی یہی چیخ رہے تھے۔تو اس طرح طالبان ایک مصیبت میں پہلے سے گرفتار تھے اور دوسری طرف امریکہ نے زور آزمائی دکھائی تاکہ انہیں دونوں جانب سے گھیر دے۔تو مجھے تو یہی چال معلوم ہوتی ہے کہ امریکہ' شمالی اتحاد اور طالبان دشمن قوتیں ایک ہوگئی ہیں۔

<u>لامتناہی سلسلہ جنگ کا آغاز:</u>

اسامہ بن لادن تو افغانستان کے مسئلہ میں نیا نہیں وہ تو پندرہ بیس برس سے انوالو (invalve) ہے اس نے وہاں جہاد کیا ہے چار سالوں سے طالبان کی پناہ میں ہے وہ کوئی نیاد آدمی نہیں ہے مگر ان کی آڑ میں ان سب کی یہ مشترکہ چال ہے کہ طالبان کو کرش کر دو۔تو اب طالبان لازماً اٹھیں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ دشمن دوطرف سے ہمیں گھیرنا چاہتا ہے۔امریکہ کو چاہیے کہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرے اور دھمکیاں نہ دے اس لئے کہ جب وہ دھمکیاں دیں گے تو لازماً طالبان فطری طور پر جواب دیں گے کہ ہم جوابی کارروائی کریں گے۔جارحیت امریکہ نے کی ہے اس لئے اب طالبان تمام قوتوں کو مجتمع کریں گے سارا پاکستان ایک ہو کر طالبان کیساتھ امریکہ کی جارحیت کے خلاف کھڑا ہوگیا اسی طرح مجموعی طور پر عالم اسلام بھی بیدار ہوا ہے۔جو امریکہ کے دوست تھے انہوں نے بھی مذمت کی ہے کہ یہ پالیسی امریکہ کیلئے سراسر گھاٹے کی ہے لھذا اس پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ عالم اسلام سے بہتر روابط قائم کرے ہمارا ان کے ساتھ کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہے وہ دخل اندازی چھوڑ کر

ہمیں اپنی مرضی پر چھوڑے کہ اسلامی نظام نافذ کریں ورنہ یہ تصادم نہایت خطرناک ہے۔اس طرح سے ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہوجائے گا۔

جنگ اب اقتصادیات کی ہے:

سوال: افغانستان پرامریکہ نے جو میزائلوں سے حملہ کیا ہے اس پر آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب: افغانستان پر روس نے جارحیت کی تو خود اس کی تباہی و بربادی کا آپ کو بخوبی علم ہے ۱۲سالہ طویل جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے افغانستان کو آزاد کردیا جس کے نتیجہ میں روس جیسی سپر پاور تہس نہس ہوگئی اب امریکہ خود کو پوری دنیا کا ٹھیکدار سمجھ رہا ہے وہ تمام ایشیائی اقوام جاپان وغیرہ کو بھی اپنے شکنجہ میں رکھنا چاہتا ہے۔اتنی بڑی قربانیوں اور کوششوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک ایشیائی ملک آزاد کروادیا' سپر پاور تباہ ہو گیا لیکن مغربی اقوام بالخصوص افغانستان میں اور بالعموم ایشیا میں امن برداشت نہیں کرتے اسلیے کہ اگر وہاں امن قائم ہوجائے تو ہم امریکہ اور کفر کے نرغے سے تجارتی لحاظ سے بھی آزاد ہوجائیں گےاور پھران کی تجارتی منڈیاں ماند پڑجائیں گی۔

تو روس' یہود اور امریکہ اس وجہ سے متحد ہو گئے ہیں کہ طالبان اپنے ملک میں صرف امن چاہتے ہیں جو کہ لیڈروں نے قائم نہیں کیا تھا ۱۰سال ہم نے بڑی کوشش کی تھی کہ یہ جہادی لیڈرز جمع ہوکر بیٹھیں اور ملک کو مستحکم کریں۔امریکہ فرانس اور بھارت وغیرہ ان کے پشت پر تھے جوان کو آپس میں لڑوا رہے تھے طالبان خدائی لشکر ہے اور یہ اسی ملک کے بچے ہیں بیرونی نہیں ہیں نوجوان نکلے اور امن قائم کرنے لگے ایک نتیجہ تک پہنچ رہے تھے کہ ایسے وقت میں پوری دنیا انکے خلاف اٹھی اور ایک طوفان برپا کردیا کہ طالبان تباہی و بربادی لانے کا ذریعہ ہیں حالانکہ ان کے نہ تو توسیعی عزائم ہیں نہ کسی ملک پر قبضہ کا ارادہ ہے' نہ وہ دہشتگرد ہیں آپ افغانستان میں جہاں کہیں بھی طالبان کے علاقوں میں چلے جائیں انہوں نے دہشتگردی کا قلع قمع کردیا ہے جنگ دراصل اب اقتصادیات کی ہے۔

اقتصادی اجارہ داری قائم کرنے کا منصوبہ:

سویت یونین سے تقریبا نو ریاستیں آزاد ہوئیں دسویں ترکی گیارہویں افغانستان بارہویں پاکستان ان ریاستوں میں باہمی تجارت کے لیے افغانستان شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے اور اسطرح سے سمندر تک یہ سارا سلسلہ چلتا ہے اس صورت میں ان کا اقتصادی نظام کمزور ہوتا ان کی جاگیرداری

ختم ہو جاتی پٹرول اور گیس یہاں سے نکلتے ہیں جاپان تک فوائد پہنچتے ایشیا میں اللہ تعالیٰ نے جاپان کو ٹیکنالوجی میں سبقت سے نوازا ہے۔جاپان نے مختصر عرصہ میں وہ مقام پالیا کہ امریکہ تباہی کے دھانے تک پہنچ گیا لیکن ہم جب غور کریں تو ان کی اجارہ داری اتنی ہے کہ ایک دن میں جاپان کو بھی تباہی کی طرف لے گیا بنیادی مقصد اس کی اقتصادی جنگ ہے۔تو اس صورتحال کو مدنظر رکھ کر ہمیں متحد ہو کر ان ریاستوں اور افغانستان میں امن کے لیے کوششیں کرنی چاہیے کیونکہ اس کا فی الفور فائدہ جاپان کو بھی ہوگا۔ایک بڑا پروپیگنڈا تھا امریکہ نے خود اس غبارے سے ہوا نکال دی لوگ کہتے تھے کہ طالبان کے پیچھے امریکہ ہے ہمیں تو یہ یقین تھا کہ ان کے پیچھے کوئی امریکہ وغیرہ نہیں ہے امریکہ یہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی جگہ پر مولوی یا مسلمان یا جسے وہ بنیاد پرست کہتے ہیں ان کے پاؤں جمیں اور حکومت قائم ہو پھر بہر حال اسامہ بن لادن کے ساتھ طالبان مضبوطی سے ڈٹے رہے اس کے بعد امریکہ نے ڈائریکٹ جارحیت کا نشانہ افغانستان کو بنایا تو اس کا مقصد طالبان کا ختم کروانا ہی تھا ایران کے ساتھ امریکہ نے اپنی دشمنی اسی غرض کے بنا پر ختم کی نیو ورلڈ آرڈر میں یہی دو باتیں بھی شامل ہیں تو پوری ایشیا پر اقتصادی اجارہ داری قائم کرنے کا منصوبہ ہے اور دوسری بات اپنے سرمایہ دارانہ نظام کو بچانا ہے۔طالبان اس نظام کے راہ میں رکاوٹ ہیں ترکی اور ایران نے جو واویلا مچایا ہے وہ یہی ہے کہ یہ سب ٹھیکداری ہمیں دی جائے اللہ تعالیٰ نے سنٹرل ایشیا کی یہ زنجیر ہمارے (پاکستان) ہاتھ میں دے رکھی ہے۔اقتصادی استحکام آیا تو پاکستان کی تقدیر بدل جائے گی دشمن اس کو سمجھتا ہے تو وہ چاہ رہا ہے کہ اس کو ختم کردے کیونکہ اگر طالبان ہونگے تو وہ پاکستان کے پشت پر کھڑے ہونگے ۔ بھارت بھی اسے اپنے لیے موت سمجھتا ہے۔طالبان جاپان سمیت ہم سب کے لیے ایک نعمت ہیں آخر امریکہ کی اسمیں کیا دلچسپی ہے کہ ادھر حکمتیار ہو یا ربانی ہو یا احمد شاہ ہو مسعود ہو یا طالبان یہ سب ایک ہی قوم ہے۔ درحقیقت امریکہ کی خواہش یہ ہے کہ کسی بھی طرح یہاں امن واستحکام نہ آئے اور یہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوسکیں۔

مسلمانوں کو سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے غلام بنایا جارہا ہے (بنیاد پرستی کا واویلا)

سوال: پاکستان اور سنٹرل ایشیا وغیرہ میں تو لوگوں میں فنڈامینٹلزم احساسات سخت ہیں تو یہ منصوبہ پھر کس طرح کامیاب ہوگا؟

جواب: یہاں فنڈا مینٹلزم وغیرہ بھی نہیں ہے یہ ایک ہوّا ہے جو اپنے مقصد کے حصول کیلئے انہوں نے پھیلایا ہے۔ مسلمانوں کے اپنے اصول ہیں اپنی روایات ہیں جس پر وہ عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں۔ تو اسے فنڈا مینٹلزم کیوں کہتے ہیں یورپ کے اپنے اصول ہیں جاپان کے اپنے اصول ہیں روس کے اپنے، چین کے اپنے، اسرائیلی اپنی بقا کیلئے کیا کچھ نہیں کرتے بہرحال امریکہ ہمیں سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے کریش کروانا چاہتا ہے اور جب ہم ان کی مزاحمت میں اٹھتے ہیں تو پھر فنڈا مینٹلزم کے نعرے لگاتے ہیں۔ وہ ہمیں اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے غلام رکھنا چاہتا ہے ہماری جمہوریت بھی ان کی برداشت سے باہر ہے۔ آپ نے دیکھا کہ الجزائر اور ترکی میں جمہوری فیصلے کو انہوں نے سبوتاژ کر دیا۔ عجیب بات ہے کہ ایک شخص مجھے پکڑ کر مارنا چاہتا ہے تو اگر میں چیخوں چلاؤں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بنیاد پرست ہے آخر یہ تو ہماری بقا کی جنگ ہے وہ بدمعاشی چھوڑ دے ہمارے جہاد کو وہ دہشت گردی کا نام نہ دے جبکہ اس نے خود چیچنیا، فلسطین، کوسوو، بوسنیا میں خونریزی اور فساد برپا کر دیا ہے جو ساری دنیا پر عیاں ہے مگر ہمیں تو رونے کی اجازت بھی نہیں۔

<u>اسامہ کا خوف:</u>

س: یہ اسامہ کیا ہے؟

ج: اسامہ کوئی تخریب کار تو نہیں ہے اچانک انہوں نے ایک ڈرامہ تیار کیا وہ تو پندرہ سال سے جہاد کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہاں پشاور میں وہ رہتا تھا لوگوں کے ساتھ ان کے تعلقات تھے مجاہدین کے ساتھ وہ لاکھوں کروڑوں روپیہ کی امداد کرتا تھا امریکہ کو ان کی ہر چیز معلوم تھی بلکہ وہ خوش تھا کہ یہ بہت بڑا مجاہد ہے روس کو ختم کروا دیا ہے اب جب جہاد (روس) ختم ہو گیا تو یہ لوگ اس سے ڈر رہے ہیں کہ کسی اور جگہ جہاد شروع نہ کروائے وہ بے چارہ یہاں سے سوڈان چلا گیا کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ پاکستان اسے امریکہ کے حوالہ کر دے گا۔ پاکستان تو امریکہ کے اشاروں پر چلتا ہے یہاں عربوں کو پکڑ پکڑ کر اس کے حوالہ کر دیا گیا تھا پھر اسے سوڈان نے بھی نہ چھوڑا ادھر امریکہ نے کہہ دیا کہ یہاں سے بھی نکال دو، میں نے اور بہت سے پاکستانی علماء اور لیڈروں نے ایک کانفرنس کے موقع پر سوڈان میں اسامہ کو خود دیکھا تھا وہاں اس نے کارخانہ لگوایا تھا اور تجارت شروع کی تھی۔ ادھر سے بھگوایا تو صومالیہ گیا ادھر بھی وہ اسے مارنا چاہتے تھے یہ دراصل ایک خوف تھا کہ اس شیر نے تو ایک بہت بڑی قوت کو

ختم کیا ہے کہیں مجھے نہ کھا لے آخر کار وہ واپس افغانستان آیا افغانیوں نے اسے پناہ اس لیے دی کہ وہ جانتے تھے کہ یہ ہمارا بڑا محسن ہے۔ اب جہاں کہیں بھی دھما کہ ہوتا ہے اس کے کھاتے میں لکھوا دیتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ اس کا وطن سعودی عرب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے وسائل سے مالا مال کیا ہے امریکہ اپنی بدمعاشیوں اور سازشوں کے بل بوتے پر ادھر آ کر بیٹھ گیا ہے' سعودی عرب پر اس کا اس وقت مکمل کنٹرول ہے' ہمارے مقدس مقامات کے اردگرد امریکی فوج پڑی ہوئی ہے۔ تو اسامہ نے کہا کہ افغانستان میں روس نے داخل ہو کر قدم جمانے کی کوشش کی تو ہم نے ان کے خلاف جہاد کیا اور امریکہ اس پر خوش تھا اب جبکہ امریکہ کی فوجیں عالم اسلام کے مقدس مقامات پر قبضہ ڈالنے کے لیے پڑی ہوئی ہیں نہ صرف ادھر بیٹھے ہیں بلکہ وہاں کی دولت اور وسائل پر قبضہ کئے ہوئے ہیں اور ان کو کنگال کرر ہے ہیں ایک ایک امریکی فوجی پر پاکستانی گورنر جتنا خرچ ہو رہا ہے' تو وہ چیخ رہا ہے کہ میرے ملک کو امریکی تسلط سے آزاد کراؤ۔

اگر جاپان پر امریکی فوجیں تسلط جمالیں یا سویت یونین میں امریکہ فوجیں اتار لے تو کیا آپ لوگ یا روسی اس کے خلاف نہیں اٹھیں گے کہ ہمارے ملک کو کیوں قبضہ کرر ہے ہو۔ بارہ سال سے مسلمان لیبیا میں اپنے حدود کے اندر داخل نہیں ہو سکے' عراق میں ہمارے بچے بھوک سے مر رہے ہیں وہاں روٹی اور دوائی نہیں ہے' وہ اپنے لیے پٹرول نہیں نکال سکتے۔ ان حالات میں تو امت محمد یہﷺ کا ہر فرد اسامہ بن سکتا ہے کوئی ایک تو نہیں ہے' تم جاپانی امریکہ کو بتلا دو یہ صرف اپنے ملک کی آزادی کی جنگ ہے۔

خواتین کے حقوق کا تحفظ واہتمام:

س: وہاں عورتوں سے برا سلوک نہیں ہوتا؟

ج: ایک ہے عورتوں کی بے حیائی' فحاشی' بازاروں میں برہنہ و نیم برہنہ طوائفوں کی طرح پھرنا تو اسلام اس کا روادار نہیں ہے آپکے ہاں یورپ میں بھی اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا اور ایک ہے حدود کے اندر آزادی اور کام کاج کرنا تو اس بارے میں یہ سارا پروپیگنڈہ ہے افغانستان میں عورتوں کا پردہ ایسا سخت نہیں ہے ہمارے ہاں قبائل اور افغانستان وغیرہ میں یہ روایات ہیں کہ عورتیں خاوند کے ساتھ کھیتوں میں کام کرتی ہیں' لکڑیاں جمع کر کے لاتی ہیں مہمند ایجنسی سوات اور دیر میں آپ دیکھیں

گے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ کام کاج کرتی ہیں اب بھی عورتیں سوات، چترال، افغانستان اور ہمارے علاقوں میں مرد کے برابر کام میں شریک ہیں البتہ طالبان نے ان ننگی عورتوں کو سمجھایا کہ ایک اسلامی سٹیٹ میں ایسا مناسب نہیں ہے باپردہ ہوکر کام کرو۔ وہ بدکار اور ننگی عورتیں اب یہاں پاکستان میں پشاور، اسلام آباد اور شہر شہر آئی ہوئی ہیں، فحاشی پھیلا رہی ہیں حالانکہ افغانی عورتیں ایسی نہیں ہوتی ہیں اسلام عورتوں کی تعلیم پر مردوں سے زیادہ زور دیتا ہے۔

امریکی معاشرہ میں صدر کی ملازمہ بھی اس سے محفوظ نہیں:

عورتوں کے لیے تعلیم فرض عین ہے کیونکہ اس کی گود میں بچوں کی تربیت ہوتی ہے لیکن پندرہ سال کی جنگ نے افغانستان میں اتنی تباہی پھیلا دی ہے کہ وہاں مردوں کے لئے تعلیمی ادارے بھی نہیں رہے سکولز، کالج ویران پڑے ہیں وہاں کے مرد یہاں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں تو اس جنگ کی حالت میں عورت کہاں سے تعلیم حاصل کرے گی۔ اب طالبان اس کو بحال کروانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں، قندھار میں بچیوں کے سکول کی اجازت دی ہے تاہم مخلوط طریقہ کے وہ مخالف ہیں علیحدہ علیحدہ تعلیمی ادارے قائم کرینگے عورتیں اگر جدا ہوں تو اچھے طریقہ سے تعلیم پاتی ہیں مخلوط نظام تعلیم میں لڑکا لڑکی عشق وموسیقی میں لگے رہیں گے یا تعلیم حاصل کریں گے آخر یہ امریکی صدر کلنٹن والا معاشرہ تو نہیں ہے کہ دفتر میں اس کی ملازمہ بھی اس سے محفوظ نہیں ہے۔

طالبان کے آئی جی پی کا مثالی کردار:

س: آپ یہ سمجھتے ہیں کہ طالبان بڑے سخت مزاج کے ہیں یورپ اور امریکہ میں تو یہی آواز ہے؟

ج: یہ سارا پروپیگنڈہ ہے وہ ایسے نہیں ہیں۔ مَیں طالبان کا استاد ہوں یہاں یورپین عورتیں انٹرویو لینے کے لیے سارا سارا دن آتی رہتی ہیں تو اگر پردہ میں رہ کر کام ہو تو پھر کوئی سختی نہیں ہے باقی گندگی اور فحاشی وغیرہ جو وہاں پھیلی ہے اس پر وہ لازماً کنٹرول کرینگے۔ اسلام ایک انصاف پسند مذہب ہے دیکھئے راتوں رات امریکہ نے ظلم کر کے جارحیت کی اور بے گناہ شہریوں پر بمباری کی۔ اس کے نتیجہ میں بعض لوگوں نے کابل میں اشتعال میں اور جذبات میں آ کر ایک دو فارنرز کو مار ڈالا تو اب امیر المومنین نے اعلان کیا ہے کہ ان قاتلوں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے میرا اندازہ یہ ہے کہ وہ پھانسی کر دیئے جائیں گے۔ حالانکہ انہوں نے مشتعل ہوکر جذبات میں آ کر صحیح کیا ہے۔ کیا

امریکہ اور یورپ اپنے شہریوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرینگے۔ ہمارا ایک شاگرد جو کہ وہاں آئی جی پی ہے وہ راستہ میں گاڑی پر سوار جارہا تھا' ایک شہری کے ساتھ گاڑی ٹکرائی وہ بچ گیا اور اس نے اس آئی جی پی کو پہچان لیا تو اس سے معافی مانگنے لگا کہ میری اپنی غلطی تھی کہ آپ کی گاڑی کے سامنے آیا۔ آئی جی پی کا انصاف دیکھئے کہ اسے ٹوکا کہ مجھے عدالت لے چلو اور مجرم کے طور پر جج کے سامنے پیش کرو اور جج فیصلہ کرینگے کہ وہ مجھے رہا کرتا ہے یا نہیں۔ وہ لوگ ایسی قابل تقلید مثالیں پیش کررہے ہیں وہ دنیا کے سامنے نمونہ پیش کررہے ہیں۔

U.N.O کے کارندوں کا مذموم کردار:

س: اگر وہاں قانون کی ایسی ہی حکمرانی اور پابندی ہے تو پھر یونائیٹڈ سٹیٹ کے فارنرز کو کیوں وہاں سے نکالا گیا؟

ج: ان کے بارے میں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا تھا کہ یہ لوگ ۹۰ فیصد UNO کی امداد کی آڑ میں مخبری اور جاسوسی کرتے ہیں اور ایسا اسلحہ بھی پکڑا گیا جو کہ شمالی علاقوں کو ان کی آڑ میں پہنچایا جارہا تھا جبکہ ۱۰ فیصد UNO کی امداد بھی وہاں صحیح نہیں پہونچی ہے۔

دارالعلوم کی ذمہ داریاں:

س: اس ادارہ کی سربراہی آپ کب سے کررہے ہیں؟

ج: یہ ادارہ میرے والد صاحب نے 1947ء میں قائم کیا تھا جب وہ بیمار اور کمزور ہوگئے تو ان کی جگہ میں نے کام سنبھالا جس طرح بیٹا باپ کی ذمہ داریاں سنبھالتا ہے تو ان کی توجہات ہی سے میری تمام توانائیاں اسی میں صرف ہوتی رہی ہیں میرے والد صاحب کا مجھ پر اعتماد تھا۔ 1988ء میں جب وفات ہوگئے تو سارا کام میرے کندھوں پر پڑ گیا۔

نیو ورلڈ آرڈر کے اہداف:

سوال: آپ سینٹر کب بنے؟

جواب: 1985ء میں سینٹر بنا اور دو مرتبہ اس عہدے پر بارہ سال رہا ابھی میرا سیاسی اختلاف ہے ورنہ ان کا بڑا اصرار تھا۔ اسلامی جمہوری اتحاد بنانے میں میرا بڑا حصہ تھا۔ نواز شریف کو میں نے اپنی جگہ صدر تجویز کیا تھا' غلام مصطفیٰ جتوئی کو بھی اختیار دیا تھا مجھے جب بالاتفاق صدر بنایا گیا تو میں نے وہ

تاج نوازشریف کے سر پر رکھا لیکن پھر اس نے ہمارے مشن اور منشور کے ساتھ غداری کی۔آپ دنیا پر یہ واضح کریں کہ ان مدارس میں کسی قسم کی تخریب کاری یا فوجی ٹریننگ نہیں ہے ایک چاقو کیا چیز ہے وہ بھی کسی طالبعلم کے پاس نہیں چھوڑا جاتا۔مگرامریکہ پر ایک بھوت سوار ہے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ امریکہ ان اداروں کے لیے بھی بہانے کی تلاش میں ہے۔آپ جیسے لوگوں اور دیگر امن پسند اقوام کی طرف سے یہ آواز اور حقائق دنیا میں پھیل جائیں تو وہ خود بخود اپنے ارادوں پر نظر ثانی کرے گا' جاپان کو موثر کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے جاپان کے لیے بھی یہی مسلم قوتیں رکاوٹ ہیں اگر اس نے ان کو کریش کر دیا تو آپ لوگوں کو کریش کرنا اس کیلئے ایک رات کا کام ہے اس سے قبل ہروشیما وغیرہ کی حالت آپ کے سامنے ہے نیو ورلڈ آرڈر کا مطلب ہی یہی ہے کہ وہ ان سب کو ختم کر رہا ہے۔

<u>فرقہ واریت ختم ہو جائے گی:</u>

س: کیا یہ بس حنفی سٹیٹ ہوگی' کیا آپ کے یہاں سپاہ صحابہ کی سرگرمی اور جھگڑے چلیں گے؟

ج: نفاذ شریعت سے فرقہ واریت ختم ہو جائے گی اہل سنت والجماعت کی اکثریت ہے۔ جمعیت ایک سیاسی قوت ہے۔ہم فرقہ ورایت کے قائل نہیں ہیں میں نے ملی یکجہتی کونسل بنائی ہے۔میں اس کا سیکرٹری جنرل ہوں' وہ بھی اس لیے تھی کہ اس سے فرقہ ورایت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ایران اس حد تک جا چکا ہے کہ اب طالبان کی سرحدات پر افواج جمع کر رہا ہے اور حملے کروا رہا ہے یہ بہت افسوس کی بات ہے۔حالانکہ طالبان کے پاس واضح ثبوت ہیں کہ ان کے لوگ وہاں لڑ رہے ہیں کافی دنوں سے شمالی اتحاد کو ایران چلا رہا ہے۔بسیں گاڑیاں اسلحہ سے لدی ہوئی طالبان کے ہاتھوں میں پکڑی گئیں۔ان کے ڈرائیور بھاگے ہوئے ہیں۔ٹرکوں پر اور ایرانی اسلحہ پر ایران کی مہریں ہیں۔

س: پاکستان میں طالبان کا اسلامی انقلاب کب آئے گا؟

ج: شروع ہو چکا ہے ذہن بن رہا ہے۔ایک چیز کو ہم پچاس سال سے نہیں سمجھا سکے تھے افغانستان کے صورتحال نے اور ہم سے زیادہ سیاستدانوں نے عوام کو سمجھا دیا بے نظیر اور نواز شریف نے مل کر ہمارا راستہ بہت آسان کر دیا ہے۔ ان کی کارکردگی سے قوم بیزار ہو رہی ہے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس (امریکن ایجنسی)

ملاقات: کیتھی گینن

(بیورو چیف برائے افغانستان و پاکستان)

30 اگست 1999ء

AP Associated Press

Kathy Gannon
Beureau Chief

Office
House No 6-A, St. No.25
F-8/2, Islamabad
email: kgannon@ap.org

Mobile: 0320-265109
Tel. 051 - 260957-58
Fax: 051 - 256176

<u>نظام شریعت میں کسی کو اختلاف نہیں:</u>

س: آپ کون سا اسلامی نظام لانا چاہتے ہیں کیونکہ سعودی عرب کہتا ہے کہ ہمارا نظام اسلامی ہے اور ایران کہتا ہے کہ ہمارا نظام صحیح ہے۔ ترکی بھی یہی کہتا ہے تو آپ کون سا نظام لائیں گے کیونکہ آپ کا آپس میں اختلاف ہے۔

ج: ہمارے سسٹم میں کچھ مسائل ایسے ہیں جن میں مسلک کے لحاظ سے اختلاف ہے ہم اسے فقہی اور فروعی اختلاف کہتے ہیں۔ ہمارے آپس میں فروعی ذیلی چھوٹے چھوٹے اختلافات ہیں لیکن جہاں تک حکومتی نظام کی بات ہے تو وہ تمام مسلمانوں کا ایک ہے کہ اسلام امن کس طرح قائم کرتا ہے

حدود وتعزیرات کس طرح قائم کرتا ہے۔ مالیاتِ اسلامی کا نظام کیا ہے۔سود کس طرح حرام ہے ان سب چیزوں میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ پوری دنیا میں صرف ایک ذہن والے لوگ نہیں ہوتے ہیں۔ روس میں بھی روس کے مخالف لوگ موجود ہیں' اس طرح چین میں بھی انقلاب کے مخالفین ہوتے ہیں اسی طرح پورے ملک میں لوگوں کا ایک ذہن کا فرقہ نہیں ہوتا۔ برطانیہ میں روزانہ دھماکے ہوتے ہیں وہ پروٹیسٹنٹ فرقہ کے لوگوں کا ردعمل ہوتا ہے۔اسی طرح آپ کی پوری دنیا میں عیسائیوں کے مذہبی لحاظ سے مختلف گروہ ہیں۔لیکن جہاں پر اکثریت ہوتی ہے نظام اور قانون بھی اکثریت والوں کا نافذ ہوتا ہے۔ایک یہ کہ کسی جگہ پر ۹۵٪ شیعہ ہیں جیسے ایران میں ان کی اکثریت ہے۔تو ہم یہ نہیں کہتے کہ وہاں پر سُنیوں کا نظام آ جائے' اسی طرح دنیا میں جہاں شافعی المسلک لوگ بکثرت ہوں گے ادھر وہ مسلک شافعی کا نظام چلائیں گے۔اسی طرح جہاں حنفیوں کی اکثریت ہو تو وہاں حنفی نظام ہوگا۔ یہاں پاکستان میں ۹۵٪ حنفی سنی ہیں' اور ہمارے مطلوبہ نظام کے رائج کرنے میں کسی قسم کی مشکلات نہیں ہیں' ہم بھی شیعوں کو وہی حقوق دیں گے جو ایران نے سنیوں کو دیئے ہیں۔

<u>مغرب اسلام سے نہ ڈرے:</u>

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ اسلامی نظام سے ڈرتے ہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ کیوں؟

ج: امریکہ اور مغرب نے بلاوجہ اسلام اور عالم اسلام کو اپنا دشمن بنایا ہوا ہے۔شاید ان کو کوئی غلط فہمی ہے کہ اسلام ہمارا دشمن ہے اور ہمیں ختم کردے گا حالانکہ پوری دنیا میں عیسائی حکومتوں اور اسلامی حکومتوں کا دشمنی پر مبنی رویہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ غلط فہمی دور کرنی چاہیے کہ اسلام سے آپ کو کوئی خطرہ ہے اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ اسلام کسی کو بزور مسلمان نہیں کرواتا' اور اس تمام صورتحال اور دشمنی کا نقصان یورپ اور امریکہ کو پہنچے گا۔ کیونکہ پوری امت اس کے خلاف اٹھ رہی ہے اسے سمجھنا چاہیے۔اگر طالبان صحیح طریقہ پر اسلام نافذ کرتے ہیں تو واشنگٹن کو کیا تکلیف ہے! اور تل ابیب کو کیا ضرر ہے ہم تو اس بات کا جواب امریکہ سے مانگنا چاہتے ہیں کہ تمہاری کیا دشمنی ہے؟ اور تم اس نظام سے ڈرتے کیوں ہو؟

<u>ہیروز آف جہاد افغانستان:</u>

س: اس کی وجہ تو ظاہراً یہ ہے کہ طالبان نے اسامہ اور اس طرح کے دیگر ان کے مخالف لیڈروں کو پناہ دے رکھی ہے جو کہ دھماکے وغیرہ کرتے ہیں۔

ج: طالبان نے اسے پناہ نہیں دی ہے وہ پہلے ہی سے افغانستان میں تھے اور افغان جہاد میں شریک تھے' طالبان نے کسی کو بھی نہیں رکھا ہے۔ وہ مجاہدین گویا افغان جہاد کے ہیروز ہیں۔ روس کو انہوں نے تہس نہس کر دیا ہے امریکہ اگر نمک حرام نہ ہوتا تو وہ خوش ہوتا' انہیں تمغے دیتا' کہ تم لوگوں نے ہمارے مقابلے میں ایک بڑے سپر پاور کو تہس نہس کر دیا ہے۔ اسوقت مصر اور ہر جگہ سے عرب مجاہد آتے تھے اور امریکہ ان کی پشت پناہی کرتا تھا اور امداد بھی دیتا تھا۔ اس وقت امریکہ اور مغرب بھی ان کو مجاہدین کہتا تھا۔

<u>اسامہ ہیرو کیوں بنا؟</u>

س: اسامہ کھل کر کہتا ہے کہ میں امریکہ کے خلاف جہاد کروں گا۔

ج۔ اسامہ یہی کہتا ہے کہ میں افغانستان میں جہاد کر رہا تھا کیونکہ وہاں روس آیا تھا اور جارحیت ہوئی تھی' ایک غیر ملکی طاقت وہاں مسلط ہوئی تھی۔ مجھ پر جہاد فرض تھا اور امریکہ بھی اپنی تمام تر توانائیاں روس کے خلاف خرچ کر رہا تھا اور یہ اعتراف کرتا تھا کہ یہ مجاہدین ہیں۔ تو اب اسامہ کہتا ہے کہ میرے سارے عالم اسلام کو امریکہ نے ایسے ہی چنگل میں پھنسایا ہے کہ جس طرح روس نے افغانستان کو اور اسی طرح میرے مقدس وطن سعودی عرب کو بھی امریکہ نے اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پورے عالم اسلام کے مسلمان امریکہ سے بیزار ہیں آپ ہمارے لیڈر شپ کو مت دیکھیں وہ بے نظیر بھٹو ہو وہ نواز شریف ہو یا حسنی مبارک' الجزائر کا سربراہ ہو یا ترکی کی قیادت' یہ سب جبراً مسلط ہیں اور امریکی مفادات کا تحفظ کرتے ہیں' لیکن عوام بالکل بے چین ہیں عوام ایک ہیرو اور لیڈر چاہتے ہیں' امریکہ کیخلاف اب اسامہ عالم اسلام کے مسلمانوں کی ترجمانی کر رہا ہے تو عوام کی دلوں کی آواز یہ ہے کہ ہمیں کوئی ایسا لیڈر چاہئے جو کہ امریکہ کے خلاف ہماری رہنمائی کرے۔ اصل بات یہی ہے اور وہ ہیرو اسی وجہ بنا۔ ہمارے ساتھ امریکہ نے مہربانی کی ہے کہ ہمارے لئے ایک ایسا لیڈر پیدا کرنے کا سبب بنا۔ وہ وہاں غاروں کے اندر رہ کر کسی قسم کی تخریب کاری نہیں کر سکتا ہے۔ اس پروپیسے

ہی الزامات ہیں کوئی ثبوت نہیں۔ کئی مرتبہ طالبان نے کہا ہے کہ ہمیں شواہد و ثبوت پیش کر دو۔

مذہبی قیادت پر اعتماد کا رجحان کیوں؟

س: پاکستان میں لوگ کیوں لیڈروں سے بیزار ہو چکے ہیں اور مذہبی پارٹیوں کی طرف کیوں رجحان بڑھ رہا ہے؟

ج: بنیادی بات میں نے کر دی ہے کہ جتنی سیاسی پارٹیاں تھیں وہ کسی قسم کا انقلاب نہ لا سکیں۔ عوام کے مفادات اور عوام کی حالت بدلنے میں ان کو دلچسپی نہیں تھی۔ ۵۲ سال یہی حالت رہی۔ آخر عوام ان لوگوں سے بیزار ہو گئے۔ یہ ان کے کرتوتوں کا ردِ عمل ہے اور ہمیں باہر کی دنیا نے بھی نہیں چھوڑا۔ ہم اگر پارلیمنٹ کے ذریعہ ایک اچھا اصلاحی اقدام کرتے ہیں' عدالتوں کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سودی نظام کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں تو ادھر امریکہ اور اس کی گرفت اتنی ہے کہ تبدیلی کے لئے ہمیں نہیں چھوڑتے اس کے نتیجہ میں عوام ان سے مایوس ہو گئے ہیں اب عوام کی نظریں لازماً دینی طبقوں پر ہیں کہ یہ ہمیں اتنا خراب اور برباد ہونے نہیں دیں گے۔ نجات دلائیں گے اور یہ رجحان اور بھی بڑھے گا۔

نواز شریف اور شریعت بل:

س: اسلامک لاء کیلئے نواز شریف نے ایک بل پاس کیا ہے؟ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: میں نے خود سینٹ میں شریعت بل کی جنگ دس سال تک لڑی ہے۔ یہ بل اس نے اب پیش کیا ہے اور ہم نے اسے پاس بھی کیا تھا' لیکن پھر اسوقت بیرونی طاقتوں نے وہاں ہمیں تبدیلی کے لئے نہیں چھوڑا۔ وہ اگرچہ ہمارے بل میں اتنے انقلابی اقدامات نہیں تھے۔ تاہم حالات صحیح کرنا' عدالتوں کی اصلاح کرنا' کرپشن ختم کرنا فوری انصاف مہیا کرنا' ہر کسی کا احتساب کرنا' نظام تعلیم کی اصلاح ذرائع ابلاغ کی تطہیر یہ باتیں تھیں اگر بیرونی لوگ مداخلت نہ کرتے اور ہم آہستہ آہستہ تدریجی اصلاحات نافذ کرتے تو ہماری حالت بدلتی' تو دراصل یہ حکمران سنجیدہ نہیں ہیں کیونکہ میرا وہ بل جو متفقہ پاس ہوا اسے نواز شریف ہی نے خراب کر دیا بیرونی اور اندرونی عناصر کے دباؤ میں آ گئے۔ یہ صورتِ حال دراصل عوام کا رخ بدلتی ہے۔

س: یعنی آپ کا شریعت بل سبوتاژ کیا گیا؟

ج: یقیناً سبوتاژ کیا گیا' یہ بل ہم نے سینٹ میں پاس کیا پھر قومی اسمبلی سے اس کا پاس ہونا تھا۔ مجھے پورے وثوق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ غلام اسحاق نے امریکہ کے دباؤ پر وہ اسمبلی فوراً توڑ دی۔ کہ یہ بل پاس نہ ہو سکے۔ پھر جب نواز شریف آیا تو اسے بھی کسی نے نہیں چھوڑا کہ یہ پاس کر لیتا اگر یہ تدریجی تبدیلیاں کرنے دی جاتیں تو آج نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔

<u>طالبان کے بارے میں مغرب کا فرسودہ نظریہ:</u>

س: لوگوں کا تصور یہ ہے کہ اگر آپ حکومت میں آتے ہیں تو آپ انہیں واپس آٹھویں صدی کی طرف لے جائینگے اور لوگ اکیسویں صدی کی باتوں میں لگے ہیں۔

ج: یہ تصور غلط ہے ان کا خیال یہ ہے کہ یہ بالکل دقیانوسی لوگ ہیں ہم ماڈرن لوگ ہیں امریکہ کے لوگوں کا تصور یہ ہے کہ طالبان کو آپ لائے ہیں اور ان طالبان کے تو نام بھی نہیں ہیں۔ ایک دفعہ بی بی سی کی ٹیم آئی اور کہا کہ مولانا بڑی حیرانگی کی بات ہے ان کے تو نام بھی ہیں' عبدالعزیز' عمر وغیرہ۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ جنگل سے کوئی مخلوق آئی ہے اس لئے اسلام کو بھی انہوں نے اسی طرح سمجھا ہے۔ ساری غلط فہمی یہ ہے کہ اسلام کو یہ پڑھتے نہیں ہیں' سمجھتے نہیں ہیں۔

س: اس میں میرا اختلاف ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آج تک وہاں سکول بند ہیں۔ لڑکیوں پر سکول پڑھنے کی پابندیاں ہیں۔ پھر وہاں کے ہسپتالوں اور اس طرح جتنی وزارتیں ہیں اس کے سربراہان وہ اس فیلڈ سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ یعنی تجربہ نہیں رکھتے ہیں اس وجہ سے وہ ایک ملک کو کس طرح ترقی پر لیجائیں گے۔ مثلاً ایک ڈاکٹر ہسپتال کا انچارج ہونا چاہیے لیکن وہاں مولوی سربراہ ہے' جو کسی فنی لحاظ سے اسے نہیں سمجھ سکتا ہے' یعنی اس حوالہ سے ملک کس طرح ترقی کرے گا؟

ج: آپ لوگ اس ملک کو آزادی اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کیلئے چھوڑ دیں تو پھر وہاں ڈاکٹر' انجینئر سب پیدا ہو جائیں گے۔ اب جبکہ وہاں ہر وقت خانہ جنگی ہے تو وہ کسی پر اعتماد نہیں کر سکتے' کیونکہ جب یہ انقلاب آیا ہے تو کوئی دھماکوں سے اڑتا ہے کوئی کسی کھلونا بم سے۔ تو ابھی تک وہ بے چارے حالتِ جنگ میں ہیں اور یہ پروپیگنڈہ بھی غلط ہے کہ ان کے ہاں سکول بند ہیں آج چیف

جسٹس کا بیان آیا ہے کہ ہم عورت کی تعلیم مرد سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ چیف جسٹس یہاں اسلام آباد آیا ہے۔ وہ ہمارے مدرسہ کے فارغ التحصیل مولوی نور محمد ثاقب ہیں اب جب ایک جگہ پر خانہ جنگی ہے اور پورا ملک کھنڈر بنا ہوا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ طالبان یہ نہیں کر سکتے کہ طب کا کام بھی خود کریں اور آپریشن بھی شروع کریں' ایسا ناممکن ہے۔ ہاں نگرانی تو وہ کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر وہاں بڑے سے بڑے کام پر لگے ہیں۔ میڈیکل کی تعلیم وہاں اتنی اچھی ہے کہ لوگ اکثر آتے ہیں کہ ہم بھی وہاں داخلہ لیتے ہیں تو وہاں بھی نگران صرف طالبعلم ہیں' تعلیم تو ڈاکٹر حضرات دیتے ہیں اسی طرح انجینئرنگ کالج میں بھی انجینئرز تعلیم دیتے ہیں تو انقلاب کے بعد وہ انقلاب کے پاسبان ہیں۔ وہ صرف چیک کرتے ہیں اور چلانے والے تو اور ہیں۔ امریکہ کو چاہیے کہ وہ تھوڑا صبر کرے کہ ایک ملک میں اسلامی نظام قائم ہو اور ایک نیا تجربہ ہو کہ ہم دیکھ لیں کہ یہ ہمیں آٹھویں صدی ہجری میں لیجاتے ہیں یا ہزار سال مزید آگے ہمیں ترقی پر پروان چڑھاتا ہے۔ ایک ٹیسٹ کے طور پر وہاں دیکھنا چاہئے۔ اگر ملک کو آٹھویں صدی ہجری میں لیجایا گیا اور ملک اس طرح پسماندہ ہوا تو پھر تو لوگ کہیں پر اسلام کا نام ہی نہیں لیں گے۔ امریکہ کی جان چھوٹ جائے گی۔

س: لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ اگر مولویوں کی حکومت آئی تو وہ کرپٹ نہ ہوگی؟

ج: یہ امیدیں امریکہ میں بھی ہوئی ہیں اور برطانیہ میں بھی' لوگ کہتے ہیں کہ ٹونی بلئیر آجائے' لوگ انہیں آزماتے ہیں۔ اس خیال سے کہ یہ دوسرا ہمیں بہتری کی طرف لیجائے گا دراصل مولوی یہاں پر آج تک نہیں آئے تو جو لوگ یا پارٹی یا طبقہ داغدار نہیں ہوتا ہے تو لوگ انہیں چاہتے ہیں کہ شاید یہ لوگ ہمیں مصائب سے نجات دلائیں گے۔ اس لئے کہ یہ سب لوگ عوام نے آزمالیئے ہیں سب داغدار تھے' لیڈر بھی سب دیکھ لئے ہیں' ملوکیت تھی ان پر شہنشائیت مسلط تھی' ظاہر شاہ وغیرہ اور آمر آئے ڈکٹیٹرشپ آئی پھر بعد میں کمیونسٹ آئے۔ اسی طرح پاکستان میں بھی ہے۔ آپ کے ملک میں بھی لوگ اس طرح نئے لوگوں پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور بہتری کی آس لگائے ہوئے ہیں۔

س: آپ کا اقتصادی نظام کیا ہوگا؟

ج: تفصیلات چھوڑیئے' ہمارا جو نظام بھی ہوگا لیکن ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے آزاد ہوگا۔ پھر سب کچھ صحیح ہو جائے گا۔ یہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جو لونز (Loans) اور ایڈ (Aid) دیتے ہیں

وہ دراصل ایڈز ہیں ۔یعنی تباہی ہے ۔اچھا اب اس طرف جاتے ہیں' افغانستان' آپ کے قرضوں سے آزاد ہے' غریب ملک ہے' سوکھی روٹی کھاتے ہیں' تو وہاں کابل شہر میں ۷۰ پیسے فی یونٹ بجلی ہے اور ۷ روپیہ فی لیٹر تیل ہے جبکہ سعودی عرب میں بھی آپ لوگوں نے اتنا ٹیکس لگایا ہے کہ وہاں بھی ۲ ریال سے کم لیٹر نہیں ہے۔تو مطلب یہ ہے کہ وہاں ایک لیٹر ۲۴ روپیہ پر ہوا جہاں پر تیل کے خزائن ہیں وہ امریکہ کی گرفت میں ہے۔اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ ہمیں امدادوں سے کتنا بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ہمارے ملک میں ۲۷ روپے فی لیٹر ہے اور بجلی ۷۔۸ روپیہ کو پہنچ گئی ہے اور کابل جیسے شہر میں بجلی ۷۰ پیسہ اور پیٹرول ۷ روپیہ پر۔یہ اس لئے کہ وہاں لون (loan) کا اژدھا مسلط نہیں ہے۔

س: آپ اس طرح نہ کہیں کیونکہ افغانستان میں ۴۰۰۰ افغانی ایک روپیہ پر ہے؟

ج: وہ تو پہلے سے ایک مسئلہ ہے اس طرح تو ہم روم کو جائیں تو وہاں ہم ۵ لاکھ روپیہ پر ٹیکسی میں جاتے ہیں اگر یہ تباہی یہاں پر آتی یا ترکی میں جیسا کہ زلزلہ آیا ہے یعنی جہاں جہاں امریکہ کا عمل دخل ہے تو پھر ۷۰۰ روپیہ فی لیٹر بھی نہ ملتا یعنی اس بات کو عالمی تناظر سے دیکھا جائے۔

س: آپ کی ایٹمی پالیسی کیا ہوگی؟

ج: ہماری ایٹمی پالیسی وہی ہوگی جو کہ امریکہ اور برطانیہ کے اپنے ایٹم کے بارے میں ہے۔ پوری دنیا کی جو پالیسی ہے جیسے چین' بھارت' یا روس یا اسرائیل کی بالکل اسی طرح ہوگی۔ہم اپنے دفاع کیلئے اسے استعمال کریں گے۔اگر ہم پر کوئی ایٹم بم چلائے گا تو ہم لازماً اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں آئیں گے۔ہمارا ایٹم بم جارحیت کے لئے نہیں ہوگا۔

س: کارگل کی جنگ اگر ایک بڑی جنگ کی صورت اختیار کرلیتی تو کیا آپ اس حق میں ہوتے کہ ایٹم بم استعمال کیا جائے۔

ج: ایٹم بم کے استعمال کی نوبت نہ آتی۔اس طرح تو ہر ملک کو مسائل درپیش ہیں غیروں کی غلامی سے خود کو بچاتے ہیں برطانیہ کو سکاٹ لینڈ کا مسئلہ ہے' اس طرح انڈونیشیا میں مشرقی تیمور کا مسئلہ ہے یعنی ہر ملک اپنے مفاد کو دیکھتا ہے امریکہ اگر اپنے مفاد کے لئے ایک جگہ پر فوجیں اتروا سکتا ہے اور روس لگا ہے داغستان میں چیچنیا میں فوجیں اتاردے تو وہ اس وقت یہ نہیں سوچتے ہیں کہ اس سے

ایک عالمی جنگ چھڑ جائے گی' سب کچھ تیار ہوتے ہیں۔تو اس طرح تو ہر ملک یہ کہے گا کہ اس سے بڑی جنگ شروع ہو جائے گی۔اپنے ملک کا دفاع نہیں کروں گا۔مداخلت نہیں کروں گا' کوئی علیحدگی پسند ہے یا آپ سے اس نے آدھی ریاست قبضہ کر لیا ہے تو کیا کوئی اسے چھوڑے گا کہ شاید اس سے مسئلہ بڑھ جائے اور لمبا سلسلہ شروع ہو جائے۔

جاپانی اخبار مائی نی چی

انٹرویو: مسٹر تاکایوکی کاسوکا

ترجمان صحافی: ظفر ملک

انٹرویو: 19/2/2000

حقانی کون لوگ ہیں:

س۔ مولانا ! یہ حقانی کون لوگ ہیں اور حقانی کیوں کہلاتے ہیں؟

ج۔ ہمارے مدرسہ دارالعلوم حقانیہ سے جو طالب علم فارغ ہوجاتا ہے تو اسکو حقانی کہا جاتا ہے ان طلباء کرام میں سے جس نے دورۂ حدیث نہیں پڑھا ہوتا اور ڈگری نہیں لی ہوتی اور باقی کلاسیں لی ہوتی ہیں تو وہ حقانی نہیں کہلاتے۔ شاگرد تقریباً سب ہیں لیکن جو ڈگری لے لیتے ہیں وہ حقانی کہلاتے ہیں۔

س۔ حضرت! اسلامی اصولوں اور تعلیمات کے حوالے سے اس مدرسے اور دوسرے مدارس میں کچھ فرق ہے؟

ج۔ کوئی فرق بھی نہیں ہے سب کا ایک ہی کورس ہے. سرحد اور بلوچستان میں تقریباً 90٪ مدارس ایسے ہیں جو حقانیہ سے فارغ شدہ طلباء نے قائم کئے ہیں۔

اسلام کے دیئے ہوئے جذبہ جہاد میں پوری دنیا کی خیر ہے:

س۔ حضرت یہ مغرب بہت پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ Islamic Fundamentalism تو اس کی حقیقت کیا ہے؟

ج۔ بھائی! ان کو اسلام کے خلاف کوئی اور چیز نہیں ملتی، اسلام ہی کی وجہ سے ایک سپر پاور روس تہس نہس ہوگیا، اب وہ پریشان ہوا کہ بھائی! اسلام تو بڑے زور وشور سے ترقی کر رہا ہے، جب مجاہدین روس کے خلاف جہاد کر رہے تھے تو امریکہ اس وقت خوش تھا، اس کو جہاد کہہ رہا تھا اور بڑا سپورٹ بھی

کررہا تھا اب ایک Super Power ختم ہوگیا لیکن امریکہ کو پتہ لگ گیا کہ ایک اور Super Power بھی ہے جسکی روح ابھی بیدار نہیں ہوئی تھی اور وہ Islamic Spirit ہے۔ان کو خطرہ ہوگیا کہ یہ مسلمان اگر روس جیسی سپر پاور کو تہس نہس کر سکتے ہیں تو امریکہ کو بھی تاراج کر سکتے ہیں۔امریکہ نے پروپیگنڈہ مہم شروع کردی کہ یہ مسلمان Terrorist یعنی دہشتگرد ہیں اور Fundamentilists ہیں، غیر مہذب ہیں، وحشی ہیں انسانی حقوق نہیں جانتے، یہ سو فیصد پروپیگنڈہ ہے اور لوگوں کو اس لحاظ سے وہ ڈرانا چاہتے ہیں اور اسلام سے دور کرنا چاہتے ہیں۔حالانکہ مسلمانوں کے کوئی جارحانہ عزائم نہیں.نہ ہم امریکہ اور یورپ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں بلکہ امریکہ خود New World Order کے نام سے یہ سب کچھ کرنا چاہتا ہے۔

اس کی نظر میں مسلمان اور جاپانی ایک ہیں:

بھائی! مسلمان ہو یا جاپانی ہو، اس کی نظر میں ایک ہی طرح ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ New World Order کے جارحانہ عزائم کے راستے میں یہ جہاد ہی حائل ہوگا۔جاپان نے دنیا میں ترقی کی ٹیکنالوجی اور اقتصادیات میں اس نے یورپ کو مفلوج کردیا FarEast کو بھی کوریا کو بھی امریکہ ان کو کیوں گرانا چاہتا ہے، وہاں تو اسلام نہیں تھا۔جناب! یہ نہیں کہ امریکہ صرف مسلمانوں کا دشمن ہے بلکہ ساری دنیا کو وہ اپنے تسلط میں لینا چاہتا ہے، آپ سب کی خیر اور تائیوان کی خیر بلکہ پوری انسانیت کی خیر بس فقط اسلام کے دامن میں رکھی ہے یعنی اسلام اور اس کا دیا ہوا جذبہ جہاد۔

بنیاد پرستی کی حقیقت:

س۔ حضرت! یہ تو بتایئے یہ بنیاد پرستی کیا ہے؟

ج۔ جناب! بنیاد پرستی کی آواز امریکہ کی ایک من گھڑت اصطلاح ہے۔ہر مذہب کے اصول ہوتے ہیں، عقیدے کے لحاظ سے، روایات کے لحاظ سے، اخلاق کے لحاظ سے، اور کردار کے لحاظ سے اور ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو بنیادی اصولوں کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔قرآن کریم نے اور رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے اسلامی تعلیمات کے ذریعے ان بنیادی اصولوں سے وابستگی ضروری قرار دی ہے۔تو امریکہ اس کو بنیاد پرستی کہہ رہا ہے حالانکہ وہ خود بنیاد پرست ہے جب کہ ان کا مذہب ہواؤں میں ہے کوئی مدوّن مرتب کچھ نہیں لیکن اب ان کا محرّف دین عیسائیت کا نام ظلم وتعصب

اور تمام غیر عیسائیوں کے حقوق کو پامال کرنا ان کا دین بن چکا ہے تو یہ ہے اصل بنیاد پرستی۔ چین میں ایک انقلاب آیا ایک نظام آیا جاپان میں بھی آپ لوگوں نے اب ایک نظام نافذ کیا ہے اب اس نظام سے چین اور جاپان سب وابستہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو ایک نظام کی شکل دی ہے مسلمان چاہتے ہیں کہ ہمارا اپنا ایک نظام ہو' اگر یہ بات کوئی عیب اور برائی ہے تو وہ خود کیوں اپنے نظاموں پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ چیچنیا میں مسلمانوں کا قتل عام بڑی بے دردی سے ہو رہا ہے تو کیا یہ ظالمانہ تسلط روس کی بنیاد پرستی نہیں ہے کیوں روس ایک آزاد مملکت پر زمین تنگ کر رہا ہے۔ بوسنیا میں صرف عیسائیت کے نام سے سب نے مل کر مسلمانوں کو قتل کیا تو وہ بنیاد پرست نہیں ہیں کہ ظلم پر ظلم کر رہے ہیں۔ مسلمان تو جہاں بھی جہاد کر رہے ہیں دفاعی جہاد کر رہے ہیں اپنے دفاع کے لئے لڑ رہے ہیں اور بوسینا والے تو یورپین قوم ہیں مگر ان کا جرم یہ ہے کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ مشرقی تیمور میں چند عیسائی تھے اگرچہ تھوڑی تعداد میں تھے لیکن امریکہ نے ان کے حق میں فوراً طوفان اٹھایا اور سارے عیسائی ایک ہو گئے۔ پھر مشرقی تیمور کی صورتحال بالکل کشمیر جیسی ہے مگر وہاں مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے تو ان کو کچھ پروا بھی نہیں بے گناہ مسلمان قتل ہو رہے ہیں تو ہونے دو' ان کے بارہ میں سارے عیسائی ایک ہیں استصواب رائے نام کی کوئی چیز نہیں جو ان کا مسلمہ حق آپ خود سوچئے کہ وہ بنیاد پرست ہیں کیا اپنے حق کے لئے آواز لگانا بنیاد پرستی ہے؟

ہم تو اپنا نظام چاہتے ہیں:

س۔ حضرت! کیا امریکہ کا اسلام کے ساتھ تنازعہ اس وجہ سے تو نہیں ہے کہ آپ پوری دنیا میں اسلام پھیلانا چاہتے ہیں اور وہ اس کو روکنا چاہتا ہے؟

ج۔ ہم اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہیں۔ ہمارے اپنے جو ممالک ہیں صدیوں سے ان کے قبضے میں تھے' دو ڈھائی سو برس ہم نے غلامی میں گزارے صدیوں کی جدوجہد سے انہیں آزادی ملی لیکن ابھی وہ حقیقی آزاد نہیں ہیں کہ غلامی میں جکڑا ہوا طبقاتی سامراجی نظام ہم پر مسلط کیا گیا تھا اسی کو مسلط رہنے دیا ہم اس نظام کو تبدیل کر کے اپنا عادلانہ نظام اپنے اوپر نافذ کرنا چاہتے ہیں' کیونکہ ہمارے مسائل ان کے نظام سے حل نہیں ہو سکتے بہت تجربے ہوئے عالمِ اسلام' غربت' افلاس اور اقتصادیات میں ان کے رحم کرم پر رہ گیا' گروی ہو گیا' اپنے شکنجے میں انہوں نے لے لیا' سود کی لعنت کو

ہم پر مسلط کیا ہمارے کلچر اور اقدار کو قائم نہ کرنے دیا۔ بس ہم اپنا نظام چاہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں' کہ اس طرح ان کے شکنجے سے ہم نکل جائینگے' سارے اسلامی ممالک میں وہی سسٹم باقی رکھا گیا ہے ہمارے وسائل اور Sources کو مفت استعمال کرنا چاہتے ہیں' ہمیں اپنی غلامی میں جکڑے رکھنا چاہتے ہیں' World Bank. I.M.F یہ سارے ہمیں اپنے پاس گروی رکھ کر نظام کا سودی سسٹم قائم رکھنا چاہتے ہیں اوروں پر اپنا نظام مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

استعماری قوتوں کا اقتصادی اور سیاسی شکنجہ:

س۔ حضرت! افغانستان یا سنٹرل ایشیا کے علاوہ کوئی مثال آپ دیں گے؟

ج۔ جناب! سعودی عرب کو دیکھیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مالا مال کیا ہے سونے جواہرات اور پٹرول سے' سارے اسلامی ممالک کو وہ چلا سکتا تھا' لیکن سامراج نے اسے بھی مکمل کنٹرول کرلیا ہے اب وہ اپنے تیل پر بھی اپنی گرفت نہیں رکھ سکتا۔ لیبیا اور عراق کے ساتھ بھی امریکہ کی دشمنی ہے' اصل میں بنیادی طور پر بات اقتصادیات کی ہے کہ وہ ان ممالک کو بالکل مجبور اور غلام بنا کر ان کے وسائل پر اجارہ داری قائم کرنا چاہتا ہے' اگر ہم مسلمان اپنا نظام نافذ کرینگے تو بہت جلد تمام اسلامی ممالک اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے۔ خلیج اور سعودی عرب غلط سسٹم ختم کر کے اپنے وسائل پر کھڑا ہو جائے گا۔ استعماری قوتوں کا اقتصادی اور سیاسی شکنجہ ہم توڑنا چاہیں گے' زمینی آزادی تو ہم نے حاصل کر لی مگر اور طریقوں سے اس نے ہمیں غلام بنا لیا۔ غلط نظام کو اپنے ملک میں نافذ کرنے کے نتیجے میں ہم ان کے ہاتھوں بے بس ہیں تو ہماری پالیسیاں بھی مکمل ان کے ہاتھوں میں ہیں۔

سنٹرل ایشیا کی مسلم ریاستوں کے ساتھ ناروا سلوک:

س۔ حضرت! یہ بتایئے کہ سنٹرل ایشیا کی جو ریاستیں آزاد ہوئیں آج ہم تاجکستان کے ایک طالب علم سے ملے ہیں تو وہاں پر مسلمانوں کا نظام تو نہیں۔ ابھی تک دوسروں کا نظام چل رہا ہے؟

ج۔ ہمیں خود اس کا بڑا دکھ ہے جب سوویت یونین تہس نہس ہو گیا' یہ درجنوں ریاستیں تھیں وہ سب آزاد ہو گئیں وہ اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہوئے' روس کا سارا عمل دخل ختم ہو گیا آج وہاں کوئی روسی نہیں۔ لیکن یہ آٹھ نو ریاستیں جو کہ مسلمانوں کی تھیں تو آزادی تو مجبوراً دے دی' لیکن اب ان کو اسلام کا نام لینے کی اجازت نہیں دیتے اور وہاں کیمونزم سسٹم ان پر مسلط کیا گیا ہے اور 56 اسلامی

ممالک خاموشی کے ساتھ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ وہاں ہر ریاست میں غیر اسلامی نظام نافذ ہے' اس پر روس اور امریکہ سب ایک ہیں

اصل تکلیف اسلام سے ہے:

اب اگر تاجکستان کا بچہ یہاں اسلام کی تعلیم حاصل کرتا ہے قرآن وحدیث سے باخبر ہونا چاہتا ہے تو امریکہ کو پھر تکلیف ہوتی ہے' یہودیوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے' روس کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ان ریاستوں کو ظاہراً آزادی دے دی لیکن عملاً مسلمانوں کی کوئی ریاست آزاد نہیں ہے' وہاں اب بھی ان کے گماشتے بیٹھے ہوئے ہیں وہ اذان دینے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ اس بات پر امریکہ کو تکلیف نہیں ہوتی یہ ان کو بے انصافی معلوم نہیں ہوتی لیکن جب مسلمان اسلام کی طرف راغب ہو جاتے ہیں تو امریکہ کو تکلیف ہونے لگتی ہیں۔

اسلامی بھائی چارے کا تقاضا:

س۔ حضرت! اسلامی بھائی چارے کی وجہ سے پھر آپ ان کی مدد کرتے ہیں؟

ج۔ مسلمان تو پوری ایک امت ہیں' اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ سارے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں. یہ اسلام کا قانون ہے کہ جو مسلمان تکلیف میں ہوں ان کی مدد کی جائے جان سے' مال سے ' جس مناسب طریقہ سے بھی اس مسلمان کی وہ تکلیف دور ہوتی ہو تو اس کے ذریعے کوشش کریں کہ وہ تکلیف ہٹا دی جائے۔ اور اسلامی تعلیم حاصل کرنا اسلام سے اپنے کو باخبر کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے خواہ تاجکستان کا ہو یا امریکہ کا۔ اور یہ بھی ہے کہ کوئی بھی انسان اسلامی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہو خواہ جاپانی ہو مسلمان نہ بھی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ میں اسلام کی Study کرنا چاہتا ہوں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے لئے پوری سہولتیں مہیا کریں۔

چیچنیا کے سابق صدر زیلم خان کی خواہش:

س۔ حضرت! جو ریاستیں روس سے آزاد ہوئی ہیں اگر وہاں اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو آپ ان کی مدد کیسے کر سکتے ہیں؟

ج۔ ہماری پوری ہمدردی ان کے ساتھ ہوگی. چیچنیا کی صورتحال پر ہمارے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں کہ یورپ اور امریکہ ان کا قتلِ عام کرا رہے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں

چاہیے تو یہ تھا کہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر سارے مسلمان ان کی مدد کو پہنچیں۔ چیچنیا کا صدر زیلم خان یہاں اکوڑہ خٹک آیا تھا میرے پاس ایک دن رہا۔ اس نے جب مدرسے کو دیکھا تو بڑی خواہش ظاہر کی کہ میں اپنے بچوں کو بھیجنا چاہتا ہوں چیچنیا سے یہاں تعلیم حاصل کرنے کیلئے۔ میں نے کہا کہ ہماری جان بھی حاضر ہے ہم اپنے بچوں کے پیٹ کاٹ کر بھی آپ کے بچوں کو اسلامی تعلیم سے آراستہ کریں گے۔ بھائی! وہ مظلوم قوم ہے غلامی کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ انکی مدد کریں اور دوسری تمام اقوام کو بھی چاہیے کہ انکی مدد کریں کیونکہ سب انسانی ہمدردی کے ڈنکے بجا رہے ہیں جاپان کو بھی چاہئے کہ وہ چیچنیا والوں سے ہمدردی کرے اور انکی ہر قسم کی مدد کرے۔

<u>جہادی تحریک:</u>

س۔ حضرت! یہ جہادی تحریک کیا ہے؟

ج۔ جہادی تحریک ہر قوم میں ہے جی. ہر قوم کو یہ تعلیم دی گئی ہے اپنے مذہب کی طرف سے روایات کی طرف سے کہ اپنا بچاؤ خود کرو کسی کے رحم وکرم اور بھروسہ پر نہ رہو اپنے آپ کو کسی کی غلامی میں نہ دو. مثلاً کوئی آپ کو غلام بنانا چاہے آپ پر قبضہ کرنا چاہے آپ پر ظلم کرنا چاہے تو آپ اپنے ڈیفنس میں کیا کریں گے اسی ڈیفنس کو مسلمان جہاد کا نام دیتے ہیں۔ اسی طرح ہر شخص اپنے گھر کا محافظ ہے اور گھر کی حفاظت کے لئے اپنی عزت کے تحفظ کیلئے اپنے بچوں کے لئے جان بھی قربان کرتا ہے۔ آپ کے گھر میں چور آتا ہے ڈاکو آتا ہے قبضہ کرتا ہے تو آپ کیا کرینگے؟ آپ ضرور اپنے کو اپنے بال بچوں کو اپنی عزت کو اپنے گھر کو بچانے کی کوشش کرینگے۔ اب عالمِ اسلام پر کفر نے بھوکی نظریں گاڑی ہیں ان پر ظلم وستم روا رکھا ہے ان کے اقتصادیات پر معاشیات پر سیاست پر کفر کا قبضہ ہے تو ان حالات میں ہر اسلامی ملک میں یہ جذبہ بیدار ہونا چاہیے کہ اپنے آپ کو ان بھیڑیوں سے بچائے اپنے کو ظلم وستم سے بچانا اپنے مذھب کی حفاظت کے لئے لڑنا اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے کوشش کرنا اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو رائج کرنا اسی کو جہاد کہتے ہیں۔ عیسائی جب یہودیوں کے خلاف جنگ کر رہے تھے تو یہودی اور عیسائی ایک ہزار سال سے زیادہ ایک دوسرے سے لڑتے رہے تو وہ اپنی حفاظت کی جنگ تھی اپنے بچاؤ کی جنگ تھی۔ اسی طرح ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ کسی غیر اللہ کے سامنے نہ جھکو جھکنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا اور اگر کوئی تم کو اپنے سامنے جھکانا

چاہتا ہے تو ان سے جہاد کرو۔ تو اتنی سی بات پر امریکہ اور اس کے حواری یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسلمان تو بڑے سخت جان ہیں۔ تو اس کو Terrorism کا نام دیا۔

امریکہ ایک ظالم اور خونخوار درندہ ہے:

س۔ حضرت! کیا امریکہ کے بارے میں یہاں آپ کے مدرسے میں تعلیم کے دوران کچھ ذکر ہوتا ہے؟

ج۔ جناب! امریکہ جو بھی پالیسی اختیار کر چکا عالمِ اسلام کے بارے میں اور عالمِ اسلام کو شکنجے میں ڈالنے کے بارے میں اور عالمِ اسلام کے ساتھ اس نے جو رویہ روا رکھا ہے وہ تو مدرسہ میں نہیں ہر ہر گھر میں ہر ہر گلی میں ہر ہر بیٹھک میں اس کے ظلم اور دھاندلی کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ہم بحیثیت علماء طلباء کرام کو بھی اور عوام کو سمجھاتے ہیں کہ امریکہ نے دوست کی شکل میں دشمن کا لبادہ پہنا ہوا ہے لیکن وہ دوست نہیں ہے اس کو پہچانو ہم نے حکومت کو بھی یہ بات سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کی عقل کے لالے پڑ گئے ہیں۔

جاپانی بھی صورتحال سمجھ لیں:

س۔ حضرت! آپ کے مدرسہ میں تعلیم کے دوران سلیبس میں لیکچر میں امریکہ کے خلاف کچھ باتیں موجود ہیں؟

ج۔ نہیں سلیبس میں تو کوئی ایسی چیز نہیں۔ ہمارے سلیبس میں تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں ہوتی ہیں۔ ہر ممبر پر یہ تقریریں ہوتی ہیں لاکھوں مسجدوں میں یہاں جو جاپانی آتے ہیں میں تو ان کو بھی تبلیغ کرتا ہوں کہ بھائی! خدا کے لئے آؤ کہ ہم ایک ہو جائیں ورنہ اگر ہم ایک نہ ہوئے تو ہم مشرقی اور ایشین قوم پھر ظالم اور خونخوار درندہ کے لئے نوالہ بن جائیں گے۔ وہ بنیادی طور پر یہودیوں کے قبضے میں ہے اور یہودی ازلی دشمن ہیں اسلام کے اور صرف اسلام کے نہیں بلکہ یہودیت کے علاوہ تمام مذاہب کے۔ یہودی امریکہ کے کندھے پر بندوق رکھ کر ہمیشہ سے اس کو استعمال کرتے رہے ہیں اور اقتصادی لحاظ سے وہ ان کے غلام بن گئے ہیں تو میں ان لوگوں کو سمجھاتا ہوں کہ یہ تو ان کے آپس میں مفاد پرستی کی جنگ ہے۔

<u>جاپانیوں کا امریکہ سے خوف کیوں:</u>

س۔ حضرت! اگر آپ میری ذاتی رائے پوچھیں تو میں تو اسی حق میں ہوں کہ ہمیں مسلمانوں کے ساتھ ملنا چاہیے لیکن جاپان کی اکثریت جو ہے بیوروکریٹس کی عوام کی اور دوسرے لوگوں کی اس بات کو وہ سمجھ نہیں پا رہے ہیں اور ان کے Propaganda کا شکار ہیں کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے امریکہ کا ساتھ نہیں دیا تو امریکہ ہم کو تباہ و برباد کر دیگا اور ہم بالکل ختم ہو جائینگے؟

ج۔ جناب! یہ فقط خوف ہے خوف. ہم اگر ایک ہو گئے اور ان کو آنکھیں دکھا دیں تو وہ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ ایک آدمی سے وہ ڈر رہے ہیں یعنی شیر اسلام اسامہ بن لادن سے۔ امریکہ اتنا بے غیرت، بزدل ہے کہ آج میں کلاس میں بھی یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنا خوف طاری کیا ہے کہ جب امریکن رات کو اٹھتا ہے اور کوئی چوہا بھی دوڑتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اسامہ آ گیا۔ اگر جرأت سے ہم میدان میں نکل گئے تو وہ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا افغانستان کا کیا کر سکتا ہے۔ ان کے خوف کا یہ عالم ہے کہ خود New Year کی وہ رات کو ڈانس نہیں کر سکتے کلبوں سے وہ جھانک جھانک کر کہتے ہیں کہ وہ دیکھو اسامہ آ گیا اسامہ آ گیا۔

س۔ جاپان میں اب اسلام ایک بڑی فورس بن گئی ہے لیکن دوسری جنگِ عظیم میں تو امریکہ نے اسے مکمل طور پر بالکل تباہ کر دیا تھا۔

جواب۔ سوال یہ ہے کہ C.T.B.T کے بارے میں ان کو سمجھ کیوں نہیں آتی کہ جو ملک خود ایٹم بم کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوا آج وہی ملک یعنی جاپان ہمارے پیچھے پھرتا اور ہمیں دباتا ہے، مجبور کرتا ہے کہ خبردار ایٹم بم بنانے سے ہر ملک کو دور رہنا چاہئے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج جاپان بھی ان کا حامی ہے۔ حالانکہ ہیروشیما اور ناگاساکی میں امریکہ نے جاپان پر کتنا ظلم کیا؟

<u>جاپانیو! ایمان لے آؤ امریکہ کا خوف ختم ہو جائے گا:</u>

س۔ ہمیں امریکہ کی حکومت سے بہت خوف آتا ہے ہماری راتوں کی نیند حرام ہو چکی ہے ہمارے بیمار لوگ ڈرتے ہیں۔

ج۔ جناب! ایمان لے آؤ نہیں ڈرو گے میں آپ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لے آؤ سارا خوف دور ہو جائیگا دیکھو ہم نہیں ڈرتے باطل کے سامنے ہم ڈٹ کر کھڑے

ہوجاتے ہیں آپ کے سامنے طالبان کی مثال زندہ وجاوید موجود ہے حالانکہ طالبان کے پاس نہ ٹیکنالوجی ہے نہ وسائل ہیں' غریب اور دنیا کے رحم وکرم پر ہیں لیکن پھر بھی ڈٹے ہوئے ہیں کسی سے نہیں ڈرتے کیونکہ ان میں ایمان ہے ایمان. جاپان کو بھی چاہئے کہ ایمان لے آئے اسلام قبول کرلے تو سارا خوف سارا ڈر ختم ہوجائیگا۔

اسلام قبول کرو غیر اللہ کا خوف نکل جائے گا:

س۔ حضرت! امریکہ لوگوں کی زمینوں پر بیٹھا ہوا ہے' قبضہ جمایا ہوا ہے۔ ذاتی طور پر مجھ سے کوئی پوچھے تو میں تو امریکہ کا بالکل مخالف ہوں۔

ج۔ تم اسلام لے آؤ ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ تم سے غیر اللہ کا خوف بالکل نکل جائے گا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہوگا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ پورا عالمِ اسلام تمہاری لیڈر شپ پر متحد ہوجائے گا تو پورے عالمِ اسلام کی قیادت آپ کو مل جائیگی کیونکہ تم لوگوں نے اس وقت وہ سارا کچھ حاصل کرلیا ہے جو مغرب میں جھنڈا تمہارے ہاتھ میں ہوگا ہم تمہارے پیچھے ہونگے۔ امریکہ کی' نہ برطانیہ کی اور نہ مغرب کی ہمیں کوئی ضرورت ہوگی۔ تو ڈرو مت افغانستان کے نہتے مسلمانوں نے سویت یونین کا کیا حشر کیا۔ امریکہ اسلئے ڈرا رہا ہے کہ خالی بوتلوں میں انہوں نے پٹرول اور تیزاب بھر بھر کر اس سے ایٹم بم کا کام لیا ٹینک پر پھینک دیا اور ٹینک پر آگ لگ گئی اور وہ تباہ ہوگیا افغانستان کے لوگ تو نہتے ہیں۔ جاپان تو عظیم قوم ہیں۔ ٹیکنالوجی آپ کی ہے' ایمان اور اسلام مسلمانوں یہ دونوں چیزیں جمع ہوں گی تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائیگی۔

مغربی میڈیا کا جھوٹا پروپیگنڈا:

س۔ افغانستان میں طالبان نے حکومت بنائی۔ اب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیچنیا میں بھی جہاد کررہے ہیں یا وہ پاکستان میں بھی ہیں یا دوسرے علاقوں میں بھی موجود ہیں۔ تو آپ چونکہ ان کے بہت قریب ہیں تو کیا کوئی ایسا سسٹم واقعی انہوں نے بنایا ہے؟

ج: قطعاً نہیں یہ جس طرح آپ لوگ امریکہ سے ڈر رہے ہیں امریکہ اور مغربی میڈیا طالبان سے ڈر رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو ساری دنیا میں چھا جائیں گے۔ حالانکہ ان کے کوئی ایسے عزائم نہیں ہیں۔ انہوں نے بار بار کہا ہے کہ کسی پڑوسی ملک پر ہماری ایک انچ بھی نگاہ نہیں پڑے گی۔ ہم اپنے

ملک میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ پورے کشمیر میں مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے چیچنیا میں بھی ایک افغانی طالب علم نہیں ہے۔

مسلمان کب مظلوموں کی مدد کریں گے:

س: یہ بھی پروپیگنڈا ہے کہ افغانی چیچنیا میں لڑ رہے ہیں؟

ج: قطعاً سو فیصد پروپیگنڈا ہے۔ بار بار ملا عمر کے کچھ بیانات آئے ہیں کہ عالم اسلام کیوں سویا ہوا ہے آخر ان کا قتل عام جاری ہے' مسلمان کب ان مظلوموں کی مدد کیلئے جائیں گے۔ خدا نہ کرے اگر روس یا امریکہ جاپان کے ساتھ ایسا ظلم شروع کریں تو آپ کو ہم سے توقع نہیں ہوگی کہ انسانی ہمدردی کے طور پر ہم سب کود پڑیں۔ ہونا تو یہی چاہیے یہ تو ٹیررازم (Terrorism) نہیں ہے' آخر انسان انسان کو بچانے کیلئے تو جاتا ہے۔ ایک انسان کسی کو ناحق قتل کرنا چاہتا ہے' دوسرے انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ جا کر ان کو بچائے۔

اسلام کی کوئی سرحد نہیں:

س: یہ صحیح ہے کہ اسلام کی کوئی سرحدیں نہیں ہیں' ساری مسلم امہ ایک قوم ہے؟

ج: جی ہاں! ساری دنیا کے مسلمان ایک امت ہیں۔ پوری دنیا اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح و بہبود کیلئے بنائی یہ قومی اور نسلی تقسیمیں اسلام اس کا قائل نہیں ہے۔

مدرسہ کے وسائل:

س: اس مدرسہ کے وسائل کیا ہیں؟

ج: ہمارے بنیادی اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ مدرسہ کسی حکومت کی امداد قبول نہیں کرے گا۔ بیرونی امداد کو بھی قبول نہیں کرتے۔ دیوبند میں بھی یہی اصول ہوتے تھے۔ کیونکہ حکومت اس امداد کی آڑ میں ہمارے نظام میں مداخلت شروع کر دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آزادی کے ساتھ دین کا کام کرنے والے' جرات مند علماء پیدا نہیں ہو سکتے۔ صرف مشنری جذبہ کے تحت عام مسلمان ان مدارس کی امداد کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے علماء نے مذہب کو بچانے کے لئے مدارس کا یہ سسٹم شروع کیا' چٹائیوں پر اور درختوں کے نیچے بیٹھ کر یہ سلسلہ چلایا۔ اب وہ ان کے لئے وبالِ جان بن گیا ہے۔ آج بھی اگر پورے پاکستان میں نظام تعلیم ایک کر دے تو ہمیں ضرورت نہیں ہوگی اس

Struggle کی اور چندے لینے اور تکلیفیں اٹھانے کی حاجت نہیں ہوگی۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ ڈاک میں کئی چیک تھے جو مسلمان اپنے ایمانی جذبے سے بھیجتے ہیں جہاں بھی مسلمان ہیں، یہ سارا نظام تعلیم ان کی امداد سے چل رہا ہے۔

دارالعلوم میں بجٹ منصوبوں کے تابع ہوتا ہے:

س: یہ اتنا بڑا ادارہ آپ چلا رہے ہیں، تو یہ تو کافی نہیں ہے کہ کچھ پیسے لوگوں نے بھیج دیے اور یہ چل گیا۔

ج: آمدن کا کوئی ذریعہ نہیں ہے بلکہ مدرسہ کے مکانات کا کوئی کرایہ بھی ہم نہیں لیتے۔ ہماری پالیسی یہ ہے کہ اگر جائیداد وغیرہ بھی لوگ دینا چاہیں یا دکانیں وغیرہ تو اس سے بھی مسائل بنتے ہیں۔ حکومت والے اوقاف والے اداروں کو قبضے اور تسلط میں لے لیں تو وہ ادارے تباہ ہو جاتے ہیں جس مسجد کے ساتھ دکانیں تھیں بازار میں، آج حکومت کے کنٹرول میں ہیں تو ہم اپنا کنٹرول کسی کے ہاتھ میں دینا بھی قبول نہیں کرتے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ ایسا وقت نہیں آئے گا کہ بریک لگ جائے۔ ۵۲ سال میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا کہ بجٹ نہ ہونے کا کوئی مسئلہ بنا ہو۔ اللہ اس طرح مدد فرماتے ہیں۔ لوگوں کے منصوبے اور ترقیات جو ہوتی ہیں وہ بجٹ کے تابع ہوتے ہیں۔ بجٹ جتنا ہے اتنی ہی وہ پلاننگ کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں دارالعلوم میں بجٹ منصوبوں کا تابع ہوتا ہے۔ ہم منصوبہ پہلے رکھتے ہیں کہ ہمیں دس کروڑ روپیہ لگانا ہے اور ہماری شوریٰ ہے، کمیٹی ہے، اس میں یہ رکھتے ہیں کہ 10 کروڑ روپے کا یہ کام ہوگا۔ اور حساب بھی بتا دیتے ہیں کہ ہمارے پاس دس لاکھ ہیں، تو وہ سب کہتے ہیں کہ 9 کروڑ 90 لاکھ کہاں سے آئے گا، تو ہم کہتے ہیں کہ یہ منصوبہ اس کو کھینچ کر لے آئیگا۔ حکومتوں کا بھی یہ نظام ہے، یہ تو اللہ پر ایمان کی بات ہے۔ یہ چیز ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔

دارالعلوم حقانیہ دینی طلبہ کی نرسری:

س: اس کے سربراہ آپ کب سے بنے تھے؟

ج: تو تقریباً تیس چالیس سال سے اس کو چلا رہا ہوں۔ کیونکہ ۷۰ء کے الیکشن کے بعد میرے والد صاحب حضرت مولانا عبدالحق ؒ کافی بیمار تھے۔ تو ان کی زندگی میں ذمہ داری سنبھالنی پڑی، والد صاحب کو مکمل اعتماد تھا، سمجھ رہے تھے کہ یہ بہت محنت سے یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ یہ تمام تعمیرات اور یہ

سارا نظام تقریباً میرے زمانے سے ہوا ہے۔

س: اساتذہ کتنے ہیں اس میں؟

ج: تقریباً تیس چالیس' اساتذہ ہیں۔

س: یہ کہاں کہاں کے ہیں؟ پاکستان کے علاوہ؟

ج: افغانستان کے بھی ہیں' زیادہ تر پاکستان کے ہیں۔ مصر کے بھی دو ہیں۔ ابھی جامعہ ازھر سے دو بڑے بڑے شیوخ اساتذہ آئے ہیں۔ اس طرح اور بھی آتے جاتے ہیں۔

س: افغانستان کی ابھی جو حکومت ہے' اس میں کتنے فیصد قیادت یہاں کے سند یافتہ ہیں؟

ج: تقریباً نوے پرسنٹ' ہمارے پاس لسٹ تو نہیں ہے' لیکن طورخم کی سرحد پر جو کھڑے ہیں۔ وہ بھی حقانی ہیں۔ ان کے Contenental کا جو منیجر ہے' حیات اللہ وہ بھی یہاں تاجکستانیوں کو خط (لکھائی) سکھاتا تھا۔ یعنی پہلے ہم ان کو رسم الخط سکھاتے ہیں۔ تو گویا ہر نظام پر حقانیہ کے سند یافتہ حاوی ہیں۔

س: تو اسکو ہم طالبان کی نرسری کہہ سکتے ہیں؟

ج: بالکل۔

ڈیلی ٹیلیگراف

ملاقات : فلپ سموکر

انٹرویو:

Daily Telegraph

Philip Smucker
Correspondent

33 El- Gazera, El-Wosta St., Zamalek, Giza.
Tel. (202) 7368974 **Mob. 0124424553**
Email: pgsmucker@aol.com

علوم ومعارف کی سند کا سلسلہ:

پروفیسر: میں یونیورسٹی میں فلسفہ کا پروفیسر ہوں۔ آپ کا یہ سلسلہ کہاں سے چلا ہے؟

جواب: شاہ ولی اللہ بہت بڑے فلسفی تھے۔ ہماری سند ان تک پہنچتی ہے اسی جگہ سے یہ سلسلہ چلا ہے علوم وحدیث کا اور ان سے ہمارے نبی کریم ﷺ تک گیا ہے۔

پروفیسر: ہمارے ہاں عیسائیت میں سند وغیرہ کا مسئلہ نہیں ہوتا جبکہ یہودیت میں سند کا تسلسل ہے وہ اسے اپنے پیغمبر تک پہنچاتے ہیں۔

جواب: ان کی بھی ایسی مضبوط روایات نہیں ہیں یہ صرف مسلمانوں کی خاصیت ہے کہ ایک ایک جملہ تک کی اسناد ہے۔

خاندانی فضیلت کی شرعی حیثیت:

پروفیسر: میرا ایک سٹوڈنٹ ہے جو کہ ہاشمی ہے آیا آپ ہاشمیوں کی روایات کو زیادہ عزت وترجیح کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے روایات کو فوقیت دیتے ہیں؟

جواب: ہمارے ہاں یہ فرق نہیں ہے سند کا اپنا معیار ہوتا ہے اس کو کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے جو پورا ہو لیا جاتا ہے چاہے روایت کرنے والا کسی اور قوم وعلاقہ کا کیوں نہ ہو جیسے حضرت بلال حبشیؓ، حضرت حسن بصریؒ ہیں۔ہم خاندانی فضیلت کو ترجیح نہیں دیتے ہیں شیعہ ازم والے ایسا کرتے ہیں۔

طالبان دور میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام:

پروفیسر: لوگ طالبان کے اسلام پر عام طور پر تنقید کرتے ہیں کہ ان کا اسلام نہایت تنگ نظری پر مبنی ہے عورت کو تعلیم کی اجازت نہیں دیتے، ٹی وی، پتنگ بازی اور تفریح وغیرہ پر پابندی لگاتے ہیں اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: ہم بھی مسلسل یہ سنتے آرہے ہیں یہ محض پروپیگنڈہ ہے ان کے پاس طالبان کو کرش کرنے کا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔سو وہ اس طریقہ پر ان کو گرانا چاہتے ہیں درحقیقت یہ سارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔افغانستان میں عورت کی زندگی، عزت وعصمت سب کچھ لٹ گئی تھی طالبان سے قبل کوئی عورت قریبی سڑک تک جانے کا تصور نہیں کرسکتی تھی کوئی باپ اور شوہر اپنی بیٹی بیوی کی حفاظت نہیں کرسکتا تھا اور اب آپ طورخم سے لے کر ہرات تک ایک بس میں لڑکیوں اور عورتوں کو اکیلا بٹھا کر بھیجیں تو وہ پرامن ومحفوظ پہنچیں گی۔تعلیم کا نظام بالکل تباہ حال تھا روس نے سب کچھ ختم کردیا تھا حتی کہ مردوں کے لیے تعلیم کی کوئی صورت نہ تھی خانہ جنگی کا عالم تھا اگر آپ لوگ امن قائم کرنے میں ان کی مدد کریں تو وہ لوگ وطن کی تعمیر نو پر لگ جائیں گے۔وہ صحت مند تفریح کے مخالف نہیں ہیں۔والی بال، فٹبال اور کرکٹ کی ٹیمیں وہاں پر کھیلتی ہیں طالبان نے خود اپنی ٹیمیں قائم کر رکھی ہیں اور جو تفریح لہو ولعب اور بے حیائی وغیرہ پر مبنی ہو تو اس پر تو ہر جگہ پابندی ہے اور لگنی بھی چاہیے۔بہرحال اب بھی عورتوں کی دستکاری اور تعلیم وتربیت کے علیحدہ سنٹرز طالبان نے قائم کر رکھے ہیں عورتوں کو گھر پر تنخواہ مقرر کی گئی ہیں۔

شریعت میں عورت کی تعلیم کا اہتمام:

پروفیسر: اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر افغانستان میں امن آجائے تو آپ لوگ عورتوں کی تعلیم کے مخالف نہیں ہیں؟

جواب: ہم عورتوں کی تعلیم کو مردوں سے بھی زیادہ اہمیت اور ضرورت کے قائل ہیں یہ اولین فریضہ

ہےاس لئے کہ اسی سے سارا نظام اور معاشرہ بنتا ہے ہزار مردوں کی تعلیم سے ایک عورت کی تعلیم زیادہ مفید اور ضروری ہے۔ ہمیں آدھا علم ان کے ذریعہ سے پہونچا ہے۔ اسی عورت سے گھر آباد ہوتا ہے۔ اولاد کا سلسلہ چلتا ہے جو کہ اولاد کی پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی کئی عورتوں کے ساتھ نکاح کا اذن خداوندی ملنا اسی وجہ سے تھا کہ اندرونی مسائل کے بارے میں مکمل وضاحت و تحقیق سامنے آنے میں کوئی دقیقہ بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ تو اس طرح آپ ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے شاگردوں کی شکل میں آئیں تو سارا دین اس طرح ہمیں ازواجِ مطہراتؓ سے پہنچا ہے ذاتی انفرادی بیڈروم تک کی رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہم تک ویسے تو نہیں پہنچ سکتی تھی۔ بعد کے دور میں تابعین کے زمانہ میں عورتیں مستقل پردے میں درس دیا کرتی تھیں۔ چالیس چالیس ہزار افراد تعلیم کے لیے بیٹھے ہوتے لاؤڈ سپیکر کا زمانہ نہیں تھا معید الدرس کے ذریعے آواز آگے پہنچائی جاتی تھی۔

پروفیسر: اور پتنگ بازی؟

جواب: اس کا کچھ پس منظر ہے۔ یہ پتنگ بازی ہندوازم کا ایک خاص شعار ہے ہم تفریح کی بنا پر اس کے مخالف نہیں ہیں اس کی گہرائی اور تہہ میں دیگر عوامل ہیں اب آپ لوگ اپریل فول کو تفریح کے طور پر مناتے ہیں لیکن ہمارے لیے تو یہ موت کا پیغام ہے۔ جب آپ نے مسلمانوں کو شکست دی اور دھوکہ دیا تو اس کی خوشی میں آپ اسے مناتے ہیں تو ہم اب اسے کیسے منا سکتے ہیں۔ بہر حال یہود وغیرہ اپریل فول کو اسی بنا پر مناتے ہیں۔ اور تفریح کی آڑ میں آپ اور ہم میں بھی رائج کیا گیا۔ تو اب ہم ایسی تفریح کی تائید کیسے کریں جو کہ ہماری موت پر منائی جارہی ہے۔

<u>ٹیلی ویژن:</u>

پروفیسر: ٹیلی وژن کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: ٹیلی وژن پر گندگی کی حد ہے پوری دنیا پر یہودی لابی کی یلغار ہے۔ ثقافت و تفریح کی آڑ میں اخلاق شرافت اور حیا سب کا جنازہ نکالا گیا۔ کاش کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو پوری دنیا میں ٹیلی وژن کو بند کروا دیتے یا صاف شفاف پروگرامز پیش کرتے وہ لوگ ٹیلی وژن کو جنگ و جدال اور لڑائیوں کے لیے استعمال کرتے ہیں آپ لوگ ٹیرارزم کے خلاف ہیں جبکہ ہندوستان اور مغربی

ممالک کی ہر فلم ٹیرارزم کی تعلیم دیتی ہے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے اس کی نقلیں اتارتے ہیں۔تو ایسی چیز جو دنیا کو جنگ وتباہی کی تعلیم دے تو مذہب سے قطع نظر بھی تخریب کاری منع ہی ہے۔ امریکہ میں چرچوں اور سکولوں پر بچے جو ہلا بولتے ہیں وہ اسی ٹیلی وژن کے کرشمے ہیں۔

تصویر پرستی:

پروفیسر: یہ صرف ٹیلی وژن کے سبب سے نہیں ہے بلکہ ساری سوسائٹی ڈسٹرب ہے۔

جواب: اس کے یہ دونوں اسباب ہیں باقی تصویر سے متعلق اسلام کا ایک تصور ہے۔ تصویر کو اسلام نے بت پرستی اور مجسموں کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے میں جب آپ کے ویٹکن سٹی کو بھی جا کر دیکھتا ہوں تو تمام دیواریں فحش تصاویر سے سجائی گئی ہیں۔ آپ کے ہاں مذہب اتنا پامال ہوا اسلام نے ان خطرات کے پیش نظر یہ بند کر دیئے۔ ٹیلی وژن کی تصویر کو میں ذاتی طور پر عکس ہی سمجھتا ہوں۔ آئینہ میں ابھی میرا چہرہ نظر آ رہا ہے تو میں اسے حرام نہیں کہہ سکتا یہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی اور مفتی محمد تقی عثمانی کا فتوی ہے اس کو بگاڑنا غلط ہے۔

سوال: ویٹکن سٹی میں تصاویر تھیں؟

ج: حتی کہ یہاں مسجد کو بھی اس قسم کے غلاظت سے بھر دیا گیا میں جامع مسجد قرطبہ گیا تھا اور خود دیکھا حضرت مریمؑ کو نعوذ باللہ ننگا کر کے پیش کر کے ساری دیواروں پر اسے سجایا گیا۔

پردے کی اہمیت:

سوال: کرسچیانیلٹی (عیسائیت) میں جب دعوت وتبلیغ شروع ہوگئی تو انہوں نے چاہا کہ ہیومن نیچر دنیا کو سامنے لا کر دکھائے۔ اسی وجہ سے ننگی تصاویر وغیرہ وغیرہ پیش کرتے ہیں۔

جواب: یہ تو انسانیت کی توہین ہے کہ مقرب لوگوں کو ننگا کر کے پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو حیوانات تک کو باپردہ کر دیا بالوں اور دم کے ذریعہ ان کو مستور کیا گیا۔

طالبان دور کی برکات:

سوال: پندرھویں صدی تک کرسچیانلٹی عیسائیت میں ایسا نہ تھا پندرہویں صدی میں وہ رومن کلچر سے متاثر ہوئے۔

جواب: طالبان دو وجوہ سے ٹیلی وژن کی اجازت نہیں دیتے پہلی وجہ تو بے حیائی پھیلتی ہے اور

دوسری وجہ یہ ہے کہ پوری دنیا ان کے خلاف پروپیگنڈہ میں لگی ہے تو جہاں بھی انقلاب آیا ہے مثلا چین، روس اور فرانس میں تو اس انقلاب کا تحفظ ضروری ہوتا ہے وہ لوگ میڈیا کو کنٹرول کرینگے کیونکہ ساری دنیا ان کے خلاف لگی ہے تو اگر وہ اجازت دے دیں تو قوم تو باغی ہو جائے گی۔ سعودی عرب او دنیا میں اور کتنی جگہوں پر ملوکیت رائج ہے اور آپ ان کے ساتھی ہیں وہ لوگ کسی قسم کی پریس و میڈیا کو آزادی حتی کہ ایک حاجی کے جیب میں بھی اضافی پرزہ نہیں چھوڑتے کیوں اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس طرح ہمارا نظام نہیں چل سکے گا۔ وہاں آپ لوگ خاموش ہیں اور نہیں بولتے کہ انسانی حقوق پامال ہورہے ہیں۔

پروفیسر: ایران ریوالوشن سے قبل ویسٹ میں اسلام کے خلاف کسی قسم کا تعصب نہ تھا ایرانی ریوالوشن ایسے انداز سے آیا کہ مغرب میں اسلام کے خلاف تعصب اور نفرت پیدا کر گیا۔ اور جب کیمونزم ختم ہوا تو ویسٹ میں اسلام ہمارے لیے مصیبت بنے گا۔

جواب: ایران میں جو کچھ بھی ہوا وہ ردعمل تھا آپ کے خلاف تو نہیں تھا ڈھائی ہزار سال تک ان پر جابرانہ عجمی شہنشاہیت مسلط تھی اور انہوں نے انسانوں کو پیس کر رکھدیا تھا۔ غلام بنا دیئے گئے تھے، اگر وہ زور و شور اور شدت کے ساتھ اپنے انقلاب کا تحفظ نہ کرتے تو آج بھی اسی کیفیت میں ہوتے بہر حال تو انہوں نے شہنشائیت کے خلاف بغاوت کی اور اسے آپ نے غلط فہمی سے اپنے خلاف سمجھ لیا۔ آپ کے خلاف تو انہوں نے کسی قسم کی یلغار نہیں کی کسی بھی اسلامی ملک نے جب بھی انقلاب آیا۔ یہ نہیں کہا کہ اب ہم سب کو دیکھ لینگے انہوں نے ایک انچ بھی جارحیت نہیں کی۔ اسی طرح افغانستان میں بھی ردعمل تھا' ایک بہت بڑے ظلم و جبر کے دور سے گزرے اب وہ انقلاب لائے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ دیگر مذاہب سے نہیں چھیڑیں گے۔ رشین ریاستوں کی طرف نہیں جائینگے۔ اور ایسا کوئی ایک کام بھی تا حال نہیں کیا جو کہ تشدد و دہشت گردی پر مبنی ہو۔ اتنا بڑا انقلاب طالبان لے آئے چاہیے تو یہ تھا کہ سینکڑوں لوگوں کو مار ڈالتے مگر انہوں نے تمام لیڈروں' مخالفین اور دشمنوں کو عام معافی دی اب بھی باغی سب محفوظ ہیں یہ دنیا کا واحد انقلاب ہے طالبان کا کہ دس افراد بھی انتقام میں نہیں مارے گئے۔ اور وہ کیا کر سکتے ہیں کسی کو سزا نہیں دی کسی کو عدالت میں نہیں لے گئے طالبان اور ان کے ماقبل دور کا موازنہ کیجئے۔ جب لیڈروں کا دور تھا تو گلی کوچوں میں سوسو اور

ڈیڑھ ڈیڑھ سوافراد قتل کئے جاتے اس وقت امریکہ اور پوری دنیا خاموش تھی کہ سب کچھ صحیح ہے جب طالبان آئے تو سب کچھ مکمل کنٹرول ہو گیا آپ قندھار کو دیکھیں' کابل شہر کو دیکھیں ان دونوں کو تو روس نے برباد نہیں کیا تھا یہ ان جہادی لیڈروں کے دور کے کرتوت ہیں۔

ظالم کا ہاتھ روکو:

پروفیسر: مسلمان جب مسلمان سے لڑیں تو اسلام کا اس بارے میں کیا مؤقف ہے؟

جواب: ہم اس کے پابند ہیں کہ انہیں سدھاریں اور اگر سدھرتے نہیں ہیں تو پھر دیکھ کر فیصلہ کریں کہ کون ظالم اور کون مظلوم ہے زیادتی کرنے والا کون ہے تو پھر مظلوم کے حمایتی بن جاؤ اور سب مل کر ظالم کا ہاتھ روکو اور یہ قرآنی آیت کا خلاصہ ہے۔

افغان قائدین کی ظلم و بربریت:

پروفیسر: تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سابقہ بعض مجاہدین لیڈروں نے ظلم و بربریت شروع کر دی تھی؟

جواب: وہ آپس میں ظلم کر رہے تھے ملک کو تباہ و برباد کر رہے تھے جہاد کے نتائج کو سبوتاژ کروا رہے تھے افغانستان تقسیم کی طرف جا رہا تھا۔ جس سے دشمن کو فائدہ پہنچ رہا تھا۔ ہم نے انکے مابین صلح کرانے کی کوشش کی انہیں مکہ معظمہ لے جا کر خانہ کعبہ کے اندر لے گئے وعدے لئے ان میں میں بھی ساتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کعبہ میں سربسجود ہوئے پھر بھی اپنا ملک تباہ و برباد کر رہے تھے بہر حال پھر بھی ہم انکے پاس افغانستان نہیں گئے قبضہ نہیں کیا اور نہ ہی دنیا میں کسی غیر کے ملک کو داخل ہو کر حالات ٹھیک کرنے کا حق ہے انکے اپنے بچے مجبوراً اٹھ کھڑے ہوئے وہ آخر کرتے بھی کیا۔

ڈاکٹر جاوید اقبال کے تاثرات:

پروفیسر: طالبان افغانستان کے مستقبل کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیے؟

جواب: وہ چاہتے ہیں کہ مستقبل میں افغانستان کی تعمیر نو کریں، ادارے بحال کریں، سڑکوں کی تعمیر کی جائے، ہسپتالوں کا قیام عمل میں لایا جائے، سکول و کالج قائم ہوں۔ اسلام ایک ایسی فلاحی اسٹیٹ کا تصور پیش کرتا ہے اگر ان کو موقع دیا گیا تو پھر ساری دنیا اس کی تقلید کرے گی۔ پرسوں یہاں ایک ڈاکٹر و سکالر علامہ محمد اقبال کا بیٹا جاوید اقبال جو سیکولر ذہن کا حامل اور آزاد خیال قسم کا بندہ ہے وہ

مختصر دورے پر وہاں گیا تو واپسی پر یہاں مجھے ملنے رکا تو مجھے اور طالبان کو کہا اور مدرسہ میں بھی تقریر میں کہا کہ اس طرح سے تو پوری دنیا میں ایک مثالی امن قائم ہوسکتا ہے وہاں کے چیف جسٹس نور محمد ثاقب سے وہ ملا اور تبادلہ خیال کیا تو بہت متاثر ہوا۔ یہ لوگ ڈرتے ہیں اسلامی نظام۔ حالانکہ اسلام سے حقوق انسانی ملتے ہیں ایک مثالی معاشرہ بنتا ہے اس لئے وہ مخالفت کرتے ہیں اور ہمیں یہ حق نہیں دیتے۔ کہ ہم قوانین ونظام میں تبدیلی لائیں ہمارا یہ (اسلامی) نظام اس لئے برداشت نہیں کرتے کہ پھر ان کے سامراجی عزائم کی تکمیل نہیں ہو پاتی ہے۔

<u>سائنس کی تعلیم:</u>

پروفیسر: طالبان گورنمنٹ اگر اسٹیبلش ہوتو سیکولر تعلیمات کا کیا ہوگا اسکی اجازت دینگے؟

جواب: فلسفہ سائنس ٹیکنالوجی وغیرہ مراد ہے تو وہ ہمارے ایمان کا جزء ہے سارا قرآن اس پر زور دیتا ہے کہ پورا عالم مسخر کردو آپ کے فلسفہ وغیرہ کو کب منع کریں گے ہم تو مدارس میں ابھی تک یونانیوں کے فلسفوں، الھیات وغیرہ کو بھی پڑھا رہے ہیں۔ دارالعلوم میں ارسطو، فیثا غورث کا کورس بھی شامل ہیں جا کر ابھی دیکھ لیں۔ سیکولر فلسفہ سے مراد اگر سائنسی علوم ہیں تو قرآن تو بار بار تذکروا وتدبر واوسیر و افی الارض کے الفاظ دہراتا ہے۔

<u>اسلام کا آغاز واختتام ''علم'' پر ہے:</u>

پروفیسر: میں نے آپ کے پیغمبر کی ایک حدیث پڑھی ہے کہ تمہارے سکالر کی سیاہی شہید کے خون سے بھی زیادہ قیمتی ہے؟

جواب: بالکل صحیح بات ہے اسلام کا ایک بنیادی فلسفہ ہے ہر مذہب ہندو ہو یہودی ہو اس کا علیحدہ فلسفہ ہوتا ہے اسلام کی روح اور فلسفہ علم ہے۔ بدھ مت بتوں کے گرد گھومتی ہے یہودی کا اپنا ایک نظام ہے لیکن اسلام کا آغاز بھی اقراء پر ہے اور اختتام بھی اسی پر ہے۔

<u>طالبان کو عالمی برادری نے کرکٹ کھیلنے کی اجازت بھی نہ دی:</u>

پروفیسر: طالبان کی کرکٹ ٹیم کے متعلق پوچھنا ہے کہ وہ پاکستان آئی ہے؟

جواب: انہوں نے باقاعدہ درخواست دی ہے کہ ہمیں انٹرنیشنل فہرست اور تنظیم میں شامل کیا جائے آپ لوگوں کا ایسا دوہرا معیار ہے کہ پہلے تو چلاّتے ہیں کہ طالبان رجعت پسند اور دقیانوس ہیں جب

انہوں نے درخواست شمولیت کی دی تو اسے اقوام متحدہ اور بین الاقوامی تنظیموں نے ریجکٹ کردیا انہیں کرکٹ ٹیم کے بنانے کی بھی اجازت نہیں دی۔

<u>طالبان کے ساتھ بے انتہا جانبداری:</u>

پروفیسر: یہ بڑی اچھی بات ہے کہ طالبان کرکٹ کو ڈویلپ کریں تو دنیا میں انکے بارے میں تاثر اچھا ہو جائیگا۔

جواب: لوگ پھر بھی نہیں چھوڑیں گے ابھی میں نے مثال دی ہے اپنا یہ دوہرا معیار' دنیا پر عیاں کردو بحیثیت سکالر' یہ تمہارا فرض بنتا ہے۔ مذاقاً میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض طالبان درخواست پیش کریں کہ ہم آپ کے ساتھ ڈانس کلب کے ممبر بنتے ہیں تو بھی آپ ان کو برداشت نہیں کریں گے۔ اس وقت آپ کی روشن خیالی نہیں رہتی۔

واشنگٹن پوسٹ

صحافیہ: پامیلا کانسٹیبل

ترجمان۔ بہروز

انٹرویو: 16-6-2000

دارالعلوم کا بنیادی کردار اور شریعت بل:

س: آپکے مدرسہ کا کیا کردار ہے اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ طالبان طرز حکومت پاکستان میں نافذ ہونا چاہیے۔

ج: اس مدرسہ کا بنیادی کردار اسلامی علوم کی تعلیم وتعلم نشر واشاعت اور ان کا تحفظ ہے اس لئے کہ جب انگریز ہندوستان میں آیا تو اس نے سارا نظام تباہ کر کے رکھ دیا۔ اسلامی علوم کو بالکلیہ ترک کر کے نکال دیا۔ سرکاری ادارے کالج سکول یونیورسٹی وغیرہ قائم کئے جس میں فقط عصری علوم رکھے۔ مجبوراً علماء کرام نے یہ مدارس قائم کئے تا کہ علوم قرآن وسنت کا انتظام ہو۔ ڈیڑھ سو برس تک یہ نظام رہا۔ اور آج بھی وہی نظام جاری ہے کیونکہ موجودہ حکومتیں بھی اسی انگریزی نظام کے پیروکار ہیں۔ کالجوں یونیورسٹیوں میں اسلامی علوم شامل نصاب نہیں ہیں، صرف عصری علوم ہیں۔ بنیادی طور پر ہمارا مقصد اسلام، اس کے نظریات اور اس کے تشخص کی وحفاظت کرنا ہے۔ اسلام ایک بہت بڑا جامع نظام ہے، مسلسل پچاس سال سے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ ہماری یہ جدوجہد ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو۔ انقلاب کے ذرریعہ نہیں بلکہ جمہوری طریقہ سے، میرے والد حضرت مولانا عبدالحقؒ ۷۰ء سے ۸۸ ءتک پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔ پھر میں نے بھی ساتھ ہی ۱۶ برس پارلیمنٹ میں گزارے۔ پارلیمنٹ میں شریعت بل بھی میں نے پیش کیا۔ اور پارلیمنٹ میں دس سال تک جنگ

بھی کی ۔اس کا مقصد یہی تھا کہ یہ نظام پرامن طریقہ سے بدلے۔ کرپشن لوٹ مار یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے ہیں پاکستان کے حالات انتہائی خراب ہیں ۔شریعت بل ایک صبر آزما جدوجہد کے بعد ہم نے پاس کروایا۔اس کے خلاف لوگوں نے عورتوں کو ورغلا کر اٹھایا۔وکلاء اور ججوں کو مخالفت میں اٹھایا گیا لیکن پھر وہ سب مطمئن ہو گئے ۔اتنی پیش رفت ہوگئی کہ سب نے کہا کہ نظام مناسب طریقہ سے بدلنا چاہیے تا کہ کرپشن ختم ہو احتساب کا نظام ہو عدالتی نظام درست ہو۔اب تک ۵۲ سال سے ہماری جدوجہد جاری ہے کہ جمہوری طریقوں سے تبدیلی لائی جائے۔

حکمران اسلام کا نام اقتدار کے لئے استعمال کرتے ہیں:

س: کیا آپ کے خیال میں نواز شریف مخلص تھے وہ چاہتے تھے کہ اس ملک میں اسلامی نظام آئے۔

ج: وہ جب تک اقتدار تک نہیں پہنچے تھے تب تک ہمیں کہتے تھے کہ آپ جو کہتے ہیں ایسا ہی کروں گا جب اقتدار اس کو مل گیا تو فوراً بدل گیا اسی وجہ سے اس کے ساتھ ہمارا اختلاف آیا۔ میں خود آئی جے آئی کا صدر تھا' پھر میں نے صدارت اُسے دے دی۔اقتدار میں آ کر سیاست دان بالکل بدل جاتے ہیں۔ بیرونی دباؤ میں آ جاتے ہیں' پھر وہ امریکہ اور دوسرے لوگوں کے رخ پر چلنا چاہتے ہیں۔امریکہ ہمارے ملک میں تبدیلی برداشت نہیں کرتا حالانکہ ہم کوئی یہاں پر وحشیانہ نظام تو نہیں لانا چاہتے ۔ پرامن اصلاحی اسلامی فلاحی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں اگر یہی صورتحال رہی تو بالآخر ہر جگہ طالبان پیدا ہوں گے۔ بہرحال اس اسلامی ملک میں تمام سیاستدان اسلام کا نام اپنے اقتدار کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

مشرف' سات نکاتی ایجنڈے کی تکمیل کریں:

س: مشرف جب برسرِاقتدار آیا تو اس نے لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ ایک ترقی پسند مسلمان ہے۔ آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

ج: اس کے آنے سے اس وقت کے حالات کے بناء پر ہمیں اطمینان ہوا۔ کیونکہ اس وقت کی حکومت بالکل سب کچھ اسلامی تشخص آزادئ کشمیر ایٹمی توانائیاں وغیرہ داؤ پر لگا رہی تھی۔ طالبان کے ساتھ بھی امریکہ کے کہنے پر محاذ آرائی کرنا چاہتے تھے ۔اور طالبان سے لڑنے چلے' دینی مدارس کو

بالکل ٹارگٹ بنادیا گیا تھا' تو ہم چاہتے تھے کہ تبدیلی آجائے تاکہ ملک بیرونی ایجنڈے سے نکل آئے۔ مشرف جب آیا تو اس نے اپنا سات (۷) نکاتی ایجنڈا پیش کیا۔اس میں بڑی چیز کرپٹ لوگوں کا احتساب تھا۔اس لحاظ سے ہم ایک حد تک تو مطمئن رہے۔اگر چہ ہم نے کبھی بھی فوجی حکومت کی تائید نہیں کی۔ یہ فوجی حکومت انتہائی نازک حالات میں آئی۔اب وہ دوبارہ بیرونی لوگوں کے دباؤ میں ہے۔این جی اوز اور بیرونی طاقتیں اسے اپنے ایجنڈے کی طرف لے جانا چاہتی ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ دباؤ میں نہ آئے تو ایک قسم کی رسہ کشی شروع ہے' بیرونی طاقتوں اور دینی قوتوں کی ہماری کوشش یہ ہے کہ وہ اپنے ملک کی آزادی وسلامتی اور دینی تشخص کو برقرار رکھے ابھی تک یہی کشمکش ہے کہ اسے غیر ضروری باتوں میں لوگ الجھا رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں وہ عملی توجہ اس (۷) نکاتی ایجنڈے پر مرکوز رکھے۔تاکہ ملک میں پاک وصاف جمہوریت کے لئے ایک بنیاد بن سکے۔ہمارے انتخابات کا سسٹم بالکل غلط ہے۔

دینی قوتوں سے ٹکراؤ کی پالیسی مذموم ہے:

س: تو کیا این جی اوز اور لادینی قوتیں اسے اسلام کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں؟

ج: ہاں وہ یہی چاہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک ایک اسلامی سیمپل ہے ایک نظریاتی تشخص کا حامل ہے' اس کی یہ پہچان ختم کردی جائے۔

س: آپ کوئی مثال دے سکتے ہیں کہ کس طرح وہ اس ملک کے اسلامی تشخص کو یکسر بدلنا چاہتا ہے؟

ج: جیسے جہادی قوتوں سے ٹکراؤ کہ یہ ٹیررازم ہے۔اس بارے میں مشرف صاحب کبھی تو اچھی بات کرتے ہیں کہ جہاد ایک الگ چیز ہے اور ٹیررازم علیحدہ چیز ہے۔بعض وزراء آئے دن مدارس اور اس کے نظام کی مخالفت میں بیانات دیتے ہیں۔وزیر داخلہ معین الدین حیدر کا انٹرویو نیویارک ٹائم میں چھپا جس میں مدارس کے خلاف بہت کچھ کہا گیا ایسے لوگ ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں 'تو اس وقت تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کے مسئلہ پر بھی زیادتی ہورہی ہے اور اس طرح کے دیگر امور ایسے کام ہیں جو کہ دینی قوتوں کے ساتھ ٹکراؤ پیدا کرتے ہیں' دینی قوتوں سے ٹکراؤ پیدا کرکے کرپٹ لوگ اپنی راہ نکالنا چاہتے ہیں اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہ احتساب کی گرفت میں آرہے

ہیں۔ بیرونی طاقتیں بھی مسلسل لگی ہیں کہ حکومت کی ڈائریکشن بدل دے اور بعض ذرائع ابلاغ بھی اس کوشش میں ہیں کہ ان کی ایسی تصویر سامنے آئے جس سے ہم اشتعال میں آ جائیں۔

توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی:

س: توہین رسالت کا جو قانون ہے اس میں مشرف نے معمولی چینج کیا کہ جب ایف آئی آر ہو تو ایسا نہیں بلکہ ایسا ہو تو اس کی وجہ کیا کہ آپ لوگ اتنی مخالفت کرتے ہیں۔

ج: بنیادی بات یہ ہے کہ توہین رسالت ہر مذہب میں جرم ہے۔ ہمارے لئے حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء مقدس ہیں۔ اور کبھی بھی آپ برداشت نہیں کر سکتے کہ آپ کے پیغمبر کے خلاف کچھ کہا جائے، پھانسی تک کی سزا تھی آپ کے ملک اور تاریخ میں، ہمارے ملک میں بھی اگر کوئی شخص پیغمبر کی توہین کرے تو یہ مسلمانوں کے جذبات کا مسئلہ ہے۔ کوئی مسلمان جتنا بھی گرا پڑا ہو لیکن یہ حرکت نہیں برداشت کر سکتا۔ اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو کوئی بھی مسلمان جذبات میں آ کر جلدی سے چاقو نکال کر یا بندوق تو اسے اسی جگہ پر مار ڈالیں گے تو ہمیں یہ خطرہ تھا، کہ کوئی کسی کو بے گناہ اسی طرح مار ڈالے، بے وجہ بہانہ بنالے کہ تم نے تو پیغمبر کو برا بھلا کہا اس قانون سے بالکل تحفظ مل گیا ان لوگوں کو جو کہ نعوذ باللہ پیغمبر کی شان میں گستاخی کر بھی لیں تو میرا اور تمہارا خود اسے سزا دینا ختم کر دیا گیا، کہ یہ کام حکومت کرے گی۔ اس ایکٹ کے ساتھ تو ان لوگوں کو تحفظ مل گیا۔ اب یہی راستہ ہے کہ وہ قانون کو ہاتھ میں نہ لیں بلکہ ایف آئی آر کاٹے۔ ایف آئی آر اس لئے کاٹی جاتی ہے کہ دعویٰ ہو، اس کے بعد عدالتیں ٹرائیل کرتی ہیں تو اس طرح اکثر وہ جذبات بھی ختم ہو گئے ہوتے ہیں۔ تو اب اگر ہم ایف آئی آر درج کرنے کا سلسلہ ختم کر دیں۔ تو قانون تو پھر معطل اور بے کار ہو گیا۔ اور جب یہاں کوئی گستاخی کرے تو وہ مسلمان پھر چاقو اٹھا کر اسے مار دیں گے۔ کیونکہ یہاں تو یہ سسٹم ہے کہ کوئی تھانیدار سے بھی مشکل سے ملتا ہے تو کیا وہ D-C کے پیچھے پھرتا رہے گا، جب تک اس کو تلاش کیا جائے گا تب تک تو مدعا علیہ اشتعال میں مار دیا جائے گا تو ہم نے یہ کہا کہ آپ لوگ قانون کو بالکل غیر موثر کروانا چاہتے ہیں پھر لوگوں کیلئے راستہ کھولتے ہو اس ایکٹ سے تو قانون ہاتھ میں لینے کا راستہ مسدود ہو رہا تھا۔ دنیا میں ہر جرم کے خلاف ایف آئی آر درج ہوتی ہے۔ یہ واحد جرم ہے کہ اس کے خلاف ایف آئی آر بھی درج نہ ہو سکے۔ ایف آئی آر درج ہونے پر پولیس

آ کراس شخص کواپنی تحویل میں لے لیتی ہے۔حوالات میں بند کردیتے ہیں۔محبوس کردیا جاتا ہےاب اگرایف آئی آرنہیں ہوگی تو پولیس بھی نہیں آئے گی اور حوالات بھی نہیں جائے گا۔D.C کے پیچھے جائے گا وہ ایبٹ آباد اور مری میں پڑا ہوگا' اپنی عیاشیوں میں پڑا ہوگا۔تو پھر وہی سلسلہ خانہ جنگی کی طرف جائے گا۔کوئی شخص اٹھ کر لاؤڈ اسپیکر میں اعلان کرے گا کہ بھائی نکلو فلاں نے ایسا کیا ہے۔ لوگ جھپٹ پڑیں گے۔تو ہماری کوشش یہ ہے کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہونے پائے۔توہین رسالت کی آڑ میں کسی بے گناہ کو نہ مارا جائے اس صورتحال پر آپ لوگ خوش ہونے کی بجائے واویلا کررہے ہیں' بات سمجھ میں نہیں آتی۔

خواتین کا دائرہ کار اور حقوق:

س: اگر پاکستانی عورت اتنی قابل ہو کہ ہارورڈ یونیورسٹی کے جاب کی اسے آفر ہو تو کیا اسے یہ نوکری کرنی چاہیے؟

ج: دنیا میں ہر جگہ عورت معلّمہ بن سکتی ہے۔اسلام نے عورت اور مرد دونوں پر برابر تعلیم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ہماری پوری تاریخ میں ہمیں دنیاوی اور دینی علوم کا ایک بڑا حصہ عورتوں کے واسطوں سے پہنچا ہے اور ہمارے دین اسلام میں بھی بڑا حصہ ہمیں رسول ﷺ کی ازواج مطہرات اور دیگر عورتوں کے ذریعہ پہنچا ہے۔سینکڑوں اور ہزاروں مرد پردہ کے باہر بیٹھے ہوئے اور عورت انہیں شرعی حدود کے اندر تعلیم دیتی تھی تو اپنے حدود کے اندر اگر ایک پاکستانی عورت جا کر وہاں تعلیم دے تو یہ ہمارے لئے باعث فخر ہوگا۔عورتوں کو اسلام نے بڑے حقوق دلائے ہیں۔معاشرہ اور رسم ورواج وغیرہ اس کی راہ میں رکاوٹ ہیں' اسلام یہاں کسی شعبے میں نافذ نہیں ہے جب ہو جائے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ اسلام ان کے حقوق کی کیسے حفاظت کرتا ہے۔یہ تو پرانا رسم ورواج اور غلط معاشرہ ہے۔

س: اسلامی سکالر کی حیثیت سے آپ کا بہت زیادہ اثر ہے۔تو آپ اپنی تقاریر و دروس میں اپنے تلامذہ کو یہ فرق واضح کرواتے ہیں۔کہ عورتوں کے کون سے حقوق ہیں اور عورتوں کو تعلیم کا حق ہے۔

ج: ہمارا کورس سارا انہی باتوں کا ہے۔یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث پڑھتے ہیں' اور قرآن پڑھتے ہیں تو وہ سب یہی تعلیمات ہیں کہ عورتوں کے بہت زیادہ حقوق ہیں علم کی اہمیت کیا ہے عورتوں کیلئے حصولِ علم کتنا ضروری ہے ہمیں اس دور میں عملاً کبھی بھی موقع نہیں ملا کہ ہم دنیا کو دکھا دیں

کہ اسلام عورت کو کس مقام پر پہنچاتا ہے۔ اسلامی نظام کسی بھی شعبہ میں نافذ العمل نہیں ہے۔ تعلیم کی حد تک ہم روزانہ لگے رہتے ہیں۔ میرے والد محترم بہت بڑے عالم تھے انہوں نے ایک جلسہ میں تقریر کی۔ یہ پشتونوں کا وطن ہے یہاں پر عورتوں کو محکوم بنایا گیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ عورت سے شوہر کو کام کرانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اس سے کپڑے بھی دھلوائے اور کھانا بھی پکوائے بلکہ الٹا شوہر اس کی ان ضروریات کا انتظام کروائے گا تو سینکڑوں لوگوں نے خطوط بھیجنے شروع کئے کہ آپ ہماری عورتوں کا مزاج بگاڑنا چاہتے ہیں۔ اور لوگوں نے اس پر برا منایا تو ہم سب کچھ کرتے ہیں' ہم کہتے ہیں کہ عورت کی تمام ضروریات خاوند پر لازم ہیں تو پھر وہ کیوں دفاتر میں سارا دن گھسٹتی رہے سڑکوں پر۔ گاڑیوں میں اور گرمیوں میں رُلتی رہے۔ چین میں شنگھائی کے ایک کارخانے میں مَیں گیا' ایک وفد ساتھ تھا' تو وہاں پر عورتیں آگ جیسی گرمی میں بالکل جل رہی تھیں۔ وہ حرارت پتہ نہیں کتنے درجے کی تھی' فولادی کارخانہ تھا' اور میں دیکھ رہا تھا۔ وہ عورتیں ہمیں حسرت سے دیکھ رہی تھیں آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ وہ کہہ رہی ہیں کہ ہم بھی تو انسان ہیں۔ تو ہمارے رسول ﷺ تو کہتے ہیں کہ یہ شیشے کی مانند ہیں اور کانچ کی طرح ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کسی نے تھپڑ بھی ماردیا تو رسول اکرم ﷺ غصہ ہوئے فرمایا کہ کیا تم شیشے توڑنا چاہتے ہو انکسرن القواریر وہ شیشے میں نے شنگھائی کے اس کارخانے میں پگھلتے ہوئے دیکھے' جہاں سوشلزم کا دور دورہ ہے' مگر اسلام اس کے خاوند پر لازم قرار دیتا ہے کہ تو ہی اسے کپڑا' کھانا دے گا' نوکر دلائے گا اور عورت بالکل آرام سے نوابوں کی طرح بیٹھی رہے گی۔

شرعی اور اخلاقی حدود کے اندر خواتین کا کام کرنا مستحسن ہے:

س: میرا مطلب یہ ہے کہ کیا عورتوں کو کام کرنے کی اجازت ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کو استعمال میں لائیں؟

ج: عورتیں باپردہ ہوں' مخلوط معاشرہ نہ ہو ہمارے معاشرہ میں اب بھی عورتیں شوہروں کے ساتھ بہت زیادہ مدد کرتی ہیں۔ کھیتوں میں بھی کام کرتی ہیں' لکڑیاں بھی جمع کرتی ہیں آپ دیکھتے ہوں گے' کہ افغانی معاشرے میں عورتوں پر پابندیاں ہیں ہی نہیں۔ ۷۰ فیصد' ۸۰ فیصد عورتیں ان قبائل میں مشترکہ تمام فیملی کے ساتھ شانہ بشانہ کام میں لگی رہتی ہیں۔ ایک تہذیب' ایک دائرے کے

اندر کام کرتی رہتی ہیں' دستکاری کے کام میں ٹیکنیکل کام ہیں' ان سب کی بالکل اجازت ہے مگر معاشرہ کو خرابیوں اور بگاڑ سے بچانا چاہیے۔

س: آیا آپ سمجھتے ہیں کہ این جی اوز' ٹی وی' وی سی آر اور ڈش انٹینا یہ اسلام اور عورتوں کیلئے خطرہ ہے۔

ج: یہ صرف عورتوں کی بات نہیں ۔ بہت سی این جی اوز ہیں جو کہ خدمت کی آڑ میں سیاسی مقاصد رکھتی ہیں اور وہ دوسرے ممالک کی آلہ کار ہیں ان کے مقاصد کو پورا کرواتے ہیں جبکہ ڈش اور ان دیگر اشیاء کی وجہ سے تو آپ لوگوں (مغرب) کا معاشرہ بھی بالکل تباہ ہو گیا ہے ۔خود آپ بھی پریشان ہیں۔لوٹ کھسوٹ' اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ یہ فلمیں وغیرہ کوئی معاشرہ بھی دیکھے تو اس کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ آپکے چھوٹے چھوٹے بچوں نے اٹھ کر پورے سکول کو اڑایا آپ خود اس پر غور کریں۔ہم کہتے ہیں کہ میڈیا اس دور میں ضروری اور لازمی ہے مگر صحیح استعمال اس کا ہو۔ معاشرے کی اصلاح ہو اور تعلیم و تربیت ہو یہ تعمیر کرے معاشرے کی تخریب نہ کرے۔

علماء اور جماعت اسلامی افرادی قوت کا تناسب:

س: جماعت اسلامی کا افغانستان میں تو کوئی رول نہیں ہے۔مگر وہ ایک منظم پارٹی ہے۔آپ کے خیال میں ان کا کیا رول ہوگا؟

ج: ان کی پارٹی منظم ہے۔لیکن عوام میں انکی جڑیں نہیں ہیں۔میڈیا وغیرہ کے اعتبار سے آگے ہیں ورنہ وہ ہمارے تناسب اور عوامی قوت کے اعتبار سے بہت ہی کم ہیں۔ ہمارا عوام کیساتھ مسلسل رابطہ ہے مثلاً ہر شہر میں سینکڑوں مساجد ہیں ہر مسجد ہمارا دفتر ہے۔ ہر مسجد سے ہمارا پیغام نشر ہوتا ہے تو عوام کا مسجد کے ذریعے سے ہمارے ساتھ رابطہ اور کنڑول ہے۔ان کا مسجد اور مدرسہ کے ساتھ تعلق و واسطہ کمزور ہے۔مساجد ہماری ہیں۔مدارس ہمارے ہیں۔افغان جہاد میں بھی یہی لوگ برسر پیکار تھے۔مگر ان لوگوں کی پبلسٹی زیادہ ہے۔میڈیا پر زیادہ زور ہے۔لوگ ہمیشہ غلط فہمی میں رہتے ہیں۔ جب عوامی قوت کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔تو پھر مثلاً اس گاؤں میں ۵۰ مساجد ہیں' سارے ہمارے شاگرد اور علماء ہیں وہ ڈائریکٹ عوام سے وابستہ ہیں۔سارے گاؤں میں مجھے ایک فرد بھی جماعت اسلامی کا نظر نہیں آتا۔اسی طرح مثالیں شیدو' نوشہرہ' خیر آباد وغیرہ کی ہیں تو ہمارا رابطہ ہر وقت عوام کے

ساتھ ہے۔ ایک صدا سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اسلام آباد میں آپ لوگ ایک بڑے بنگلے پر مری روڈ پر دفتر جماعت اسلامی یا کسی دوسری پارٹی کا بورڈ دیکھ لینگے تو اس سے آپکو معلوم ہوگا کہ یہ تو بڑے منظّم ہیں لیکن اسی مری روڈ پر دوسو مساجد ہیں وہ تمام مساجد ہمارے دفاتر ہیں لیکن سائن بورڈ نہیں ہے۔

<u>وزراء کے دھوکے:</u>

س: آپ کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ حکومت مدارس میں مداخلت کر رہی ہے۔

ج: اگر حکومت ارادہ بھی کرلے تو یہ ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ حکومت تو کیا نواز شریف' بے نظیر اور معین حیدر سب تم لوگوں کے ساتھ منافقت کرتے ہیں آپ کو خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ہم یہ ختم کروا رہے ہیں۔ یہ درحقیقت کچھ نہیں کر سکتے۔ ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتے۔ آپ لوگوں کے سامنے بیان دے دیتے ہیں۔ پھر اسی رات ہمارے پیچھے آتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کرنے والے۔ آپ بالکل مطمئن رہیں تو یہ ان کے دھوکے ہیں۔

س: اگر بالفرض ان لوگوں نے ہاتھ ڈال دیا؟

ج: اگر یہ لوگ ایسا کرنے کا ارادہ بھی کرتے ہیں تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر اقتدار سے محروم کردیئے جاتے ہیں۔ دین کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کرنی ہے' اور وہی کر رہا ہے جب اللہ کی مدد و نصرت شامل حال ہے تو ہمیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

فرنٹ لائن نیوز سروس کوریا

پروڈیوسر کیونگ ران کانگ

انٹرویو: 2000ء

FNS	Producer KYUNG-RAN-KANG FRONTLINE NEWS SERVICE fnskorea@yahoo.com Tel: 82-11-796-3824 Fax: 82-31-844-6890

اسلامی اور مشرقی دنیا کو مل کر سوچنا ہوگا:

مغربی دنیا اپنے آپ کو ایک اور مخلوق سمجھتی ہے اب مشرقی دنیا میں کوریا' تائیوان' جاپان اور چین کو آپ دیکھ رہے ہیں ان تمام کو وہ اپنا حریف سمجھتی ہے۔اور پھر بنیادی طور پر نظریاتی لحاظ سے اسلام کے ساتھ بھی ان کی جنگ ہے' ہمیں وہ اپنا ڈبل دشمن سمجھتی ہے مگر آپ کو بھی غلام رکھنا چاہتی ہے ہمیں مل کر کم از کم اس کے پروپیگنڈے میں نہیں آنا چاہیے' ایک یہ بنیادی بات ہے اور پھر بنیادی طور پر اس وقت جنگ اقتصادی ہے اور اقتصادی طور پر وہ اپنے علاوہ ساری دنیا اور خاص طور پر مشرق کو شکنجہ میں رکھنا چاہتی ہے۔آپ نے دیکھا کہ جاپان کے ساتھ وہ کیا کرتی ہے۔آپ کے ساتھ کیا کیا۔آپ تو مسلمان نہیں ہیں ہمارے ہاں چونکہ اسلام کی بات ہے یہ مدرسے جو ہیں یہاں پر ایسی تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ڈٹ جاؤ امریکہ کی پالیسیوں میں مت آؤ۔بنیادی جنگ یہی ہے کہ ہم ان کے لئے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں تو ہم آپ مشرقی لوگوں کا بھی تحفظ کر رہے ہیں' ان

مدرسوں میں کوئی جنگ یا ٹیرارزم نہیں سکھائی جاتی۔ اسلام کا اپنا ایک نظام ہے اس کا اپنا کورس ہے اسلامی علوم ہیں ہمارے ہاں انگریزوں نے تعلیمی سسٹم تباہ کیا ہے' ہندوستان میں آنے کے بعد دنیاوی اور دینی علوم الگ کر دیئے ہیں اور ہم دینی علوم کو مدارس کے ذریعہ محفوظ کر رہے ہیں۔

مسلمان کسی کی غلامی قبول نہیں کرتے:

ان اسلامی علوم کی وجہ سے جو مسلمان ہیں ان میں جذبہ پیدا ہو جاتا ہے' کہ ہم کسی کی غلامی قبول نہیں کریں گے۔ غیروں کی پالیساں اپنے اوپر لاگو نہیں کریں گے ہم ایک آزاد قوم ہیں جس طرح تائیوان' چین' روس ہیں ہر ایک اپنے مذہب کے مطابق حکومت کرتا ہے' اور نظام بناتا ہے' لیکن وہ سب کو برداشت کرتا ہے' لیکن مسلمانوں کو برداشت نہیں کرتا کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق ایک نظام بنائیں' میں آپ کے بارے میں نہیں کہتا آپ کو پس منظر دکھانا چاہتا ہوں' کہ اس پروپیگنڈے کی بنیاد یہ ہے کہ اگر آپ بھی ذرا سا سر اٹھاتے ہیں تو آپ بھی ٹیرارسٹ ہیں' ہم بھی' شمالی کوریا کی مثال سامنے ہے۔ اور جو امریکہ کی غلامی اور بوٹ پالش کرنے سے انکار کرتے ہیں تو اس کو بدنام کرنے کے لئے وہ شور مچاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بیماری کی بنیادی وجہ یہ ہے۔

مدرسوں کے بنیادی اصول:

س: اس مدرسے کے بنیادی اصول کیا ہیں؟

ج: بنیادی چیزیں آپ کو ایک بروشر میں دے دیتا ہوں' جس میں اس کی تفصیل اور حالات اور میرے بارے میں معلومات اس میں ہیں' بنیادی بات یہ ہے کہ ہر قوم کا ایک نظام تعلیم ہوتا ہے' ہمیں ٹیکنالوجی کی بھی ضرورت ہے سائنس کی بھی' فلسفہ کی بھی اور ہمارا اپنا ایک لاء بھی ہے جسے فقہ کہتے ہیں' ہمارے اپنے سورسز ہیں جن کو قرآن وسنت کہتے ہیں۔ یہ چودہ علوم ہیں ہمارے جو عربی کے سورسز ہیں تو عربی زبان کی ہمارے ہاں انگریزی سے زیادہ اہمیت ہے پھر عربی زبان کے بہت زیادہ شعبے ہیں' گرائمر ہے یہ تمام اور سارے علوم حاصل کر کے ایک شخص اسلامی علوم سے پوری طرح باخبر ہو سکتا ہے ان اسلامی علوم کا سلسلہ انگریز نے آ کر سکولوں میں یونیورسٹیوں میں درھم برہم کر دیا۔ اصل مقصد یہی ہے ہم اسلامی علوم کو فروغ دے رہے ہیں' جیسے آکسفورڈ' کیمبرج یونیورسٹی ہے' اس مدرسہ کا معیار اونچا ہے' اس لئے شہرت زیادہ ہو گئی' ورنہ اس طرح کے ہزاروں مدارس ہیں۔

روس کے جہاد میں دارالعلوم کا حصہ:

طالبان کے پڑھنے کا سلسلہ اس مدرسہ سے صرف اس وقت سے نہیں ہے' یہ جو 20 سال جنگ لڑی گئی ہے اور جہاد جو روس کے خلاف ہوا ہے' اس میں بھی اسی مدرسہ کے علماء ہی ہائی کمان اور ٹاپ کے لیڈر تھے۔ جلال الدین حقانی' یونس خالص' جیسے لیڈر اسی مدرسہ کے پڑھے ہوئے تھے' اور اب بھی چونکہ اکثریت طالبان کی یہاں پڑھ رہی تھی کوئی اور وجہ نہیں ہے یہ ایک معیاری درسگاہ ہے 55 سال سے یہاں لوگ آ رہے تھے تو اس مدرسہ کا رول طالبان سے زیادہ اس وار میں ہے جس نے روس کو تہس نہس کیا' اس مدرسے کے جو بانی تھے وہ بہت بڑے عظیم عالم تھے' جس وقت یہ مدرسہ نہیں بنا تھا' اس وقت بھی افغانستان کے لوگ ان سے پڑھتے تھے' یہ مولوی خالص وغیرہ اسی زمانہ میں آئے تھے۔

یہ لوگ خود بنیاد پرست ہیں:

س: طالبان کے بارے میں جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ بنیاد پرست مسلمان ہیں آپ یہاں پر دارالعلوم میں بھی اس طرح کی بنیاد پرستی کی تعلیم دیتے ہیں۔

ج: یورپ نے بنیاد پرستی کا ایک بہت بڑا ڈرامہ رچایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے ایک اصطلاح گھڑی ہے مگر کبھی وہ بتاتے نہیں کہ بنیاد پرست کیا ہوتا ہے' اگر بنیاد پرستی کا معنی اپنے اصولوں کے ساتھ وابستہ رہنا ہے' موجودہ عربی میں بنیاد پرستوں کو اصولیین کہتے ہیں' ہر مذھب اور ہر قوم کے اپنے اصول ہوتے ہیں' اخلاقی اقدار ہوتے ہیں' ایک کلچر ہوتا ہے' اس کے ساتھ اگر وابستگی بنیاد پرستی ہے' تو کون بنیاد پرست نہیں ہے' سب سے بڑا بنیاد پرست تو اس وقت ویسٹرن (مغربی) دنیا ہے' ہم آپ کو اس لباس میں بھی مل رہے ہیں' آپ کو بٹھا رہے ہیں' آپ کو مجبور نہیں کر رہے ہیں' کہ برقعہ پہنئے کیونکہ آپ غیر مسلم ہیں آپ پر یہ لاگو نہیں ہوتا لیکن وہ ہمارے بچیوں پر بھی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اپنے وہ بے شرم اصول لاگو کرتے ہیں یعنی ہماری بچی کو وہ فرانس میں اجازت نہیں دے رہے ہیں کہ اسکارف پہنے اور ترکی میں ہماری پارلیمنٹ کی ممبر کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اور مجھے سپین میں قرطبہ میں مسجد کے اندر جوتوں سمیت جانے پر مجبور کر دیا کہ تم نے جوتے نہیں اتارنے ہیں اور وہاں پر دو رکعت نماز نہیں پڑھنے دی پورے ایتھنز (یونان) میں ایک مسجد نہیں

ہے وہاں ہم نے جمعہ کی نماز ایک سفیر کے ہاں جنہوں نے گیراج میں ایک جگہ بنائی تھی' پڑھی' اسلام کہتا ہے کہ عورت ایک دائرے کے اندر رہ کر حجاب میں کام کرے گی اسلام عورت کو مخلوط معاشرے سے بچاتا ہے عورت کو افغانستان میں یا ہمارے معاشرے میں کام سے نہیں روکا جاتا ہے' سب سے زیادہ مشقت ہماری عورتیں کرتی ہیں' ہمارے قبائل میں ہر عورت مرد کیساتھ کھیت میں کھیتی باڑی اور سامان اٹھانا یہ تمام کام کرتی ہیں' باہر % 90 عورتیں افغانستان میں کام میں مردوں کے ساتھ شریک ہیں۔

خواتین کا دائرہ کار:

س: افغانستان میں جو طالبان ہیں ان کی ایک پالیسی ہے کہ عورتیں گھر کے باہر کام نہیں کرسکتی ہیں؟

ج: دیکھئے بازار میں آپ نے ہزاروں عورتیں دیکھی ہوں گی' برقعوں میں کام کاج کر رہی ہیں' بازار میں خرید وفروخت کر رہی ہیں' وہ کہتے ہیں کہ ان کے ادارے ہوں ہم صرف یہی کہتے ہیں کہ ہمارے سکول کالج اور یونیورسٹیاں دستکاری کے ادارے نرسنگ کے ادارے یہ سب علیحدہ علیحدہ ہوں مگر افغانستان میں تو مردوں کے لئے کوئی نظام نہیں ہے سکول اور کالج کا تو عورتوں کے لئے کہاں سے یہ سب کچھ کریں۔ مگر جگہ جگہ اب تعلیم کو بھی فروغ دے رہے ہیں۔ آپ نے دیکھا قندھار میں' بچیوں کے بے شمار تعلیمی سکولز کھل گئے۔ مگر وہ کلنٹن اور مونیکا کو نہیں بنانا چاہتے' مسئلہ یہی ہے کہ وہ اس قسم کا معاشرہ نہیں چاہتے۔

کوریا کے نام پیغام:

س: کوریا مسلمان سوسائٹی نہیں ہے آپ نے اگر کوئی پیغام دینا ہے کوریا کے لوگوں کو افغانستان کی طرف سے اور اپنی طرف سے تو دیجئے۔

ج: ہم یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی اس تمام ایسٹ دنیا میں ایک کمیونٹی ہے۔ اس میں ہم اگر بحیثیت مسلمان الگ بھی ہیں لیکن مشرقیت کے لحاظ سے اور مشرقی قوم ہونے کے لحاظ سے آپ اور ہم سب برابر ہیں اور مغرب ہمارا مشترکہ دشمن ہے ہمارے نظریات اور دین کا دشمن ہے اور آپ کے اقتصادی ترقی کا بھی۔ ہم سب کو وہ بڑھنے نہیں دے گا' جاپان کی حالت آپ کے سامنے ہے' ایٹم بم سب سے پہلے اس پر گرایا اور آج سب سے زیادہ جاپان چیخ رہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی' سی ٹی بی ٹی' تو میں

نے جاپانیوں سے کہا کہ تم کو شرم آنی چاہیے تم ناگاسا کی اور ہیروشیما کو بھول چکے ہو' تم تو اتنے بم بنالو کہ ہم سب کو بھی ایک ایک دے دو' میرا یہی پیغام ہے کہ کوریا والے' یہ تائیوان اور چین ہم سب مل کر ہی اپنا تحفظ کر سکتے ہیں۔ مغرب ان کی بدمعاشیوں اور چالوں میں ہم نہ آئیں' ہماری بحیثیت مذہب کی گوتم بدھ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے' ہم بدھ مذہب کو بہت احترام کے ساتھ دیکھتے ہیں یہاں تک کہ ایک بہت بڑے طبقے کی رائے ہے کہ گوتم بدھ نبی تھا۔

<u>جامعہ دارالعلوم حقانیہ نے ملا عمر کو اعزازی ڈگری دی:</u>

س: کیا ملا عمر یہاں پر رہا ہے؟

ج: ملا عمر کے سارے استاد جو ہیں وہ سارے یہاں پر پڑھے ہیں' اس کو پاکستان میں زیادہ پڑھنے کا موقع نہیں ملا وہ جنگ و جہاد میں شریک تھا' نوجوان آدمی تھا' 30-32 سال کا تو وہ وہاں ہمارے ہی شاگردوں کا مولوی یونس خالص اور مولوی محمد نبی محمدی کا ایک عام ورکر تھا' ان کے ساتھ پلا بڑھا ہے اور ان سے پڑھا ہے اگر براہ راست نہیں تو بالواسطہ اس نے یہاں سے پڑھا ہے اور دارالعلوم کی تاریخ میں پہلی دفعہ میں نے اسے اعزازی ڈگری بھی دی ہے' جو فارغ نہیں ہوا ہے جبکہ ہم نے کبھی کسی کو اعزازی ڈگری نہیں دی۔ لیکن اس کی خدمات کی وجہ سے اللہ نے اس کو بہت بڑا موقع دیا ایک اسلامی حکومت قائم کرنے کا اور خانہ جنگی ختم کر کے امن قائم کرنے کا تو ہم نے باضابطہ اس کو ڈگری بھی دی ہے۔ دنیا بھر میں خدمات اور کمالات کے بناء پر اعزازی ڈگریاں دی جاتی ہیں اگر مغرب میں انصاف ہوتا تو انہیں امن کا نوبل پرائز بھی دینا چاہیے تھا۔

سی این این کوانٹرویو

ملاقات: فرنیئی لن

انٹرویو: 24 جون 2000ء

<u>دارالعلوم میں پڑھنے والے طلباء:</u>

س: یہاں دارالعلوم سے جو طلباء پڑھ کر جاتے ہیں وہ طالبان کے ساتھ لڑائی میں شامل ہو جاتے ہیں اس کی وجہ سے امریکہ اور یورپی ممالک میں خوف سا پیدا ہو گیا ہے کہ یہاں پر جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ لوگوں کو جہاد کی طرف لے جاتا ہے جو کہ اپنے لوگوں کے لئے بھی خطرہ بنتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی؟

ج: یہ پریشانی امریکہ کو اس وقت کیوں نہیں تھی جب روس افغانستان میں آیا تھا اور وہاں پر قدم جمائے تھے اور وہ ایک ملک کو تباہ و برباد کر رہا تھا اس وقت تو امریکہ نے کچھ پریشانی ظاہر نہیں کی تھی۔ وہ خوش ہو رہا تھا کہ ان کے ذریعے سے ایک سپر پاور نیست و نابود ہو جائے گی۔ اور اب جب اچانک طالبان اپنے ملک میں امن قائم کرنے کے لئے نکلے کیونکہ خانہ جنگی اور محاذ آرائی سے سب کچھ تباہ ہو رہا تھا تو طالبان کے لئے تمغہ دینا چاہیے تھا امریکہ کو' کہ وہ امن کے لئے نکلے ہیں' لڑائی اور خانہ جنگی ختم کی انسان کی جان و مال آبرو اور عورتوں کی عزت و عصمت محفوظ ہو گئی۔ یہ تو پہلے سے اس ملک میں جہاد جاری تھا' روسیوں کے خلاف' لیکن جہاد کے نتیجہ میں روس ذلیل ہو گیا' پھر امریکہ کا مقصد پورا ہو گیا اب وہ چاہتا ہے کہ وہاں امن قائم نہ ہو اسلامی نظام قائم نہ ہو' یہاں دارالعلوم میں یہ تعلیم نہیں دی جاتی ہے کہ یہ طالبعلم یہاں سے وہاں افغانستان جائیں' یہاں سے کوئی پاکستانی طالبعلم افغانستان نہیں گیا نہ اب جا رہا ہے۔ وہاں کے افغانی بچے ہیں' جب وہ سمجھ گئے اور مجبور ہو گئے کہ لیڈر ہمارے ٹھیک نہیں ہو رہے ہیں آپس میں مل بیٹھ کر حکومت قائم نہیں کر رہے ہیں اور ہزاروں لوگوں کا قتل عام

جاری ہے تو مجبوراً اس قوم کے سٹوڈنٹس اور بچوں نے قدم اٹھایا اور وہاں حکومت قائم کر لی اور امن قائم ہو گیا آپ کو بھی تو اس کا اندازہ ہے۔

مسلمانوں کی ایک صدی کی تاریخ:

س: آپ ان کو جہاد کرنا بھی سکھاتے ہیں یا صرف مذہبی تعلیم دیتے ہیں؟ یہاں دارالعلوم میں کیا کچھ سکھاتے ہیں؟

ج: یہاں دارالعلوم میں کوئی بڑا چاقو اور بڑی چھری تک اپنے پاس نہیں رکھ سکتا ہے' لڑنا تو بڑی دور کی بات ہے' یہاں کسی کو مکہ بھی مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ نہ ہم یہ تعلیم دیتے ہیں' ہم یہ تعلیم دیتے ہیں کہ مسلمان بحیثیت ایک قوم کے' ایک امت کے' اپنے زندہ رہنے کا حق رکھتا ہے' اپنی تعلیم' اپنے کلچر' اپنی ثقافت کی حفاظت کا اس کو بھی حق ہے۔ اگر یہ حق چین کو حاصل ہے' روسیوں کو حاصل ہے' اسرائیلوں کو ہے' امریکیوں کو ہے تو مسلمانوں کو کیوں یہ حق نہیں ملنا چاہیئے' کہ وہ اپنے دفاع کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ مسلمان نے کبھی بھی اس پوری صدی میں کہیں از خود اقدامی حملہ نہیں کیا۔ کبھی جارحیت نہیں کی ہے' کہیں مداخلت نہیں کی ہے' کسی ملک میں مداخلت نہیں کی۔ پورے ایک سو سال کی تاریخ میں۔ مداخلت تو آپ لوگ کرتے ہیں' جارحیت آپ لوگ کرتے ہیں' اسلام دشمن جو بھی قوتیں ہیں اس کی پشت پر آپ کھڑے ہوتے ہیں' روسیوں کو آپ گندم دے رہے ہیں' اور جس قوم نے روس کو تہس نہس کر دیا اور امریکیوں کو واحد سپر پاور بنا دیا اس پر دانہ پانی سب کچھ بند ہے۔ آپ لوگوں کی آپس میں دوستی ہے اگر چہ بظاہر دشمنی ہے' ہمارے بارے میں آپ سب ایک ہوتے ہیں اس کو تو آپ لاکھوں ٹن گندم دے رہے ہیں اور یہاں جو چند دانے افغانیوں کو بھیجتے تھے' وہ بھی بند کر رہے ہیں۔ اگر آپ احسان فراموش نہ ہوتے تو ان کو مکھن' ٹوس اور برگر کھلاتے۔ انہوں نے آپ کو نجات دے دی اور نیو ورلڈ آرڈر کے آپ علمبردار بن گئے آپ خود اندازہ لگائیں کہ ہم انہیں آپ پر تلوار اٹھانے کی تعلیم نہیں دیتے' خود آپ کی پالیسی مجبور کر رہی ہے۔

مغرب کو ہر جگہ طالبان نظر آتے ہیں:

س: آپ نے کہا کہ افغانستان میں طالبان کی وجہ سے امن قائم ہوا۔ ابھی یہ بھی خبریں ہیں کہ طالبان کشمیر میں بھی لڑ رہے ہیں کیا وہاں پر ان کا جانا ضروری ہے' امن قائم کرنے کے لئے؟

ج: امریکہ کوئی ایک طالب علم کو اٹھا کر پورے کشمیر سے ہمیں دکھا دے کہ کوئی افغانی طالب علم تھا وہاں انہیں اپنی مصیبتوں سے فرصت نہیں۔ وہ پہلے اپنے پرابلم اور مشکلات میں سر سے پاؤں تک دھنسے ہوئے ہیں یہ ویسے شوشے ہیں' پروپیگنڈے ہیں۔کوئی افغانی طالبعلم یہاں تک کہ ان بیچاروں نے بار بار اعلان کیا کہ ہمارے ہاں اگر کوئی تربیتی کیمپ تھے بھی جہاد کے تو وہ سب انہوں نے بند کردیئے ہیں۔مگر امریکہ کو شیشان میں بھی طالبان نظر آتے ہیں' فلسطین میں بھی طالبان نظر آتے ہیں' بوسنیا میں بھی طالبان نظر آتے ہیں' مشرقی تیمور انڈونیشیا میں بھی طالبان نظر آتے ہیں ہر جگہ ان کو یا تو اسامہ کے ساتھی نظر آتے ہیں یا افغانستان کے طالبان۔ حالانکہ یہ بہت ہی مضحکہ خیز تصور ہے۔ طالبان بیچارے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپنے ملک میں کس عذاب میں مبتلا ہیں دشمن کے ساتھ الجھے ہوئے ہیں۔ساری دنیا دشمن کی پشت پر ہے۔لوان کو پرائے ملک میں ٹانگ اڑانے کی کیا پڑی ہے۔

س: یہ الزامات بھارتی لوگ جو لگا رہے ہیں کہ یہاں پر طالبان آرہے ہیں تو کیا یہ صرف پروپیگنڈہ ہے؟

ج: وہ تو ہمارا دشمن ہے آپ کو سوچنا چاہیے کہ ہمارا دشمن ہمارے حق میں کوئی اچھی بات تو نہیں کرے گا۔

<u>مسئلہ کشمیر کا حل:</u>

س: آپ کے ذہن میں کشمیر میں کیا ہونا چاہیے؟ آپ کے خیال میں اس کا کیا حل ہونا چاہیے؟

ج: کشمیر کا حل وہی ہے جو اقوام متحدہ نے سب سے پہلے پیش کیا اقوام متحدہ اگر اپنے قراردادوں پر ڈٹ جاتا تو یہ پرابلم پہلے کا ختم ہو چکا ہوتا کشمیر کا پرامن حل جواہر لال نہرو کے زمانے میں ۴۹ء میں یہ قرارداد پیش ہوئی لیکن آج تک اس کا دوہرا معیار ہے۔ چھوٹی سی قرارداد عراق کے بارے میں پاس ہوئی اور جبری وہاں پاس کروائی گئی۔آج تک اس کو وہاں جبری منوا رہا ہے' بچے بلکتے ہیں' تڑپتے ہیں' دوائی کے لئے کھانے پینے کے لئے ۔لیکن یہاں کشمیر میں پاکستانیوں کو فائدہ ہے' اسلام کو فائدہ ہے' مسلمانوں کو فائدہ ہے' تو نہ حق خودارادیت دلاتے ہیں اور نہ اپنی قرارداد منوانے کا بل پاس ہوتا ہے۔ابھی فجی میں معمولی سا بحران پیدا ہوا تو آپ لوگوں نے منٹوں میں حل کردیا۔لیکن آپ چاہتے نہیں ہیں ۔ کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو' کشمیر کا اب حل یہی ہے کہ وہ جہاد کے ذریعہ آزاد

ہو۔ جب آپ لوگ مذاکرات کے ذریعہ سے اسے حل نہیں کریں گے تو جہاں بھی مسلمان ملکوں کے ساتھ زیادتی ہوگی تو مسلمانوں کے پاس ایک ہی آپشن رہ جاتا ہے اور وہ ہے الجہاد۔

دہشت گردی اور جہاد میں فرق:

س: جس چیز کو یہاں پر لوگ جہاد کہتے ہیں امریکہ اس کو دہشت گردی کہتا ہے' جنرل مشرف نے بھی کہا کہ جہاد اور چیز ہے اور دہشت گردی اور چیز ہے آپ کے نزدیک دونوں میں کیا فرق ہے۔

ج: اگر میں یہاں سے نکلوں رات کے اندھیرے میں اور کلاشنکوف میرے پاس ہو اور نقاب اوڑھے ہوئے ہوں اور یہاں سڑک پر بس روکوں اور عورتوں کو اغوا کروں اور لوگوں کو ماروں اور سب کچھ لوٹ لوں یہ ہے ٹیررازم (دہشت گردی) اور اگر میں یہاں اپنے گھر میں پرامن طریقہ سے بیٹھا ہوں چند غنڈے یہاں آ جائیں' دروازے کو پھلانگ کر آئیں اور مجھے رسیوں سے باندھنا چاہیں' مجھے قتل کرنا چاہیں اور میں جلدی میں اپنا پستول اٹھا کر ان کے مقابلے میں اپنے گھر میں ڈٹ جاؤں کہ اس لوٹ کھسوٹ اور اس کو قبضہ کرنے سے بچ جاؤں تو وہ بات جو میں سڑک پر کروں وہ ٹیرازم ہے اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے گھر کی حفاظت' اپنے بچوں کی حفاظت' اپنی عصمت' اپنے کردار' اپنے کیریکٹر' اپنے کلچر' اپنی ثقافت کے لئے لڑوں تو کیا وہ مجھ پر فرض نہیں ہے تو یہ جہاد ہے آپ لوگ یہ فرق کیوں نہیں محسوس کرتے۔

اسامہ کی حقیقت:

س: امریکہ پاکستان پر کافی دباؤ ڈال رہا ہے کہ اسامہ بن لادن کو ہمارے حوالہ کرنے میں وہ ہماری مدد کرے آپ کے نزدیک وہ کیا ہے؟ وہ جہادی ہے؟ مجاہد ہے؟ یا دہشت گرد؟ کیونکہ ان کے نزدیک انکی نظر میں تو وہ دہشت گرد ہے۔

ج: میں ان سے پوچھتا ہوں کہ پندرہ سال سے وہ یہاں جہاد کر رہا تھا اور افغانستان کی آزادی کے لئے اس نے سب کچھ قربان کر دیا اپنے آرام و راحت اپنے شاہانہ کروفر اپنے محلات سب چھوڑ کر وہ مورچوں میں روس کے خلاف لڑ رہا تھا' بہت بڑی قربانیاں دیں اس نے افغانستان کی آزادی میں۔ میں امریکیوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ کیا تھا اس وقت وہ غنڈہ تھا' ٹیرارسٹ تھا یا مجاہد تھا' امریکہ اس کو بطور ہیرو پیش کرتا تھا اسوقت کہ یہ مجاہد تھا اب وہ دنیا میں کہیں نہیں جا سکتا بیچارے پر عرصہ حیات

تنگ کر رکھا ہے ۔اب وہ ایک ملک میں جہاں اس نے خدمت کی ہے پناہ لئے ہوئے ہے۔ان کو ویسے ہی اس سے خوف آ رہا ہے کیونکہ اس کا مجاہدانہ کردار ان کے سامنے ہے اگر وہ کردار اس نے پھر ہمارے خلاف شروع کیا تو پھر ہماری خیر نہیں ہے تو نہ وہ پہلے ٹیرارسٹ تھا نہ اب ہے۔

طلباء کی عمر و نصاب تعلیم:

س: آپ کے یہاں کتنے طلباء ہیں؟

ج: ڈھائی تین ہزار کے لگ بھگ

س: عمریں کتنی کتنی ہیں؟

ج: مختلف ہیں ۔بعض کلاسوں میں' قرآن کے حفظ و تجوید کے شعبہ میں' بعض پرائمری کی سطح پر' بعض ہائی کلاسوں کی سطح پر' اور بعض یونیورسٹی کی سطح کے اعتبار سے۔وہ عمریں ہیں ۲۵'۳۰ تک یعنی پانچ سال سے ۲۵'۳۰ سال کے درمیان طلباء کی عمریں ہیں۔

س: کون کون سے سبجیکٹ ہیں؟

ج: ہائی کلاسوں کے درجات میں دونوں قسم کے مضامین ہیں' مذہبی اور دنیاوی۔ بنیادی طور پر مذہبی علوم ہوتے ہیں قرآن وسنت' فقہ' عربی گرائمرز' ادب ۔پچھلے زمانے میں بھی منطق اور فلسفہ یونانی علوم سب رائج تھے۔اور اب بھی چل رہے ہیں۔

ڈیلی ٹیلی بروس

ملاقات: ڈیوڈ

انٹرویو: 16اگست 2000ءبروز جمعہ

دینی مدارس کا مربوط نظام:

س: جنرل مشرف جو چاہ رہے ہیں کہ ان مدارس کو ریگولیٹ (جدید) کریں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: یہ ریگولیٹ ہیں۔اس کا اپنا نظام ہے' کالجوں اور یونیورسٹیوں کا نظام ریگولیٹ نہیں ہے' افراتفری ہے ہزاروں لوگ اپنے اپنے سکول کھول رہے ہیں' دکانیں چل رہی ہیں' ہمارا تو پورا ایک منظم نظام ہے'بورڈ ہے۔امتحانات پورے ملک میں ایک دن ہوتے ہیں' نگران پورے ملک میں تقسیم ہوتے ہیں۔لاکھ سے زائد طالبعلم امتحان دیتے ہیں۔لاکھ سے زائد طالبعلموں کا نظام پورا ہمارے کنٹرول میں ہے۔کراچی سے خیبر تک۔حساب کتاب پورا واضح کیا جاتا ہے۔آڈٹ ہم کراتے ہیں۔سرکاری ادارے اسکی آزادی اور خودمختاری کو سلب کرنا چاہتے ہیں۔وہ بیرونی دباؤ سے مجبور ہیں ۔وہ خود کہتے ہیں کہ اتنا بڑا افلاحی ادارہ دنیا میں کہیں نہیں۔N.G.O اتنا بڑا ہے ہی نہیں کہ 30لاکھ طالب علموں کو کھانا دیں' تربیت دیں' کپڑے دیں' تعلیم دیں' حکومت تو دس آدمیوں کو تعلیم نہیں دے سکتی۔خود وہ محسوس کرتی ہے کہ یہ بہت اہم ادارے ہیں' لیکن مجبوراً وہ مغربی اقوام اور امریکہ کے سامنے دب گئی ہے۔

مدارس کے کنٹرول سے اسلام ختم نہیں ہوگا:

س: اگر حکومت ایسا قانون بنائے اور ان اداروں کو کہے کہ یہ کنڈیشن (حالات) اپنائیں تو کیا آپ وہ اپنائیں گے؟

ج: ہم پہلے سے نئے زمانے کے حالات کے مطابق نصابی مضامین کی ضرورت محسوس کر چکے ہیں' ہمارے سکولوں (مدرسوں) میں حساب' کمپیوٹر' انٹرنیٹ' انگریزی' معاشرتی علوم' جغرافیہ وغیرہ بھی ہے۔ ہم خود نئے حالات سے آنکھیں بند نہیں کرتے' وہ چاہتے ہیں کہ ان مدارس میں کالج یونیورسٹیوں کی طرح سب کچھ آ جائے اور قرآن و حدیث اور مذہبی علوم کی روح ختم ہو جائے۔ اس کیلئے ہم تیار نہیں ہیں۔

س: اگر وہ کہیں کہ ہم مدرسوں کو ختم کرتے ہیں تو پھر؟

ج: نہیں یہ ایک غلط تصور ہے' غلط سوچ ہے' کامیابی نہیں ہو سکتی' مدرسہ ایک بلڈنگ (عمارت) کا نام نہیں ہے' مدرسہ ٹیچر (استاد) اور سٹوڈنٹ (شاگرد) کا نام ہے۔ وہ کسی درخت کے سائے تلے بیٹھ جائیں گے' گاؤں گاؤں' بستی بستی میں اسلامی علوم ان عمارتوں کے بغیر بھی پڑھائے جائیں گے' یہ نظام چلے گا۔ Madrassa means student and teacher سمرقند میں ایک سو سال کمیونسٹوں نے کوشش کی' کہ سب چیزیں ختم کر دیں' مسجدیں بھی' مدرسے بھی' تو رات کے اندھیرے میں ایک استاد گاؤں جایا کرتا اور صرف ایک حدیث پڑھایا کرتا۔

س: کمیونسٹوں نے جو کچھ کیا تھا' سمرقند میں اور تاشقند میں' تو جنرل مشرف بھی وہی کر رہے ہیں؟

ج: مشرف نہیں کر رہا ہے' مشرف سے کروایا جا رہا ہے' سوچ یہی ہے کہ کمیونسٹوں کے زوال کے بعد وہی پلے کھیل (ڈرامہ) کر رہی ہے مغربی دنیا' اس کھیل کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس طرح ہر جگہ' ہر اسلامی ملک میں ایک مشرف لا کر بٹھایا ہوا ہے۔ وہ بیچارے مجبور ہیں' الجیریا میں بھی ایک مشرف ہے' ترکی میں بھی ایک مشرف ہے' روس کا تجربہ دیکھنا چاہیے کہ اسکا کیا فائدہ ہوا۔

اٹلی کی ایک صحافیہ

انٹرویو: 2000ء

il manifesto

Marina Forti

Via Tomacelli, 146 - 00186 Roma- Italia
Tel: (39) 0668719528 Fax: 066892600
Email: forti@flashnet.it

اجمالی تعارف:

س: اگر تھوڑا سا تعارف فرماسکیں؟

ج: میرے والد صاحب دارالعلوم دیوبند میں بڑے استاد تھے جب پارٹیشن ہوئی ۱۹۴۷ء میں تو وہ اپنے گاؤں اکوڑہ خٹک آئے' ہندوستان جانے کے راستے بند ہوگئے اور لوگوں نے محسوس کیا کہ اب وہ اُدھر جا نہیں سکتے تو ہمارے لئے یہاں ایک ادارے کی ضرورت ہے' تو یہ دارالعلوم اسی ضرورت کا تحت ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا۔ یہ فوجی ٹریننگ نہیں بلکہ یہ تعلیمی نظام کے ادارے ہیں۔

ظالم کا ہاتھ روکو:

س: یہ طالبان افغانستان کی ایک پارٹی میں تھے یا سب پارٹیوں میں؟

ج: یہ علماء طلباء سب جہادی پارٹیوں میں تھے۔ یونس خالص' جلال الدین حقانی' سیاف' مجددی یہ سب مختلف پارٹیوں میں تھے اور جہاد میں بنیادی کردار ادا کر رہے تھے۔

س: جو دانش ور لوگ تھے جن کی قیادت کا تعلق اس مکتبہ فکر سے تھا۔انہوں نے کن اصولوں سے جہاد کا آغاز کیا' دارالعلوم حقانیہ سے ان کی کیا نسبت تھی؟

ج: جہاد کے اصول یہ ہیں کہ جس قوم پر کوئی بیرونی قوت اور ظالمانہ طاقت آتی ہے اوران کی آزادی سلب کرتی ہے' بنیادی حقوق بھی سلب کرتی ہے۔تو ہر قوم کو اپنی حفاظت اور سالمیت کے دفاع کا سبق دیا گیا ہے۔اسی طرح اسلام نے مسلمانوں کو سبق دیا ہے کہ کافر تم پر آئے' تم کو ختم کرے اور تم پر مسلط ہو تو تم غلامی قبول نہیں کرو گے۔اور جو ظلم وفساد کرے تو تم ان کا ہاتھ روکو گے' اس کو جہاد کہتے ہیں۔

دین وسیاست ایک ہیں:

س: مدرسہ کی تعلیم نے یا مدرسہ سے فارغ شدہ لوگوں نے جو کچھ کیا تو کیا یہ مذہبی اور سیاسی تعلیم ایک ساتھ تھی؟

ج: ہماری اسلامی تعلیم میں مذہبی اور سیاسی کا فرق نہیں ہے' دین اور سیاست الگ چیز نہیں' دونوں چیزیں ایک ہیں' دین سیاست ہے اور سیاست دین ہے۔یہاں دونوں کا تقاضہ یہ تھا کہ ظالم مسلط ہو جائے تو اس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے طالبان نے یہی کیا مجاہدین نے یہی کیا۔آپ کو پتہ ہے کہ اگر یہ لوگ نہ اٹھ کھڑے ہوتے اور جہاد شروع نہ ہوا ہوتا تو یہ سارے ممالک روس کے ہاتھوں ختم ہو چکے ہوتے۔

افغانستان میں اسلامی حکومت کے اہداف:

س: افغانستان کی حکومت کے اسلامی طور پر یا سیاسی طور پر جدید نظام لانے میں اہم اہداف کیا ہیں؟

ج: ملک میں مکمل امن بحال ہو جائے۔خانہ جنگی بند ہو جائے۔اسلام قومی اور لسانی اور علاقائی تعصّبات نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ یہ مسلمان ایک ملت ہیں۔اسلامی ملک کے تمام شہریوں کی ایک حیثیت ہے' ہندو ہو یا سکھ یا عیسائی' مسلم وغیر مسلم سب کے بنیادی حقوق ایک جیسے ہیں' ملک کے ہر شہری کو بنیادی ضروریات مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے' روٹی کپڑا مکان۔اپنے اپنے دائرے میں سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے' بنیادی چیز یہ ہے کہ ظالم کو ظلم کرنے کیلئے نہ چھوڑا جائے اور مظلوم پر

اگر ظلم ہوا تو اس کو انصاف فراہم کرنا حکومت کی پہلی ڈیوٹی ہے۔ ظالم کسی کے گھر پر حملہ کرے یا مال پر یا کسی کی عزت پر حملہ کرے تو اس کی سخت ترین سزا ہوگی اور اس کے بغیر کوئی نظام نہیں چل سکتا تو یہ ساری چیزیں طالبان کے سامنے ہیں انہوں نے اولاً یہ کام کیا کہ امن قائم کیا۔ پھر ملک کو فلاحی ریاست بنانے میں لگ گئے مگر دنیا ان کو چھوڑتی نہیں ہے۔ سارے دشمن ان کو تنگ کرتے ہیں' اگر یہ ان کو چھوڑ دیں تو وہ ایک اچھی آئیڈیل اور ایک مثالی پرامن ریاست قائم کر سکتے ہیں۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ وہ (طالبان) عورتوں کو تعلیم نہیں دیتے' جناب! وہ تو فقر و غربت کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ مرد اور عورتوں کو روٹی نہیں دے سکتے تو تعلیم کہاں سے دیں۔ وہ بے چارے تو مردوں کو تعلیم نہیں دے سکتے۔ عورتوں کا کیسے انتظام کریں۔

س: یہ تنقید طالبان پر ہوتی ہے کہ یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور منشیات اور اسامہ بن لادن اور دہشت گردی کی حمایت کرتے ہیں؟

ج: اگر عدل' امن' نفاذ شریعت جرم ہے تو وہ اب بھی کرتے ہیں۔ اگر اسامہ کو ہم دریا میں پھینک دیں تو بھی ویسٹ مخالفت نہیں چھوڑے گا اور منشیات کا تو انہوں نے خاتمہ کر دیا ہے۔ بار بار ہیروئن پر پابندیاں لگائیں' فصلیں تباہ کر دیں' یہ بہانہ بھی ختم ہوا۔ تیسرا بہانہ بنیادی حقوق کا تھا۔ طالبان حکومت سے پہلے بنیادی حقوق نہیں تھے۔ سینکڑوں لوگ مارے جاتے اور بیوی خاوند کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی' بدامنی تھی' مگر اب عورتوں کی کوئی بے حرمتی نہیں کر سکتا۔ تحفظ مل گیا ہے تو اب بھی شور کر رہے ہیں دراصل وہ چاہتے ہیں کہ جنگ جاری رہے۔

امریکہ جواب دے:

س: ویسٹ کہتا ہے کہ اسامہ دہشتگرد ہے آپ کا کیا خیال ہے کہ اسامہ کیسا ہے؟

ج: اسامہ انتہائی پرامن شریف شہری اور خیر خواہ ہے مسلمانوں کا' دہشت گردی اس میں نہیں ہے۔ اسامہ اسی طرح ہے جس طرح بارہ سال روس کے خلاف لڑ رہا تھا۔ امریکہ کے لئے وہ ہیرو تھا تو اب کیوں زیرو بن گیا۔ امریکہ جواب دے۔

امریکہ نے کبھی بھی طالبان کی حمایت نہیں کی:

س: شروع میں تو امریکہ طالبان کی حمایت کرتا تھا؟

ج: جی نہیں یہ سیم (اسی طرح) وہی صورت ہے جو روس افغانستان میں کر رہا تھا۔ اب امریکہ وہی کام مسلمانوں کے ساتھ کرنا چاہتا ہے جو روس نے اپنایا تھا خاص طور پر روس عربوں کے سمندروں کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتا تھا تا کہ ان کے گیس اور پیٹرول پر قبضہ کر سکے۔ اسامہ کہتا ہے کہ اس وقت میرے لئے جہاد ضروری تھا اور پرائے ملک میں فرض تھا۔ اب روس کی طرح امریکہ نے وہی کام کیا میرے ساتھ میرے ملک کا سب کچھ قبضہ کیا' حرمین کے اردگرد ان کا کنٹرول ہے۔ بالکل اسی طرح مجھ پر اب بھی جہاد فرض ہے۔ اس وقت میں ٹیرارسٹ نہیں تھا تو اب کیوں ٹیرارسٹ (دہشت گرد) بن گیا ہوں کہ ملک کے دفاع کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ امریکہ مختلف حربے استعمال کر رہا تھا۔ لیکن اس کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ اس نے طالبان کی سپورٹ (مدد) نہیں کی۔ بلکہ اس کا خیال تھا کہ طالبان جنگ کو مزید بھڑکا سکیں گے۔ امریکہ کو یہ پتہ نہ تھا کہ اس سے تو امن آ جائے گا۔ تو امریکہ نے کچھ پلاننگ نہیں بنائی۔ امریکہ اتنا بے وقوف بھی نہیں کہ جن لوگوں سے اس کو ڈر تھا کہ یہ تو اسلام والے ہیں وہ ان کی مدد کرے یہ طالبان کے خلاف ویسے ایک پروپیگنڈا ہے۔

س: امریکہ کی خواہش تھی کہ وہ پائپ لائن بچھائے اور امن قائم ہو؟

ج: لوگ تنگ تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ کوئی آئے اور امن قائم کرے اور ہمیں ظالموں سے بچائے اور کوئی بنیاد نہ تھی۔

<u>علماء دیوبند سامراجیت کے سامنے جھکنا نہیں چاہتے:</u>

س: ملا عمر کے ساتھ آپ کے کیا تعلقات ہیں؟

ج: ظاہر بات ہے کہ یہ لوگ ہمارے شاگرد ہیں' بچے ہیں۔ اور ہماری روحانی اولاد ہیں۔

س: دیوبندیوں اور وہابیوں میں کیا فرق ہے؟

ج: دیوبندی اور وہابی قریب قریب ہیں۔ یہ جو خرافات ہیں لوگوں نے دین میں شامل کر دی ہیں' بت پرستی اور قبر پرستی شرک اور بدعات کے یہ لوگ خلاف ہیں۔

س: دیوبندی سخت ہیں؟

ج: یہ سامراجی قوتوں کے سامنے کبھی جھکنا نہیں چاہتے۔

دی نیویارک ٹائمز

انٹرویو: 29/03/2001

THOMAS L. FRIEDMAN
Foreign Affairs Columnist

The New York Times

202-862-0372
1627 I Street, N.W FAX. 202-862-0340
Washington, D.C. 20006 Email: tfried1052@aol.com

انسان آزاد پیدا ہوا ہے:

س: اسلام کی نظروں میں انسان کا کیا مقام ہے؟

ج: پوری دنیا میں حضرات صحابہ کرامؓ پھیل گئے تھے' ایران کے شہنشاہ نے پوچھا آپ کیوں آئے ہیں؟ اور کس لیے؟ تو انہوں نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلادیں۔ ان کے جبر سے نجات دلادیں۔ اسلام کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ایک اللہ کے بندے بن جائیں۔ اور کوئی دوسرا اللہ کے ساتھ معبودیت میں شریک نہ ہو' انسان دوسرے انسانوں کو غلام سمجھیں؟ اسلام یہ ختم کرنا چاہتا ہے۔ اسلام کی نظر میں سارے انسان برابر ہیں۔ مسلم، کافر اور ہندو میں بحیثیت انسانیت کوئی بھی امتیاز نہیں ہے۔ امتیاز ایمان اور اخلاقی قدروں کی پاسداری سے ہے۔ سارے انسان آدمؑ کی اولاد ہیں۔ حضرت عمرؓ ہمارے خلیفہ راشد ہیں ان کے زمانے میں ایک شخص دوسروں پر زیادتی کررہا تھا ظلم کررہا تھا تو اس موقع پر ان کا ایک مشہور جملہ ہے کہ "تم نے کب سے انسانوں کو غلام بنانا شروع کردیا ہے اپنی ماؤں نے تو ہر انسان کو آزاد جنا ہے" ہر ماں انسان کو آزاد جنتی

ہے کسی کو کیا حق ہے کہ وہ لوگوں کو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنائے۔

<u>اپنی بقاءوسالمیت کی جنگ ہر قوم کا حق ہے:</u>

سوال: میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب آپ غلامی سے نجات دلانا چاہ رہے ہیں اور اس کے لیے جنگ کرتے ہیں تو پھر ہم اسے جہاد کہیں گے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: غلامی سے نجات دلانے کے لیے اگر بات چیت سے وہ راضی ہو جائے' جو ظالم اور جابر بیٹھا ہوا ہے اس کو سمجھایا جائے گا پس اگر راضی نہیں ہوتا اور پھر وہ پہلے ہتھیار اٹھاتا ہے' ہمیں روکتا ہے دباتا ہے تو مجبوراً ہر قوم کو اپنی بقاء کا اور آزادی کا حق ہے کہ وہ اپنی حفاظت کرے۔ میں چودہ سو سالہ تاریخ میں نہیں جاتا ہوں یہ جو گزرنے والی صدی ہے اس ایک صدی کی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ پورے عالم اسلام میں مسلمانوں نے کسی غیر مسلم ملک پر ہتھیار نہیں اٹھایا' جارحیت نہیں کی نہ غلام بنانے کی کوشش کی اور ہم پر پوری غیر مسلم دنیا مسلط رہی ڈیڑھ دو سو برس سے۔اگر ہم شور مچاتے ہیں فریاد کرتے ہیں کہ ہمیں آزادی چاہیے کالونی نو آبادی سسٹم کے خلاف' انگریز کے خلاف' فرانس کے خلاف آزادی کی جنگ مسلمانوں نے مجبوراً شروع کی۔ آپ بتائیے کہ ایک انچ کی بھی ہم نے کہیں مداخلت کی ہے۔تو جو جنگ لڑی گئی ہے وہ تو اپنی آزادی کے لیے لڑی کہ ہمارا ملک آزاد ہو جیسے امریکن کو حق ہے چائنیز کو حق ہے۔اسی طرح مسلمانوں کو بھی اپنی بقاء و سالمیت کے تحفظ اور آزادی کی حفاظت کرنے کا حق ہے۔

سوال: عرب جو ہیں انہوں نے تو اسرائیل کے خلاف جنگ کی ہے؟

جواب: اسرائیل کو باہر سے جمع کر کے ان پر بٹھایا گیا۔آپ لوگوں نے ساری دنیا سے یہودیوں کو چن چن کر جمع کیا اور مسلمان کے گھر پر قبضہ دلا دیا کہ یہ تمہارا گھر ہے اب وہ گھر والا کیا کرے۔کیا اسے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ غاصبوں سے اپنے گھر کو آزاد کرائے۔

سوال: ایران اٹیک کرتا ہے عراق پر یا عراق حملہ کرتا ہے ایران پر۔حالانکہ یہ دونوں مسلم ملک ہیں؟

جواب: نہیں' پہلے مسلم غیر مسلم کی بات کرتے ہیں اس پر بعد میں آئیں گے۔اب اسرائیل والوں نے آکر عربوں کو ان کے گھروں سے نکالا فلسطینیوں کو فلسطین سے نکالا جو ہزاروں سال سے بسے ہوئے تھے اور ان کو دنیا بھر میں بکھیر کر پھینک دیا اب وہ دنیا بھر میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔خدا

نہ کرے کہ اگر میں آپ کے گھر پر قبضہ کروں تو کیا آپ کو حق نہیں ہے کہ میرے ظلم سے اپنے آپ کو بچا ئیں۔ یہ جو ہمارے آپس میں جھگڑے ہوتے ہیں اس میں بھی پس پردہ غیر مسلم سازشیں ہیں ان کو دشمن استعمال کرتا ہے ایک دوسرے کے خلاف۔

سوال: کیا طالبان اپنے مسلمان لیڈروں کے خلاف جنگ نہیں کررہے؟

جواب: یہ میری ایک اور دلیل ہے کہ طالبان اٹھے ہیں ملک کو بچانے کے لیے امن قائم کرنے کے لیے سارے لیڈر سرینڈر ہو گئے نوے پرسنٹ ملک میں امن قائم ہو گیا لیکن کچھ لیڈروں کو دشمن استعمال کررہا ہے کہ تم کیوں کرسی چھوڑتے ہو ہم تمہاری پشت پر ہیں آپ کو پتہ ہے کہ احمد شاہ مسعود کے پیچھے کون کون سی طاقتیں ہیں۔ اگر یہ طاقتیں ان کی پشت پر نہ ہوتیں تو کوئی لڑائی نہ ہوتی۔ سو فیصد افغانستان میں امن ہوتا ہمیں پتہ ہے کہ اسرائیل تک ان کیساتھ ہیں اسرائیل کی جیپیں وغیرہ پکڑی گئی ہیں اس کا اسلحہ پکڑا گیا ہے اور رشین اس کی پشت پر ہیں مغربی طاقتیں ان کے پیچھے ہیں بھارت انکے پیچھے ہے تو یہاں بھی میری دلیل یہی ہے کہ آپ سازشوں سے مسلمانوں کو لڑاتے ہیں۔

سوال: آپ نے جیپ کا جو ذکر کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جیپ کا مطلب یہ ہے کہ ایسے جدید ترین آلات اور مشینری جو گاڑیوں ٹرکوں اور جیپوں میں لائی گئی ہیں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جیپوں کی طرح کوئی چیز بھیجی ہے کہ وہ انڈر گراؤنڈ سرنگ نکال لیتی ہے احمد شاہ مسعود کی پشت پر روس ہے اور فرانس ہے اگر یہ طاقتیں نہ ہوتیں وہ بے چارہ فرد واحد کچھ نہیں کرسکتا۔

امریکہ ظالم کی مدد نہ کرے:

سوال: پاکستان اور امریکہ اور افغانستان کے درمیان (Relationship) رابطوں میں کیا رکاوٹ ہے؟

جواب: سب سے پہلے بنیادی بات یہ ہے Relation Ship کے لیے کہ وہ ذہن صاف کردے، ہمیں جینے کا حق دے دے، ہم اپنے جینے کے لیے لڑ رہے ہیں مگر کسی غاصب اور ایک ظالم کے ساتھ تعلقات کی بات کیسے ہوسکتی ہے۔ مثلاً ہندوستان ظلم کررہا ہے امریکہ ہمیں حق دے کہ کشمیر کے لوگ اس کے خلاف اٹھیں، چیچنیا پر روس ظلم کررہا ہے ۴۰۰ برس سے ان کو جبری غلام بنا رکھا ہے۔ ان کو جینے کا

حق دیں کہ بھائی! اس قوم کو بھی امن کے ساتھ زندہ رہنے کا حق ہے۔ وہ ہماری مدد بھی نہ کرے لیکن ہم اپنے آپ کو بچانے کے لیے جو کوششیں کررہے ہیں اس کو دہشت گردی نہ کہے نہ وہ دہشت گردی ہے۔ کشمیر میں ہمارے جہادی ہیں کشمیری مجاہدین ہندو کے ساتھ لڑ رہے ہیں ظالموں کے ساتھ۔ اور ایک چیچنیا ہے' اسی طرح وہ ظالم بوسنیا کے ساتھ لڑ رہا ہے یعنی یہ تو ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے تو اس میں امریکہ اگر مظلوم کی حمایت نہیں کرسکتا تو کم از کم ظالم کی مدد تو نہ کرے۔ دیکھیں دنیا میں دو قومیں ہیں مسلمان اور غیر مسلم۔ اب جہاں مسلمان مظلوم ہے اس کو حق ہے کہ آواز اٹھائے۔ اور ظالم کا ہاتھ روکے امریکہ کا فرض ہے کہ انسانی ہمدردی کے لحاظ سے وہ ظالم کا ہاتھ روکے پھر ہمارے Relation Ship خود بخود قائم ہوجائیں گے۔ اسلام کے خلاف جو غلط پروپیگنڈا ہے اس کو وہ دور کردے' قریب آجائے' ہمیں اپنا دشمن نہ سمجھے کیونکہ جب بڑی طاقتوں کی لڑائی تھی مسلمانوں کی جدوجہد کا فائدہ غیر ارادی طور پر امریکہ کے پلڑے میں پڑ رہا تھا' اب امریکہ کو ہمارا ممنون ہونا چاہیے اس لئے کہ رشین وار میں اور سرد جنگ میں پورے عالم اسلام کے تقریباً سارے مسلمان ممالک کا فائدہ امریکہ لے رہا تھا۔ آج اگر امریکہ سپر پاور ہے اور سویت یونین تہس نہس ہوگیا ہے تو یہ جہاد کی برکت ہے اگر جہاد کا جذبہ نہ ہوتا دو ملین آدمی شہید نہ ہوئے ہوتے' تو آج افغانستان' پاکستان اور عرب امارات بھی غلام ہوتے۔ روس کو تو گرم پانی (سمندروں) پر قبضہ کرنا تھا۔

امریکہ آنکھیں کھولے:

سوال: میں سمجھتا ہوں کہ آپکا مطلب یہ ہے کہ جہاد میں دراصل امریکہ کو فائدہ ہوا؟

جواب: اگر امریکہ ہمارے ساتھ نہیں چھیڑتا تو اگر ہمارا جہاد بھارت کے خلاف ہے' روس کے خلاف ہے یا افغانستان کے کیمونسٹوں کے خلاف ہے تو اس کا سارا فائدہ امریکہ کو پہنچتا ہے ہندو دبا رہے گا تو امریکہ کے سامنے بھی دبا رہے گا اور فلسطین میں اگر یہودیوں کو لگام نہ دی جائے تو وہ آپ سے بھی بے قابو ہوسکتے ہیں پہلے سے آپ ان کے دباؤ میں ہیں' اگر مجاہدین ان کا دائرہ تنگ کرتے ہیں تو سمجھیں کہ آپ کو فائدہ ہوا ایک میلوڈین البرائٹ کا آپ سے علاج نہیں ہوتا کیونکہ آپ اس کو قابو نہیں کرسکتے وہ یہودی ہے اور آپ پر مسلط ہے' میں اس کے باپ دادا کو بھی جانتا ہوں اس کی ماں باپ کی تصویریں دیکھی ہیں اس کا نکاح یہودیوں کے طریقوں سے ہوا ہے وہ جو یہودیوں کے بروتو کولات

ہیں اور بانی تحریک ہیں اس کا باپ بھی اس میں شامل ہے۔ صیہونیت کے بالکل بانیوں میں سے ہیں تو امریکہ کو آنکھیں کھولنی چاہئیں۔

امریکہ لیتا ہے دیتا نہیں:

سوال: امریکہ کے صدر کا ابھی پاکستان کا جو دورہ ہوا اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: ہمارا اندازہ تو یہی ہے کہ وہ کچھ بھی ہمارے فائدے کی نہیں سوچے گا وہ اس دورے میں ہمیں کچھ دے گا نہیں۔ ہمیں یہ تجربہ ہوا ہے کہ اب تک جو پالیسیاں امریکہ کی آئی ہیں تو سخت وقت میں وہ کبھی پاکستانیوں کے ساتھ نہیں رہتا۔ کچھ لوگ شور مچا رہے تھے کہ وہ مختصر دورہ پر کیوں آ رہا ہے ہم نے کہا کہ وہ دس دن بھی یہاں رہے تو ہمیں کچھ نہیں دے گا بلکہ لے گا اپنے مقاصد کی تکمیل CTBT پر، کشمیر کے مسئلہ پر اور جہاد کے مسئلہ پر اور دینی مدارس اور ان چیزوں کے بارے میں اسی طرح اسامہ بن لادن اور افغانستان کا مسئلہ ہے۔ یہ اس کے ٹارگٹ تھے تو ہم نے کہا کہ وہ ہمیں کچھ دے گا نہیں بلکہ ہم سے کچھ لے گا ہمیں کچھ دینا تو نہیں تھا۔

سوال: آپ کی پارٹی کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو کچھ نہیں ملے گا یا سب پاکستانیوں کا یہ خیال تھا؟

جواب: سارے پاکستانیوں کا یہی خیال تھا کیونکہ اس کے ایجنڈے کی باتیں ایسی تھیں کہ ہمیں دبانے والی تھیں۔ میں نے اسے اخبار میں دعوت بھی دی تھی کہ آؤ کسی بھی دینی مدرسے میں اچانک وزٹ کرلو کہ آپ کو دہشت گرد نظر آتا ہے یا نہیں ہمارے ہاں تو سارے دارالعلوم حقانیہ میں کوئی دیوار اور باؤنڈری وال بھی نہیں ہے اور نہ کوئی چاردیواری ہے۔

اگر صدر کلنٹن دارالعلوم آئے:

سوال: اگر پریذیڈنٹ کلنٹن یہاں آجاتے تو آپ اسی طرح اس کو بٹھاتے اور اس سے بات کرتے۔

جواب: اس سے زیادہ کھل کر آزادی سے بات کرتا اور اگر کبھی ایسا موقع ملتا تو اس کو اسلام کی دعوت بھی دیتا۔

سوال: یہاں جو مفتی کورس ہو رہا ہے اس میں صدر کلنٹن کو جانے کی اجازت دے دیتے؟

جواب: بالکل اور اس سے تقریر بھی کرواتے لیکچر بھی دلواتے اور پھر ان سے سوالات بھی کرتے۔

سوال: کیامدرسے کے طالب علم اس کو دیکھ کر غصہ میں نہ آجاتے؟

جواب: بالکل نہ آتے یہاں امریکن، کینیڈین، آسٹریلین تمام یورپین لوگ آتے ہیں اور سفیر آتے ہیں بڑے احترام اور محبت سے وہ ملتے ہیں۔ مہمان کا اکرام فرض ہے اور اگر امریکی صدر دارالعلوم آجاتا اور ہماری مجلس میں آکر اٹھتا بیٹھتا اور مدرسہ میں گھوم پھر لیتا تو اسلام اور اس کے درمیان وہ دوری کم ہوجاتی جو سنی سنائی باتوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ آپ سب کو ہمارے قریب آکر بیٹھ کر دیکھنا چاہیے۔

سوال: یہ تو آپ کو بھی علم ہے کہ C.I.A والے دارالعلوم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: وہ سب غلط فہمی کی وجہ سے ہے حقیقت حال سے ناواقف ہیں۔ آپ جیسے لوگ جو ملک کے ترجمان ہیں، جرنلسٹ ہیں آپ یہاں آکر گہرائیوں میں جھانکئے اور یہاں کے معمولات اور صورتحال کو خود دیکھیں تو آپ پر ان کی غلط فہمی بھی واضح ہوجائے گی۔

دارالعلوم کے طلبہ کوئی عجیب مخلوق ہیں

سوال: جیسے ہمیں بھی علم ہے، کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ یہاں کوئی گن وغیرہ نہیں ہے؟

جواب: یہاں کسی کے پاس چاقو بھی نہیں ہے یہی وجہ ہے میں کہا کرتا ہوں BBC کی ایک ٹیم یہاں کے طلبہ کو دیکھنے آئی کہ یہ کس قسم کی مخلوق ہیں تو ان کو حیرت ہوئی کہ یہ ہم جیسے انسان ہیں اور ان لوگوں کے نام بھی ہیں یعنی زید عمر بکر۔ اس حد تک پروپیگنڈا کیا گیا کہ ان دینی طلباء کو کچھ اور مخلوق تصور کر لیا گیا ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ آپ لوگ خود تکلیف کریں یہاں آکر دیکھیں اور دنیا کو صحیح نقشہ دکھائیں یہ خلیج ختم ہوجائے گی۔

سوال: میں ملا عمر سے ملا ہوں اور انہیں بھی میں نے یہی کہا تھا کہ لوگ آپ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جیسے جن بھوت ہیں یا کوئی عجیب سی مخلوق ہے۔ لیکن آپ اگر ملیں لوگوں میں آئیں تو عام لوگوں کو بھی پتہ لگ جائے گا کہ اتنا برا نہیں ہے جتنا آپ کو بنایا جارہا ہے مجھے معلوم ہے کہ ملا عمر بہت ہچکچاہٹ والے ہیں۔

جواب: آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ ملاّ عمر سے ملے ہیں میں نے بھی طالبان سے کہا کہ آپ اپنے خول سے نکلیں۔ چاردیواری سے نکل کر کھل کر دنیا کے سامنے آئیں ساری دنیا آپ کو قریب سے

دیکھے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں بہت تلخ تجربے ہوئے ہیں ہم کھل کر سامنے بھی آئے ہیں لیکن وہ ہمیں کسی اور طرح دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ہمیں بھیانک تصویر میں پیش کیا جارہا ہے۔ ہماری اچھی بات نہیں پیش کرتے۔ایک ویسٹرن ٹیم یہاں آئی میں آپ کو مثال دیتا ہوں پورا دن وہ دارالعلوم میں گھومی پھری تمام دن یہ تعلیم' یہ تہذیب' یہ تمدن' یہ پڑھنا یہ پڑھانا تمام چیزیں اس نے دیکھیں ادھر جو کچن ہے اس سائیڈ پر بھی گئے جہاں سے طالب علم کھانا لیتے ہیں' ترتیب سے کھڑے ہوتے ہیں ایک دو چھوٹے طالب علم اتفاق سے برتن پر لڑ رہے تھے۔میں نے جب فلم دیکھی تو انہوں نے صرف وہ چیز دکھائی۔تو آپ بتائیں کہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ آپ نے یہ دیکھا میری وجہ سے کیمرے کو بھی طالب علم برداشت کر لیتے ہیں جبکہ انہیں ناگوار گزرتا ہے۔

حقانی فضلاء:

س: فضلاء حقانیہ کی جہاد میں تعداد کیا تھی؟

جواب: جو افغان لیڈر دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل تھے مولانا محمد یونس خالص، مولانا محمد نبی محمدی، جلال الدین حقانی وغیرہ کثیر تعداد میں تھے ان میں بے شمار شہید ہوئے ہیں۔روس کے خلاف بارہ (۱۲) سال جنگ لڑی گئی ہے شکستِ روس کے بعد شروع ہونے والی لیڈروں کی خانہ جنگی ختم نہیں ہو رہی تھی مجبوراً طالب علم اٹھے اور چھا گئے۔

سوال: کتنے افراد ہیں؟

جواب: ہم نے لسٹ تو نہیں دیکھی تاہم ان کی تعداد ہزاروں تک ہے۔

سوال: وہ کہہ رہے ہیں کہ روس کے خلاف جہاد میں افغانیوں کے علاوہ اور لوگ بھی تھے؟

جواب: روس کے خلاف تھے لیکن اب کوئی نہیں ہے افغانیوں کے ساتھ کوئی نہیں ہے یہ پروپیگنڈہ ہے اور جو عموماً حقانی حقانی کہلاتے ہیں وہ بھی حقانیہ کی طرف نسبت کی وجہ سے ہے۔ابھی جو سفیر ہے سید محمد حقانی جو پہلے تھے سعید الرحمان حقانی' شہاب الدین حقانی سب تقریباً حقانی فضلاء ہیں۔

دارالحرب اور دارالاسلام:

سوال: ہم امریکہ میں دو لفظ سنتے ہیں ہمیں اس کے بارے میں صحیح علم نہیں ہے کہ دارالحرب کیا ہے اور دارالاسلام کیا ہے؟

جواب: آپ خوب سمجھتے ہیں لیکن ہمارا امتحان لینا چاہتے ہیں۔

سوال: امریکہ میں وہ بتا رہے ہیں کہ اسلامی دنیا مستقل جنگ کی حالت میں ہے غیر مسلموں کے ساتھ؟ کیا دارالحرب کا یہی معنی ہے؟

جواب: دیکھیں یہ دو لفظ آپ نے سنے ہیں یہ اس بات کی نفی کرتے ہیں دارالاسلام اور دارالحرب یہ دنیا دو حصوں میں بانٹی گئی ہے اسلام کہتے ہیں سلامتی کو' امن کو تو اسلام کے کوئی اور معنی نہیں ہیں۔ اسلام سلامتی سے ہے سلم سے ہے اور دارالحرب' حرب سے ہے' حرب کہتے ہیں لڑائی کو تو دارالحرب کا مطلب ہے کہ وہ ہم سے ہر وقت لڑائی کی سوچتے ہیں یعنی وہ ہر وقت جنگ میں لگے رہتے ہیں۔ جبکہ دارالاسلام والے ہر وقت سلامتی اور امن کا سوچتے ہیں۔ اور پھر دارالاسلام وہ ہے کہ وہاں یہ Islamic Law' اسلامی نظام قائم ہو اور جہاں قائم نہ ہو اس سے تفریق کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ اس نظام کو نہیں مانتے۔ اگر ہم جنگ کا' جھگڑے کا سوچتے تو ہمارے ملکوں کا نام دارالحرب ہوتا۔

<u>ہر ذی روح کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے:</u>

سوال: CTBT کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: دراصل بات یہ ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دفاع کا حق دیا ہے۔ ایک بکری اور ہرنی کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو اس کو بھی بڑے بڑے سینگ دیئے ہیں کہ شیر کے جبڑوں سے بچتی رہے۔ سارے جانوروں کو دیکھیں تو ہر ایک کو ہتھیار بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اسی طرح ہر قوم کو اللہ نے دفاع کا حق دیا ہے کہ اپنے کو ظالموں سے بچائے۔ اگر یہ حق امریکہ اپنے لیے ضروری سمجھتا ہے مغربی دنیا ضروری سمجھتی ہے اور اس کے لیے امریکہ نے ایک ہزار ایٹمی تجربے کئے ہیں' تو جب ہم امریکیوں کے خلاف نہیں بلکہ کسی پڑوسی ملک سے بچاؤ کی سوچتے ہیں اور دوسرے پڑوسی ملک کو بچانے کی سوچتے ہیں تو کیا مسلمان اپنے دفاع کے لیے بھی انتظامات کرنے کا حق نہیں رکھتا! یہ تو بڑی ظالمانہ تفریق ہے کہ آپ اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو بے دست و پا رکھنا چاہتے ہیں' یہ کہاں کا انصاف ہے حالانکہ آپ نے جرمنی کو یہ حق دیا ہے' جاپان کو یہ حق دیا ہے' اسرائیل کو دیا ہے' بھارت کو دیا ہے' چین کو دیا ہے اور اسلامی ملک جب مگر مچھ کے جبڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں تو اس کو یہ حق نہیں دیتے یہ کیا ہے؟ یہ فلسفہ آپ نہیں سمجھتے تو اسلام والے ہم ہو گئے کہ ہم امن چاہتے ہیں سلامتی چاہتے

ہیں اور آپ حرب والے ہوئے کہ آپ جنگ چاہتے ہیں حرب چاہتے ہیں۔

دفاع کا حق:

سوال: دفاع کا حق کوئی بھی نہیں چھیننا چاہتا یہ پاکستان کے دفاع کے حق کا مسئلہ نہیں ہے آپکو دفاع کا حق حاصل ہے لیکن ہم تو صرف ہتھیاروں کی بات کرر ہے ہیں؟

جواب: دفاع تو ہتھیاروں سے کیا جاتا ہے کہ نہیں۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ہمارے دشمنوں کے پاس توپ ہو اور ہمارے پاس تیر کمان بھی نہ ہو۔ آپ ہمیں کہتے ہیں کہ پرانے تیر کمان بھی استعمال نہ کرو۔ اب دیکھیں ساری دنیا نے بم بنائے تو ہم نے ہندو بم' عیسائی بم 'یہودی بم اور کافر بم نہیں کہا تھا لیکن ہمارے بم بن گئے تو اس کا نام اسلامی بم آپ نے رکھ دیا یہ بم کیسے مسلمان اور کیسے کافر ہوتا ہے۔

سوال: کیا میں سمجھوں کہ یہ تعصب پر مبنی ہے جو اسلامی بم کہتا ہے؟

جواب: بلاشبہ یہ تعصب پر مبنی ہے ہم آپ کے ہزاروں بم برداشت کرتے ہیں اور آپ ہمارا اتنا چھوٹا سا بم برداشت نہیں کرتے۔ ایک ارب ہندو ہمارے سر پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمیں ایک منٹ کیلئے بھی برداشت نہیں کرتے۔ جب ان کا بم بنا تھا تو آپ شور نہیں مچار ہے تھے کہ ہندو بم بن گیا ہمارا بم بن گیا تو آپ روٹھ گئے۔

بھارت سے دفاعی تناسب:

سوال: امریکہ نے انڈیا پر بھی پابندی لگائی ہے' صرف پاکستان پر نہیں لگائی؟

جواب: لیکن انڈیا نے پھر بھی بات مانی نہیں ہے۔ ایٹم بم ان کے پاس نہ بھی ہو پھر بھی ہماری اور ان کی سو اور دس کی نسبت ہے۔ افرادی قوت، ٹینک، اسلحہ' زمینی اسلحہ اور فضائی قوت ہر لحاظ سے کہ ان سب پر دفاع کا دارومدار ہوتا ہے۔

نیوکلیئر بم کا استعمال:

سوال: نیوکلیئر بم کو استعمال کرنے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ کیا یہ جہاد ہوگا اور بم کا جائز استعمال ہوگا؟

جواب: اگر کوئی دشمن حملہ کریگا تو پھر لازماً ہمیں بھی اسکا بھرپور جواب دینا پڑیگا۔

سوال: So JIHAD is only defence?

جواب: جہاد کی بات نہ کریں آپ نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم کیوں استعمال کیا تھا آپ جہاد کر رہے تھے؟ کیا وہ جہاد تھا؟

سوال: آپ کے کہنے پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کل جہاد صرف دفاع ہے۔

جواب: درحقیقت اسوقت ہر جگہ ہمیں کوئی نہیں چھیڑ یگا تو ہم بھی نہیں چھیڑیں گے۔

سوال: جیسے امریکہ اور رشین کے درمیان؟

جواب: تو آپ مسلمانوں کو اپنے دشمن نہ سمجھیں کم از کم اپنے پرانے ساتھیوں کو تو نہ بھولیں پچاس سال سرد جنگ میں مسلمان آپ کیساتھ تھے اب یہ ظلم نہ کریں بے وفائی کا مظاہرہ نہ کریں۔

<u>**حکومت نہیں رعیت کا لحاظ رکھا جائے:**</u>

سوال: میری اپنی ذاتی رائے ہے کہ اگر جنرل مشرف سے امریکی صدر کو کوئی تکلیف تھی تو وہ اسے اپنی جگہ رکھتے لیکن یہاں کم از کم لوگوں سے ملنا چاہیے تھا بجائے اتنا چھوٹا سا دورہ کرنے کے، ہم حکومت سے اختلاف کر سکتے ہیں لوگوں سے نہیں ان سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں؟

جواب: یہاں تو ملک میں انقلابات آتے رہتے ہیں کوئی جاتا ہے کوئی آتا ہے اصل تو ملک کو، قوم کو، عوام کو دیکھنا چاہیئے تھا۔ ۱۲ اکتوبر سے پہلے ہم مشرف کو جانتے بھی نہیں تھے۔ میڈیا کے ذریعے کلنٹن کو لوگوں نے پہچانا اور مغربی میڈیا تو اسلام کے خلاف ہر بات کی تشہیر کرتا ہے تو آپ کا یہ دشمنی کا تصور غلط ہے۔ عالم اسلام کو اپنے قریب لاؤ۔ تو اس بات سے مجھے خوشی ہے کہ کلنٹن نے اپنے خطاب کے آخر میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم مسلمانوں کے دشمن نہیں ہیں۔ خدا کرے کہ عملاً بھی وہ اسی طرح کر پائیں۔

<u>**امریکہ کی محسن کش پالیسی:**</u>

سوال: آپ کے خیال میں کیا وجہ ہے کہ دس سال پہلے اسامہ بڑا مقبول بھی تھا پسندیدہ بھی تھا اور اب امریکہ اس کا مخالف ہے؟

جواب: ظاہر بات ہے کہ جب جہاد افغانستان سے امریکہ کے مقاصد پورے ہو گئے اور روس شکست کھا گیا اس کے بعد امریکہ کی ساری پالیسیاں بدل گئیں مسلمانوں سے بے وفائی کے پیش نظر

جہاد سے وہ ہاتھ کھینچ چکا تھا جہاد سے اس نے ہاتھ اٹھایا اور بڑی مشکلات میں مجاہدین کو ڈالا گیا۔آپس میں خانہ جنگی بھی امریکہ نے شروع کروائی۔ اس زمانہ میں' میں اپنے پرائیوٹ دورہ سے اتفاقاً واشنگٹن گیا۔تو میں نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے کانگریس مین Congres manاور سینیٹر ملیں ان کو پتہ چل گیا تو فوراً فارن آفس والوں نے بڑے خلوص ومحبت سے اس کا انتظام کیا حالانکہ ان کے پاس ٹائم کہاں ہوتا ہے کئی اہم لوگوں سے ٹائم فیکس کیا اور ان میں بیل میکالم تھے کانگرس مین اور گارڈن ہمصرے تھے ان لوگوں کو میں نے یہ ساری باتیں بتائیں کہ یہ کیا کرر ہے ہو اپنے دوستوں اور محسنوں سے ہاتھ اُٹھار ہے ہو' پالیسی بدل رہے ہو اس کا نقصان ہوگا یہ تو غداری ہے۔تو وہ سب مان گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم امریکی لوگ واقعی بڑے بے وفا ہیں ٹیپ (ریکارڈر) میں سب چیزیں (میرا ان کے ساتھ مکالمہ) محفوظ ہیں' تو اسی طرح امریکہ نے اسامہ سے متعلق پالیسی بھی تبدیل کرلی۔

<u>جیسے سینیٹر بھی</u>

سوال: مولانا آپ کس سال امریکہ گئے تھے؟

جواب: جنگ کے دوران۔اسامہ بن لادن صرف یہ کہتا ہے کہ میرے ملک میں بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جو افغانستان میں روس کرر ہا تھا اب اگر روس کے خلاف لڑنے میں وہ کہتا ہے کہ میرا فرض تھا اور میں مجاہد تھا اور پوری دنیا میرا حق تسلیم کرتی تھی تو اب میں دہشت گرد کیوں ہو گیا ہوں۔میرے سورسز وغیرہ پر دوسرے قابض ہیں میرے پٹرول کو' میری گیس کو' میری آزادی کو' سب کو ایک اجنبی قوم نے چھین لیا ہے۔وہ قابضوں سے ان کو چھڑانا چاہتا ہے تو امریکہ اس کے خلاف ہو گیا ہے۔

سوال: سعودی عرب میں کون جارح ہے کس نے جارحیت کی ہے؟

جواب: امریکہ خود بیٹھا ہوا ہے مکمل طور پر' بغیر جارحیت کے سیاست سے داخل ہوا ایک گولی اور بم بھی نہیں استعمال کیا اور سعودی عرب کو عملاً قبضہ میں لے لیا۔

سوال: وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو تو Kingنے بلایا ہوا ہے؟

جواب: کنگ (King) کو آپ نے صدام کا ہوا دکھایا کہ یہ صدام آرہا ہے کھا جائے گا' اب ان کو ڈرایا ہے کہ وہ اسامہ آیا جبکہ اسامہ اتنا خطرناک نہیں ہے کہ آپ لوگوں کو ڈرار ہے ہیں کہ اسامہ بہت بڑی بلا ہے۔

سوال: کیا میں کہہ دوں کہ اسامہ نیا صدام حسین ہے؟

جواب: نہیں اسے امریکہ نے خوفناک بنایا اور ایک مجاہد کو ایک دہشت گرد کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

سوال: کیا امریکہ کو ایک ایسے دشمن کی ضرورت ہے جس کا نام مسلمانوں والا ہو؟

جواب: دراصل امریکہ کو ایسے دشمن کی ضرورت تھی کہ جس کو آڑ بنا کر وہ اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کر سکے اور اس کے لئے وہ تیار ہے۔

احقاق حق:

سوال: میں آپ کی ان صاف باتوں پر حیران ہوں اور مزہ آرہا ہے آپ سے بات کرتے ہوئے؟

جواب: یہ بے تکلفی ہے۔آپ ناراض نہ ہوں' میرا مزاج یہ ہے کہ حق بات چاہے کسی کو بری لگے یا اچھی لگے لیکن کھل کر بات کرنی چاہیے۔ ہر مسلمان اسی طرح ہونا چاہیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی اس طرح کھل کر سامنے آئیں امریکیوں کی ساری بدگمانیاں ختم ہو جائینگی۔

سوال: اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ایک دوسرے سے چونکہ ملاقات زیادہ نہیں ہے تو آپ مجھے پھر اجازت دیں تو میں دوبارہ آؤں گا یہاں پر لوگوں سے تفصیل سے ملوں گا۔آپ مجھے بتائیں گے کہ قرآن غیر مسلموں سے سلوک کے بارے میں کیا کہتا ہے اور تفصیل اس میں کیا ہے۔

جواب: (مزاحاً) ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ ایک مہینہ یہاں دارالعلوم میں باقاعدہ داخلہ لیں آپکو Mess سے چپاتی لینا بھی پڑے گی اور دال کھانی پڑے گی۔اور اسلام کی عملی زندگی کا مشاہدہ بھی حاصل ہو جائے گا۔

سوال: یہاں کتنی فیس ہوتی ہے؟

جواب: یہاں پر ہم کسی سے فیس نہیں لیتے یہ سب مفت پڑھتے ہیں۔

سوال: میں گھر جارہا ہوں دو تین ہفتوں میں دوبارہ یہاں آؤنگا۔

جواب: ضرور آئیں۔آپ ہر وقت آسکتے ہیں۔

اسلام کریموف کا غلط پروپیگنڈہ:

سوال: اسلام کریموف کہتے ہیں کہ آپ یہاں سے طالب علموں کو وہاں بھیج کر حکومتیں الٹنا چاہتے

ہیں؟

جواب: یہ سارا غلط پروپیگنڈہ ہے۔ بیچارے مسلمان ڈیڑھ سو سال ان کے جبر میں تھے۔ رشین حکومت نے ان پر ظلم کی انتہا کی ہے۔ انہوں نے تو مسلمانوں کے مذہب سے بھی دشمنی کی ہے اوران کو اپنے قرآن سے اپنے رسم الخط سے اپنے کلچر سے بالکل محروم رکھا تھا۔ اب جو قوم آزاد ہوگئی ہے جیل سے بھی کوئی نکلتا ہے تو وہ اپنی آزادی پر خوش ہوتا ہے وہ بحیثیت مسلمان اب بھی تڑپ رہے ہیں کہ جا کر اپنا قرآن' اپنی حدیث' اپنے مذہب سے دوبارہ رشتہ جوڑ لیں' جیسے یہاں سے ایک طالب علم' تعلیم کی تلاش میں جاتا ہے اسی طرح یہ طلباء بھی علم حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں۔ وہاں تو اسلامی ادارے اور اسلامی یونیورسٹیاں سب ختم ہوگئی تھیں۔ ہر مسلمان بچے میں جب شعور آئیگا تو وہ احساس کریگا کہ میں بھی دین سیکھ لوں تو یہ طلباء بھی تاجکستان اور دوسرے ممالک سے صرف علم حاصل کرنے کیلئے آئے ہیں۔ حکومتوں کے اٹھنے سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

ظلم کے شکنجہ سے نجات حاصل کرنا جرم نہیں:

سوال: تاجکستان اور ازبکستان کی جو سیکولر حکومتیں ہیں ان کا تختہ الٹوانا ان کا مقصد نہیں ہے تو کیا یہ طالبان صرف یہ کہ مذہب سیکھیں؟ یہی ان کا ہدف ہے؟

جواب: مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث سیکھیں گے پھر آگے جا کر وہ خود بھی سوچیں گے ہمیں مستقبل میں کیا چاہیے جب رشین بلاک سارا ٹوٹ گیا اور جہاں کمیونزم ختم ہوگیا اب اس کا انصاف آپ کریں کہ وہاں سے تو کمیونسٹ حکمران ہٹا دیئے گئے۔ مگر جو چھ سات اسلامی ممالک ریاستیں ہیں تو روس ختم ہونے کے بعد بھی جبراً ان پر کمیونسٹ حکمرانوں کو بٹھانا چاہتا ہے۔ تو وہاں اگر مسلمان عوام اٹھتے ہیں کہ ہمیں ان کے شکنجہ سے نکالو تو وہ کونسی غلطی کرتے ہیں۔ دیوار برلن بھی توڑ دی گئی لیکن مسلمانوں پر دیوار برلن اب قائم ہے۔

فرانس چینل 2

ملاقات : مسٹر دانیل، مسٹر ملن یو

انٹرویو: 28 جولائی 2001ء


2
France
Agnes Vahramian
Journalist
Maison de France Television
7,Esplanade Henri de France 75907, Paris Cedex 15
Tel:01.56.22.52.43/10.00 Port. 06.14.35.98.92 FAX:01.56.22.40.47

تعارف:

میرا نام دانیل ہے اور میرے ساتھ جو کیمرہ مین ہے اس کا نام سلن یو ہے، ہم فرانس کے چینل 2 کے لئے کام کرنے آئے ہیں، اور ہم افغانستان جا رہے ہیں، افغانستان میں وہاں لوگوں کی عمومی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اس دینی مدرسہ (جامعہ دارالعلوم حقانیہ) نے ابھی تک افغانستان کے حالات پر کیا اثرات ڈالے ہیں اور اس دینی مدرسے کے جو مہتمم صاحب ہیں، جو اسے چلا رہے ہیں ان سے مل کر ان کے زندگی کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔

ج: پوچھئے گا۔

اجمالی تعارف:

س: سب سے پہلے تو ہم آپ کی پوزیشن کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس مدرسہ میں کس حیثیت سے کام کرتے ہیں؟

ج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ مدرسہ پاکستان بننے کے بعد قائم ہوا' کیونکہ ہندوستان میں دینی مدارس کا یہ سلسلہ جاری تھا لیکن تقسیم کے بعد راستے بند ہوگئے' لوگ نہیں جاسکے' تو میرے والد صاحب جو ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے' ان کے شاگرد یہاں جمع ہوگئے اور پھر یہاں یہ ادارہ قائم ہوا ان کی حیات میں بھی' میں اس مدرسہ میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ انتظام چلانے میں ان کا ہاتھ بٹاتا رہا' ان کی وفات کے بعد علماء اور اہم لوگوں کی مجلس شوریٰ ہے' اس میں مجھے ان کی جگہ اس مدرسہ کا چانسلر منتخب کیا گیا' میں یہاں پڑھاتا بھی ہوں' اس مدرسے کے انتظام کو بھی چلاتا ہوں' اس کے ساتھ ساتھ ملک کی ایک بڑی دینی سیاسی جماعت کا ذمہ دار بھی ہوں جس کی امارت وقیادت کا مجھے مسئول بنایا گیا ہے یعنی جے یو آئی (J U I)۔اور اس کے ساتھ ساتھ پارلیمنٹ میں بھی مسلسل دس پندرہ سال سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدو جہد جاری رکھی اور اب بھی یہ جدوجہد جمہوری طریقوں سے جاری ہے' میرے والد صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بھی 15 سال تک پارلیمنٹ کے ممبر رہے اور یہ ساری ذمہ داریاں نبھارہے تھے' بنیادی مشغلہ تو ہمارا ٹیچنگ ہے' درس و تدریس۔

<u>دارالعلوم حقانیہ طالبان کا مرجع کیوں بنا؟</u>

س: میں نے سنا ہے کہ طالبان جو ۹۰٪ ہیں وہ اسی مدرسہ کے پڑھے ہوئے ہیں' یہ طلباء یہاں پر ہی زیادہ کیوں آتے ہیں؟

ج: افغانستان کی سرحد چونکہ یہاں سے قریب ہے اور افغانستان میں دینی مدارس کا یہ سلسلہ نہ تھا لہٰذا اسلامی علوم کے متلاشی پہلے ہندوستان میں دیوبند جاتے تھے' جب برصغیر تقسیم ہوا اور دیوبند سے سلسلہ کٹ گیا تو یہ ادارہ قائم ہوا جو کہ افغانستان کے قریب بھی ہے' اور میرے والد صاحب حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ دیوبند سے پڑھے ہوئے تھے' اور وہیں پڑھاتے رہے' یہاں پر بھی کافی بڑی تعداد علماء کی پچاس سال میں تیار ہوگئی۔ انہوں نے افغان وار میں روس کے خلاف سب سے بڑا کردار ادا کیا یہ طالبان ایسا نہیں ہے کہ اچانک کہیں سے نمودار ہوئے' یہ ان ہی مجاہدین کی اولاد ہیں جو یہاں کے پڑھے ہوئے ہیں' اور اس مدرسہ کے تعلیمی معیار اور شہرت کی وجہ سے آتے ہیں اور ان کے بزرگوں نے یہاں سے پڑھا ہے۔ اس لئے ۹۰٪ طالبان زیادہ اسی مدرسہ کو ترجیح دیتے ہیں' یہ مولوی

یونس خالص٬ افغان کمانڈر مولوی جلال الدین حقانی وغیرہ جہاد افغانستان کے اکثر لیڈر وہ بھی اسی مدرسہ سے پڑھے ہوئے ہیں اس وجہ سے اس کی زیادہ اہمیت ہے۔

س: اس مدرسہ کی خاص بات کیا ہے؟ کہ جس کی وجہ سے سب یہاں پڑھنے کیلئے آتے ہیں؟

ج: خاص بات یہ ہے کہ یہاں تعلیمی معیار بہت اونچا ہے٬ علماء اور استاد بڑے مخلص ہیں جیسے آپ کے ہاں ہارڈورڈ یونیورسٹی اور آکسفورڈ یونیورسٹی ہے٬ بعض یونیورسٹیاں اپنے معیار کے لحاظ سے مقبول ہو جاتی ہیں٬ پھر یہاں دیہاتی ماحول ہے٬ شہری ہنگامے نہیں٬ پوری توجہ سے پڑھنا ہوتا ہے٬ اخلاقی تربیت بھی دی جاتی ہے٬ روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے٬ اللہ تعالیٰ نے اس ادارے کو ایک مقبولیت دی ہے٬ اور یہ ایک مرکز بن گیا ہے٬ پاکستان کے قیام کے بعد سب سے پہلا مدرسہ یہی بنا تھا٬ اور اس کے آس پاس جو شاخیں ہیں٬ افغانستان میں یا بلوچستان میں سرحد میں یا پاکستان کے دیگر علاقوں میں وہ سب اس کی شاخیں ہیں۔ تو طلبہ کوشش کرتے ہیں کہ مرکز میں جا کر پڑھیں٬ ایک اس کی شہرت بھی ہے اور معیار بھی ہے٬ پھر اللہ تعالیٰ نے ان طلبہ کو زیادہ کام کرنے کا موقع بھی دے دیا ہے۔

اسلامی نظام حیات:

س: یہاں پر یہ کیا سیکھتے ہیں؟

ج: اسلام ایک بہت بڑا جامع نظام حیات ہے٬ یہ دین و دنیا کے تمام مسائل میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے٬ اور اسلام دنیاوی علوم پر بھی بہت توجہ دیتا ہے۔ سائنس اور فلسفہ اور کائنات کو مسخر کرنا اسلام کا بنیادی مقصد ہے٬ اللہ تعالیٰ نے اس ساری کائنات کو چلانے کے لئے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو ہمارے نظام میں دینی و دنیاوی علوم سب ہیں٬ سائنس بھی ہے٬ فلسفہ بھی ہے٬ حساب بھی٬ جغرافیہ بھی٬ گرائمر بھی۔ آیاتِ آفاقی اور نظام کائنات میں تدبر اور تجسس پر اسلام نے زور دیا ہے لیکن بنیادی طور پر اسلام کے اپنے بھی کچھ علوم ہیں٬ اصول ہیں جو قرآن وسنت ہے اور پھر اسی سے اسلامک لاء نکلتا ہے٬ فقہ٬ اصولِ فقہ اور قرآن وسنت کے سمجھنے کے لئے پھر اعلیٰ معیارِ تعلیم کی ضرورت ہے٬ تقریباً چودہ علوم اس کی شاخیں ہیں تو اسلام دینی و دنیاوی دونوں علوم پر بہت زور دیتا ہے٬ لیکن انگریز نے یہاں ادارے جو قائم کئے تو دینی علوم کو بالکل ختم کر دیا اور کالجوں میں صرف دنیاوی علوم چھوڑ دیئے۔ مجبوراً ہمیں یہ مدارس کا نظام قائم کرنا پڑا کہ جہاں اسلامی علوم کی ترویج و

اشاعت ہواور قرآن سمجھنے کے لئے ضروری علوم سیکھنے پر بھی مجبور ہوں۔

اسلام کا نظام سیاست:

س: آپ سیاست بھی پڑھاتے ہیں؟

ج: اسلام کی تعلیمات میں سے ایک سیاست بھی ہے' دین اور سیاست میں اسلام تفریق نہیں کرتا' جیسے عیسائیوں کے ہاں تفریق ہوگئی۔ اسلام دین و دنیا کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے' اقتصادیات میں بھی اور حکومت کے نظام میں بھی رہنما اصول فراہم کرتا ہے' اسی طرح سماجی نظام اور تدبیر منزل میں اور فیملی لاز میں بھی۔ گویا اسلام بذات خود ایک بہت بڑی صحیح اور سچی سیاست ہے۔ اسلام کے آتے ہی رسول ﷺ نے ایک بہت بڑی ریاست قائم کی اور اس کے تمام خدوخال متعین کئے' پھر خلفاء راشدین نے ساری دنیا میں اسلام پھیلایا تو اسلام چودہ سو سال میں تمام دنیا کے دو یا تین حصوں پر حکومت کر چکا ہے' اسلام یہ نہیں کہتا ہے کہ کوئی غار میں جا کر بیٹھ جائے اللہ اللہ کرے یا کلیسا و گرجا میں بیٹھ جائے اس کی تعلیم یہ ہے کہ پوری دنیا کو خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق چلایا جائے۔

طالبان' سٹوڈنٹس ہیں:

س: یہ طالبان کیا ہیں؟

ج: طالبان ہمارے پشتو زبان میں سٹوڈنٹ کی جمع ہے۔ یعنی یہ تعلیم حاصل کرنے والے لوگ ہیں جب وہاں افغانستان میں امن قائم نہیں ہو رہا تھا اور خانہ جنگی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو جس طرح چین میں' فرانس میں اور دیگر ممالک روس وغیرہ میں اپنے ملک کو بحران سے نکالنے میں سٹوڈنٹ یعنی نوجوانوں نے قربانی دی تو جیسے فرانس میں' چین میں' دنیا بھر میں انقلاب لانے میں جوان ہی صف اول کے لوگ رہے ہیں' تو اسی طرح افغانستان میں بھی ہوا' ان کے آباؤ اجداد نے افغانستان میں ۱۴' ۱۵ سال قربانیاں دیں' شہید ہوئے تھے' روس کے جانے کے بعد یہ اپنے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہوگئے کہ اب اطمینان سے پڑھیں گے لیکن وہاں بعض خودغرض لیڈروں نے ملک کو تباہ کر دیا تو نوجوان سٹوڈنٹ یعنی طالبان اٹھ کھڑے ہوئے' اس کو ویسے ہی یورپ نے ہوا بنا دیا ہے' اگر آپ طالبان کے بجائے انہیں سٹوڈنٹ کہہ دیں تو آپ کا مسئلہ ختم ہو جائے گا لیکن جان بوجھ کر طالبان کے

لفظ پر اصرار ہے۔

اسلام تحصیل علم کے لئے عمر کی حدیں قائم نہیں کرتا:

س: ایک طالب علم کی تعلیم مکمل کرنے میں کتنے سال لگتے ہیں؟ ایک طالب علم جب آ کر داخلہ لیتا ہے تو ان کی عمر کتنی ہوتی ہے؟

ج: یہاں پر مختلف شعبے قائم ہیں' یہ ایک آزاد اسلامی یونیورسٹی ہے۔ مثلاً ابتداء میں ناظرہ قرآن پڑھنا' قرآن کا حفظ کرنا' اسی طرح سکول کا شعبہ ہے' درس نظامی کا شعبہ ہے' تو شعبوں کے لحاظ سے عمر کو دیکھا جاتا ہے' یعنی اگر چھوٹے بچے ہیں تو انہیں ابتدائی درجوں میں شامل کیا جاتا ہے' اور اگر وہ بڑی کلاسوں میں شامل ہونا چاہتا ہے اور اس سے پہلے وہ دوسری جگہوں میں تکمیل کر چکا ہے تو اسے بڑی کلاسوں میں داخلہ دیا جاتا ہے تو عمر کے اس لحاظ سے فرق ہے کہ سکول کے لئے ایک عمر ہے اور جو بڑی کلاسوں کے لئے ہیں وہ علیحدہ ہیں اور بڑی عمر کے طلباء بھی ہیں لیکن اگر ایک شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور چالیس سال کا بھی ہو' علم حاصل کرنا گویا دین حاصل کرنا ہے۔ قرآن وسنت پڑھنا ہے اور اگر اسے پہلے توجہ اور ہدایت نہیں ہوئی تھی تو پھر بھی ہم اسے تعلیم سے نہیں روک سکتے ہیں' آخری عمر میں اللہ نے اسے ہدایت دی اور اب وہ اسلامی علوم حاصل کرنا چاہتا ہے ایک بوڑھا اگر پہلے قرآن مجید نہ پڑھ سکا تھا وہ اگر کہہ دے کہ مجھے ناظرہ پڑھنا ہے تو اس لحاظ سے پھر ہم عمر کی تحدید نہیں کر سکتے' اسلام علم کی راہ میں عمر کی حدیں قائم نہیں کرتا لیکن یہاں پر ایک نظام ہے' چھوٹوں وغیرہ کی عمر مقرر ہے۔ سکول کی تعلیم میں ۷۔۸ سال لگتے ہیں اسی طرح ہمارے سارے اسلامی علوم کے جو شعبے ہیں اس کیلئے ۸ سال بنیادی ہیں اور اگر آگے تخصص (Specialization) کرنا چاہتے ہیں تو وہ علیحدہ دو سال اور ہیں اور جو سکول پڑھنا چاہتے ہیں ان کیلئے اپنا طریقہ کار ہے تو یورپ وغیرہ کی طرح یہاں بھی داخلہ کیلئے عمر کا معیار مقرر ہے۔

طالبان کے قیام کی وجہ:

س: آپ کب یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں پڑھنے والے طالبان جنگ کیلئے چلے جائیں۔

ج: یہ لڑکے ہم نے نہیں بھیجے ہیں وہ خود تعلیم میں مصروف رہنا چاہتے ہیں۔ چونکہ چھ سات سال تک متعدد سرکردہ لوگوں نے کوششیں کیں کہ روس کے چلے جانے کے بعد افغان لیڈرز آپس میں

مسائل طے کرلیں اور جھگڑے اور خانہ جنگی اورکرسی و اقتدار کی جنگ سے الگ ہوں' اور جمہوری طریقوں پر اپنی حکومت بنالیں لیکن وہ نہیں ہوسکا' وہاں طوائف الملو کی بن گئی تھی' دو دو میل پر پھاٹک تھے تو خود افغان طالب علموں نے قندھار میں حالات سنوارنے کا عزم کیا' جب ظلم و بربریت بہت زیادہ ہوگئی اور کسی راستہ پر شوہر کے ساتھ بیوی بھی نہیں جاسکتی تھی تو کچھ طالب علم اٹھے اور وہاں اصلاح کی تو لوگوں نے شکرادا کیا کہ اللہ نے ہمیں نجات دہندہ بھیج دیئے اور خود لوگوں نے ویلکم کہا' وہ پھیلتے گئے اور سارا اسلحہ وغیرہ لوگوں نے ان کے قدموں میں ڈال دیا کہ ہمیں ان ظالموں سے نجات دلا دو حالانکہ یہ یورپین ممالک نہیں چاہتے تھے کہ وہاں خانہ جنگی ختم ہو ورنہ وہ اثر و رسوخ استعمال کرکے اسے ختم کراسکتے تھے' یہ افغان لیڈروں کو مجبور کرسکتے تھے جو ان کے زیراثر تھے بالخصوص امریکہ کے زیراثر لیڈرز' لیکن امریکہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ خوش ہو رہا تھا کہ وہاں خون خرابہ جاری رہے اور لوگ ایک دوسرے کو قتل کرتے رہیں اور بالآخر افغانستان کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوجائے۔

ایسے حالات میں افغانستان کے نوجوان طالبان نے دنیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے' وہ امن لانے کیلئے اور انسانی حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

<u>حکومت چلانے کیلئے اسلام کی ہدایات واضح ہیں:</u>

س: جو طالبان ابھی وہاں پر حکومت کررہے ہیں وہ زیادہ تر یہاں کے پڑھے ہوئے ہیں کیا انہوں نے آپ سے اس بات کا مشورہ کیا ہے' کہ ہم ملک کو اس طرح چلاتے ہیں جس طرح کہ وہ چلا رہے ہیں۔

ج: اس میں شک نہیں ہے کہ جو اہم مناصب پر فائز ہیں ان کی زیادہ تعداد یہاں کے فضلاء ہیں۔ سپریم کونسل میں تقریباً ۹۰٪ جو حکمران ہیں وہ یہاں کے پڑھے ہوئے ہیں اور یہاں کے اعلیٰ معیار کی وجہ سے امیر المومنین کا ان پر بڑا اعتماد ہے۔ باقی وہ اسلامی تعلیمات اور قرآن وسنت کے مطابق ملک چلا رہے ہیں یعنی ان کو ہر مسئلہ میں ہمارے ساتھ مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے' اسلام نے بالکل واضح اور کلیئر ہدایات دی ہیں' عدل کیسے قائم ہوگا ' عدالت کیسے چلائی جائے گی' اور انصاف کس طرح مہیا ہوگا' حدود وتعزیرات کیسے قائم ہوں گے' تو وہ یہاں کتابوں میں پڑھے ہوئے ہیں' سب ان کے سامنے ہیں اسی کے روشنی میں نظام چلا رہے ہیں۔

اجتماعی موقف:

س: چونکہ وہ زیادہ آپ کے شاگرد ہیں اور آپ ان کے ٹیچر رہے ہیں' اور آپ اس مدرسہ کے چانسلر بھی ہیں تو آپ کی اس حیثیت کی وجہ سے کیا وہ وقتاً فوقتاً آپ سے مشورے لیتے رہتے ہیں۔

ج: اصولاً ٹیچر اور سٹوڈنٹ کا تعلق ماں باپ کے تعلق سے زیادہ ہوتا ہے یہ ایک روحانی رشتہ ہوتا ہے' اور میں نے عرض کیا کہ اسلامی تعلیمات کی شکل میں ان کے سامنے پورا مکمل نظام موجود ہے جب ایک ملک یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ اس ملک کے نظام کو قرآن وسنت اور شریعت کے مطابق چلایا جائے گا۔ تو شریعت پھر خود ہر مرحلے پر ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ ان کے پاس اصول و ہدایات کے ذخیرے موجود ہوتے ہیں' کتابیں موجود ہوتی ہیں' پچھلے فیصلے موجود ہوتے ہیں۔ اور ایسا کوئی عالمی مسئلہ ان کو درپیش آجائے' مشکلات کا فوری سیاسی مسئلہ مثلاً امریکہ کی پابندیاں اور ایسی کئی چیزیں آجاتی ہیں تو وہ ہمارے تعاون پر خوش ہوتے ہیں ہم ان کی مدد کیلئے یہاں سارے علماء کو اکٹھا کرتے ہیں' اس وقت پاکستان کی پوری دینی جماعتیں اور علماء سب ان کیلئے اکٹھے ہیں اور میں بھی سب کو بلا کر پاکستانی عوام کا ایک اجتماعی موقف ان کے سامنے لے آتا ہوں۔

طالبان نے پورے ملک کو ایک وفاق کے ساتھ جوڑ دیا:

س: طالبان کا حکومت چلانے کا جو نظام ہے اس کو دنیا سمجھ نہیں پا رہی ہے کہ وہ کس طرح سے چلا رہے ہیں کس طرح نہیں' نہ ان کی کوئی بات سمجھ میں آتی ہے کہ کیا نظام ہے تو آپ کا اسکے بارے میں کیا خیال ہے؟

ج: بنیادی بات یہ ہے کہ لوگ سمجھنے کی کوششیں نہیں کرتے' ایک غلط تصور اسلامی نظام کے بارے میں قائم کیا گیا ہے کہ وہاں انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں۔ عورتوں کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے' تعلیم پر پابندیاں ہیں اور انصاف مہیا نہیں ہوتا یہ سب غلط فہمیاں ہیں اور من گھڑت الزامات ہیں۔ اس نظام کی کامیابی کا عملی ثبوت یہ ہے کہ پورے ملک کے ٪۹۰ حصہ میں امن ہے تو آپ واشنگٹن' نیویارک کے 42 سٹریٹ میں بھی پوری سیکورٹی بٹھا رہے ہیں لیکن آپ وہاں امن نہیں قائم کرسکتے او ردس ڈالر بھی جیب میں ساتھ نہیں لے جاسکتے' مگر وہاں جلال آباد سے لے کر ہرات تک ایک آدمی بے خطر جاتا ہے اور ایک عورت بھی آپ بھیجیں ہرات تک' آپ کے ساتھ ڈالروں کا بھرا بکس بھی ہو

کوئی اس کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا' تو سمجھئے کہ وہاں کوئی نظام آ گیا ہے نا طالبان سے پہلے وہاں کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی۔ طالبان کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ انہوں نے پورے ملک کو ایک وفاق کے ساتھ جوڑ دیا' طالبان سے پہلے کیا صورتحال تھی ایک صوبہ تو کیا بلکہ ایک شہر میں بھی حکومت نہیں تھی' ہر جگہ طوائف الملو کی تھی۔ ۲۰ سال سے بمباریاں ہو رہی تھیں پھر لیڈروں نے بھی اسے خانہ جنگی سے تباہ کیا تو سب سے پہلے افغانستان میں طالبان نے مرکزیت قائم کی اور ایک جگہ سے احکامات اور ہدایات صادر ہونے لگے اسی طرح ایک نظام پر سارا ملک چلنے گا۔

اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ ایسا مثالی نظام تو کہیں بھی دنیا میں نہیں ہے۔ ایک وحدت ایک اکائی کے طور پر پورے ملک کو باندھ لیا گیا' دو باتیں ہوئیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ آپ لوگ وہاں امن قائم ہونے نہیں دیتے آپ وہاں جنگ نہیں ختم کراتے' ورنہ طالبان اگر اس جنگ سے فارغ ہو جاتے تو مکمل یکسوئی سے مضبوط نظام قائم ہو جاتا۔ پارلیمنٹ بھی قائم ہو جاتی یہ ادارے بھی قائم ہو جاتے تو آپ لوگوں نے ان کو خانہ جنگی میں لگا رکھا ہے ان حالات میں انہوں نے جو کچھ کیا یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔

اسلامی قوانین کا امتیاز

س: وہاں پر بڑے سخت قسم کے قوانین پاس کئے جاتے ہیں؟ مثلاً میوزک پر بڑی شدید پابندی ہے علماء کوئی نہ کوئی فتویٰ جاری کرتے رہتے ہیں زندگی بڑی مشکل ہوتی جا رہی ہے۔

ج: جو سخت قوانین ہیں وہ چور' ڈاکو اور قاتل کے لئے ہیں اگر یہ قوانینِ اسلام یعنی تعزیرات وہاں نافذ نہ ہوتے تو پھر امن قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ ان قوانین میں شرپسندوں کیلئے سختی تو ہے لیکن پورے معاشرے کو تحفظ مل گیا ہے اور آپ کے ہاں تو دسیوں' سینکڑوں لوگوں کو سزا دے دی جاتی ہے' لیکن پھر بھی فرق نہیں پڑتا ہے۔ یہاں ایک شخص کو جرم کی وجہ سے سرِعام سزا دے دی جاتی ہے تو پورے ملک پر اس کے اثرات پڑتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ کچھ چیزیں اسلام کی نظر میں منع ہیں آپ اسے سختی کہتے ہیں لیکن وہ اسلام کے فطری تقاضے ہیں' کیونکہ ہمارا اور آپ کا کلچر جدا جدا ہے ہمارے ہاں پردہ ہے اور خواتین اور مردوں کا آپس میں میل جول' کلبوں میں ڈانس کرنا اور عریاں جانا اور آپس میں نامحرموں کے ساتھ مخلوط معاشرہ قائم کرنا' اس کی گنجائش اسلامی کلچر میں نہیں ہے۔ ان پر پابندی کو آپ

سختی کہتے ہیں لیکن اس سے بہت سکون' امن اور اطمینان قائم ہوا ہے۔ جو چیزیں اسلام نے حرام کی ہیں طالبان لازماً اس کے نفاذ کی کوششیں کریں گے کیونکہ ان جرائم سے نقصانات پھیلتے ہیں اس لئے اس کو وہ روک رہے ہیں مگر اس کا پروپیگنڈہ بھی زیادہ ہے۔ اب موسیقی ہے تو اس کی ایک حد ہے وہی موسیقی اگر اشعار کی صورت میں ہو یا گانے بجانے کے بجائے اگر جہاد کی باتیں ہوں' اسلام سے محبت کی باتیں ہوں تو اس پر قدغن نہیں لگاتے لیکن اگر کوئی کلچر انسانی اخلاقی اقدار کو تباہ کرنے کا باعث ہو تو اس کو وہ منع کرتے ہیں اس طرح اس کلچر میں جائز و ناجائز کی تفریق کی گئی ہے۔

__دینی مدارس کا تعلیمی معیار:__

س: یہ طالبان جو پڑھتے ہیں ان کا کتنا عرصہ مذہبی سٹڈی پر لگتا ہے اور کتنے عرصہ تک جنرل سٹڈی کرتے ہیں؟

ج: اس تعلیم میں جنرل سٹڈی بھی ہے تاریخ بھی ہے اور جغرافیہ بھی۔ اس میں تحریری مشق بھی ہے' تقریری بھی ہے یہ ساری چیزیں اس میں آجاتی ہیں اور اگر وہ لاء سپیشلائزیشن کرنا چاہتے ہیں یا کسی اور مضمون میں تو وہ بھی اس کے ساتھ کر سکتے ہیں یعنی بالکل آپ کے ہاں جو سسٹم ہے تو یہاں پر بھی دینی علوم میں ایسی محنت ہوتی ہے جس طرح آپ کے ہاں دنیاوی تعلیم پر ہوتی ہے۔

__افغانستان میں مغرب کی چیرہ دستیاں:__

س: افغانستان کی جو حالیہ سیاست اس وقت چل رہی ہے اس سے آپ اتفاق کرتے ہیں؟

ج: اس میں سیاست تو نہیں ہے ہم بھی چاہتے ہیں طالبان بھی چاہتے ہیں کہ سارے متحارب گروپ جو ہیں وہ مل بیٹھیں۔ خوشی ہو گی کہ متحارب گروہ وہاں اپنے جھگڑے وغیرہ ختم کر دیں طالبان کو بھی ہم کہتے ہیں کہ اس کا حل یہی ہے کہ اگر کوئی بھی گنجائش ہو کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں اور معاملات طے کر لیں لیکن وہ فریق جو اصل قوت ہے وہ حرف آخر ہے یہ شمالی اتحاد کوئی الائنس نہیں ہے وہ لوگ گھسے پٹے بکھر گئے ہیں۔ افغانستان میں ہیں ہی نہیں۔ اس وقت شمالی اتحاد ایک شخص کا نام ہے جو احمد شاہ مسعود ہے ہماری اس سے بھی اپیل ہے کہ اس جنگ کو کب تک جاری رکھو گے۔ یہ طالبان آپ کی اولاد ہیں۔ آپ کی قوم ہے کسی بیرونی ملک کے لوگ تو نہیں آئے۔ اپنے بچوں کے ساتھ آپ مل بیٹھیں مسائل حل کریں تو جھگڑا سارا ختم ہو جائے گا۔ لیکن اس کی پشت پر بیرونی' اسلام دشمن

ساری قوتیں ہیں ان کا فائدہ جنگ میں ہے' طالبان کو جنگ میں فائدہ نہیں' سراسر نقصان ہے لیکن ایک شخص کے پیچھے اسرائیل سمیت فرانس انڈیا' یعنی سارے اس کی پشت پر ہیں اس وجہ سے امن قائم نہیں ہورہا ہے۔ان سے ہماری اپیل یہی ہے کہ اگر وہ یہ جنگ بند کردیں تو طالبان کے ساتھ ہم ان کی بات چیت کرائیں گے اور صلح و امن قائم ہوجائے گا۔طالبان کو بھی فائدہ ہوگا۔وہ بھی امن سے اپنے ملک میں رہ سکیں گے۔رہی سیاست وہاں عام سیاست نہیں ہے۔ الحمدللہ عوام مطمئن ہیں ابھی تک امریکہ اپنی پابندیوں کے ذریعے سے عوام کو مجبور کرنا چاہتا ہے کہ وہ بھوک کے ہاتھوں مجبور ہوکر طالبان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تو بھوکا بنا کر' بھوک کے ذریعے بلیک میلنگ کرانا چاہتے ہیں۔فرانس اس مسئلہ میں بہتر کردار ادا کرسکتا ہے فرانس کے تعلقات ان کے ساتھ کافی حد تک بہتر ہیں' مغربی ممالک اور یورپی یونین میں جتنے ہمارے رابطے اور مذاکرات ہوئے ہیں ان میں فرانس کا رویہ بہت اچھا ہے اس نے امریکی پابندیوں کی بھی مخالفت کی تھی اور مجھے خود سفیر نے کہا کہ امریکہ تو غیر محدود پابندیاں لگانا چاہتا تھا۔ہم نے دوسال تک کے لئے محدود کردیں۔وہ امداد بھی کررہا ہے اور طالبان کے دلوں میں بھی اس کے لئے نرم گوشہ ہے لیکن ادھر احمد شاہ مسعود کے ساتھ بھی فرانس کے بڑے یارانے چل رہے ہیں۔تو اس صورت میں یہ اچھی بات ہے کہ فرانس دونوں فریقوں کو ملانے میں بہت موثر کردار ادا کرسکتا ہے۔اس کو امریکہ کے اشاروں پر نہیں ناچنا چاہیے امریکہ آپ لوگوں کو یعنی فرانس اور یورپین کنٹریز کو استعمال کررہا ہے۔اس کے شکنجہ سے آپ نکل جائیں تو آپ بہت بڑا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

طالبان میں یہ جذبہ جہاد کہاں سے آیا:

س: مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے کہ یہاں پر جو لوگ پڑھتے ہیں ان میں اتنا جذبہ کس طرح آجاتا ہے کہ مرنے کیلئے تیار ہوجاتے ہیں' آپ انہیں کیا پڑھاتے ہیں؟

ج: اسلام ایک بنیادی اور اٹل حقیقت یعنی آخرت کا تصور دیتا ہے کہ ایک دوسری دنیا ہے اور انسان وہاں جائے گا تو اسلام نے کہا ہے کہ دین کے لئے اور ملک کی آزادی کے لئے قربانی ضائع نہیں جاتی' وہ مرتا نہیں بلکہ مرکر ہمیشہ کے لئے زندہ ہوجاتا ہے۔اس لافانی جذبہ کی وجہ سے ہی اسلام دنیا میں پھیلا ہے۔تو یہاں کی تعلیم میں یہی سبق سکھایا جاتا ہے کہ بھائی یہ دنیا عارضی ہے اصل دنیا وہ

ہےاس کے لئے کچھ کرو ظلم کے خلاف لڑتے ہوئے اگر شہید ہو جاؤ گے تو زندہ جاوید ہو جاؤ گے۔ ملک کی حفاظت کے لئے شہید ہو جاؤ گے تو زندہ رہو گے اور انسانیت کی خدمت کے لئے اللہ کے دین کے لئے شہید ہو جاؤ تو زندہ رہو گے۔ تو یہ نظریہ ایک بے مثال سپرٹ پیدا کرتا ہے اور وہ شہادت کو سعادت سمجھتے ہیں۔

B.BC کے پولینڈ، ساؤتھ امریکہ اور اسپینش پروڈیوسرز اور براڈ کاسٹ کرنے والوں سے انٹرویو

انٹرویو: 11 ستمبر 2001ء کے بعد

British Broadcasting Corporation
Room 809 NE Bush House PO Box 76 Strang London WC2B 4PH
Telephone +44(0)20 7557 2626 Fax + 44 (0) 207557 1907
email: javier.farje @bbc.co.uk

BBC World Service

Javier Jarje
Senior Producer

Spanish America Section

امریکی اور مغربی میڈیا کی جارحیت:

س: اگر آپ کو امریکہ والے بالکل صحیح ثبوت دیتے ہیں کہ اسامہ اس کیس میں ملوث تھا تو آپ اس کو UNO کے حوالہ کردیں گے، یا امریکہ کے؟

ج: یہ بنیادی مسئلہ میرا نہیں ہے ہم پاکستانی ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی ہمدردیاں اسکے ساتھ ہیں، اور ہماری بھی ہمدردی ہے۔ مگر یہ اب طالبان کا مسئلہ ہے۔

س: آپ کا مغربی میڈیا کے بارے میں کیا خیال ہے خاص کر اس موجودہ مسئلہ میں؟

ج: امریکہ نے جارحیت سے پہلے بھی ایک افسوسناک کام یہ کیا کہ پورے مغربی میڈیا کے ذریعہ وہ طالبان اور مسلمانوں پر وار کررہا ہے، اور تمام مغربی میڈیا جارحیت میں لگا ہوا ہے وہ مسلمانوں کی اور عالم اسلام کی ایک انتہائی شرمناک تصویر پیش کررہا ہے جبکہ پورے عالم اسلام میں مسلمانوں

نے اپنا کوئی موثر پریس اور میڈیا قائم نہیں کیا انفرادی طور پر لوگ اپنی کوششیں کررہے ہیں لیکن جو ایک عالمی میڈیا ہونا چاہیے تھا جو اسلام اور اسلامی ممالک کی ترجمانی کرتا ہو' مگر یہ اس لئے نہ ہوسکا کہ سارے اسلامی ممالک اور ان کے سارے وسائل ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں ہم اپنی کوشش کررہے ہیں کہ حقائق بے نقاب ہوں آپ لوگوں کو بھی میں مصروفیات کے باوجود وقت دیتا ہوں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ کچھ تو ہمارا پیغام پہنچے۔ افسوس پچپن اسلامی ممالک نے اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا تو پوری امت مسلمہ اسی وجہ سے فتنوں اور خرابیوں میں بربادیوں میں مبتلا ہوتی جارہی ہے۔ ہمارے اخلاق اور تہذیب بھی پورے مغربی میڈیا کے رحم وکرم پر ہیں۔

س: تو آپ کیا اس چیز کو ضروری نہیں سمجھتے کہ آپ کی طرف سے یا آپ کی جماعت کی طرف سے کوئی ایسا اخبار یا ایسا میڈیا ہو جو پوری طرح آپ کے نقطہ نظر کو پیش کرے اور ان کا مقابلہ کرے؟

ج: ہم تو بہت زیادہ ضرورت محسوس کرتے ہیں اور جہاں بس چلتا ہے چھوٹے موٹے اخبار بھی نکالتے ہیں میڈیا سے بھی باتیں کرتے ہیں' لیکن ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ اتنی بڑی طاقتوں کا اور قوتوں کا مقابلہ کرسکیں' جب کہ حکومتیں اس ضرورت کو سمجھتی نہیں۔

مغربی میڈیا کی معاندانہ پالیسی:

س: جس طرح CNN اور BBC ہے وہ اس وقت پوری طرح مکمل طور پر ایک رپورٹنگ کررہی ہے آپ اور آپ کی جماعت کے بارے میں طالبان کے بارے میں تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی رپورٹنگ درست ہے۔

ج: وہ سو فیصد حقائق کو توڑ مروڑ کرتے ہیں' اور تحریف کرتے ہیں' غلط تصویر پیش کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں صرف CNN اور BBC تک نہیں ہے' بلکہ اکثر مغربی میڈیا انتہائی شرمناک تصویر پیش کرتی ہے' ہمارے جذبات پیش نہیں کرتے' کہ ہم امن اور سلامتی کے داعی ہیں ہم ٹیررازم کی مذمت کرتے ہیں۔ جو ظلم ہم پر ہورہے ہیں اس کے بارے میں جو احتجاج کرتے ہیں' وہ دنیا کو نہیں پیش کرتے۔

یہ سوال امریکہ سے پوچھیں کہ اصل مجرم کون ہے؟

س: یہ جو امریکہ پر حملہ ہوا ہے' اس پر آپ خوش ہوئے یا خوش نہیں ہوئے؟

ج: میں کہتا ہوں فلسطین میں جو کچھ روزانہ ہوتا ہے یا کشمیر میں جو مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے صدر بش اس پر خوش ہیں یا خفا ہیں' پہلے وہ کہہ دیں جو اس کا ردعمل ہوگا وہی میرا ردعمل ہوگا اگر وہ کہہ دیں کہ میں بہت خفا ہوں تو ہم بھی وہی کہیں گے کہ کشمیر میں فلسطین میں چیچنیا میں' بوسنیا میں افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اور قتل عام بے گناہ بچوں کا جاری ہے' معصوم بچہ گود میں بھی محفوظ نہیں ہے' اس کے بارے میں صدر بش یا مغربی میڈیا کیوں خاموش ہے۔ آپ ہمارے تبصرے کیوں مانگتے ہیں' صرف امریکہ میں رہنے والے لوگ انسان ہیں کیا باقی مسلمان جانور ہیں' کتوں کی موت مرتے رہیں گے۔ وہ کنڈم کریں اسرائیلی اقدامات کو' ہندوؤں کی جارحیت کو' رشین کے اقدامات کو اور اس کی مذمت کریں' پھر ہم بھی تبصرہ کر سکیں گے' بنیادی طور پر اسلام کا معنی ہی امن اور سلامتی ہے۔ اسلام دہشت گردی کو دنیا میں کہیں بھی پسند نہیں کرتا۔ لیکن جہاں مسلمانوں پر دہشت گردی تسلسل سے مسلط کر دی جائے اور شور بھی مچایا جائے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں تو اس کا کیا علاج ہے' اس وقت مغربی دنیا میں بھی ٹیررازم کی لہر آ رہی ہے اسی ہفتے پیرس میں دھماکے ہوئے اور بے شمار لوگ مر گئے اور پرسوں تمہارے بڑے پارٹنر سوئٹزرلینڈ میں ہوا تو کیا یہ ہر جگہ اسامہ یا مسلمان کرتا ہے' امریکہ اصلی مجرم کو بچانا چاہتا ہے' اس کو معلوم ہے کہ وہ ان کے اندر کے ہیں' ان کا نام نہیں لے سکتے' لیکن وہ اپنے عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کیلئے مسلمانوں کو نشانہ بنا رہے ہیں اصل مجرم ان کو معلوم ہیں۔

امریکہ روس کے تجربے سے فائدہ اٹھائے:

س: یہ جو حالات چل رہے ہیں جس میں پاکستان نے الائنس کیا ہے' یو ایس اے کے ساتھ اس کے علاوہ افغانستان میں جو حالات چل رہے ہیں آپ کیا سوچتے ہیں اس کے بارے میں۔

ج: ہم کہتے ہیں امریکہ کو اپنے سارے اقدامات پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اب اس کے ہاتھ میں ہے' جبر اور ظلم سے کوئی چیز نہیں دبائی جا سکتی جس میں امریکہ کو بھی نقصان ہو گا اور پاکستان اور افغانستان کو بھی ہوگا' اور پورا خطہ جنگ کی لپیٹ میں آ جائے گا امریکہ روس کے تجربے سے فائدہ اٹھائے' روس کو کیا ملا اگر امریکہ اتنے بڑے طویل تجربے سے فائدہ نہیں اٹھاتا یہ اس کی بڑی بے وقوفی ہوگی' امریکہ افغانستان سے ہاتھ اٹھالے بس سارا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

<u>یہ اونٹ واپس نہیں جائے گا:</u>

س: یہ جو مشرق وسطیٰ میں امریکہ نے پہلے کیا جو اس سے غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں اور وہ جو کچھ کر رہا ہے تو آپ کیا سوچ رہے ہیں کہ اس کو کیا کرنا چاہیے۔

ج: ابھی تک مشرق وسطیٰ میں پنجے جمائے ہوئے ہے اور ابھی تک برطانیہ اور امریکہ مل کر عراق پر بمباری کر رہے ہیں' پابندیاں نہیں ہٹا رہے ہیں' اب تو صدام کے دس پندرہ سال ہو گئے ہیں تو وہ کبھی بھی اپنی کوتاہی نہیں سمجھتا وہ کسی جگہ پنجے گاڑنے کے بعد واپس جاتا نہیں نہ اپنی غلطیوں کا احساس کرتا ہے اس لئے ہم حکومت پاکستان سے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اگر آپ نے اونٹ کا سر خیمے میں داخل کرایا تو پھر اونٹ واپس نہیں جائے گا۔ بدو نکلے گا

<u>ایک نقطہ جسے امریکہ نہ سمجھ سکا:</u>

س: کہا جاتا ہے کہ ۱۱ستمبر کے واقعہ میں یہ آدمی جب وہاں جہاز میں بیٹھا تو اس کا سوٹ کیس باہر رہ گیا تھا' اسے جہاز میں نہیں رکھ سکے بعد میں انہوں نے تفتیش کی تو سوٹ کیس سے ایک کتاب نکلی ہے جس میں اعلان تھا کہ ہم نے ایسا کرنا ہے' اور صبح اٹھ کر انہوں نے نماز پڑھی اور تہجد پڑھی ہے اور پھر دعا کی ہے کہ یا اللہ مجھے معاف کر یہ اس بند بریف کیس میں تھا ائیر پورٹ میں جو رہ گیا تھا۔

ج: وہ تو اب موجود نہیں ہے اگر وہ کریش ہو گیا ہے تو وہ کیا صفائی پیش کر سکتا ہے اپنی' دوسری بات یہ ہے کہ فلسطین کا اور چیچنیا کا اور بوسنیا کا اور عراق کا لیبیا کا کوئی بھی رد عمل ہو سکتا ہے میں نے تو پہلے کہا کہ اگلی غلطیوں پر وہ سوچیں کہ ایک شخص کیوں مجبور ہو جاتا ہے' اپنی جان دینے پر اس نقطے کو کیوں نہیں سوچتے کہ ایک شخص اپنی زندگی کو داؤ پر لگا تا ہے' بنیاد جو ہے ان چیزوں کی اس کا علاج ہونا چاہیے' اگر اس نے ایسا کیا بھی ہے تو حالات کا جائزہ لینا چاہیے کہ ایک شخص کیوں تیار ہوا اپنے آپکو قربان کرنے کے لئے فلسطین میں آپ دیکھیں چھوٹے بچے ٹینک پر کود جاتے ہیں اپنے ساتھ بم باندھ کر ٹینک میں اتر جاتے ہیں اور بم بلاسٹ کرتے ہیں ٹینک کو بم سے اڑاتے ہیں آخر وہ مجبور ہوتے ہیں کہ یہ ٹینک ہم سب کو تباہ کر رہا ہے' اس سے پہلے ہم اس ٹینک کو کیوں نہ تباہ کر دیں۔

س: یہی بندہ جس کی لکھی ہوئی کتاب ہے اگر سامنے آ جائے تو آپ اس کو ٹرائل کیلئے دیں گے۔

ج: یہ تو ایک عدالت ہی اس کا فیصلہ کر سکتی ہے دنیا میں کوئی فیصلہ صرف الزام پر نہیں ہوتا یہ کورٹ

فیصلہ کرتی ہے' وہ اور مدعی علیہ کے ساتھ مل بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ کس قسم کا کورٹ اس کو قبول ہے۔

ذاتی تعارف:

س: آپ اپنا اور سکول کا نام بتا دیں؟

ج: جامعہ دارالعلوم حقانیہ یونیورسٹی' اور میرا نام سمیع الحق ہے اور اس ادارے کا چانسلر ہوں۔

س: تعداد کتنی ہے؟

ج: تین ہزار کے لگ بھگ۔

س: کن کن ملکوں کے ہیں۔

ج: دنیا کی مختلف جگہوں سے لوگ یہاں آتے ہیں' دنیا بھر کے مختلف ملکوں سے مراد روس اور یورپ نہیں ہے۔ زیادہ تر پاکستان اور افغانستان کے ہیں جہاں سے کوئی آنا چاہے تو ہم منع نہیں کرتے' اسلام تعلیم کے لئے مرد اور عورت کی تفریق نہیں کرتا بلکہ وہ عورت کی تعلیم پر زیادہ زور دیتا ہے۔

طالبان سے رابطہ:

س: آپ کا قندھار جانے کا کوئی پروگرام ہے؟

ج: یہ ہم نے طالبان گورنمنٹ پر چھوڑا ہے اگر وہ ہمیں دعوت دیتے ہیں اور ایسا مناسب سمجھتے ہیں۔

س: ایک خبر آئی ہے کہ آپ جا رہے ہیں؟ اور ان لوگوں سے مذاکرات کا پروگرام ہے۔

ج: ہم نے کہا ہے کہ اگر ہم مناسب سمجھیں اور وہ بھی مناسب سمجھیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ آپ آ جائیں کہ مشکلات حل ہونے کا کوئی راستہ نکل آئے تو ہم جائیں گے' مگر حکومت کے کسی ایجنڈہ پر نہیں' امریکہ کے ایجنڈہ پر نہیں۔

س: کہا جاتا ہے کہ بہت سے طالبان کے لیڈروں نے یہاں تعلیم حاصل کی ہے' تو آپ ان کے ساتھ کوئی رابطہ رکھتے ہیں اور کس قسم کا رابطہ رکھتے ہیں۔

ج: یہ ان کی مادر علمی ہے ان کا علمی مرکز ہے جس طرح یونیورسٹی کے ساتھ اپنے شاگرد ہر وقت وابستہ ہوتے ہیں' تو اسی طرح وہ یہاں آتے رہتے ہیں۔ تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں بلکہ جن لوگوں نے بھی جہاد کیا ہے وہ یہاں آتے ہیں ان کا تعلق صرف استادی اور شاگردی کا ہے یہاں تعلیم حاصل

کرتے ہیں، باقی ان کی اپنی سیاست ہے۔

س: ٹریننگ تو آپ نہیں دیتے؟

ج: جی نہیں! انہیں تو خود روس نے ٹریننگ دی ہے، روس آیا تھا اور انہیں مجبور ہو کر ٹریننگ لینی پڑی اور اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تو چاقو بھی کسی کے پاس نہیں ہوتا یہ تو سڑک کے کنارے کھلی جگہ ہے یہاں کوئی تہہ خانے نہیں ہیں، ہر قسم کی گاڑی یہاں سے گزرتی ہے۔

س: اگر امریکہ کے پاس کوئی مضبوط ثبوت ہوا سامہ بن لادن کے بارے میں اور وہ افغانستان کو دے دیں تو کیا آپ انہیں سپورٹ کریں گے کہ وہ بن لادن کو حوالہ کردیں۔

ج: ہم تو کب سے چیخ رہے ہیں کہ ثبوت پیش کردیں معلوم نہیں کہ وہ کیسے ثبوت ہیں کہ اب تک پیش نہیں کرتے۔ یہ ایک بے ثبوت الزام ہے۔ جب ۱۱ ستمبر کا حادثہ ہوا تو آدھے گھنٹے بعد اعلان کردیا گیا کہ یہ اسامہ بن لادن نے کیا ہے، اور اگر ثبوت پیش ہو جائیں تو سب سے پہلے طالبان خود اسے دے دیں گے۔

<u>پوری دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ:</u>

س: اگر امریکہ بے ثبوت افغانستان پر حملہ کردے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ یہاں آپ کے جو طالبان ہیں یہ وہاں جنگ لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

ج: ہمارے طالبان نہیں چودہ کروڑ مسلمان تیار ہوں گے، اس لئے کہ جیسے روس نے حملہ کیا تھا تو پوری دنیا اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

س: یہاں سے طالبان گئے تھے۔

ج: یہاں سے نہیں بلکہ تمام دنیا سے مصر سے، عرب ممالک سے دنیا گئی تھی یہ اسامہ بھی آیا تھا، اس لئے کہ روس ایک ظالم تھا تو اسی طرح پھر ہوگا۔

<u>طالبان حکومت میں اثر:</u>

س: اس کا مطلب یہ ہے کہ افغانستان حکومت میں آپ کا بہت اثر ہے۔

ج: پچاس سال سے یہ سلسلہ تعلیم و تعلم جاری ہے، جب سے پاکستان بنا ہے، تو افغانستان سے طالب علم یہاں آتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے اور پچپن سال میں ہزاروں علماء تیار ہوئے پھر

روس کے خلاف کم از کم پانچ ہزار شہید ہوئے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ ہماری کوئی ایسی بات نہیں مانیں گے جو شریعت کے خلاف ہو جوان کے قومی وملی مفاد کے خلاف ہو' یہی تعلیم انہیں ملی ہے کہ شریعت کے اصولوں اور عالمی انسانی اقدار کی پابندی کریں اور قطعی طور پر کسی پر ظلم نہ کرنا اور بے ثبوت کسی کو حوالہ نہ کرنا اسی چیز کی انہیں تعلیم دی گئی ہے' اگر میں انہیں کہوں یا کوئی اور کہے تو وہ سب کچھ قرآن و سنت کے معیار پر پرکھ کر کرتے ہیں۔

س: آپ کے اس مدرسے میں زیادہ زور کس تعلیم پر دیا جاتا ہے؟

ج: مکمل دین اسلام اور قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم دی جارہی ہے۔قرآن اور اسلام ایک مکمل نظام ہے اس میں دین اور دنیا کی تقسیم نہیں ہے' اس میں سیاست بھی ہے اقتصادیات بھی عبادات بھی ہیں' اخلاق' فیملی سسٹم عائلی سسٹم کے قوانین سب ہیں' اسلام تمام شعبوں میں مکمل رہنمائی کرتا ہے' ہمارے ہاں تمام چیزوں کی تعلیم کے اپنے اپنے شعبے ہیں۔

رونالڈ ولینڈ۔نیوز ویک
گیرے نائٹ گلوبل نیوز کینیڈا، پیرس، فرانس
اینی لیس، چینل II ٹی وی فرانس

انٹرویو 13-9-2001 بروز جمعرات

امریکہ ۹ستمبر اور دیگر معاملات کی تہہ تک پہنچے:

س: اا ستمبر کو امریکی ورلڈ سنٹر کے واقعہ کے بارے میں آپ کی رائے؟

ج: دنیا میں جہاں بھی انسانی جان ضائع ہو جنگ کے ذریعہ ہو یا ٹیررازم کے ذریعہ ہو تو پوری بنی نوع انسانیت کو اس کی تکلیف لازماً پہنچتی ہے، لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ امریکہ اس معاملے کی تہہ تک پہنچے اور گہرائیوں میں جائے ایسے موقع پر غصہ بھی ہوتا ہے انتقام کا جذبہ بھڑکتا ہے، جذبات میں انسان جلدی میں کوئی ایسا فیصلہ کر جاتا ہے کہ اس سے فائدے کے بجائے نقصان ہو جاتا ہے۔ بدقسمتی سے دنیا کی سکرین پر محاذ آرائی صرف بظاہر امریکہ مغربی ممالک اور مسلمانوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے اور بدقسمتی سے غلط فہمیوں کی وجہ سے ان دونوں قوتوں کے درمیان خلیج بڑی وسیع کر دی گئی ہے مگر اس وقت امریکہ کی مخالف قوتیں مسلمان نہیں، مسلمان انہیں ختم نہیں کرنا چاہتے نہ ان کی سپر میسی کو چیلنج کرتے ہیں نہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم امریکہ پر قبضہ کر سکتے ہیں یا امریکہ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، یعنی مسلمانوں کی طرف سے اسے کوئی ایسا چیلنج نہیں دیا گیا جبکہ امریکہ کی جو پالیسیاں ہیں اس کی بنیاد یہ

ہے کہ میں پوری دنیا پر چھا جاؤں اور واحد سپر پاور بنوں اور پوری دنیا پر اقتصادی' سیاسی اور دفاعی لحاظ سے کنٹرول حاصل کروں تو اس پالیسی کی دنیا میں بہت بڑی بڑی طاقتیں خلاف ہیں' غیر مسلم طاقتیں بھی خلاف ہیں' درحقیقت یورپی یونین بھی دل سے نہیں چاہتی ہے فار ایسٹ (مشرقِ بعید) کے جو ترقی یافتہ ممالک ہیں' جاپان' چین' کوریا' تائیوان یہ سارے ممالک امریکہ کی اقتصادی پالیسیوں اور اجارہ داری قائم کرنے کا نشانہ بنے ہوئے ہیں' خود یہود کی اپنی پالیسیاں عالم اسلام کے بارے میں اور ہیں یہود اور عیسائیوں کی جو لڑائی ہے' اسلام کی آمد سے قبل کی ہے' مسلمانوں کے ساتھ تو ابتداء ہی سے چودہ سو برس سے یہود کی پالیسیاں بہت سخت ہیں' بنسبت عیسائیوں کے پس منظر دنیا جانتی ہے۔

<u>امریکہ پر یہود مسلط ہیں:</u>

یہود امریکہ پر عملاً اتنی گرفت پا چکے ہیں اور کنٹرول اتنا شدید ہے کہ اب امریکہ کو وہ اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور صہیونیوں کی طویل المعیاد پلاننگ اور منصوبوں کے تحت انہوں نے پورے مغرب کو اپنے شکنجے میں لے لیا ہے ابھی الیکشن میں امریکی ریاست فلاڈیلفا کی مثال آپ کے سامنے ہے جہاں صدر کے انتخابات میں جو کچھ ہوا' اس کو سامنے رکھیں' یہودی وزیراعظم یاتن یاہو نے دو تین سال پہلے یہ کہا تھا جو واضح طور پر ریکارڈ پر ہے کہ میں جب چاہوں واشنگٹن کو جلا سکتا ہوں۔ آپ سمجھ گئے یہ بات تو امریکہ کو بھی سوچنی چاہیے جب وہ ذرا سی کوئی ایسی بات کر جاتا ہے جو یہود کی مرضی سے ہٹ کر ہو تو یہودی ان کو ثابت کروا دیتے ہیں طاقت کے زور سے یا انڈر گراؤنڈ سازش سے کہ ہم سب کچھ تمہارے ساتھ کر سکتے ہیں خود امریکہ کی مشینری میں اور انتظامیہ میں اس کے دفاعی نظام میں بھی ایسے لوگ ہیں جو سارے نظام پر در پردہ چھائے ہوئے ہیں اور وہ امریکہ کی حکومتوں کی پالیسیوں کا ہر وقت ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں' اب اس حادثے کو آپ دیکھیں ہوسٹن سے ایک جہاز میں نے سنا ہے کہ چلا ہے وہ ہوسٹن سے پھر لاس اینجلس سے جہاز سارے رخ چھوڑ کر سارے مراحل طے کر کے کیسے وہ پہنچا تین گھنٹے پھر نو فلائی زون' پینٹا گون کا اور وائٹ ہاؤس جہاں ایسا سسٹم ہے راڈار کا کہ کوئی جہاز داخل ہی نہیں ہو سکتا یہ سب کچھ ہوا اور ان

مراحل سے گزرا تو یہ تو کوئی اندرونی نظام کا عنصر ان کے ساتھ شریک تھا' پہلے بھی اوکلاہاما میں جو حملہ ہوا تو انہوں نے یکدم سارا ملبہ مسلمانوں پر ڈالنا چاہا اور شور مچایا اور پتہ لگا کہ وہ خود امریکی تھے۔ (ترجمان سے) ان کو کہئے میں قدرے تفصیل میں اس لئے جارہا ہوں کہ میری خواہش ہے کہ جو ہمارے خیالات ہیں وہ ان کے سامنے رکھ دیں اگر یہ تکلیف آپ کر سکتے ہیں تو پھر تفصیل میں جاؤں۔

مسلمان غیر خدائی نظام کے سامنے گردن نہاد نہیں ہوتے۔امریکہ سارے سوالات کو سامنے رکھے:

دوران گفتگو ترجمان سے سوال کہ آپ کا خیال یہ ہے کہ یہ سارا کچھ یہودیوں نے کیا ہے تو میں نے اس کا جواب دیا ۔

میں نے اسکا پس منظر بیان کیا' امریکہ کی اقتصادیات ساری سیاست' اور میڈیا وغیرہ ان کے کنٹرول اور دسترس میں ہے تو میں کوئی فیصلہ نہیں کرتا ہوں بلکہ سوالات ان کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ وہ جذبات میں فیصلہ کرنے کے بجائے ان سارے حالات کا جائزہ لیں اس حادثے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ امریکہ نیوورلڈ آرڈر کے چکر میں پورے ورلڈ پر اپنا ایک نظام مسلط کرنا چاہتا ہے اور گلوبلائزیشن بھی اس کا ایک حصہ ہے اور سوویت یونین کے تہس نہس ہونے کے بعد اس زعم میں مستقلاً مبتلا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ ورلڈ آرڈر کی راہ میں مسلمان رکاوٹ بن رہے ہیں کیونکہ مسلمانوں کو اللہ نے تعلیم دی ہے کہ تمھارا اپنا ایک نظام ہوگا' اور کسی اوروں کے نظام کے سامنے آپ نہیں جھکیں گے اس وقت مسلمان یہ تو نہیں کرر ہے ہیں کہ اپنا نظام جبراً رکھیں' امریکہ اور روس میں یا کہیں نافذ کردیں' لیکن مسلمان کسی غیر خدائی نظام کے سامنے گردن نہاد نہیں ہوسکتے وہ بیچارے اپنے اسلامی ملکوں میں مجبور ہیں' جبری نظام نافذ ہیں مگر وہ بدل نہیں سکتے' مگر امریکہ سمجھتا ہے کہ میری راہ میں رکاوٹ صرف مسلمان ہیں۔

اوکلاہاما:

س: ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ اوکلاہاما کی مثال آپ نے دی ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اس چیز میں شامل نہیں ہیں؟

ج: مجھے ساری بات پوری کرنے دیں۔مختصر الفاظ میں اس طرف آ رہا ہوں' دوسری بات یہ ہے کہ جتنی ان کی پالیسیاں ہیں مسلمانوں کے بارے میں اپنے ورلڈ آرڈر کی وجہ سے تو وہ بالکل صریح متضاد پالیساں ہیں جہاں مسلمان کونقصان پہنچا ہو وہاں امریکہ اور پالیسی اختیار کرتا ہے جہاں فائدہ ہو وہاں اور' اس کی مثالیں ہزاروں ہیں کہ امریکہ دوہرے معیار اور دوہرے کردار کا مظاہرہ مسلمانوں کیساتھ کرتا ہے' مشرقی تیمور میں اور اس طرح سے کشمیر میں اور طرح ہے افغانستان میں اور پالیسی ہے' فلسطین میں اور ہے تو اس کے ری ایکشن میں مسلمانوں میں امریکہ کیخلاف بھی شدت پیدا ہوتی ہے' اپنے گھر کی حفاظت سب کرنا چاہتے ہیں کشمیر میں' افغانستان میں' عراق میں' فلسطین میں ہمیں امریکہ کی اجازت اور غیروں کی غلامی قبول نہیں تو پھر اس کو یہ ٹیررازم کا نام دینے لگ جاتے ہیں۔

مسلمان ہر جگہ بیدار ہو رہے ہیں:

دوسرا خطرہ امریکہ کو یہ ہے کہ مسلمان ہر جگہ بیدار ہو رہے ہیں امریکہ اور یورپ میں اس کے اثرات پھیل رہے ہیں خود امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے تو وہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے بڑے زور وشور سے ہر غلط بات ان پر ڈال رہے ہیں کہ یہ ساری گڑبڑ یہ لوگ کر رہے ہیں' اب افغانستان میں جنگ جاری تھی روس کے خلاف تو امریکہ خوش تھا' ہزاروں لاکھوں افراد شہید ہو گئے اس کو جہاد کہہ رہے تھے اس کو ٹیررازم نہیں کہہ رہے تھے' جبکہ وہ صرف اپنے ملک اور دین کی بقاء کے لئے لڑ رہے تھے امریکہ خوش تھا کہ روس جو ان کی حریف طاقت ہے مسلمانوں کے ہاتھوں گر رہا ہے اور اس جنگ میں اسامہ بن لادن بھی پیش پیش تھا اور امریکہ اس کو ہیرو سمجھ رہا تھا اب وہی جنگ جو افغانستان میں لوگ لڑ رہے تھے وہی جنگ جب کشمیری لڑ رہے ہیں' فلسطینی لڑ رہے ہیں' تو اس کو ٹیررازم کہتے ہیں تو ہماری سمجھ میں امریکہ کی یہ ساری پالیسی نہیں آ سکتی' اس وقت بھی میں سمجھتا ہوں کہ

یہ دہشت گردی جو ہوئی ہے اس کا الزام فوراً نہ لگائیں' اگر جرم ثابت ہوسکتا ہے' دلائل' شواہد اور ثبوت ہوں طالبان کے خلاف' یا اسامہ کے خلاف' یا افغانستان کے خلاف' تو پھر بخوشی ہمیں بھی قبول ہے لیکن بغیر تحقیق کے دہشت گردی کا رخ مسلمانوں کی طرف موڑ دینے سے اصل دشمن جو ہے' ان کی نظروں سے بچ جاتا ہے جس نے یہ کام کیا ہوتا ہے وہ آرام سے مزے اڑاتا رہ جاتا ہے اور شور مچ جاتا ہے کہ اسامہ اور مسلمان طالبان نے کیا تنزانیہ وغیرہ کے واقعات کے بعد اسامہ پر تین چار سال گزر گئے اور طالبان نے ہم نے سب نے اسامہ نے بھی کہا کہ بھائی اگر میں مجرم ہوں تو کوئی ثبوت شواہد پیش کرو دنیا کے سامنے عالمی عدالت میں باقاعدہ کیس لے جاؤ' شواہد کی فائل لے جاؤ' FIR ایف آئی آر لے جاؤ' اور طالبان نے مختلف آپشن دے رکھے ہیں کہ ہم خود ایک عالمی عدالت قائم کردیں گے' دوسرے نمبر پر عالم اسلام کی ایک بڑی عدالت قائم کردیں گے' تم وہاں آکر سب کچھ پیش کرو' پھر شریعت کے مطابق جو ہو ہم سزا دیں گے لیکن تین چار سال میں امریکہ نے ایک آپشن پر بھی کوئی سنجیدہ ایکشن نہیں لیا اس وقت طالبان انتہائی مشکل حالات میں ہیں' امریکہ نے پابندیاں لگائی ہیں افغانستان میں' بچے تڑپ رہے ہیں کیمپوں میں پڑے ہیں' مانیٹر ٹیمیں آرہی ہیں ایسے حالات میں طالبان اپنی زندگی مشکل سے سنبھالے ہوئے ہیں' شمالی اتحاد کے ساتھ ساری دنیا کی طاقتیں جمع ہیں۔ ان حالات کی وجہ سے انہوں نے اسامہ سے بھی کہا ہے کہ ہمارے آپ معزز مہمان ہیں' مگر کئی سالوں سے اس کو روکا گیا ہے' کہ آپ آرام سے پرامن زندگی گزاریں گے مگر کوئی ایکٹیوٹیز آپ نہیں کریں گے کہ دنیا کی برادری کے ساتھ ہماری محاذ آرائی بڑھ جائے۔

اگر روس کے خلاف جہاد فرض تھا تو امریکہ کے خلاف فرض کیوں نہیں:

اس وقت بھی اسامہ بارہا کہہ چکے ہیں کہ میں طالبان کی مشکلات میں اضافہ نہیں کروں گا میرا ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ روس کے خلاف اگر جہاد فرض تھا اس لئے کہ روس ہمارے سورسز پر قابض ہو چکا تھا اور قبضہ کر چکا تھا اس لئے میرے اپنے ملک پر سعودی عرب پر اور عرب امارات پر اور ان علاقوں پر عملاً امریکہ قابض ہو چکا ہے' تو یہ بعینہ وہی کیفیت ہے جو روس کی افغانستان کے ساتھ تھی۔

اسی طرح امریکہ میرے ملک کے ساتھ کرتا ہے۔ میرا پیٹرول' گیس میری ہر چیز ان کے ہاتھ میں ہے تو اگر وہ جہاد ضروری تھا تو یہ جہاد کیوں فرض نہیں ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ طالبان نے اس پر پابندیاں لگائی ہوئی ہیں اس کو کنٹرول کیا ہوا ہے' کہ باہر تم تقریر نہیں کرو گے پیغام نہیں بھیجو گے' کوئی ایکٹیوٹیز نہیں کرو گے' تمہارے ساتھ جدید ٹیکنالوجی کی کوئی چیز نہیں ہوگی تو یہ ان لوگوں کے مفاد میں جارہا ہے' اس کو آزاد نہیں چھوڑا ہے شاید اگر کہیں گمنام پہاڑوں یا دنیا میں گمنام پھرتا رہتا ہوتا تو شاید اب کیا کچھ کر چکا ہوتا ان کو تو طالبان کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ شیر کو ہم نے پنجرے میں بند رکھا ہوا ہے۔امریکہ کو بھی پتہ ہے کہ اس کے اتنے لمبے ہاتھ نہیں ہیں نہ وہ پینٹا گون پر جہاز اڑا سکتا ہے نہ نیویارک پر' لیکن شاید امریکہ کو ضرورت ہے اسامہ کی کہ وہ اس کا ہوّا کھڑا کرے' سارے عالم اسلام کے خلاف مسلمانوں کے خلاف اسے ایشو بنا کر استعمال کر سکے پاکستان میں میڈیا مانیٹرنگ ٹیمیں آ جارہی ہیں کہ دفاعی صلاحیتیں مفلوج کر دی جائیں اسی طرح دنیا بھر میں وہ جو کچھ کر رہا ہے تو ان کو ڈرانے کے لئے ایک ہوّا چاہیے' وہ سعودی عرب کو بھی لوٹ رہا ہے امریکہ نے اس کی آڑ میں عرب امارات میں بھی لوٹ مچا رکھی ہے وہ تو دعا کرے گا کہ اللہ سو سال تک اسامہ کو محفوظ رکھے اس تفصیل کے بعد مختصراً کہوں گا کہ قطعاً اسامہ یا طالبان یا پاکستان' پاکستان تو بہت دور کی بات ہے وہ تو اس ٹیررازم میں قطعاً شریک نہیں ہے' میرا اندازہ یہ ہے کہ امریکہ کا اندرونی معاملہ ہے جو عالمی پالیسیاں ہیں اس کے خلاف سب نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔

امریکہ کو نقصان ہوگا:

س: آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ طالبان اور اسامہ لوگ ملوث نہیں ہیں؟

ج: میں سمجھتا ہوں کہ طالبان کو ابھی اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں' اپنے مسائل میں پھنسے ہیں' احمد شاہ مسعود اور تمام قوتیں ان کی خلاف ہیں اب ان کو کیا پڑی ہے کہ یہاں سے جا کر وہ واشنگٹن میں سینگ اڑائیں' ہاتھی کے ساتھ' اسی لئے انہوں نے اسامہ کو بھی سختی سے منع کیا ہے کہ آپ بیان وغیرہ بھی جاری نہیں کریں گے ان کو پتہ ہے کہ ہمارا ملک کھنڈر ہے' روٹی نہیں ہے' وسائل نہیں

ہیں' ہم امریکہ کا مقابلہ کیسے کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ اپنی عوام کو دھوکا دینے کے لئے ان کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اصل دشمن کو جان بوجھ کر چھوڑتا ہے اور سارا نزلہ غریب مسلمان ملکوں پر ڈالنا چاہتا ہے' مگر اس میں اس کو فائدہ نہیں ہوگا' سراسر نقصان ہوگا۔

تمہیں تو صرف ٹریڈ سنٹر نظر آ رہا ہے:

س: یہ کہتے ہیں کہ یہ آخری ایکشن جو ہوا ہے امریکہ میں اس پر وہاں مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خوشی کا اظہار کیا ہے۔

ج: امریکہ کی پالیسیاں ایسی ہیں کہ تمام مسلمان اندر سے زخمی زخمی ہیں' کشمیر میں مسلمان قتل ہو رہے ہیں' فلسطین میں روزانہ جنازے نکل جاتے ہیں' معصوم بچے غلیلوں کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں' افغانستان کے یہ مظلوم عوام لوگ دیکھ رہے ہیں' سرحدوں پر' جلوزئی میں شمشتو میں لنگڑے اپاہج اور تمام دنیا میں عراق کے لوگ بھی دیکھ رہے ہیں' برطانیہ اور امریکہ اب بھی مشترکہ بمباری کر رہے ہیں' پرسوں بھی کی ہے' یہ سب حالات امریکہ کی وجہ سے ہیں ہر مسلمان کا دل زخمی ہے' وہ اس پر اگر چپ بھی ہے لیکن دل میں سب کی' ایک ارب مسلمان سب کی آواز ایک ہے' کشمیر' عراق' فلسطین میں ۲۵ لاکھ مسلمان دوائی اور دودھ کی وجہ سے مر گئے اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ فلسطین میں اسرائیل کیا کر رہا ہے' کل گیارہ مسلمانوں کو قتل کیا ہے' تمہیں صرف ٹریڈ سنٹر نظر آ رہا ہے' اور یہ سب لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ نہ بھارت کر رہا ہے نہ اسرائیل کر رہا ہے' نہ کوئی اور طاقت کر رہی ہے بلکہ درپردہ چابی امریکہ کے پاس ہے یہ حادثہ پیش آتا یہ قدرت نے ایک موقع تم لوگوں کو دیا کہ اس میں غور کرو' اپنی پالیسیاں تبدیل کرو۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ افغانستان پر حملہ کے لئے کرایا گیا:

س: کیا حملہ کیا جائے گا؟

ج: اس بارے میں آپ لوگوں کی کوئی راہنمائی کریں کیونکہ آپ لوگوں کے بہت سورسز ہیں۔ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے ہماری معلومات میں اضافہ ہو جائیگا تم لوگ دنیا میں پھرتے رہتے ہو

س: آپ کا کیا احساس ہے؟

ج: بہت سے لوگوں کا یہ بھی ایک خیال ہے کہ امریکہ نے خود ایسے حالات پیدا کئے ہیں کہ جواز بن جائے افغانستان پر حملہ کے لئے بہت سارے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ امریکہ ایسا کرتا ہے اپنے ہزاروں لوگ مروا دیتا ہے' رافیل کو ہمارے ضیاء الحق صاحب کے ساتھ اڑا دیا 'اس کی قربانی دے دی تو ایک مقصد حاصل ہو گیا اس طرح یہ ٹریڈ سنٹر اور ان علاقوں پر امریکیوں نے خود یہ سب کچھ کیا ہے تو ایک سوچ اور رائے یہ ہے کہ حملہ کریں افغانستان پر۔

اسامہ کا خوف:

س: سوال یہ ہے کہ ایک تو آپ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ بات کر رہے ہیں اسامہ بن لادن کی کہ اس کے کوئی ذرائع نہیں جبکہ امریکہ میں بہت سے لوگ ایگری نہیں کرتے۔

ج: امریکہ ضرورت سے زیادہ اس سے ڈرا ہوا ہے اب دیکھیں میں نے سنا ہے کہ جو نیو ائیر نائٹ اور امریکہ اور کینیڈا کی سرحدات ہزاروں میل کا حصہ ہے تو ہزاروں میل کی سرحدات میں جہاں نائٹ کلب تھے اور جہاں ڈانسنگ وغیرہ' نئی رات کے استقبال کے لئے ہو رہا تھا تو ہر جگہ انہوں نے چوکیدار رکھا تھا کہ اسامہ بن لادن آ جائے گا اب اس کا کیا کیا جائے اسامہ ایک غار سے کیسے سارے کینیڈا کی سرحدات تک پہنچے گا۔

اسامہ بیٹے کا نام کیوں رکھا:

س: آپ نے اپنے بیٹے کا نام اسامہ کے نام پر کیوں رکھا؟

ج: وہ بارہ تیرہ سال کا ہے' اسامہ تو حضورؐ کے ایک صحابیؓ کا نام ہے۔ اس کا نام بہت پہلے سے رکھا تھا۔ اب میں اگر (اپنے بیٹے) اسامہ کو بلا لیتا ہوں کہ چائے لاؤ تو لرز اٹھتے ہیں کہ اسامہ اِدھر بھی بیٹھا ہوا ہے میں ان کو کہتا ہوں کہ اس حد تک مت ڈرو اس اسامہ کی وجہ سے یہ نام نہیں' وہ میرے پیغمبر ﷺ کے خاص صحابیؓ کی وجہ سے نام رکھا گیا ہے۔

س: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس ذرائع نہیں ہیں؟

ج: لوگوں کو اس کی ساری زندگی معلوم ہے اور امریکہ کو بھی معلوم ہے وہ کوئی آسمان میں نہیں رہتا' گھومتا پھرتا ہے' یہ غیر ملکی صحافی لوگ دنیا بھر میں وہاں جاتے ہیں اور کچا سا گھر ہوتا ہے یا کچی پہاڑی میں ہوتا ہے جگہ بدلتا رہتا ہے بیچارہ۔

حکومت امریکہ کو راستے نہ دے:

س: مولانا صاحب یہ بتائیں کہ کیا رائے ہے پھر جو ابھی بات ہو رہی ہے کہ افغانستان پر امریکہ حملہ کرے گا تو آپ کا کیا ردعمل ہوگا؟

ج: ایک تو ہم اپنی حکومت سے بہت زیادہ ناراض ہو جائیں گے' اور پوری قوم بھی کہ اس نے کیوں امریکہ کو راستہ دیا' ہم بار بار وارننگ دیتے ہیں اپنی حکومت کو کہ ایک غلطی تو ہوگئی' نواز شریف کی کمزوریاں بزدل تھا خوست پر حملہ جو ہوا تو آخر امریکہ آسمان سے تو کوئی نہیں اترے گا' افغانستان میں' ہماری سرحدات کراس کرے گا' فضاؤں کو زمین کو ہمارے سمندروں کو تو حکومت سخت وارننگ دے کہ ہم اپنی ملکی سالمیت کو داؤ پر نہیں لگا سکتے ہمارے آپ سورسز کو کراس نہ کریں۔

س: یعنی آپ کے خیال میں حکومت مدد کرے گی ان کی؟

ج: میں نہیں سمجھتا ہوں اگر حملہ ہوا تو ہم سمجھیں گے کہ حکومت مجرم ہے۔ پھر حکومت سے ہماری لڑائی ہوگی۔

تختہ الٹ جائے گا:

س: کیا تیاری ہے آپ کے پاس؟

ج: ہمارے پاس ٹینک اور میزائل اور بم تو نہیں ہیں نہ عوام کے پاس ہیں' ہاں عوام ایک چیز کے خلاف جب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا بڑا اثر ہوتا ہے' تختہ الٹ جائے گا اس کا یا امریکہ کے لئے اور بڑی مشکلات پیدا ہوں گی جب روس آیا تھا۔ امریکہ نے انجام دیکھ لیا کہ ہمیں نقصان ہوگا یا نہیں۔ امریکہ کا بہت بڑا نقصان ہوگا کیونکہ امریکہ کا سارا اسلحہ وغیرہ جو بھی ہے ضائع ہوگا' وہ کھنڈرات ہیں' پہاڑ ہیں' گرے ہوئے گھر ہیں تو اور اسلحہ سارا برباد ہو جائے گا' وہاں سو آدمی

بھی نہیں مرسکیں گے انشاءاللہ اوران کیلئے نیالوہا مل جائیگا۔ یہاں کی فونڈریاں دوبارہ چل پڑیں گی۔

امریکہ سے دوستی محال نہیں ہوسکے گی:

س: لیکن یہ بتائیں مولانا صاحب کہ اس پر ایکشن کیا ہوگا امریکہ کے ساتھ؟

ج: ایکشن میں یہی کہہ رہا ہوں کہ جب عوام میں انتہائی بے چینی پھیلے گی تو پھر کوشش کریں گے کہ امریکہ کے ہر قسم کے مفادات کو نقصان پہنچائیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنے غیور لوگ ہیں یہ سرحدات پر قبائلی کہ پھر امریکیوں کے لئے رہنا مشکل ہوجائے گا اس ملک میں رہنا مشکل ہوجائے گا ہاتھ بڑھانا مشکل ہوجائے گا دوستی دوبارہ بحال نہ ہوسکے گی۔

افغانستان اور پاکستان کی تقدیر مشترک ہے:

س: آپ کاری ایکشن کیا ہے؟

ج: اصل میں اس بارے میں میں اکیلا نہیں ہوں کہ ہمارا کیا ری ایکشن ہے' جو کونسل ہماری بنی ہے اس میں پہلے دینی اور جہادی تنظیمیں شامل تھیں اور دس جنوری کو بنی تھی یہاں بعد میں ہم نے سوچا کہ یہ مانیٹرنگ وغیرہ جو آرہے ہیں یہاں تو پاکستان اور افغانستان کی تقدیر تو مشترک ہے' پاکستان کی سالمیت کو افغانستان سے زیادہ خطرہ ہے' تو ہم نے پھر سیاسی پارٹیوں کو شامل کیا' مسلم لیگ کے سارے گروپ کو اے این پی کو' نیشنل پارٹی' ایم کیو ایم' کو وہ کونسل اب چالیس کی ہوگئی ہے۔ ابھی جو فون پر بات ہورہی تھی مختلف لوگوں کے فون آرہے تھے' وہ اجلاس بلا رہے تھے' ان کو بتادیا کہ میں نے سترہ کو اجلاس بلالیا ہے' اس میں ہم ساری اجتماعی' صورتحال سامنے رکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔

آگ لگ جائے گی:

س: آگ لگ جائے گی اگر حملہ کرتا ہے؟

ج: دیکھیں جنگ کا نتیجہ آگ ہی ہوتا ہے آپ یہ بتائیں کہ آگ لگے گی یہاں یا نہیں' امریکہ میں بھی لگ سکتی ہے۔ جیسے ابھی تک واشنگٹن میں نہیں بجھ رہی ہے ان سے وہ چھوٹی سی آگ نہیں بجھنے پارہی ہے یہ اتنی بڑی آگ کیسے بجھا سکیں گے' ٹریڈ سنٹر کی آگ کو یہی نہیں بجھا سکتے تو ساری دنیا میں

آگ کیسے بجھائیں گے۔آپ میرا یہ پیغام دے دیں مختصراً۔

امریکہ ہماری جڑیں کاٹ رہا ہے:

س: اب امریکہ نے یہ اعلان کردیا ہے کہ نہ صرف افغانستان بلکہ دوسرے ممالک جو طالبان کی کسی حد تک سپورٹ کرتے رہے' وہ بھی اس کی زد میں آئیں گے بلکہ معاشی طور پر بھی ان کے خلاف امریکہ جنگ کا اعلان کرے گا آپ بتائیں کہ اس میں کیا ہوگا ؟

ج: ہم عملاً اب بھی جنگ میں ہیں امریکہ ہمارے ساتھ اعلان جنگ نہیں کر چکا لیکن ہماری جڑیں وہ کاٹ رہا ہے' ہماری اقتصادیات ہمارا خون ایک ایک قطرہ وہ چوس رہا ہے' ہماری سیاست پر وہ قابض ہے ہمارے لیڈروں کو وہ اٹھاتا اور بٹھاتا ہے تو اور کیا فرق پڑے گا' ہم گاجر مولی کی بھی ان سے منظوری لیتے ہیں' آلوؤں کا بھی ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ ورلڈ بینک نے اس کا کیا ریٹ لگایا ہے۔

امریکی حملے سے قبل آنے والے خطرات اور امریکی مقاصد کی نشاندہی

19-09-2001

مولانا سمیع الحق نے 19 ستمبر 2001ء کو راولپنڈی کلب میں عالمی میڈیا کے سامنے پریس کانفرنس میں حسب ذیل 19 نکات کے ذریعہ آنے والے خطرات' خدشات اور امریکی مقاصد کی نشاندہی کی۔اب یہ ایک تاریخی دستاویز کے طور پر شامل کتاب کیا جارہا ہے۔

مولانا سمیع الحق چیئرمین ''دفاع پاکستان وافغانستان کونسل'' کا پریس کانفرنس سے خطاب:

(۱۹ستمبر۔ پریس کلب روالپنڈی) پاکستان کی تمام دینی جہادی اور اہم سیاسی جماعتوں نے ''دفاع افغانستان و پاکستان کونسل'' کے مشترکہ پلیٹ فارم سے افغانستان پر امریکہ کے ممکنہ حملوں اور اس سلسلہ میں پاکستان کی سرزمین' فضائی' بری' بحری راستوں اور ہوائی اڈوں کے استعمال کرنے کی اطلاعات پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور کونسل نے حالیہ اجلاس لاہور میں اس کے خلاف ملک بھر میں تحریک مزاحمت چلانے کا اعلان کیا ہے۔اس سلسلہ میں ۲۱ ستمبر جمعہ کے دن ملک بھر میں تمام دینی جماعتیں پوری قوم کو ساتھ لے کر مظاہرے کریں گی اور اس دن ملک میں مکمل

ہڑتال ہوگی اور یہ تحریک لحہ بہ لحہ شدت اختیار کر کے جاری رہے گی اس کی وجوہات یہ ہیں کہ امریکہ کے یہ اقدامات اور پاکستانی حکومت کے اس میں تعاون سے قومی وملی سیاسی اقتصادی اور سلامتی کے لحاظ سے نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جس کی چند مثالیں یہ ہیں:

۱۔ افغانستان پر امریکی حملے کا قطعی اخلاقی قانونی جواز نہیں ہے ۲۰ سال سے تباہ حال ملک میں مزید تباہی پھیلانا اور لاکھوں افراد کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینکنا اعلیٰ انسانی اقدار٬ انسانی حقوق اور اقوام متحدہ کے منشور سے بغاوت اور کھلی دہشت گردی ہے۔

۲۔ اس سے پورے علاقے میں عدم استحکام پیدا ہو جائے گا اور نہ ختم ہونے والی جنگ٬ تباہی بربادی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

۳۔ امریکہ افغانستان پر قبضہ کرنے یا اس میں اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے کے بعد پڑوسی ممالک ایران٬ تاجکستان٬ سنٹرل ایشیاء کی ریاستوں اور خاص طور پر چین٬ تبت٬ لداخ کے اردگرد ہوائی اڈے قائم کر کے سب پر کنٹرول رکھے گا۔

۴۔ پاکستان جو پہلے سے دہشت گردی اور فرقہ واریت کا شکار ہے مزید داخلی انتشار کا شکار ہو جائے گا اور خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

۵۔ افغانستان پر امریکہ کی جارحیت کی صورت میں لاکھوں افغان مہاجرین کا پاکستان داخلے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کا آغاز ہو چکا ہے اور پاکستان امریکہ کو حملے کی اجازت اور وسائل مہیا کرنے کی وجہ سے اس مصیبت کا ذمہ دار ہوگا اور ان مہاجرین کا سارا اقتصادی بوجھ بھی پاکستان پر پڑے گا جو ملک کے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔

پاکستانی حکومت جو فوجی حکومت ہے اور فوج کو سرحدات کے ایک ایک انچ کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے اس صورتحال میں عوام کی نفرت اور عداوت کا شکار ہو جائیگی اور فوج اور عوام کی بے اعتمادی ملک کی سالمیت کو تباہ کر کے رکھ دے گی۔

۶۔ عالم اسلام میں پاکستان کی واحد فوج کا اسلامی تشخص مجروح ہو کر رہ جائے گا اور خدانخواستہ اس ملک میں بھی الجزائر وغیرہ کی طرح اپنے عوام سے محاذ آرائی اور خونریزی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

۷۔ امریکی افواج کی پاکستان آمد سے سب سے بڑا خطرہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو ہوگا جسے امریکہ ہر لحاظ سے مفلوج کر کے رکھے گا۔دوسرا بڑا خطرہ یہ ہے کہ کشمیری عوام اپنی آزادی کی جنگ میں بھارت' امریکہ اور اسرائیل کے رحم وکرم پر رہ جائیں گی۔اور کشمیر ہمیشہ کے لئے بھارت کے قبضہ میں چلا جائے گا۔

۸۔ امریکی افواج کا تجربہ خلیج عرب' عرب امارات اور سعودی عرب کی شکل میں ہمارے سامنے ہے کہ وہ عراق کی جنگ میں کویت اور سعودی عرب میں داخل ہوئے مگر جنگی خطرات اور حالات ختم ہونے کے باوجود وہ ان ممالک سے واپسی کا نام نہیں لے رہا اور ان ممالک کے تمام وسائل اور سورسز کو استعمال کر رہا ہے اور انکی افواج کے مصارف کی وجہ سے یہ ملک اقتصادی تباہ حالی کے دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں۔

۹۔ سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ افغانستان کو سوویت یونین سے آزاد کرانے کیلئے پاکستان کی طویل بے مثال تاریخی قربانیوں پر یکسر پانی پھیر دیا جائے گا۔مغرب میں افغانی حکومت کا ہمارا آہنی بارڈر اللہ کی مدد ہے' افغانیوں کی نفرت کی وجہ سے ہم مغرب اور مشرق دونوں جانب سے غیر محفوظ ہو جائیں گے۔

۱۰۔ اس کونسل نے اور ملک بھر کی تمام دینی سیاسی جماعتوں اور عالم اسلام نے اس سانحہ اور دہشت گردی کی مذمت کی ہے اور اب بھی کر رہے ہیں مگر امریکی حکومت حقائق وثائق اور شواہد تک پہونچنے اور تحقیق کئے بغیر پورے عالم اسلام' افغانستان اور ایک شخص اسامہ کو نشانہ بنا رہی ہے جبکہ ٹریڈ سنٹر میں ہزاروں یہودی کام کرتے ہیں مگر اس حادثہ میں اس دن سارے بچ گئے اور یورپین ایجنسیاں بھی موساد وغیرہ کا نام لے رہی ہیں اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف انگلیاں اٹھانے کا ایک طے شدہ منصوبہ بنایا گیا ہے اصل دشمن یہود ہے ورنہ اس معاملہ کو نہ دبایا جاتا۔

۱۱۔ ان حالات میں جبکہ افغانستان میں اس معاملہ پر علماءٗ کی شوریٰ کا اجلاس ہو رہا ہے اس کے قطعی فیصلوں کا انتظار کئے بغیر پاکستان یا امریکہ کو ہرگز کوئی جذباتی قدم نہیں اٹھانا چاہیے اور اگر وہاں کے علماءٗ نے امریکہ کی جارحیت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور امریکہ نے پاکستان کو بھی استعمال کیا تو پورے عالم اسلام اور پاکستان کے علماءٗ کو بھی اس فتویٰ جہاد کا ساتھ دینا ہوگا ۔

۱۲۔ ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ امریکہ ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے اسے پوری ملت اسلامیہ سے خصوصاً اور تمام دنیا سے بدترین نفرت اور حالت جنگ کا سامنا کرنا پڑے جس سے اسکی اقتصادی قوت بھی تباہ ہو جائیگی اور سپر پاور ہونا بھی ختم ہو جائیگا

۱۳۔ ہماری یہ کونسل پاکستان کے خلاف مغربی میڈیا اور بالخصوص بھارتی میڈیا کے مسلسل سرد جنگ اور پروپیگنڈہ کی شدید مذمت کرتی ہے۔

۱۴۔ ایسے موقع پر ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ امریکہ کے ساتھ تعاون سے مکمل دستبردار ہو جائے۔ اوران کی دھمکیوں میں نہ آئے۔ پاکستانی قوم سپر پاور صرف اللہ کو سمجھتی ہے اور نہ حکومت امریکہ کے وعدوں اور ترغیبات میں آئے جو ہمیشہ سراسر دھوکہ دیتی ہے جسے ہم نے ۶۵ء پھر ۷۱ء اور پھر حالیہ کارگل کے واقعات میں آزمایا ہے۔

۱۵۔ ہم اس حقیقت تک بھی پہنچے ہیں کہ امریکہ کا اصل ٹارگٹ اسامہ بن لادن نہیں بلکہ طالبان اوران کی اسلامی حکومت ہی ہے، جسے ختم کئے اور افغانستان کو ٹکڑے ٹکڑے کئے بغیر امریکہ اس آپریشن سے دستبردار نہیں ہوگا جب کہ آج ہی امریکی وزیر خارجہ کا بیان آیا ہے کہ اسامہ پر گرفت کے بعد بھی دہشت گردوں کے خلاف جنگ جاری رہے گی۔

۱۶۔ ہم اس سلسلہ میں طالبان حکومت کے اس معاملہ میں تعاون کی پالیسی کو تحسین کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جو انہوں نے اس بحران میں امریکہ اور پاکستان کے ساتھ اختیار کی ہے وہ اسامہ بن لادن کے معاملہ میں بار بار تحقیقات میں تعاون اور شواہد کا مطالبہ کررہے ہیں پاکستانی حکام سے مذاکرات اور اپنے افغان علماً سے مشاورت اور اسامہ کے سلسلہ میں مختلف آپشن دے رہے ہیں اور دہشت گردی سے برات کا اظہار کررہے ہیں امریکہ بھی اس سلسلہ میں حقیقت پسندی، تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرے۔

۱۷۔ اس مرحلے پر قوم کو باہمی یک جہتی ہم آہنگی مکمل اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے جذبات کے اظہار میں امن اور لاء اینڈ آرڈر کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔ اس طرح تمام سیاسی جماعتوں سے وابستہ عوام کو اپنی وابستگیوں سے ہٹ کر ملک کی سالمیت، بالادستی، اور ملت مسلمہ کے مفاد کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور اپنے متفقہ مشترکہ پلیٹ فارم "دفاع پاکستان و افغانستان کونسل" کے دیئے گئے

پروگرام کے مطابق پرامن اجتماعی پروگرام کئے جائیں تا کہ دشمن کو ہماری ملی یکجہتی کا پیغام پہنچے یہی مظاہرہ ۲۱ ستمبر کی ہڑتال میں ہونا چاہیے۔

۱۸۔ ہم حکومت پاکستان سے بھی امید کرتے ہیں کہ عوام کے اس پرامن احتجاجی مظاہروں کو ذاتی تنقید یا سیاسی مخالفت نہ سمجھیں اور اسے کرتے ہوئے حوصلے کو بڑھانے کا موجب سمجھنا چاہیے اگر حکومت پوری قوم کے جذبات کا احساس کر کے فیصلے کرتی ہے۔تو اسے قوم کی طرف سے مثبت اور خیرسگالی کا پیغام ملے گا اور مخالفت اور مخاصمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

۱۹۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے بحران میں جب کہ سیاست اور سیاستدان میدان میں نہیں ہیں نہ وہ اب تک امریکی مفادات سے ہٹ کر عوام کے حقیقی مفادات اور نظریات اور ملک کے ساورنٹی کا لحاظ رکھ سکے ہیں ملک کی سالمیت اور حفاظت کی ذمہ داری بھی صرف افواج پر عائد ہوتی ہے اس سارے امتحان و آزمائش کی ذمہ داری بھی فوج کے کاندھوں پر عائد ہے۔اور اسے قوم اور اللہ کے سامنے سرخرو ہونے اور اللہ کی عظیم قوت پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

(مولانا) سمیع الحق
چیئرمین دفاع پاکستان وافغانستان کونسل

غیر ملکی اور ملکی میڈیا کو مشترکہ انٹرویو

(جسے روزنامہ ''خبریں'' نے رپورٹ کیا)

انٹرویو: 28 ستمبر 2001ء

پاکستان کا تحفظ، ہر امریکی مطالبہ مسترد

س: کیا ان حکمرانوں کا ایمان کمزور ہے؟

جواب: جی ہاں۔ یہ اگر سپر پاور اللہ کو سمجھتے تو کچھ بھی نہ گھبراتے۔ میرے ساتھ امریکی بیٹھے رہتے ہیں اور کبھی میں انہیں کہتا ہوں کہ بس چلے تو تمہارا گوشت کھائیں گے وہ کہتے ہیں تم مسکرا رہے ہو اور بلا خوف ایسی باتیں کر رہے ہو ڈرتے نہیں ہو تو میں جواب دیتا ہوں کہ ہمیں مزہ آتا ہے ہم انتظار میں ہیں کہ تمہارا گوشت اب تک مسلمانوں نے کھایا نہیں۔ تو آپ کو یہ بتانا ہے کہ حکمرانوں سے دو نکتوں کا فرق ہے جنرل صاحب بھی کہتے ہیں کہ پاکستان اس مصیبت سے بچ جائے، ان کی تدبیریں بھی اسی لئے ہیں کہ پاکستان اس آفت سے بچ جائے اور اس کا علاج وہ یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ سے دوستی کر لیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں مان لو۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کو بچانے کا علاج یہ ہے کہ ان کی ہر بات کو مسترد کر دو اور ڈٹ جاؤ کہ ہم اپنے ملک کی حفاظت خود کر سکتے ہیں ہمیں ایک پڑوسی کے خلاف مت استعمال کرو یہ بات پھر کہہ رہا ہوں کہ امریکہ ہمیں برباد اور تباہ حال اور غریب پڑوسی کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے مرے ہوئے کو مارنے کیلئے ہم سے کہتا ہے کہ اس کو مارو، تو میں کہتا ہوں کہ یہ افغانستانی میت تو دور کی بات ہے اگر امریکہ اپنی خباثتوں اور اپنی سازشوں کیلئے ہمیں بھارت کے خلاف بھی استعمال کرنا چاہے تو اگر چہ بھارت ہمارا نمبر ایک دشمن ہے لیکن وہ پڑوسی ہے، ہم بھارت کے خلاف اپنے مقاصد کے لیے تو ڈٹ سکتے ہیں لیکن امریکہ ہمیں اس کے خلاف استعمال کرنا چاہے تو ہم مخالفت کریں گے کہ بھائی تمہارا کیا حق ہے کہ تم ہمیں ایک پڑوسی کے خلاف یا چین کے خلاف

استعمال کر سکو۔

جہادی تنظیمیں:

س: اب آپ افغان ڈیفنس کونسل کے سرپرست ہیں آج کل فارن جرنلسٹ یہ بات کر رہے ہیں کہ یہ پاکستان کی جتنی جہادی تنظیمیں ہیں یا افغانستان کے حوالے سے جو جہادی تحریکیں ہیں انہیں آئی۔ایس۔آئی یا پاکستان کی ایجنسیاں امداد دیتی ہیں یا وہ انہیں کنٹرول کر رہی ہیں اور جب حکومت کا پریشر آئے گا اور ان کے سر سے ہاتھ اٹھے گا تو یہ سارے بیٹھ جائیں گے؟

ج: ہماری کونسل میں جو بنیادی قوت موجود ہے یہ ان جماعتوں کی ہے جو دینی بھی تھیں، سیاسی بھی تھیں جو جہاد کا ماٹو بن گئے ہیں؛ جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام کے دو گروپ ہیں اور جمعیت علماء پاکستان کے دونوں گروہ یہ ساری بڑی بڑی قوتیں ہیں اب ہم انتخابات میں جمہوریت اور الیکشن کے ذریعے پارلیمنٹوں کا حصہ بنے ہیں تو ہم سب جہادی تنظیموں کو اس لئے تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہ پاکستان کے ایک بہت بڑے بازو یعنی کشمیر کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ وہاں سات لاکھ ہندوؤں کو انہوں نے روکا ہوا ہے اپنی جانوں کی قربانی اور نذرانہ دیا ہے اگر کشمیر میں یہ جہادی تنظیمیں نہ ہوتیں تو یہ سات لاکھ فوج ہمارے بارڈر پر چڑھ آتی اور ہمارے جرنیلوں کی ''عظمت اور استقامت'' تو آپ کو معلوم ہو ہی گئی ہے اس لیے یہ تنظیمیں بھی ہمارا ایک بازوئے شمشیر زن ہیں اب جب بھی ایسا نازک وقت آئے گا تو یہ تنظیمیں بڑھ چڑھ کر حکومت کی مدد کریں گی۔ دیکھئے بنیادی طور پر دفاع افغانستان کونسل میں یہ جہادی تنظیمیں بھی ایک حصہ ہیں تو ایسا موقع جب آئے گا تو اس ملک کے دفاع کیلئے صف اول میں ہوں گی۔ تو میرا یقین ہے کہ جہادی تنظیموں نے خدانہ کرے اگر انہوں نے اپنے منشور سے منہ موڑ لیا تو ان کی جماعت کے لوگ بھی ان کیساتھ نہیں ہونگے۔

س: جہادی تنظیمیں اب کسی قسم کا جبری فیصلہ تسلیم نہیں کریں گی؟

ج: اگر لیڈرشپ نے مجبوراً کوئی فیصلہ تسلیم کر بھی لیا تو پھر بھی انہوں نے جو بیج تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے بہت بڑی قوت پیدا کی ہے وہ ان کے پیچھے نہیں جائینگے اسلئے کہ وہ کہیں گے کہ تم نے ہمیں جہاد کا سبق دیا تھا اب تم کون ہو ہمیں جہاد سے روکنے والے۔

امریکہ سب کا معبود:

س: کیا جہاد کرنے والوں کو لیڈر نہیں روک سکتے؟

ج: لیڈران کو نہیں روک سکتے ورنہ وہ پھر عوام کیساتھ مل کر اپنا لیڈر شپ کر دیں گے اور جان قربان کریں گے۔

س: یہ صورت حال جو چل رہی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اگر سول حکومت ہوتی تو شاید اس ایشو پر کچھ سٹینڈ لیتی؟

جواب: ہمارے لئے یہ بڑا نازک امتحان ہے۔ہم حکومت سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تم ہٹ جاؤ اور بیچ سے سول لوگوں کو چھوڑ دو کیونکہ سول حکومتوں کو بھی ہم نے آزمایا ہے جو ان سے زیادہ امریکہ سے مرعوب تھے، بارہ اکتوبر کو جو کچھ ہوا اسی مرعوبیت کا نتیجہ تھا۔سول حکومت تھی نواز شریف نے پلیٹ میں رکھ کر کلنٹن کے سامنے سب کچھ پیش کیا۔بے نظیر وہاں سے چیختی ہے کہ جہاد کو ختم کرو طالبان کو ختم کرو اس کے پیٹ میں روزانہ ایک مروڑ اٹھتا ہے اور وہ امریکہ کو کہتی ہے کہ ہم تمہارے غلام ہیں یہ بنیاد پرستوں کا اسلامی تشخص مٹا دو۔تو مصیبت یہ ہے کہ ان سے بھی ہم پریشان ہیں لیکن ہمارے پاس متبادل سیاسی قوت نہیں ہے کہ جن پر ہم اعتماد کرسکیں اب اگر بے نظیر آتی ہے تو وہ ان سے زیادہ تیزی سے بڑھ کر امریکہ کی پوجا پاٹ کرے گی۔نواز شریف اگر آئے گا تو پھر وہی پالیسی یعنی امریکہ کی کاسہ لیسی۔اب اللہ تعالیٰ کرے کہ عوام اس ملک کو سنبھال لیں۔

ہم نے ۱۲ اکتوبر کو پرویز مشرف سے بھی کہا تھا کہ جس اللہ نے کسی کو اتارا کسی کو اٹھایا تو اس جرم میں کہ وہ جھک گیا کافر کے سامنے تو ہم نے کہا وہی بارہ اکتوبر والا اللہ اب بھی ہے اگر تم بھی وہی پالیسی اپناتے ہو تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔گیارہ ستمبر کو بھی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔صرف ایک مہینہ کا فرق ہے ایک ڈیٹ ذرا آگے ہوگئی ہے (یعنی ۱۱ ستمبر اور ۱۲ اکتوبر کی بات) اور اب بھی وہی اللہ ہے۔

س: اچھا یہاں آپ یہ فرمائیں کہ کیا امریکہ پیچھے ہٹ گیا ہے؟ یا وہ حملہ کریگا؟

جواب: میں نے پہلی ملاقات میں بھی جنرل پرویز سے کہا تھا جب ہمارے بیس تیس لیڈر جمع تھے کہ یہ گیدڑ بھبھکیاں ہیں وہ حملہ نہیں کرسکتا وہ تو افغانستان کی تاریخ سمجھتا ہے وہاں سے کوئی سپر پاور واپس سالم نہیں جاتی۔انگریز سے بھی اس کو سبق لینا چاہیے پھر روس سے بھی لینا چاہیے۔تو اتنی بڑی حماقت

کر ہی نہیں سکتے تھے' امریکی قوم کسی بھی ملک میں داخل نہیں ہو سکتی اتنے بزدل ہیں کہ اپنے کسی پڑوسی ملک میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ ہاں بمباری کر سکتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ بمباری سے اس کو کیا ملے گا افغانستان کو تو پہلے سے تباہ و برباد کیا گیا ہے چھوٹے موٹے کچے گھر ہوتے ہیں اور پانچ چھ ڈالر کا خیمہ ہوتا ہے اب وہ تیس چالیس ہزار ڈالر کا ایک میزائل اگر اس پر گراتا ہے تو ان کا کیا بگڑے گا وہ تو پہاڑوں میں ہیں نقصان امریکہ ہی کا ہوگا۔ پورے افغانستان میں ایک کارخانہ ایسا نہیں ہے جس کی قیمت ایک میزائل کے برابر ہو تو اس کی ساری قوت مفت میں تباہ ہوگی۔ پھر ہمیں کیوں استعمال کرتا ہے ہمیں تکلیف یہ ہے کہ ہم آلہ کار کیوں بنیں۔

س: اور ہماری حکومت نے انہیں یہ جو لاجسٹک سپورٹ کرنے کا کہا ہے؟

ج: لاجسٹک سپورٹ اور انٹیلیجنس ایکسچینج وغیرہ دینا یہ ساری خطرناک چیزیں ہیں امریکہ کہتا ہے کہ ہم اس سے اپنے مخبریں اور اسامہ کو تلاش کریں گے اور ہم دہشت گردوں کو تلاش کریں گے۔ ہم جہادی تربیتی کیمپوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہ کام وہ ہم سے لیتا ہے تو ہمیں وہ اجرتی قاتل بنانا چاہتا ہے ایک مختصر لفظ میں ہم نے بار بار کہا کہ ہمیں اجرتی قاتل کیوں بننا ہے ہمیں لالچ دیتا ہے کہ ڈالر دے دیں گے پابندیاں اٹھائیں گے یہ تو اجرتی قاتل بنانیوالی بات ہے۔

س: یہ عوام اور جہادی تنظیموں کو ہماری فوج سے لڑانے کی بہت بڑی سازش تو نہیں ہے؟

ج: بہت بڑی سازش ہے اس عرب (سامنے نشست پر بیٹھا ہوا انٹرویو لینے والا) کا بھی سارا زور بار بار اسی پر تھا کہ یہ فوج اب پاکستانی عوام سے لڑے گی میں نے کہا کہ ایک بات یہ ہے کہ ہماری فوج ساری مجاہد فوج ہے۔ اس کا ذہن بالکل اس چیز کو تسلیم نہیں کرے گا اگر جرنیلوں نے کچھ غلط فیصلے کئے ہیں تو فوج بھی ہم سے زیادہ مجاہد سپاہی ہیں اتحاد ایمان اور یقین یہ ان کا ماٹو ہے۔ تو اس وجہ سے بھی وہ لڑائی کی نوبت نہیں آئے گی جو غلط فیصلے کرنے والے ہونگے وہ اللہ تعالی کے فضل سے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

<u>دو ایٹم بم:</u>

س: آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جرنیل نے غلط فیصلہ کیا تو آرمی اس کا ساتھ دے گی یا عوام کا؟

جواب: میں سمجھتا ہوں کہ فوج خدا نہ کرے کہ میدان میں نکلے اور محاذ آرائی شروع ہو جائے لیکن

دلوں میں اپنے جرنیل کی قیادت سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔اور اگر فوج بھی جرنیل صاحب کی ہم نوا ہو گئی تو پھر عوام اور فوج میں ٹکرآ جائے گی اور امریکہ کی سب سے بڑی خواہش یہی ہے۔تو اگر ہم اس فوج کو بھی الجزائر کی طرح فوج بنالیں تو ہر وقت عوام اور فوج ایک دوسرے سے لڑتے رہیں گے کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں صرف ایک فوج ہے پاکستان کی' جو ایمان و یقین اور جہاد کے جذبے سے سرشار ہے پوری اسلامی دنیا میں ایسی فوج نہیں ہے' مصر میں بھی نہیں ہے الجزائر میں بھی نہیں ہے ترکی میں بھی نہیں ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس کو ایمان سے خالی کر دو یا لڑا دو کیونکہ ان کے پاس ایٹم بم بھی آ گیا ہے یعنی ایک واحد پاکستانی افواج ہیں جن کے پاس ظاہری ایٹم بم بھی ہے اور ایمان والا بھی ہے جبکہ دوسروں ملکوں کی فوجیں باطنی ایٹم بم یعنی ایمان و یقین کے جذبہ سے بھی محروم ہیں اور ظاہری بم سے بھی ان کو کھوکھلا بنانا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کا جذبہ شہادت:

س: یہ جذبہ شہادت کیا ہے؟

جواب: مجھے آپ کو یہی بتانا تھا کہ دارالعلوم میں دنیا بھر کی ٹیمیں آرہی ہیں' ان کا پروپیگنڈہ کہ یہ دارالعلوم جہاد کا سرچشمہ ہے کہ کیسی قوت یہاں سے نکلتی ہے۔میں تین سال سے دیکھ رہا ہوں کم از کم دو ہزار ٹیمیں آئی ہونگی ان سب کو پتہ ہے کہ یہ سرچشمہ ہے' اسلامی علوم کا یہاں سے ایمان اور ہدایت پھیل رہی ہے جبکہ ہمارے ملکی پریس کو پتہ ہی نہیں کہ دارالعلوم کیا ہے میں انتہائی محنت سے دو دو تین تین گھنٹے ان کو لیکچر دیتا ہوں۔کہ بھائی! یہ ایمان ہے اور یہ اسلام ہے اس کی قوت یہ ہے ہمارا ہر وقت یہ سلسلہ جاری رہتا ہے بیس سال میں کم از کم چار پانچ ہزار علماء ہمارے شہید ہوئے ہیں۔ڈگری یافتہ، محدثین اور دیگر مجاہد علماء مثلاً جلال الدین حقانی اور یہ سب حقانی جو کہلاتے ہیں جیسے علی گڑھ کے فضلاء علیگ کہلاتے ہیں اور ندوہ کے فارغ التحصیل ندوی کہلاتے ہیں تو یہ جو ساری دنیا میں حقانی حقانی ہیں یہیں کے پڑھے ہوئے ہیں اور ضروری نہیں کہ یہ ہر ایک اپنے آپکو حقانی بھی کہے۔تقریباً پانچ ہزار علماء روس کے خلاف جنگ میں شہید ہوئے ہیں۔

شمالی اتحاد کا مذموم کردار:

س: آپ فی الحال صورت حال میں کوئی بہتری دیکھ رہے ہیں؟

ج: میں بہتری دیکھ رہا ہوں اوران کا دماغ اب کچھ ٹھکانے لگ رہا ہے۔ پاکستان اپنے عمل سے تو خودکشی کا پھندہ اپنے گلے میں ڈال رہا ہے اور یہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ کسی طرح شمالی اتحاد کو پھر زندہ کرو اتنا اسلحہ اور سب کچھ دو کہ وہ قابض ہو جائیں افغانستان پر تو پھر اپنی مرضی کی حکومت وہ قائم کریں گے تو یہ سراسر خسارہ ہے کہ وہ بننے والی حکومت تو پاکستان کے خلاف ہوگی۔ وہ تو بھارت اور ہندو کے مرضی کے مطابق ہوگی۔

س: انہوں نے صدارت کے لئے ظاہر شاہ کا نام لیا ہے؟

ج: ظاہر شاہ بھی آئے گا اور نجیب اللہ والا کردار ادا کرے گا۔ روس آیا اور ایجنٹوں کو لے آیا تو پھر ہم نے بیس لاکھ آدمیوں کی قربانی دلوائی کیونکہ امریکہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ روس کا ایجنٹ بیٹھا ہو تو اب مسلمان یہ بھی نہیں چاہتے کہ دوسرا نجیب اللہ امریکہ کا یا حفیظ اللہ امین یا ترکئی وہاں بیٹھ جائے تو وہ تو امریکہ اور بھارت کی پناہ میں ہوگا اور پاکستان کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ تو پاکستان کو سمجھنا چاہیے کہ مشرق میں ہندو ہیں تو مغرب سے یہ آخری دیوار جو طالبان کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے کھڑی کردی ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گی۔

س: آپ کے خیال میں حکومت کو اب سمجھ آ گئی ؟

ج: حکومت کو سمجھ آ رہی ہے کہ امریکہ کے کئی آپشن ہیں امریکہ جرات بھی نہیں کرے گا ہم ویسے دبکے شبکے میں آ گئے ہیں اور امریکہ ڈپلومیسی کا دوسرا راستہ اختیار کرے گا اور ہم نہ گھر کے رہیں گے نہ گھاٹ کے۔ میں نے کہا ہے کہ کوئلہ کی دلالی میں دلال کا منہ کالا ہو جاتا ہے۔

س: اچھا یہ جو چندے پر پابندی اور تنظیموں پر پابندی اور عالمی تنظیم الرشید ٹرسٹ وغیرہ پر پابندی کی باتیں ہورہی ہیں۔ اس کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

ج: پہلے سے یہ جھگڑا چل رہا تھا اور امریکی دباؤ سے یہ بار بار کہتے ہیں کہ ان پر پابندی لگا دو تاہم مظلوموں کی مدد کا یہ مدارس کا نظام ڈیڑھ دوسو برس سے جاری ہے یہ مدرسے اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا ایک ذریعہ بنائے ہیں، انگریز نے بھی کوشش کی یہ مدرسے بند ہو جائیں مگر یاد رہے کہ اسلامی مدرسے، بنگلوں کا، محلات کا، کلاس روموں کے نام نہیں ہیں مگر یاد رہے اگر سب تم چھین لو گے تو مولوی پھر ایک درخت کے نیچے بیٹھ جائے گا ایک درخت کے نیچے پچاس ساٹھ طالب علم بیٹھ جائیں گے۔ ہم

نے برصغیر میں خشک روٹیوں پر گزارا کرکر کے دین کی خدمت کی سعادت حاصل کی ہے۔اب تک میرے والد نے بھی اوران علماء نے مسجدوں میں خشک روٹیاں کھا کھا کرعلم دین سیکھا ہے۔ ہر مسجد ہمارا مدرسہ ہےاوراگر مسجد میں بھی کوئی نہ چھوڑے تو درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھیں گے،پڑھائیں گے۔وہ چاہتے ہیں کہ یہ ایمان ویقین جو ہے ختم ہو جائے۔

دی کوریا ڈیلی نیوز

ملاقات : چونگ سِک کانگ (رپورٹر)

انٹرنیشنل نیوز ڈیپارٹمنٹ

انٹرویو: 28 ستمبر 2001ء

THE KOREA DAILY NEWS

Chung-Sik, Kang (Reporter)
International News Department

25, 1-GA, TAEPYONG-RO. JUNG -GU, SEOUL
Phone: 82-2-2000-9231~ 6
FAX. 82-2-2000-9239
email : chungsik@kdaily.com

آزادی کی جنگ سب قوموں کا حق ہے:

س: آپ شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کی مثال لے سکتے ہیں امریکن ان کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتے ہیں تو اپنے مقاصد کے لیے لازماً جب وہ ایک دوسرے کے خلاف لڑیں گے تو کوئی تیسرا ان میں اٹھے گا اور ان کو روکے گا۔ قوم ان کے خلاف اٹھے گی کہ ہمیں اپنے مقاصد کے لیے کیوں برباد کرتے ہو۔

جواب: امریکہ اگر چائنہ کو تباہ کرے یا تائیوان کو تو تائیوان اور چائنہ ایک ہوں گے کہ دوسرے کسی غیر ملک کو کوئی حق نہیں ہمارے ملک کو ختم کرنے کا' قوم کی آزادی کیلئے جنگ یہ صرف مسلمان نہیں لڑتے تمام قومیں کرتی ہیں اور اس کو ہم جہاد کہتے ہیں آپ اور نام رکھتے ہیں لیکن اسے ضروری تمام

لوگ سمجھتے ہیں۔

امریکی جارحیت کے خلاف قوم متحد ہے:

سوال: اکثر لوگوں کا خیال ہے اگر امریکہ نے حملہ کیا تو پاکستان میں سول وار شروع ہو جائے گی لوگ اٹھیں گے اور یہ حکومت کے خلاف جنگ شروع کر دینگے آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: اگر حکومت نے اسے اجازت دے دی اور امریکہ کو ہمارے اڈے اور سرحدات استعمال کرنے کے لیے دے دیئے تو عوام اس مسئلہ میں سب ایک ہیں۔ اور وہ یہ برداشت نہیں کرتے۔ امریکہ تو یہ چاہتا ہے کہ سول وار ہو جائے مگر سول وار نہیں ہوگی اس لیے کہ تمام قوم امریکہ کی جارحیت کے بارے میں ایک ہے۔ دو رائے نہیں ہیں۔ ہاں امریکہ کی یہ سازش ہے کہ عوام کے خلاف ایک فیصلہ فوج کے ذریعے کرائے تو فوج اور عوام کی آپس میں نفرت پیدا ہو جائے گی جیسے الجیریا کی حالت ہے۔

مسلمان ایک قوم ہیں:

سوال: آپ کا اور طالبان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: طالبان سے نہیں ہمارا افغانستان کی تمام اقوام کے ساتھ تعلق ہے یہ جو روس کے خلاف جنگ جاری تھی تو ہم کیوں ان کے ساتھ تھے ہم تمام مسلمان ایک قوم ہیں اس میں طالبان تھے یا غیر طالبان تھے ہم سب روس کے خلاف شریک تھے۔ جب روس کے خلاف جنگ ہوئی تو اس میں مجاہدین کے مختلف گروپ تھے مگر ہم سب کیساتھ تھے کہ سب نیک کام کرتے ہیں اور روس کا مقابلہ کرتے ہیں۔

نہ روس نہ امریکہ:

سوال: آپ امریکہ کے اس فیصلہ کے ساتھ متفق ہیں کہ وہ طالبان کو ہٹا دے اور شمالی اتحاد کے احمد شاہ مسعود کو واپس لے آئے آپ اس کی حمایت کریں گے؟

جواب: ہمارے لیے روس کیوں دشمن تھا؟ ہم روس کے ساتھ کیوں لڑتے تھے؟ اگر ہم ایک بیرونی طاقت کو مسلط کرتے تو اس کے لیے دو ملین مسلمان کیوں شہید ہوئے۔ روس تو مشرق میں ہمارے زیادہ قریب تھا مغرب ہمارا کوئی چچا تو نہیں کہ وہ آ کے بیٹھتا ہے۔ ہم روس کے ساتھ بھی لڑتے تھے ایک جارحانہ سپر پاور کو یہ حق نہیں دیتے کہ مسلمانوں کے ایک ملک پر قبضہ کر کے اسے تباہ کرے تو ہم

وہ حق امریکہ کو کیسے دسکتے ہیں۔ وہاں بھی ایسی ہی بات تھی انہیں ترکئی لایا اور یہ ان کو لا رہا ہے۔ بات تو ایک ہے وہاں اس نے اپنے ایجنٹوں کو مسلط کیا تھا لیکن ان کی آڑ میں آ گیا۔ یہاں بھی امریکہ یہی چاہتا ہے اگر ہمیں کئی حفیظ اللہ امین اور روس کا نجیب اللہ پسند نہیں تھا تو امریکہ کا نجیب اللہ کیسے برداشت کریں گے۔ اگر افغان قوم ایک ایجنٹ کو پسند کرتے ایک کٹھ پتلی حکومت کو برداشت کرتے، تو بیس لاکھ لوگ کیوں روس کے خلاف شہید ہوتے۔ یہ قربانیاں اس لئے نہیں دی گئی ہیں کہ اس کی جگہ امریکہ آئے۔

<u>امریکہ بدمعاش چھوڑ دے:</u>

سوال: اس مسئلہ کا بہتر حل کیا ہو سکتا ہے؟

جواب: حل تو یہ ہے کہ امریکہ بدمعاشی چھوڑ دے بیرونی طاقتیں اس مسئلہ سے ہاتھ کھینچ لیں افغان قوم کو اپنی تعمیر نو کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ وہاں جو 90% علاقے میں طالبان ہیں وہاں کوئی جنگ اور لڑائی نہیں ہے۔ اور جہاں جنگ ہے بھی وہ دشمن کی سازشوں کی وجہ سے ہے اور ان کی پیٹھ پر دشمن کھڑے ہیں اگر ان کی پیٹھ پر دشمن کھڑے نہ ہوتے تو جنگ کب کی ختم ہو جاتی ایک ملک جو تباہ و برباد ہے وہ بیچارے اپنے ملک کو سنوارتے۔ تو حل یہی ہے کہ یہ مہربانی کریں اور افغانستان سے لاتعلق ہو جائیں۔

<u>دنیا کے تمام مسلمان مل کر بھی ورلڈ ٹریڈ سنٹر تباہ نہیں کر سکتے:</u>

سوال: آپ کے خیال میں یہ حملے کیا اسامہ بن لادن نے کئے ہیں اگر اسامہ نے کئے ہوں تو آپ اس کو امریکہ کے حوالے کریں گے؟

جواب: اگر امریکہ نے اب تک ہمیں کوئی ثبوت پیش کیا ہوتا تو ہم اس کو کب کا حوالے کر دیتے یہ اتنا بڑا حادثہ ہوا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ کچھ تو اسامہ بن لادن کی نشانیاں یا علامات موجود ہوتیں۔ پندرہ سولہ دن گزر گئے ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ ثبوت ان کے پاس نہیں ہے پھر بھی حادثے کے آدھے گھنٹے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ یہ اسامہ بن لادن نے کئے ہیں۔ اس کے کیا ثبوت اور شواہد ہیں۔ دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ نیٹو اور پورے یورپ میں بھی یہ صدا بلند ہے کہ تمہارے پاس تو کوئی ثبوت موجود نہیں اتنی بڑی کارگزاری اگر تمام مسلمان اکٹھے ہو بھی جائیں تو نہیں کر سکتے۔ اتنی ہائی ٹیکنالوجی؟ یہ تو

سب ان کے اپنے اندر کے لوگ ہیں پینٹا گون میں بھی وہ بیٹھے ہیں اور تمام نظام اور فضاء اور ریڈار پر ان کی گرفت ہے تو اصل مجرموں کو نہیں پکڑتے۔

<u>یہ مشرق اور مغرب کی جنگ ہے:</u>

سوال: اگر امریکہ نے حملہ کیا جاپان گورنمنٹ یا کوریا گورنمنٹ ان کے ساتھ مل جائے تو پھر یہ گورنمنٹ بھی آپ کے اسی طرح دشمن ہوں گے جیسے امریکہ ہے۔ اگر ان ملکوں نے امریکہ کے ساتھ اس جنگ میں ساتھ دیا تو؟

جواب: یہ بہت بے وقوف قومیں ہیں کہ اصل دشمن کو نہیں پہچانتے' یہ مشرق اور مغرب کی جنگ ہے اور مشرق والوں کی بالادستی وہ ختم کرنا چاہتے ہیں اور رکاوٹ ان کی راہ میں صرف مسلمان ہیں جبکہ قربانیاں بھی ہم دیتے ہیں ورنہ ان کے اصل ٹارگٹ آپ بھی ہیں۔ کہ آپ کو ختم کریں تو پھر ان کے لیے میدان صاف ہو۔ یہ تو آپ کو سوچنا چاہیے کہ مغرب کے لیے کیوں اپنا سب کچھ تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ آپ کی اقتصادیات اور ٹیکنالوجی کو وہ برداشت نہیں کر سکتے۔

سوال: اگر جاپان اور کوریا کی گورنمنٹ ان کے ساتھ مل جائے تو آپ کا کیا ردعمل ہوگا۔

جواب: ہم پھر کوریا اور جاپان کے عوام سے اپیل کریں گے کہ آپ بھی اپنی گورنمنٹوں کے خلاف ایسے اٹھ کھڑے ہوں جیسے ہم اٹھے ہیں۔ تمہارے ملکوں کو تمہاری گورنمنٹیں تباہ کر رہی ہیں۔ پھر ہم اپیل کریں گے آپ کے عوام سے کہ اپنی حکومتوں کو اس پالیسی سے روک کر دو۔

<u>ہماری فوج جہادی فوج:</u>

سوال: مشرف نے جو کچھ اسلامی گروپوں کے خلاف کہا ہے کہ یہ بنیاد پرست ہیں ایکسٹیمیسٹ اور فنڈامنٹلسٹ ہیں آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: مشرف کی فوج کا چھوٹے سے چھوٹا سپاہی بنیادی طور پر بنیاد پرست ہے اس کی اپنی فوج پر نظر نہیں ہے یہ فوج جہادی فوج ہے اور یہ دوسرے ملکوں کی طرح فوج نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ فنڈمینٹل کا معنی اگر یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور سب کچھ اپنے ملک کی خاطر قربان کرنا تو ہر فوج اور ہر قوم کو اس طرح ہونا چاہیے۔

امریکہ اس زمانہ کا فرعون ہے:

سوال: مختصر الفاظ میں بتائیں کہ آپ کے خیال میں امریکہ کیا ہے؟

جواب: امریکہ اس گھمنڈ میں ہے کہ وہ پوری دنیا کو قبضہ میں لے ہماری تاریخ میں ایک شخص فرعون گزرا ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے فرعون کا یہ خیال تھا کہ میں سب سے بڑا پاور والا ہوں تو اللہ نے اسے غرق کر دیا' امریکہ سپر پاور کے گھمنڈ میں تمام دنیا کو زیروزبر کرنا چاہتا ہے خدائی غرور میں مبتلا ہوا ہے' اللہ کریم اسے بھی غرق کر دے گا۔

پولینڈ اور برطانوی میڈیا سے انٹرویو

انٹرویو: 3-10-2001

ملاعمر کے لئے دارالعلوم کی اعزازی ڈگری:

س۔ کیاملاعمر نے یہاں سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی ہے اس کی ذرا آپ تفصیل بتائیں؟

ج: میں نے ابھی یہی کہا کہ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ وہ یہاں رہے ہیں یا نہیں رہے۔ کیونکہ یہاں تو اب ہزاروں سٹوڈنٹ آتے جاتے رہتے ہیں۔ اسوقت اس کی عمر بیس سال سے بھی کم رہی ہوگی۔ اب وہ تیس پینتس سال کے ہیں۔ تو 20 سال کی عمر میں پڑھنے پڑھانے میں لگا' جہاد میں بھی رہا' اور اس کو ہم نے ایک اعزازی ڈگری دی ہے۔ آپ ان کو سمجھائیں کہ وہ ایک اعزاز ہوتا ہے۔ اگر چہ اس نے کسی جگہ بھی تکمیل نہیں کی جہاد میں مصروف رہا۔ پھر یہ افغانستان میں تو اس کی خدمات بہت بڑی ہیں۔ اس نے امن قائم کیا ہے' اور جہاد کو بچایا ہے' سنٹرل ایشیا اور روس کے خلاف' تو ڈاکٹریٹ کی جیسے ڈگری دی جاتی ہے' ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔ کیونکہ اس نے امن قائم کیا ہے۔ ان کو کہیں کہ اس نے امن قائم کیا ہوا ہے ورنہ ہزاروں لوگ روزانہ قتل ہوتے۔ آپ ان کو بتلادیں کہ طالبان سے پہلے ہزاروں لوگ ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ اب 90 % علاقوں میں کوئی چڑیا کو بھی نہیں مار سکتا۔

افغانستان کے ساتھ ہماری تقدیر وابستہ ہے:

س: مولانا صاحب! اگر پاکستان کی حکومت مشرف کی حکومت امریکہ سے تعاون کرتی ہے اور حملہ بھی ہوتا ہے' جنگ کے دوران تو اس صورت میں آپ اسے کیا تصور کریں گے۔ ظاہر ہے کہ آپ اس کی نئی حکومت کے خلاف ہیں۔ سب ہی خلاف ہیں کہ پاکستان حکومت کو تعاون نہیں کرنا چاہیے۔ جو بھی مشکلات ہوں یا ہمارے قومی مفادات ہوں تو کیا آپ پاکستانی حکومت یعنی جو حکومتِ وقت ہے اور وہ امریکہ سے کلی تعاون کرتی ہے تو اس کے خلاف کیا پاکستانی حکومت کے خلاف بھی آپ

لوگ Reptilian کریں گے' اور کس وجہ سے کریں گے؟

ہم بھارت سمیت کسی بھی پڑوسی ملک کیلئے اجرتی قاتل بننے کے خلاف ہیں:

ج: بھئی ہم حکومت سے یہی کہتے ہیں کہ ہمارا ملک کسی پڑوسی کے خلاف ایک بڑی طاقت کے لئے استعمال نہ ہو۔ یہ ایک اصولی بات ہے۔ اگر کوئی بڑی طاقت ہمیں بھارت کے خلاف بھی استعمال کرنا چاہے' کوئی بڑی طاقت پاکستان سے طیارے اڑا کر انڈیا پر حملہ کرنا چاہتا ہے' ہم اس کے بھی خلاف ہیں' ایران کو نشانہ بنانا چاہتا ہے تو ہم اس کے بھی خلاف ہیں' چائنا کے خلاف استعمال کرانا چاہتا ہے' ہم اس کے بھی خلاف ہیں' اب افغانستان اس کی تو ہمارے ساتھ تقدیر وابستہ ہے' ایک پڑوسی ملک ہے' ہم یہی کہتے ہیں کہ امریکہ حملہ بھی نہ کرے اور ہمیں اجرتی قاتل نہ سمجھے' یہ تو اجرتی قاتل بنانے والی بات ہے' کوئی حکومت اگر ایسا کرے گی تو وہ ملک سے گویا بہتری نہیں کرے گی' اس کے نتیجہ میں بہت بڑا اعظیم بغض آ جائے گا۔ عوام اور حکومت کا۔ اور پھر یہ نقصان بہت بڑا ہے' کہ یہاں فوج کے ساتھ عوام کی محبت کم ہو جائے گی۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے اور ہماری فوج بہت بڑی مجاہد فوج ہے' اب جہاں ایمان' تقویٰ اور جہاد فی سبیل ان کی پہچان ہو۔ تو وہ اپنے کسی جرنیل کی بری پالیسی کو کوئی فوجی بھی پسند نہیں کرے گا۔ یہی تو خطرہ ہے کہ امریکہ کی وجہ سے ہم اپنے آپس میں محاذ آرائی اور تصادم میں نہ پڑ جائیں۔ ہمارا اندرونی تصادم ہو یا افغانستان کے مسلمانوں کا اسلام اور مسلمانوں کے لئے یکساں نقصان ہے۔

اگر کوئی بڑی طاقت آپ پر حملہ کرے:

س۔ آپ نے کہا ہے کہ جہاد مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر ایسی صورتحال ہوتی ہے تو کس قسم کا جہاد یعنی more burning, more attackes (پھر آگ' پھر حملے)

ج: جہاد کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے آپ نے ہوّا بنا دیا ہے آپ پولینڈ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر پولینڈ پر کوئی بڑی طاقت حملہ کر دے تو آپ اس کے جواب میں کیا کریں گے۔ مجھے صرف اس کا جواب دے دیں۔ برٹش اخبار نویسوں سے بھی اس دن پوچھا اور بی بی سی نیوز والوں سے بھی کہ بھائی! اگر کوئی بڑی طاقت آپ کے ملک پر حملہ کرتی ہے' اسکو قبضہ میں لے لینا چاہتی ہو تو آپ کیا کریں

گے؟اس کا جواب ذرا ان سے پوچھیں۔کہ آپ کیا کچھ نہیں کرینگے۔میں ایک لفظ میں سمجھا دوں گا۔ آگ بھی لگے گی جہاد بھی کریں گے کہ آپکے بس میں جو کچھ ہوگا آپ پوچھیں ان سے۔

جہاد کے لئے غیر ملکیوں کو کال:

ج: (یہ جواب صحافیوں کی طرف سے) یہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے کمیونسٹ کے خلاف ۵۰ سال تک جدوجہد کی ہے، لیکن ہم نے کسی اور ملک کے آدمی کو نہیں کال (Call) کیا کہ اس میں حصہ لیں، لیکن آپ کہتے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں جہاد کے نام پر لوگ جمع کئے جا سکتے ہیں؟

ج: ایک بات تو یہ ہے کہ آپ نے ۵۰ سال جدوجہد کی ہے اور پھر آزادی حاصل کر لی ہے یہی جدوجہد ہمارے ہاں جہاد ہے اور جدوجہد سٹرگل (Struggle) جب مسلمان کرتے ہیں تو اسکو اصطلاح میں جہاد کہتے ہیں۔اور اسکا تصور یہ ہے کہ ہمیں جنت ملے گی۔دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو کسی قوم اور ملک تک محدود نہیں سمجھتا۔وہ پوری یونٹ جو ہے ساری ملت وہ اپنے آپ کو ایک خاندان سمجھتا ہے اور وہ ایک فیملی کے افراد ہوتے ہیں۔اس لئے اگر اس کی مصیبت خود نہیں سنبھالی جاتی تو اوروں کو بھی مدد کو آنا چاہیے۔

ہماری ایکٹیوٹیز میں ملک کی نجات ہے:

س: مولانا صاحب! آپ کو حکومت کی جانب سے یا کسی اور سروس کی جانب سے کوئی ایسی براہ راست تنبیہ کی گئی ہے کہ آپ اپنی ایکٹیویٹیز (Activities) پاکستان میں یا تو بند کر دیں یا پھر ان کو تھوڑا سا delay (ڈی لے) کر دیں؟

ج: نہیں! ایکٹیویٹیز ہم نے حکومت کے خلاف شروع کی ہیں نہ یہ کسی کے کہنے پر شروع کی ہیں اور نہ کسی کے کہنے پر اسکو بند کرینگے اور نہ اس کو کم کریں گے یہ اپنا ایک قومی فریضہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ایکٹیویٹیز میں ملک کی نجات ہے۔اور حکومت مرعوب ہے، امریکہ کی ظاہری شان و شوکت سے، ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ سے دوستی تباہی ہے اور دشمنی میں کچھ امکان ہے کہ بچ جائیں اور امریکہ جہاں جاتا ہے وہاں سے واپس نہیں جاتا۔سعودی عرب کی مثال ہمارے سامنے ہے۔عرب امارات کی مثال سامنے ہے۔اور عراق اور لیبیا کو وہ ابھی تک معاف نہیں کر رہا ہے۔یہ ساری چیزیں ٹیررازم ہیں آپ نہیں سمجھتے۔برطانیہ بلاوجہ اس کا ساتھ دے رہا ہے تو یہ بات اسے سمجھا دیں۔

امریکہ سے تعاون اسلام اور پاکستان دشمنی ہے:

س: تھوڑا سا اختصار سے بتائیں کہ حکومت کا جو امریکہ سے تعاون ہے تو اسے آپ اسلام دشمنی اور پاکستان دشمنی تصور کرتے ہیں؟

ج: بالکل سمجھتے ہیں کہ اس سے پاکستان بھی تباہ ہوگا اور اسلام کے ساتھ بھی غداری ہے کیونکہ یہ ملک بڑی تکلیفوں سے آزاد ہوا۔ ڈیڑھ سو سال جدوجہد کی ہے' مسلمانوں نے اور برصغیر کے سارے لوگوں نے بمشکل انگریز کو نکالا ہے' اب اگر اس سے بڑی طاقت کو یہاں قدم جمانے کا موقع ملا تو ہماری سیاسی' اقتصادی اور دفاعی ساری صلاحتیں مفلوج ہو کر رہ جائیں گی۔ ایٹمی توانائی ہماری ان کی گرفت میں چلی جائے گی۔ کشمیر کی ساری جدوجہد کو وہ بلاک کر دیں گے' سارے باڈر پر وہ بھارت کے نمائندہ بن جائیں گے تو پاکستان بالکل عملاً غلام بن کر رہ جائے گا۔

ایڈ' یا غلام کو نوالہ:

انکو صرف یہ لالچ ہے کہ شاید ان کو ایڈ مل جائے گی' یا پابندیاں ہٹ جائیں گی۔ لیکن اس ایڈ سے ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ غلام کے سامنے روٹی پھینک دی جاتی ہے اسی طرح ایک کتے کو باندھ کر ایک ٹکڑا پھینکو روزانہ تو امریکہ یہی کرنا چاہتا ہے۔

س: پاکستانی طالبان کہاں رہتے ہیں' وہ لوگ اب کدھر ہیں؟

ج: ہاسٹلوں میں ہیں' سب ہاسٹلوں میں رہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ مورچوں میں رہتے ہیں یہ ان کا جاہلانہ تصور ہے۔ ان طالبان کا جنگ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق تو پڑھنے پڑھانے سے ہے۔

مولانا صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ

بی بی سی اور ہالینڈ ٹیموں سے انٹرویو

3-10-2001

Frontfurter Allgemeine
ZEITUNG FUR DEUTSCHLAND

ERHARD HAUBOLD
Asia Correspondent

9, Kautilya Marg, Chanakyapuri, New Delhi -110 021, India
Tel: 91-11-3013953,3012305 Fax: 3013994
Email: erhardhaubold@compuserve.com

طالبان سے تعلق:

س: آپ کا طالبان کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

ج: ہمارا ان سے کوئی لنک نہیں ہے۔ ہمارے صرف وہ شاگرد ہیں۔ ہم نے انہیں پڑھایا ہے' پچاس پچپن سال سے۔ رشین وار میں بھی انہوں نے بہت بڑا کردار ادا کیا۔ جو گریجویٹ ہو گئے تھے تو اب بھی جو افغانستان میں سٹوڈنٹس ہیں۔ یہاں آتے ہیں اور تعلیم حاصل کرتے ہیں دیگر مدرسوں میں بھی حاصل کرتے ہیں۔ جیسے استاد اور شاگرد کا تعلق ہوتا ہے۔ تعلیمی معیار یہاں اچھا ہے۔ دارالعلوم کی شہرت ایسی ہوگئی ہے کہ وہ زیادہ تر یہاں آتے ہیں۔ اب پورا امریکہ چھوڑ کر کلنٹن کی بیٹی چیلسی وہ Oxford میں داخل ہوگئی۔ آپ کے لندن آ کر۔ اسمیں کیا خاص بات ہوگی۔ یہ سمجھنے کی بات ہے۔

س: ملا عمر نے ادھر پڑھا ہے۔ یہ بہت نزدیک لنک ہے؟

ج: یہ تو بالکل ایسا ہے جیسے خمینی نے وہاں تعلیم حاصل کی تھی عراق میں۔ تو یونیورسٹی میں سکول میں لوگ وہاں بھی آتے تھے۔ ایک بڑا مدرسہ تھا تو استاد شاگرد کا جو تعلق ہوتا ہے وہ بہت مضبوط ہوتا

ہے۔ان کے اپنے پرابلم ہیں۔ملک کے حالات ایسے ہیں کہ وہ اٹھنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔تو روس کے خلاف وار میں ہم سب ان کے ساتھ تھے۔علماء کے ساتھ تھے'پوری دنیا کے مسلمان تھے۔اب تو وہ اپنا مسئلہ حل کرر ہے ہیں۔ ہماری دعا ہے وہاں امن وامان قائم ہو اور خانہ جنگی ختم ہو جائے اور طالبان سے دشمنی بھی دنیا کی ختم ہو جائے۔

اگر امریکہ حملہ کرے:

س: میں اس کی قدر کرتا ہوں کہ آپ کا یہ مدرسہ جو ہے فائٹنگ کے لئے نہیں ہے۔ یہ ایک اچھا تعلیمی ادارہ ہے لیکن اگر امریکہ حملہ کرے تو پھر آپ کا ری ایکشن کیا ہوگا؟

جواب: اگر امریکہ برطانیہ پر حملہ کرے تو ان کا ری ایکشن کیا ہوگا۔ مجھے اس کا جواب دے دیں۔

ج: (ان کی طرف سے) So we defence (پھر ہم دفاع کریں گے)

مولانا: یہی جہاد ہے۔اسے ہم جہاد کہتے ہیں۔اور آپ کے سارے سٹوڈنٹ آپ کے ہاں تو مذہبی اور غیر مذہبی نہیں ہے نا تو ہمارے ہاں بھی مذہبی اور غیر مذہبی کی تقسیم نہیں ہے۔اگر کوئی اٹیک کرتا ہے تو یونیورسٹیز' کالج کے جو Modrate لوگ ہیں۔ وہ ہم سے زیادہ آگے آگے قوم کے بچاؤ کے لئے قربانی دیں گے۔دیکھیں جب انڈیا نے دو تین دفعہ حملہ کیا تو پوری قوم ایک ہو گئی تھی۔

س: یہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر امریکہ اٹیک کر دے افغانستان میں تو آپ کا ری ایکشن گورنمنٹ کے بارہ میں کیا ہوگا؟

ج: ہم گورنمنٹ سے یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ اس میں ملوث نہ ہو اور اپنے ملک کو ان کے خلاف جارحیت کا ذریعہ نہ بننے دیں۔اور اگر اٹیک کیا اور پاکستان اس میں انوالو ہو گیا تو پھر اپنی حکومت سے لڑائی ہوگی۔پوری قوم یہ نہیں برداشت کرتی کہ ہم کسی پرامن پڑوسی کے خلاف استعمال ہو جائیں۔ سعودی عرب نے بھی اعلان کر دیا ہے جو ان کا حلیف تھا کہ ہم اپنی صلاحیتوں کو استعمال نہیں ہونے دیں گے۔مصر نے بھی کہہ دیا ہے'ایران نے بھی کہہ دیا ہے تو پھر افغانستان کے ساتھ تو ہمارا بہت برادرانہ مضبوط تعلق ہے۔ہم کب برداشت کریں گے' کہ ہمارے ملک کے ہوائی اڈے سے جہاز اٹھیں اور ان پر حملہ کریں۔

دشمن ہمیں لڑانا چاہتا ہے:

س: جنرل مشرف کے ساتھ جو فوجی لوگ ہیں یہ کس طرح ہیں۔ یہ اگر اٹیک کرلیں' یہ مشرف کے ساتھ ہوں گے؟

ج: ہماری فوج محبِ وطن ہے' جہاد' ایمان اور یقین یہ ان کا ماٹو ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کو اگر ایک دوسرا ملک استعمال کرے تو ہماری فوج ان کا ذریعہ بن جائے گی۔ چند افراد کی سوچ ہوگی۔ لیکن ہمارے عام سپاہی اس چیز کو پسند نہیں کریں گے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی فوج کو تقسیم نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری فوج قومی یکجہتی میں سب ایک ہوگی۔ اور وہ یہی کہے گی کہ اس جھنجھٹ میں اور اس مصیبت میں ہمارے ملک اور ہمیں استعمال نہ کیا جائے اور کوئی فوجی بھی افغانستان کے خلاف استعمال ہونے کے لئے تیار نہیں ہوگا کہ اپنے مسلمان بھائیوں پر حملہ کریں اور جواب میں وہ بھی حملہ کریں۔ دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ افغانستان اور پاکستان کی دونوں قوتوں کو لڑایا جائے تو ہم اور فوج مل کر اس سازش کو ناکام بنائیں گے۔ انشاءاللہ

حالات کا بہادری سے سامنا کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں:

س: ملا عمر اگر اسامہ حوالے کردیں تو؟

ج: ان سب کو پتہ ہے' ان کے سامنے ساری صورتحال ہے' جب سے طالبان آئے ہیں تو ساری دنیا ایک ہو چکی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ 6 سال سے ساری دنیا ان کے پیچھے لگی ہوئی ہے' ان کو برداشت نہیں کرتے کبھی ایک مسئلہ اٹھاتے ہیں' کبھی دوسرا کبھی تیسرا۔ اور ملا عمر سمجھتا ہے کہ یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ ہم ہزار مطالبے ان کے پورے کریں تو ایک ہزار مطالبات مزید یہ نکال لیتے ہیں۔ جب تک وہ ان کا وجود ختم نہیں کرتے تو ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ روس ان کو ختم نہیں کرسکا۔ اس کا یقین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرے گا۔ اور ہم کیا کرسکتے ہیں۔ یہی بار بار ان کو کہا جارہا ہے میں نے بھی ان کو کہا تھا کہ وہ ساری صورتحال محسوس کریں لیکن وہ سمجھتا ہے کہ یہ کسی ایک بات' ایک ایشو پر نہیں ہے۔ اسامہ کو ویسے بہانہ بنایا گیا ہے۔ باقی وہ سمجھتا ہے کہ امریکہ مجھے کہیں بھی نہیں چھوڑے گا۔ اسامہ کے حوالہ کردینے کے بعد بھی امریکہ طالبان کو کرش کرے گا۔ ان کے لئے تو کوئی اور راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ تیار رہیں بہادری سے حالات کا سامنا کریں۔

ملا عمر اپنی سیاست کو خوب سمجھتے ہیں:

س: آپ کا ملا عمر سے براہ راست رابطہ ممکن ہے اور اسامہ بن لادن کے بارے میں اگر آپ کو کچھ ڈاکومنٹس دیئے جائیں تو آپ ان کو دے سکتے ہیں؟

ج: نہیں۔ ہم تو پاکستانی ہیں۔ ہمارا ان کے اندرونی معاملات میں اس حد تک عمل دخل نہیں ہے۔ اپنی سیاست ملا عمر خود سمجھتا ہے۔ طالبان خود سمجھتے ہیں۔ ہم سے نہ وہ ایڈوائس مانگتے ہیں نہ ہم ان پر کوئی ایسا دباؤ ڈال سکتے ہیں۔ یہ بلاوجہ لوگوں نے ہمیں بھی ان کے ساتھ نتھی کر دیا ہے۔ ڈاکومنٹس آپ براہ راست ان کے حوالے کریں۔ ساری دنیا کے سامنے رکھیں' خود وہ بھی پڑھ لیں گے' ہم بھی پڑھ لیں گے۔

امریکہ اپنے جھگڑے خود حل کرے' برطانیہ کو کیا پڑی ہے؟

س: طالبان کے رہنماؤں سے ڈائریکٹ اس وقت آپ کے تعلقات؟

ج: ہمارا تو ایک علیحدہ ملک ہے۔ ہمارا ان کی پالیسیوں میں کوئی دخل نہیں ہوتا ہے اور نہ ہم سے وہ پوچھتے ہیں۔ باقی یہ فرنٹیئر یہ سارا صوبہ ہر وقت اِن ٹچ رہتا ہے' طالبان آتے جاتے ہیں' کلاسوں میں پڑھتے ہیں اور نہ وہ ہمارا ایسا مشورہ مانیں گے جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو۔

ہمیں امید ہے کہ آپ اسکا مثبت پہلو پیش کریں گے۔ برطانیہ کی اپنی پالیسی ہے لیکن دن بدن بہت زیادہ انوالو ہوتا جا رہا ہے تو برطانیہ کو کیا پڑی ہے۔ امریکہ کو اپنے جھگڑے خود حل کرنے دیں۔

ملا عمر کی طالب علمی:

س: ملا عمر کے حوالے سے کہ وہ سٹوڈنٹ لائف میں کیسے تھے؟

ج: جس طرح عام سٹوڈنٹ ہوتے ہیں۔ ہمارے دینی مدرسوں کے بہت مہذب پرامن اور انتہائی شریف لوگ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے خدا نے مدد کی ہے ان لوگوں کی۔ انہوں نے امن قائم کیا

پاکستان امریکی حمایت کی حماقت نہ کرے:

س: اگر امریکہ نے حملہ کیا تو آپ اپنے سٹوڈنٹس کو بھی جہاد کے لئے کہیں گے؟

ج: اس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ ہمارے ملک کے سارے شہری جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں خواہ یونیورسٹیوں کے ہوں' کالجوں کے ہوں یہاں اس میں تقسیم نہیں ہوتی۔ وہ لڑکے جس کو

آپ ماڈرن سمجھتے ہیں۔ جینز اور پینٹ پہننے والے وہ ہم لوگوں سے بھی سرفروشی میں آگے ہوتے ہیں۔

س: کیا آپ اس پر پریشان ہیں کہ گورنمنٹ آف پاکستان امریکہ کو اس اٹیک کے حوالے سے سپورٹ کر رہی ہے؟

ج: ہم اسکے شدید مخالف ہیں اور اسکو ہم سب نے مل کر مسترد کیا ہے۔ تمام دینی جماعتوں نے اور جہادی تنظیموں نے اور عوام نے یک جہتی کا اظہار کیا ہے' ہڑتالیں کی ہیں' 21 تاریخ کو پورے ملک میں اور جلسے جلوس اب بھی جاری ہیں اور ہمیں اندازہ اور توقع ہے کہ حکومت بھی اتنی حماقت نہیں کریگی۔

امریکہ کو عبرت لینی چاہیے:

س: آپ نے ڈیموسٹریشن کیا تو موبلائز کرنے میں آپ کامیاب ہوئے؟

ج: ہم سو فیصد کامیاب ہیں کیونکہ ہماری قوم جو ہے وہ ایسے موقع پر 21 تاریخ کو صرف دو دن پہلے کوئی تیاری بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور حکومت بڑی کوشش بھی کر رہی تھی کہ یہ کامیاب نہ ہوں لیکن وہ کامیاب ہوگئی۔ الحمدللہ۔ پوری قوم نے ہڑتال کی' دور دراز دیہات میں بھی' کراچی میں بہت زیادہ کامیاب رہی اسی طرح ساری قوم آزادی کی قدر سمجھتی ہے کہ کس طرح ملک کی سالمیت ضروری ہوتی ہے۔ اس میں ہمیں اتنی بڑی محنت یا کال کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ قوم لیڈر شپ کے بغیر ہر فیصلہ کرتی ہے' اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ اس میں شیعہ' سنی' دیوبندی' بریلوی جھگڑے' پیپلز پارٹی' مسلم لیگ یہ سارے سیاسی اور مذہبی جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ تین دفعہ انڈیا نے ہم پر حملہ کیا ہے' اور انہوں نے دیکھا ہے کہ پوری قوم یک آواز ہو کر میدان میں نکلتی ہے۔

جب روس نے وار کیا تھا تو جس طرح ہم مدد کر سکتے تھے کر رہے تھے' حکومتی سطح پر بھی اور اخلاقی مالی افرادی بھی اب بھی وہی نقشہ ہوگا۔ ہمارے بس میں جو بھی ہوگا ہم مسلمانوں سے کہیں گے کہ یہ آپ کی مذہبی ذمہ داری ہے' امریکہ وار کے خلاف۔ مگر امریکہ کو سوچ لینا چاہیے کہ وہ کیوں ایسی حرکت کرتا ہے جس میں اس کا نقصان ہو۔

تمام دینی مدارس کی تعلیم یکساں ہے:

س: ملا عمر یہاں پر بھی رہے ہیں؟

ج: نہیں سب same (سیم) ایک جیسے سکول ہیں' بلوچستان میں بھی' یہاں بھی۔ ممکن ہے کہ کچھ سکولوں میں پڑھا ہو۔ ہمیں اس کا ریکارڈ معلوم نہیں ہے اسوقت تو وہ چھوٹا سا بچہ ہوگا لیکن وہ زیادہ تر جہاد میں مصروف رہا۔ ملا عمر ایک فرد ہے' یہ پورے ریجن کی بات ہے۔ طالبان سب کا ایک ذہن' ایک تصور' ایک اصول ہے' یہ معیار کی وجہ سے ایک سکول مشہور ہو جاتا ہے۔ میں نے ابھی یہ کہا تھا کہ Oxford (آکسفورڈ) میں کلنٹن نے اپنی بچی چیلسی بھیجی ہے۔ تو کیا ٹیرارزم سیکھنے کے لئے وہاں اس کو بھیجا گیا ہے۔ تو بات وہی ہے۔ آج تصویر بھی آئی ہے کہ وہ داخلہ کے لئے جارہی ہے آکسفورڈ لندن میں۔ یہ سمجھا دیں ذرا ان کو۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ آکسفورڈ میں ٹیرارزم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

یہودی امریکہ کے مارِ آستین:

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اسامہ بن لادن اس اٹیک کی بنیاد نہیں ہے؟

ج: میں بالکل سمجھتا ہوں کہ قطعاً نہیں ہے۔ پورے مسلمانوں کے پاس اتنی ٹیکنالوجی نہیں ہے۔ پوری دنیا میں مسلمانوں کے پاس' یہ خود اس کے اندر کے بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ان کو سب معلوم ہیں۔ مارِ آستین اس کو کہتے ہیں۔ تو امریکہ اصل سانپوں کو چھپانا چاہتا ہے۔ وہ پہچانتا ہے لیکن امریکہ میں بھی اتنی جرأت نہیں ہے کہ ان کی نشاندہی کریں' کیونکہ وہ ان کے مرگھٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

اب آپ کا بھی فریضہ ہے کہ اس آگ کو بجھانے کی کوشش کریں' یہ انسانیت کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ آپ سب کو اس آگ کو بجھانے میں مدد کرنی چاہیے۔ امریکہ اپنی ریاست یونائیٹڈ سٹیٹس کے علاوہ پوری دنیا کو ٹیرارزم میں ڈالنا چاہتا ہے تو وہ ساری بنی نوع انسان کی تباہی کے درپے ہے۔ تاکہ وہ ان سب پر New World Order مسلط کردے اس کو ایک بہانہ مل گیا بس۔ دہشت گردی کے نام پر ایک صلیبی جنگ مسلط کرنا چاہتا ہے۔

س: آپ وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اٹیک کے پیچھے امریکہ کے اندورنی لوگ تھے؟

ج: میں سو فیصد وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں کی سیاسی مخالف قوتیں ہیں' علیحدگی پسند تنظیمیں ہیں' تیس پینتیس تو مخالف تحریکیں چل رہی ہیں' اور بنیادی طور پر یہودی بش کی حکومت کو اور وہ اپنے علاوہ کسی کو برداشت ہی نہیں کرتے' وہ اس پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں کہ ہماری مرضی کے خلاف کچھ مت کرو' اتنے بڑے مقاصد اسامہ کے نہیں ہو سکتے۔

دہشت گردی کے نام پر صلیبی جنگ

مشترکہ مغربی میڈیا سے پریس کانفرنس

انٹرویو: 3 اکتوبر 2001ء

دہشت گردی کے معاملہ میں مغربی میڈیا جانبدار ہے:

مولانا: ہمیں خوشی ہوگی کہ آپ حضرات کے ذریعہ صحیح اور نازک صورتحال لوگوں تک صحیح تجزیہ کے ساتھ پہنچ جائے۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ مغربی میڈیا کا رول بالکل جانبدارانہ ہے۔ امریکہ کے حملوں کے اعلان سے پہلے ہی پورا مغربی میڈیا عالم اسلام اور مسلمانوں پر ایک وار کر چکا ہے۔ اب یہ بات آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے کہ آپ اصل شکل، تصویر کے سارے رخ دنیا کے سامنے رکھ دیں تو شاید اس شدت میں کمی آ جائے گی، دنیا بھر میں دہشت گردی کے سلسلے جاری ہیں اور ساری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے خود مغربی مما لک بھی محفوظ نہیں ہیں، پرسوں سوئٹزرلینڈ میں یورپ والے ملک میں ایک دہشت گرد نے حملہ کیا کئی لوگ مرے اور زخمی ہوئے۔ پچھلے ہفتے پیرس میں بہت بڑے دھماکے ہوئے۔ ہمارے پاکستان میں تو روزانہ بدقسمتی سے کئی کئی دھماکے ہوتے ہیں اور ایک سلسلہ دنیا میں خفیہ ہاتھوں کے ذریعے شروع ہے۔ یہ دہشت گردیاں صرف مسلمان ملکوں میں نہیں بلکہ یورپین ملکوں میں بھی ہو رہی ہیں، تو یہ ایک حادثہ ہے جس کا ہمیں افسوس ہے۔ اس کو پورا عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک جواز بنانا اور اس کو عالمگیر جنگ میں تبدیل کرنا، وہ بنی نوع انسانیت کے فائدے میں نہیں ہے۔

دہشت گردی کے نام پر صلیبی جنگ؟

دہشت گردی کے ہم سب خلاف ہیں لیکن دہشت گردی کے نام پر صلیبی جنگوں کا آغاز یہ اس مہذب دور میں کہاں کی عقل مندی ہے۔ ہم تو دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔ ہماری دفاع

افغانستان کونسل میں تیس' چالیس پارٹیاں ہیں کسی نے اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا' دن رات مسلمانوں پر مظالم ہورہے ہیں' آپ روز ٹی وی پر فلسطین کی حالت دیکھ رہے ہیں کل بھی وہاں کیا کچھ نہیں ہوا۔ اور کشمیر میں آپ مسلمانوں کا قتل عام دیکھ رہے ہیں۔ سات لاکھ ہندو مسلط ہیں' چیچنیا میں جو کچھ ہورہا ہے' اور اس کے خلاف روس جو کچھ کررہا ہے' مجھے افسوس یہ ہے کہ یہ بھی ایک انسانی المیہ ہے اور مظالم ہیں لیکن کبھی بھی ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھی۔

<u>پس پردہ مجرموں کے ہاتھ امریکہ بے بس ہے:</u>

س: آپ کی کیا رائے ہے اور کیا مشورہ ہے یورپ میں جو موجودہ حالات پیش آئے ہیں ملا عمر اور اسامہ بن لادن کو کیا کرنا چاہیے کہ وہ اس کا بہتر حل تلاش کرسکیں؟

ج: وہ تو مسلسل خود اس پرابلم سے نکلنا چاہتے ہیں اور ان کی پوری کوشش ہے کہ افغانستان میں جتنا جو تباہ ہوا اس کو مزید تباہ ہونے کا بہانہ یورپ کے ہاتھوں نہ آئے۔ اسامہ بن لادن کا ایک مسئلہ بڑا ایشو مغرب اور امریکہ نے بنایا ہے پانچ چھ سال سے طالبان کہہ رہے ہیں کہ کوئی قطعی ثبوت اور شواہد اور جو آپ کے پاس مواد ہے اس کے ٹیرارسٹ ہونے کا تو پیش کردیں' پھر اس کے لئے کوئی اعلیٰ عدالت جو بالکل غیر جانبدارانہ عدالت ہو اور جس پر مغرب اور مسلمان سب اعتماد کرسکیں۔ ایسی کوئی صورت بنا کر اس کے سامنے رکھ دیں۔ مگر آج تک وہ بغیر ثبوت کے الزام لگاتے جارہے ہیں' اور انہوں نے اسامہ کو ایک وجہ اور جواز بنایا ہے پوری ملت اسلامیہ کے خلاف اپنے منصوبوں کی تکمیل کا۔ ملا عمر اور طالبان کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ محض ایک دعویٰ اور الزام پر ایک انسان کو ایک ایسے ملک کے حوالے کیا جائے جو خود مدعی ہے خود وکیل ہے۔ خود جج ہے اور وہاں سے انصاف کی کیسے توقع کی جاسکتی ہے جبکہ بائیس دن ہوگئے ہیں اب تک کوئی ثبوت اتنے بڑے حادثہ کا بھی امریکہ پیش نہیں کرسکا۔ کل ہمارے سربراہ مملکت سے ملاقات کی ہے مسز چیمبرلین نے۔ اس کے بعد وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ کوئی ٹھوس ثبوت انہوں نے ہمارے سامنے نہیں رکھا گویا صرف دعوے کررہے ہیں کہ ثبوت مل گئے ہیں جب کہ اسامہ خود بھی تردید کرتا چلا آرہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ درپردہ جو اصل مجرم ہے امریکہ ان کے ہاتھوں بے بس اور مجبور ہے وہ معلوم بھی ہوگئے ہیں اور معلوم بھی ہوجائیں رنگے ہاتھوں بھی پھر بھی امریکہ اتنی جرأت نہیں کرسکتا کہ ان کی نشاندہی کرے اور ان کے ساتھ محاذ

آرائی قبول کرلے اس حادثے میں امریکہ کی پوری انتظامیہ نااہل ثابت ہوئی ہے۔ پوری اینٹلی جنس ایجنسیاں ناکام ہوگئی ہیں۔ یہ ایک انتہائی سپر ٹیکنالوجی ہے' سارے مسلمان مل کر بھی ایسا منصوبہ پچپن ممالک بھی نہیں بنا سکتے یہ اندر کے لوگوں کا معاملہ لگتا ہے۔ اُنہیں پینٹا گون' ریڈار سسٹم اور ساری صورتحال معلوم ہے۔ یہ منصوبہ سالوں سے بنا ہوگا۔ یہ کوئی فلمی ٹریلر نہیں تھا اس کے لئے بڑی محنتیں ہوئی ہوں گی' تین طیاروں کا اس طرح آنا اور باری باری ٹکرانا تو یہ بظاہر امریکہ کی مکمل نااہلی اور ناکامی کا ثبوت ہے' خفیہ ہاتھ ان کو معلوم ہیں لیکن ان کو بے نقاب نہیں کر سکتے۔ بے بس ہیں۔

<u>امریکہ ایک طویل المعیاد منصوبے پر عمل پیرا ہے:</u>

س: مولانا صاحب! یہ بتائیے کہ حالات اتنے گھمبیر اور سنگین ہیں آپ کو بخوبی علم ہے اور دن بدن حالات بگڑتے جارہے ہیں تو اس تناظر میں اسامہ بن لادن کے حوالے سے پاکستان سے علماء کے ڈیلیگیشن بھی گئے اور پاکستانی ہائی آفیشلز بھی گئے تو جو طالبان حکومت ہے اس کو بھی علم ہے کہ کمپرومائز نہ کرنے کی صورت میں نتائج بڑے بھیانک ہوسکتے ہیں اس کا انہیں علم ہے اور اس کیلئے پاکستانی حکومت اور علماء نے بھی بڑی کوشش کی اور کررہے ہیں کہ ایوائیڈ کرلیں تو اس صورت میں کیا مجبوریاں ہیں کہ طالبان لچک پیدا نہیں کررہے ہیں جبکہ انہیں اس بات کا علم ہے اور دن بدن حالات گھمبیر ہوتے جارہے ہیں اس تناظر میں آپ کیا کہیں گے؟

ج: طالبان کو ساری صورتحال معلوم ہے وہ بڑے مدبر اور گہرے لوگ ہیں۔ ان پر بیس سال جنگ گزری ہے اور دشمن کے طور طریقے اور بدلتے ہوئے سارے کھیل کو بھی وہ سمجھتے ہیں اب وہ خوب سمجھ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ اسامہ کا نہیں ہے اسامہ کو آج وہ حوالہ بھی کردیں تو پھر بھی طالبان کا پرابلم حل نہیں ہوگا۔ طالبان سمجھتے ہیں کہ امریکہ ایک طویل المعیاد منصوبہ وہ پورا کرنا چاہتا ہے' افغانستان میں اس کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ جو ہے وہ طالبان کی حکومت ہے تو وہ منصوبہ یہ ہے کہ یا تو خود افغانستان پر قبضہ کرلے یا اپنی مرضی کی کوئی کٹھ پتلی حکومت قائم کرلے جو انکے مکمل کنٹرول میں اور مرضی پر ہو پھر اس کے بعد امریکہ افغانستان کو ایک بہت بڑی چھاؤنی بنا کر پورے سنٹرل ایشیاء ماسکو اور چائنا کو' چین کے ساتھ تبت اور لداخ' ایران پاکستان سب کو اپنے اغراض کے لئے استعمال کرسکے گا۔ اپنے دباؤ میں رکھ سکے گا اس کی نگرانی کرسکے گا' اس کے فوجی اڈے وہاں قائم ہوں گے اور

یہ پورا خطہ ورلڈ آرڈر کے زعم میں اپنے کنٹرول میں لے آئے گا۔ پاکستان کی جو دینی جماعتیں ہیں وہ بھی سمجھتی ہیں کہ افغان حکومت ایک شخص کیلئے پورے ملک کو داؤ پر نہیں لگائے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسامہ کے نہ دینے کی صورت میں بھی تباہی سر پر آتی ہے اور دے دینے کے بعد بھی تباہی آنے والی ہے۔ طالبان کہتے ہیں کہ جب مصیبت سر پر ہے تو استقامت سے اور بہادری سے اس کا سامنا کریں گے' بجائے اس کے ایک شخص کو قربانی کا بکرا بنا دیں تو سارا سٹرکچر بھی گر جائے گا۔ افغانی مسلمانوں اور پٹھانوں کی جو بہادری ہے' روایات ہیں۔ ایک معزز شخص جس نے افغانستان کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا جس کی جدوجہد کا افغانستان کی آزادی میں بڑا حصہ ہے۔ اگر اس کو حوالے کر دیں گے تو پوری دنیا میں امت مسلمہ کی ہمدردی بھی ختم ہو جائے گی افغانستان کے ساتھ۔ اور امارات اسلامی کی جو شہرت اور اعتماد ہے دنیا میں وہ بھی گر جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا بھی ایک نظام ہے' عدالتی نظام' جو اللہ نے دیا ہے' شریعت کا نظام۔ ہم اس کے مطابق تمام کیس کو دیکھتے ہیں لیکن ہم کہیں کہ ہمارا کوئی شریعتی نظام نہیں یورپ والے آ کر فیصلہ کریں تو کیا مطلب؟ تو دیکھیں ہم اپنے عدالتی نظام سے دستبردار ہو گئے تو گویا ایمان ہی ہمارا ختم ہو گیا تو یہ سارے پرابلم ان کے ذہن میں ہیں اور ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ پاکستان پر امریکہ اپنی من مانی کروائے گا' افغانستان میں قدم جمانے کے لئے' اس لئے ہم بڑی شدت سے اس پالیسی کے سخت خلاف ہیں کہ حکومت امریکہ کے ساتھ تعاون کی بات کرے اور پاکستان کو ایک مسلم پڑوسی ملک کے خلاف استعمال کرے یہ کسی بھی اخلاقی اصول پر پورا نہیں اتر سکتا۔

<u>امریکہ کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا:</u>

س: امریکہ کے افغانستان پر حملہ کرنے کے حوالہ سے چانسز کیا ہیں اور کیا ردعمل ہو گا؟

ج: افغانستان کے بارے میں یہ پوچھنا کہ دشمن اس پر اٹیک کرے گا تو کیا ردعمل ہو گا تو یہ تو بہت بے خبری کی بات ہے یعنی آپ کہیں کہ وہ جو بڑا آیا تھا سکندر اعظم ساری دنیا کو تباہ و برباد کر چکا اس کا افغانستان سے آباؤٹ ٹرن ثابت ہوا ہے۔ قریب میں سوویت یونین کے انقلابات آئے اور روس گھس آیا اور پورے سنٹرل ایشیا کو تہس نہس کر دیا افغانستان میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ دوسری بات یہ کہ انگریز نے سو سال مسلسل افغانستان پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش کی' تیس ہزار فوجی اس کے

ایک دفعہ آئے اور اس میں ایک واپس گیا اور وہ بھی انہوں نے کہا کہ میڈیا کا زمانہ نہیں ہے تو یہ جا کر سب کے قتل کی اطلاع دے دے اگر آپ لوگ (میڈیا والے) ہوتے تو شاید وہ ایک کو بھی نہ چھوڑتے ۔تو انگریز سو سال کی جدوجہد کامیاب نہیں ہو سکی پھر سوویت یونین سپر پاور کا حال آپ نے دیکھا اور اس کو شکست امریکہ کے زور پر نہیں دی' انہوں نے کئی سال تک مٹی کے تیل اور پیٹرول اور تیزاب سے بوتلیں بھر بھر کر ان کے ٹینکوں کا مقابلہ کیا تو اس قوم کی ایک تاریخ ہے اس کے بارے میں تو آپ کو جاننا چاہیے ۔معلوم ہونا چاہیے کہ وہاں پر ردعمل بہت شدید ہوتا ہے' وہ ڈرتے نہیں ہیں موت کو ایک کھیل سمجھتے ہیں' اور ایمان ایک بہت بڑی قوت ہے ان کا یقین ہے کہ جنگ اسباب اور مادی اسباب سے نہیں لڑی جاتی ۔ان کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے وہ معجزے دیکھ چکے ہیں ان بارہ سال میں' عجیب عجیب اور ان کو یقین ہوتا ہے انسان مرتا نہیں ہے' ڈرتے نہیں ہیں ۔موت سے کہ ابدی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ظاہر بات ہے کہ جب افغانستان پر حملہ ہوگا تو افغانستان والے پوری مزاحمت کریں گے' دوسری بات یہ کہ رشین وار کے مقابلے میں صرف افغانستان نہیں تھا پاکستان مکمل طور پر ان کے ساتھ تھا ۔اس وقت امریکہ چیختا نہیں تھا کیونکہ اس کا فائدہ تھا اس جہاد کو وہ دہشت گردی نہیں کہتا تھا' اور پشت پناہی کر رہا تھا اور پورا عالم عرب' عرب دنیا بھی ان کے ساتھ تھی جن کی ایک مثال اسامہ ہے' اسامہ جیسے ہزاروں عرب بھی اس جنگ میں شریک تھے تو اب تو یہ سچوئیشن بدل چکی ہے امریکہ کے ہاتھوں پورا عالم عرب نالاں ہے' فلسطین کی وجہ سے اور بیت المقدس کی وجہ سے لیکن وہ ایک موقع دیکھتے ہیں' بپھرے ہوئے ہیں اور امریکہ کے ہاتھوں کشمیر کی وجہ سے پورے برصغیر کے مسلمان عذاب میں ہیں کہ سات لاکھ ہندو ہماری ایک شہ رگ کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں اس میں پورے برصغیر کے مسلمان شامل ہیں ۔ بنگلہ دیش' پاکستان اور ہندوستان کے مسلمان اور امریکہ کے ہاتھوں افغانستان کے مسلمان ان پابندیوں اور دوغلی پالیسی کی وجہ سے مصیبت میں ہیں امریکہ کے ہاتھوں پڑوسی ملک ایران بھی انتہائی اذیت میں ہے تو اب روس کی جگہ جب امریکہ یہ سارے کام کرے گا تو آپ خود یہ سوچیں کہ اس کو کتنی سخت مزاحمت کا سامنا کرنے پڑے گا۔

<u>طالبان کے قیام امن پر دنیا کو خوش ہونا چاہیے:</u>

س: کیا آپکے مدرسے نے کچھ لوگ افغانستان بھیجے ہیں؟ اگر بھیجے ہیں تو کتنے؟

ج: یہ مسئلہ ذرا تفصیل سے سمجھنے کا ہے کہ دارالعلوم کے افغانی علماء نے روس کے خلاف بڑی جنگ لڑی اور سوویت یونین کو شکست دی پھر افغان لیڈروں کی خانہ جنگی شروع ہوئی آپس میں روس کی شکست کے بعد تو ہم نے بڑی کوششیں کیں اور سارے عالم اسلام نے بھی کہ یہ آپس میں مل بیٹھیں اور کسی فارمولے پر متفق ہو جائیں اور کوئی جمہوری سسٹم سے آپس میں حکومت قائم کرلیں لیکن وہ جنگ میں لگ گئے اور پوری مغربی دنیا تماشہ دیکھتی رہی' سات سال تقریباً یہ خانہ جنگی رہی مسلمان مسلمان کو مارتے رہے' ان لیڈروں کے ہاتھوں' اور طالبان اسی قوم کے سٹوڈنٹ ہیں' بچے ہیں' ان کے باپ دادا اور چچا شہید ہوئے ہیں وہ مجبور ہوگئے کہ اپنے ملک میں امن قائم کریں' اس سکول کا یا اور سکولوں کا اس مسئلہ سے تعلق نہیں ہے کہ جو لوگ کسی مدرسہ سے گریجویشن کرکے جاتے ہیں تو اپنے ملک کے حالات کا وہ خود سامنا کرتے ہیں اور اپنے ملک کے لئے قربانیاں دیتے ہیں ان کو سمجھانے کی ضرورت نہیں کسی پر بھی آپ کے امریکہ میں یا فرانس میں یا پولینڈ میں کسی جگہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں' خدانہ کرے تو آپ کے سٹوڈنٹ ہی سامنے آتے ہیں' نوجوان طبقہ ہے اور وہ حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے جان کی قربانی دیتا ہے' انقلاب فرانس میں' انقلاب چین میں اور برطانیہ کے خلاف امریکہ کی جدوجہد میں سارے سٹوڈنٹ بھی تھے۔ یہ بالکل وہی صورتحال ہے آپ لوگ قصداً یہ طالبان لفظ استعمال کرتے ہیں کہ لوگوں کو سمجھ نہ آئے بجائے اس کے کہ اگر آپ سٹوڈنٹ کا لفظ استعمال کریں۔ دارالعلوم حقانیہ سے ہم نے کوئی پاکستانی نہیں بھیجے۔ اس ملک کے سٹوڈنٹ ہیں جب ان کو چھٹی ملتی ہے تو اپنے ملک میں جا کر اپنے حالات کے مطابق خدمت کرتے ہیں۔ نوے فیصد ملک انہوں نے پاک کرلیا ہے۔ اسلحے سے لاء اینڈ آرڈر قائم ہوا' خانہ جنگی ختم ہوئی آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ ایسے سٹوڈنٹ بھی ہیں جو امن کے لئے سب کچھ کررہے ہیں۔

ہجرت بھی جہاد کا ایک حصہ ہے:

س: افغانستان کی جو موجودہ صورتحال ہے اس سے پہلے جو لوگ افغانستان چھوڑ گئے ہیں اور یہاں رہنے پر مجبور ہیں مسلمان تو وہاں جہاد کے لئے جارہے ہیں اور اس کے برعکس خود وہ لوگ وہاں سے نکل رہے ہیں؟

ج: یہ جہاد کا ایک حصہ ہے کہ اپنی عورتوں' بچوں' معذور افراد' بیمار اور بوڑھوں کا بچاؤ کیا جائے

جب اوپر سے جہاز حملہ آور ہوں اور مشین وار میں بھی یہ لوگ جہاد بھی کررہے تھے اور اپنے بال بچوں کو محفوظ جگہ پر پہنچانا بھی چاہتے تھے' دونوں حصے ہیں جہاد کے۔

جہاد کب فرض ہوتا ہے:

س: افغان ڈیفنس کونسل جو ہے اگر حملہ امریکہ کرتا ہے تو اس پر وہ یقیناً ایک متفقہ فیصلہ کرے گی تو کیا وہ جہاد کا فیصلہ کرے گی۔ جو کشمیر میں برسر پیکار مجاہدین ہیں تو کیا آپ کال کریں گے کہ وہ بھی اس جہاد میں حصہ لیں امریکہ کے خلاف؟

ج: دیکھیں یہ مسئلہ جہاد کی صورت میں پوری ملت کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس میں مجاہدین تنظیمیں اور غیر مجاہد تنظیمیں یا دفاع افغانستان کونسل کی بات نہیں ہوتی۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلاوجہ کسی بھی اسلامی ملک پر ایک دشمن وار کرے' حملہ کرے تو اس ملک پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اگر اس سے سنبھالا نہیں جاتا تو دوسرے ملک پر جو ساتھ میں ہے یہاں تک کہ پورے عالم اسلام پر اور پوری امت پر اگر مغرب کے آخر میں کوئی مسلمان رہتا ہے ان سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے' تو ظاہر بات ہے کہ دفاع افغانستان کونسل میں جو لوگ شامل ہیں یا اس سے باہر ہوں کشمیر میں جو مجاہدین تنظیمیں ہیں ان سب کا ایک ہی مسئلہ ہوگا شریعت کا ایک ہی حکم ہے سب کیلئے' سب اٹھ کھڑے ہوں اور دشمن کے وار کو روک لیں۔

افغان ملت کا اتحاد:

س: اس وقت جو ہزاروں لوگ ہیں اور وہ کمانڈر جو طالبان کے خلاف ہیں اور اس کے علاوہ شمالی اتحاد ہے تو اس کی بابت کیا کہتے ہیں؟

ج: یہ وہی طاقتیں ہیں جن کو طالبان کے آنے سے پہلے روس کی شکست کے بعد مغربی طاقتوں نے ہر کوشش کی تھی' اپنے مفاد کے لئے آزمایا تھا اور اکٹھا کرنے کی کوشش کی تھی' لویہ جرگہ کا نام دیا تھا اور شمالی اتحاد یہ سب مردہ گروہ ہیں اب وہ دوبارہ ایک ایسی ایکسرسائز کرنا چاہتے ہیں جس سے افغانستان کا رہا سہا جو امن ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا وہ جو انیس بیس آپ لیڈر کہہ رہے ہیں وہ ہر ایک کرسی کی جنگ میں ابھی سے لڑ رہے ہیں وہ اس نوے سالہ بوڑھے (ظاہر شاہ) پر بھی راضی نہیں ہیں' تو گویا مطلب یہی ہے کہ اس صورت میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی ادھر ربانی شور مچائے گا ادھر سے گیلانی اٹھ رہا ہے یہ صرف چند افراد ہیں اور رشید دوستم کے اور احمد شاہ مسعود کے زمانے میں اپنے

ملک میں بھی بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ ہم یہ کہیں گے کہ امریکہ اگر امن چاہتا ہے تو ایسے کسی منصوبہ پر کام نہ کرے جو کامیاب نہ ہوسکتا ہو اس کے نتیجے میں پورا افغانستان دوبارہ خانہ جنگی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ امریکہ ایسی کوشش نہ آزمائے۔ یہی حل ہے کہ طالبان کو آپ سپورٹ کریں' بس ایک پاکٹ رہ گیا ہے ان کو خود چھوڑ دیں ان کو اب کنٹرول مکمل کرنے دیں' جنہوں نے ملک آزاد کیا ان کا حق ہے کہ اپنے ملک کو بنائیں اصل جو لیڈر تھے وہ طالبان کے خلاف بھی تھے اب ان کی رائے میں بھی تبدیلی آ رہی ہے۔ آپ خود سوچیں امریکہ کے اس منصوبے کی وہ کبھی حمایت نہیں کریں گے ان میں حکمتیار تھا ایک لیڈر۔ اب اس نے کہا کہ طالبان کے ساتھ ان کی پالیسیاں بھی بدل رہی ہیں' ہمدردیاں پیدا ہو رہی ہیں آپ کیلئے حکمتیار کی ایک مثال ہے اُس نے کہا ہے کہ میں امریکہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ طالبان کا ساتھ دوں گا۔ سیاف جو بہت بڑا مخالف تھا' طالبان کا اس کے رویے میں تبدیلی آ رہی ہے وہ انتظار میں ہے کہ میں بھی اپنی خدمات شامل کروں اور نادرن ایریا کو امریکہ کے لئے چراگاہ نہ بننے دوں' مجددی جو عبوری حکومت کا صدر تھا جو طالبان کے خلاف رہا' علامہ صبغتہ اللہ مجددی صاحب اس نے بھی واضح اعلان کر دیا ہے کہ وہ ان منصوبوں کو قطعاً کامیاب نہیں ہونے دیں گے تو انہوں نے طالبان کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے اور بدقسمتی امریکہ کی یہ ہے کہ وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے طالبان کے حق میں چلا جاتا ہے۔ بدترین مخالف بھی ان سازشوں کی وجہ سے ایک ہو رہے ہیں افغان قوم کی یہ خصوصیت ہے جب ان پر دشمن آتا ہے باہر سے تو پوری قوم اپنی خانہ جنگی اور جھگڑوں کو چھوڑ کر ایک ہو جاتی ہے جو جھگڑا ان میں ہے بھی وہ امریکہ کے وار کے بعد ختم ہو جائے گا۔

<u>طالبان اصول پر ڈٹے رہے ہیں:</u>

س: ملا عمر کیا یہاں پر طالب علم رہے ہیں تو کیا آپ نے بحیثیت استاد ان کو کیسا پایا ان کی شخصیت کے حوالے سے اگر آپ کچھ کہنا چاہیں۔

ج: ملا عمر کے بارے میں مجھے قطعی بات معلوم نہیں ہزاروں افغان آتے جاتے تھے' ساتھ جتنے ساتھی تھے' اور جتنے استاد ہیں باقی ان میں اکثریت یہاں سے پڑھی ہے جو ایک جنٹلمین سٹوڈنٹ ہوتے ہیں' مہذب بااخلاق انسانیت دوست امن کے اور انسانیت کی تعلیم دینے والے وہ بھی ان

لوگوں میں سے ہیں نہ کوئی جنگجو مزاج ہے اس کا وہ زیادہ تر مدرسے میں نہیں آیا اس لئے کہ روس کے خلاف وار کے دوران وہ نوجوان تھا۔ وہ وار میں مصروف رہا۔ سارے جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں افغانستان میں وہ انہی مدرسوں میں پڑھے ہوئے ہیں جیسے یہاں آپ کو طالب علم نظر آتے ہیں' سیدھے سادے کوئی غرور و تکبر نہیں جو اعلیٰ انسانی اقدار ہوتی ہیں ان پر پورے اترتے ہیں اور اصول پر ڈٹے رہتے ہیں اصول پر سودا نہیں کرتے اور اسی وجہ سے سارا پرابلم آپ کو لگ رہا ہے کہ اصول کیوں نہیں چھوڑتے۔

غیر ملکی اور ملکی میڈیا سے مشترکہ انٹرویو

جسے روزنامہ جنگ کے جناب سہیل وڑائچ نے رپورٹ کیا'

انٹرویو: 24-10-2001

جنگ میں معصوم شہریوں کی حفاظت کا مسئلہ:

جنگ: اسلام کے ابتدائی زمانے میں جنگ کے جو اصول وضع کئے گئے تھے ان میں عورتوں' بچوں اور معصوم شہریوں کے قتل سے گریز کا کہا گیا تھا ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بھی بے گناہ لوگ مارے گئے آپ اسے دہشت گردی کہیں گے یا جہاد؟

مولانا سمیع الحق: کسی ملک کے ساتھ حالت جنگ نہ ہو تو پھر کسی کو سوئی چبھونے کی بھی اجازت نہیں ہے اسلام کے معنی سلامتی کا دین ہے۔ یہ نقشہ عام حالات کا ہے لیکن آج کے حالات میں پورا عالم اسلام دہشت گردی کا شکار ہے عراق کا حال دیکھیں وہاں بچے مر رہے ہیں کشمیر اور فلسطین میں کھلے عام دہشت گردی ہو رہی ہے اور مسلمانوں کو اعلانیہ جنگ میں ڈال دیا گیا ہے ایسی صورتحال میں ردعمل میں مجبوراً سب کچھ ہو جاتا ہے اگر امریکہ دارالحرب ہے تو پھر وہاں جو مسلمان رہتے ہیں انکو خود ان حالات کا خیال کرنا چاہیے اور اپنی جان و مال کی خود حفاظت کرنی چاہیے اب جیسا افغانستان کے حالات ہیں تو بم تو یہ نہیں دیکھتا کہ وہ کس پر گرتا ہے

جنگ: آپ امریکہ کو دارالحرب قرار دے رہے ہیں تو کیا وہاں سے مسلمانوں کو ہجرت کرنی چاہیے؟

مولانا سمیع الحق: اب جب عملاً جنگ جاری ہے تو جوابی ردعمل سے کسی کو روکا تو نہیں جا سکتا اگر مسلمان اپنی حفاظت کیلئے ضروری سمجھتے ہیں تو امریکا سے ہجرت کریں یا پھر اپنی حفاظت خود کریں' فقہا

اس کی مثال ایسے دیتے ہیں کہ ایک بار میدان جنگ میں کافروں کو مارا جا رہا تھا تو ایک کافر مسلمان کے سینے سے چمٹ گیا اب یہاں پر اسلام کہتا ہے کہ ہماری مجبوری اور بے کسی ہے کہ اس کافر کو مارنا ہے' چاہے مسلمان کو ہی مارنا پڑے گولی چلانی پڑے گی البتہ اس صورت میں مسلمان کی موت شہادت تصور کی جائے گی۔

امریکہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے عوامل تلاش کرے:

جنگ: کیا ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ دہشت گردی تھی یا نہیں؟

مولانا سمیع الحق: اگر یہ دہشتگردی تھی تو امریکا کو اسکے عوامل تلاش کرنے چاہئیں۔ دیکھیں یہ دہشت گردی ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا آدھے گھنٹے کے اندر ہی اسامہ بن لادن کو ملزم بنادیا گیا۔ یہ دہشت گردی امریکا اور یہودیوں نے خود کی ہے۔

سب سے پہلے پاکستان:

جنگ: اس وقت حکومت کا کہنا ہے کہ ''سب سے پہلے پاکستان'' جس کا مطلب یہ ہے کہ قومی مفاد کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے' ہر اسلامی ملک کے ملی مفادات بھی ہیں مصر کے' ایران کے' سعودی عرب کے' اپنے اپنے مفادات ہیں تو پاکستان اپنے قومی مفاد کا خیال کیوں نہ رکھے؟

مولانا سمیع الحق: قومی مفاد تو ایک وسیع المعانی لفظ بن چکا ہے کہ جمہوری حکومت ختم کرنا ہے تو قومی مفاد کا نام دیا جاتا ہے' کرپشن کے نام پر لوگوں کو پکڑا جاتا ہے تو قومی مفاد کا نام دے دیا جاتا ہے۔ اگر کسی کو جہاز میں بٹھا کر بیرون ملک بھیجا جاتا ہے تو اسے بھی وسیع تر قومی مفاد کا نام دیا جاتا ہے۔ حب الوطنی کے ہم سب قائل ہیں پاکستان کو بچانا ہم عین عبادت سمجھتے ہیں پاکستان ایک اسلامی نظریے کی بنیاد پر بنا ہے ہم کہتے ہیں کہ سب سے پہلے پاکستان نہیں سب سے پہلے وہ نظریہ ہے جس کی بنیاد پر پاکستان بنا تھا تو ہماری نظر میں سب سے پہلے اس نظریے کو بچانا ضروری ہے ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کی موجودہ پالیسی سے ہماری دفاعی صلاحیت اور معاشی حیثیت امریکہ کے قبضے میں چلی جائے گی۔ جو مصیبت سر پر آن پڑی تھی اس کا استقامت سے مقابلہ کرنا چاہیے تھا۔ امریکہ کی دوستی سے دشمنی بہتر ہے حکومت والے کہتے ہیں کہ ہمیں ایٹم بم کو بچانا تھا۔ اگر مشکل وقت میں یہ ہمارے کام نہیں آئے گا تو کیا ہمیں ایٹم بم کا اچار ڈالنا تھا۔

ایک جان دوجسم:

جنگ: کہاجارہاہے کہ جہادی تنظیمیں پاکستان کے مفاد میں نہیں ہیں اور یہ جہاد بالآخر فساد بن گیا۔

مولانا سمیع الحق: کشمیر میں سات لاکھ بھارتی فوج کو جہادی تنظیموں نے ہی روک رکھا ہے میں نے جنرل مشرف کو بھی کہا تھا کہ جہادی تنظیموں کو اللہ کا احسان سمجھو کہ فوج یہاں کھا پی رہی ہے اور وہاں نوجوان جانیں قربان کررہے ہیں۔ آپ کا کچھ بھی خرچ نہیں ہورہا' یہ جہادی تنظیمیں ختم کرکے ہندوفوج کو آزاد کرنے کے مترادف ہوگا دوسری طرف مغربی سرحد افغان جہاد کی وجہ سے محفوظ ہوگئی تھی اور ہم ایک جان دوجسموں کی مانند تھے'امریکا نے ہماری یہ سرحد بھی غیر محفوظ کردی ہے۔ امریکہ ہمیں چکی کے دوپاٹوں میں پیسنا چاہتا ہے۔ ان کی عقل پر پردہ پڑا ہے یہ اتنی بات بھی سمجھ نہیں رہے۔

پاکستان کے اندر جہاد:

جنگ: یہ فرمائیں کہ کیاپاکستان کے اندر بھی جہاد جائز ہے؟

مولانا سمیع الحق: پاکستان کے اندرلڑنے کے لئے ہم جمہوری طریقے استعمال کرتے ہیں ہم ہتھیارنہیں اٹھاتے' حکمرانوں کو ہم من مانی بھی نہیں کرنے دیتے'ایوب خان کو ہم نے پرامن جمہوری جدوجہد سے ہٹایا' بھٹو کے ساتھ بھی یہی کیا گیا اب بھی کوئی حکمران ایسا رویہ اپناتا ہے تو اس کے خلاف پرامن تحریک چلنی چاہیےاس ملک کا کوئی بھی جرنیل ہماری تحریک کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

جنگ: تو آپ مسلح جدوجہد کی ضرورت نہیں سمجھتے؟

مولانا سمیع الحق: ہم مسلح جدوجہد کی ضرورت نہیں سمجھتے یہ ہماری پرامن تحریک سے ہی چلا جائے گا۔

جہاداور بریلوی شیعہ مکاتب فکر:

جنگ: جہادافغانستان ہو یا جہاد کشمیراس میں بریلوی اور شیعہ مکتبہءفکر کےلوگ کم کیوں ہیں؟

مولانا سمیع الحق: دیوبند کی تاریخ ایسی ہے کہ ہم برائی کے ساتھ کمپرومائز نہیں کرتے خدا کرے کہ دوسرے بھی اس بات کو محسوس کریں میں سمجھتا ہوں کہ بریلوی بھی اس جدوجہد میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی ہرلحہ ہمارے ساتھ ہیں ان کا کہنا ہے کہ فوج کے اندر سے ہی کوئی صلاح الدین ایوبی نکلے گا پھر مجھے کہا کہ مولانا آپ سمجھ گئے (ہنستے ہوئے) میں نے کہا مولانا آپ نے بہت اعلیٰ بات کی ہے خدا کرے وہ عملی طور پر شریک ہوں (سوچ کرر کتے ہوئے) یہ شریک ہیں

بھی بس خدا کسی کو زیادہ توفیق دے دیتا ہے اور کسی کو کم۔

آئی ایس آئی کا کردار:

جنگ: آئی ایس آئی نے 20 سال افغان پالیسی چلائی جسمیں آپ بھی شریک کار رہے یہ پالیسی تو مکمل ناکام رہی؟

مولانا سمیع الحق: 20 سال میں افغان پالیسی مکمل طور پر کامیاب رہی ہم نے ایک سپر پاور کو شکست دی تھی پاکستان نے افغانستان میں بڑا موثر کردار ادا کیا' پاکستان نہ ہوتا اور ۱۵ لاکھ افغان جانیں قربان نہ کرتے تو روس ہم سب کو روند چکا ہوتا۔ بلوچستان کا علاقہ بھی روس کے قبضے میں ہوتا اور روس گرم پانیوں تک پہنچ چکا ہوتا اور خلیجی مما لک پر بھی اس کا کنٹرول ہوتا۔ خرابی افغان لیڈروں کی طرف سے آئی۔ پاکستان کا رویہ بہت مثبت رہا۔

جمہوریت کے بجائے مشاورت:

جنگ: یہ تو نہیں کہ پاکستان کسی کی زیادہ حمایت کرتا ہو؟

مولانا سمیع الحق: نہیں! پاکستان نے پوری کوشش کی کہ افغانستان میں امن اور صلح قائم ہو لیکن یہ سات آٹھ گروپوں میں بٹے ہوئے تھے' طالبان میں خوبی یہ ہے کہ ان میں گروپ نہیں ہیں وہاں پر بس ایک ہی امیر المومنین ہے کوئی اپوزیشن نہیں ہے۔

جنگ: یعنی جمہوریت نہیں ہونی چاہیے؟

مولانا سمیع الحق: جمہوریت میں تو ہرا یرا غیرا اٹھ کر بات کرتا ہے۔ یہ شیطانی جمہوریت ہے وہاں سارے فیصلے مشاورت سے ہوتے ہیں۔

مجسموں کا گرانا:

جنگ: مہاتما بدھ کے مجسمے کو گرانا کیا درست تھا؟

مولانا سمیع الحق: وہ تو اسلئے گرائے گئے کہ ۶۰'۷۰ بچے کیمپوں میں مر رہے تھے تو طالبان نے کہا کہ ان پتھروں کو مارو دیکھو ان کی چیخ نکلتی ہے یا نہیں' بے جان پتھروں پر تو چیخ نکلتی ہے اور جاندار بچوں کے مرنے پر آواز تک نہیں نکلتی۔ افغانستان کے ہندو اور سکھ قسم کھا کے کہتے ہیں کہ ہم اب اطمینان سے سوتے ہیں۔

جہاد کشمیر گروپ بندیوں کے خطرات:

جنگ: جہاد کشمیر کے حوالے سے کہا جارہا ہے کہ وہاں پر افغانستان جیسے حالات ہیں وہاں پر بھی کوئی متحدہ قیادت نہیں ہے خدشہ ہے کہ وہاں پر افغانستان کی طرح کی انارکی نہ پھیل جائے۔

مولانا سمیع الحق: ہمیں ابھی سے اس پر نظر رکھنی چاہیے۔ہمیں بھی یہ پریشانی ہے کہ جتنے گروپ زیادہ بنیں گے اتنی ہی پیچیدگیاں بڑھیں گی۔ایک افغان لیڈر عبدالرب رسول سیاف نے مجھے کہا کہ کشمیری لیڈروں کو لینڈکروزر میں نہ بیٹھنے دینا کیونکہ اگر یہ ایک بار گاڑی میں بیٹھ گئے تو پھر کبھی اس سے نہیں اتریں گے۔افغانستان کے سات لیڈر اپنے آپ کو شہنشاہ سمجھتے تھے۔حکومت کو ابھی سے ان کو متحد کرنا چاہیے لیکن اس ڈر سے کہ انارکی پھیلے گی جہاد کو ختم تو نہیں کیا جاسکتا۔ہم نے ضیاء الحق مرحوم سے بھی کہا تھا کہ گروپوں کو کم کرو اسوقت انارکی کو روکا جاسکتا تھا۔

پاکستان کی افغان پالیسی:

جنگ: اخبارات میں کہا جارہا ہے کہ پاکستان کی افغان پالیسی اس قدر خراب تھی کہ طالبان کے بعد پورے افغانستان میں ہمارا کوئی دوست نہیں ہوگا؟

مولانا سمیع الحق: طالبان کے علاوہ پہلے بھی ہمارا کوئی دوست نہیں تھا' درمیان میں جو افغان حکومت آئی تھی اس نے ہمارے سفارتخانوں پر حملے کئے تھے۔ربانی' احمد شاہ مسعود اور دوستم نے کیا کچھ نہیں کیا؟ ظاہر شاہ نے پختونستان کا مسئلہ کھڑا کیا' شمالی اتحاد کی حکومت اگر آئی تو وہ پاکستان مخالف ہی ہوگی۔

اسلام ترقی کی راہ بتاتا ہے:

جنگ: جدید دنیا سے روشناس لوگوں کو ڈر ہے کہ مولانا سمیع الحق اور طالبان ہمیں غاروں کی دنیا میں واپس بھیجنا چاہتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: اسلام ترقی کا دین ہے۔اسلام سائنس ٹیکنالوجی' کمپیوٹر اور ہوائی جہاز وغیرہ کا حامی ہے یہ سب چیزیں مسلمانوں نے دنیا میں روشناس کرائیں مغرب کو پتھروں کی دنیا سے اسلام نے نکالا۔یونیورسٹیاں ان کو اسلام نے دی ہیں سرجری بھی اسلام نے دی ہے۔اسلام کیسے ان چیزوں کی مخالفت کرسکتا ہے۔

امریکہ'بھارت نورا کشتی:

جنگ: کہا جاتا ہے کہ جس بات پر بھارت ناراض ہولازمی طور پر وہ بات پاکستان کے حق میں ہوتی ہے امریکا کی حمایت کے فیصلے سے بھارت بہت پریشان ہے۔

مولانا سمیع الحق: انڈیا ناراض تو نہیں ہے امریکا اور بھارت نورا کشتی لڑ رہے ہیں بھارت نے امریکا سے کہا ہے کہ افغانستان اور پاکستان کو لڑا دو افغانستان میں امریکی گماشتے بیٹھ جائیں گے۔ ہماری مغربی سرحد ختم ہوجائے گی۔سارا کام تو بھارت کی منصوبہ بندی کے مطابق ہورہا ہے۔

اقتصادی فائدے:

جنگ: مولانا! پاکستان کی اہمیت میں تو اضافہ ہوا'ہمیں اقتصادی فوائد حاصل کرنے چاہئیں؟

مولانا سمیع الحق: کوئی اقتصادی فائدہ حاصل نہیں ہوا پاکستان کو تو اجرتی قاتل بنادیا گیا ہے جب تک اس کی ضرورت ہوگی اسے استعمال کیا جائے گا پورا عالم اسلام اور امت مسلمہ پاکستان سے ناراض ہے۔

کیا پٹھان پنجابیوں کو مروانا چاہتے ہیں:

جنگ: ایسا لگتا ہے کہ سب کچھ پشتون سیاست کے گرد گھوم رہا ہے۔قاضی حسین احمد'فضل الرحمان' سمیع الحق اورنوابزادہ نصر اللہ سب پشتون ہیں پنجابیوں کو بھی مروانا چاہتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق: دیکھیں پشتونوں نے ہمیشہ آزادی'غیرت اور ملی حمیت کا زیادہ احساس کیا ہے۔ آفاق احمد بھی' پنجابی ہیں سب لوگ شریک ہیں اسے پشتون مسئلہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ پاکستان کی آزادی اور بقاٗ کا مسئلہ ہے۔

صدر مشرف کا روڈ میپ:

جنگ: کیا اس ساری صورتحال میں پاکستان میں جمہوریت کی منزل دور نہیں ہوجائے گی۔

مولانا سمیع الحق: جنرل مشرف کے روڈ میپ سے جو جمہوریت آئیگی اس سے تو جمہوریت کا نہ آنا بہتر ہے۔

جماعت اسلامی'سولوفلائٹ:

جنگ: کہا جاتا ہے کہ جماعت اسلامی کو آپ کی قیادت پر تحفظات ہیں؟

مولانا سمیع الحق: ہمارے سامنے تو کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ قاضی صاحب اور سب نے مل کر مجھے دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کا چیئرمین بنایا تھا کسی نے کہا کہ جماعت اسلامی سولوفلائٹ پر یقین رکھتی ہے اور وہ کسی اتحاد میں تبھی شامل ہوتی ہے جب سب کچھ جماعت اسلامی کے ہاتھ میں ہو۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی متبادل تجویز آتی ہے' کوئی سپریم کونسل بنا تا ہے تو میں اس کیلئے تیار ہوں' ہمارے اندر کوئی جھگڑا نہیں ہے لیکن کسی شخص نے کہا کہ قاضی صاحب خوش نہیں ہیں تو میں نے متبادل تجویز دی تھی۔

افغانستان جنت بھی اور جہنم بھی:

جنگ: آپ افغانستان کی جنگ کا کیا مستقبل دیکھتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: افغانستان کی جنگ سے امریکا کا زوال ہوگا یہ شہداء کے لئے جنت اور امریکا کیلئے جہنم ہے یہ امریکا کا آخری ظلم اور جبر ہوگا۔

پہلی دیو بندی ریاست:

جنگ: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ افغانستان پہلی دیو بندی ریاست ہے اسلئے اس سے آپ کی جذباتی وابستگی ہے؟

مولانا سمیع الحق: (جذباتی لہجے میں) خدا کی قسم! اگر یہ بریلوی ریاست ہوتی تو تب بھی میں اس کا ساتھ دیتا میرے ذہن میں یہ خیال تک بھی نہیں آیا اگر کوئی بھی اسلامی ریاست ہوتو ہم اسکے دفاع کیلئے ضرور اٹھ کھڑے ہوتے۔

طالبان کا عالمی امتیاز:

جنگ: سعودی عرب اور لیبیا یا دوسرے اسلامی ممالک کے مقابلے میں کیا آپ افغانستان کو بہتر اسلامی ملک تصور کرتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: جن حالات میں انہوں نے اسلامی قوانین کونافذ کیا ہے اور مرکزیت قائم کی ہے اس میں' میں انہیں بہتر سمجھتا ہوں۔

طالبان کی تشکیل امریکی پیسے سے نہیں ہوئی:

جنگ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ طالبان کو امریکی پیسے سے آئی ایس آئی نے بنایا۔

مولانا سمیع الحق: یہ غلط پروپیگنڈہ ہے ۔۳۰،۴۰ لوگ ظلم اور بربریت کے خلاف اٹھے کمانڈر ظلم کررہے تھے ایک کم بخت نے لڑکے کیساتھ شادی کی اور ٹینک پر بٹھا کر برات قندھار سے لے کر آیا اس پر طالبان نے کہا کہ یہ تو ظلم کی حد ہے۔

امریکہ کے سامنے ڈٹ جاتا:

جنگ: اگر آپ صدر پاکستان ہوتے تو آپ کیا کرتے؟

مولانا سمیع الحق: امریکا کے سامنے ڈٹ جاتا۔

جنگ: اگر ایٹم بم چلانا پڑتا تو وہ بھی چلا دیتے؟

مولانا سمیع الحق: ایٹم بم کھانے کیلئے تو نہیں بنایا یہی تو مغرب کو تکلیف ہے کہ انکو ضرورت پڑی تو یہ ضرور چلائیں گے۔

جنگ: فوج میں حالیہ تبدیلیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

مولانا سمیع الحق: امریکا اور جنرل صاحب نے یہ تبدیلیاں کر کے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ کوئی ان کی پالیسی سے سر موانحراف نہ کرے۔ وگرنہ تبدیلیوں سے دو تین دن پہلے یہ جرنیل افغانستان کے بارے میں بڑے متحرک تھے وہاں وفود بھیج رہے تھے۔

تھائی لینڈ کا معروف ٹی وی چینل

اور سپین کے معروف اخبار ABC کو دیا گیا انٹرویو

2-11-2001

ITN

PENTHOUSE FLOOR
The Maneeya Centre, 518/5 Ploenchit Road
Bangkok 10330, Thailand
Phone: (662) 652 0743/4 Fax: (662) 652 0739
Mobile: (616) 818 9035
email: julian@hadden.com website: www.channel4news.co.uk

Julian Hadden
Asia Cameraman/VT Editor
Channel Four News

سپین سے قدیم رشتوں کا واسطہ:

س: یورپ اور امریکہ کی عوام نے بھی اب یہ اعتراف کر لیا ہے اور ہم بھی آپ سے اتفاق کرتے ہیں کہ امریکہ کی فوج بڑی زیادتی کر رہی ہے۔ مگر آپ یورپ اور امریکہ کے عوام کی کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ جبکہ وہاں کے عوام بھی آپکا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور وہ کہہ رہے ہیں کہ حملے نہیں ہونے چاہئیں؟

ج: ہم تو ان عوام کو سلام پیش کرتے ہیں جو ہمارے ساتھ مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں۔ لیکن جب حکومتیں امریکی مظالم کا ساتھ دیتی ہیں تو ہم حکومت کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کم از کم سپین کو تو پرانے رشتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ مسلمانوں کا آٹھ سو سال تک ان کے ساتھ تعلق رہا ہے وہ تو کم از کم امریکہ کی ہاں میں ہاں نہ ملائے۔

اسلام میں اقلیت کے حقوق:

س: پاکستان کے اخبارات نے آپ کی Movement (مومنٹ) پر الزام لگایا ہے کہ گرجا پر جو حملہ ہوا ہے اس میں آپ کی مومنٹ ملوث ہے تو اس کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

ج: کسی نے بھی ہماری مومنٹ پر الزام نہیں لگایا ہے اور سب نے لکھا ہے کہ یہ بھارت اور امریکہ کی کارستانی ہے وہ یہاں خانہ جنگی پیدا کرنا چاہتے ہیں' اٹیک (حملہ) کے دس منٹ بعد میں نے اس کی مذمت کی۔ ہم نے لاہور میں دفاع افغانستان کونسل کے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ یہ بہت بڑی سازش ہے۔ اسلام نے یہاں کے رہنے والے غیر مسلموں کے لئے مسلمانوں سے زیادہ ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ یعنی اسلام نے غیر مسلم شہری کا' جو شہریت رکھتا ہو' اس کے جان و مال کو مسلمانوں کے جان و مال سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔ یہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو یہاں لڑانے کے لئے بہت بڑی سازش ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ۵۵ سال میں کسی عیسائی کو کسی مسلم نے چاقو تک بھی نہیں مارا' ہم نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ فوراً ان سب مجرموں کو سزا دو۔

اسلام سائنس و ترقی کی تحسین کرتا ہے:

س: مغربی تہذیب سے آپ کی کیا مراد ہوتی ہے۔ مسلمان سکالرز اور مسلمانوں کے رہنما اسے بہت ناپسند کرتے ہیں؟

ج: جو بھی یہ جدید ترقیات ہیں سائنس اور ٹیکنالوجی اور رہن سہن کے جدید ترین سہولیات اور راحتیں ٹیکنالوجی کی ہیں وہ ہماری تہذیب کا ایک حصہ ہیں' انسان ترقی کرتا ہے اور سہولت کی طرف جاتا ہے۔ پنکھے کی طرف جاتا ہے' موٹر کی طرف جاتا ہے۔ جہاز کی طرف جاتا ہے' کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کو ایجاد کرتا ہے' اسلام ان چیزوں کا مخالف نہیں بلکہ آپ کو معلوم ہے کہ ان چیزوں کی ایجاد اور آغاز ہی مسلمانوں نے کیا ہے۔ یورپ جو طبقاتی سسٹم بناتا ہے' کچھ انسانوں کو محکوم اور غلام بناتا ہے' بھوکا پیاسا' رکھتا ہے' غریب پر امیر کی برتری اور بالادستی قائم رکھتا ہے' استعماری سسٹم چلاتا ہے تو ہم اس سرمایہ دارانہ نظام اور اس مغربی سیاست کے خلاف ہیں بنیادی بات یہ ہے کہ وہ Capitalism یعنی سرمایہ دارانہ نظام سے انسانیت کو بانٹ دیتا ہے' اور اپنے آرام و راحت کے لئے ہزاروں لاکھوں انسانوں کا خون چوستا ہے۔ اس وقت بھی کم ترقی یافتہ ممالک اس غلط نظام کی وجہ سے کم ترقی یافتہ

ہیں۔لوگ بھوک اور پیاس سے مرر ہے ہیں' اور وہ سرمایہ دارانہ نظام کے علمبردار سود کے ذریعہ اور دوسرے بہانوں سے ان ہی ممالک کے وسائل کو کنٹرول کرتے ہوئے ان پر مسلط ہیں۔یہ ساری جنگ اسی لئے ہے کہ مغرب اپنے سب وسائل انسانوں کے خلاف استعمال کررہا ہے۔اسی طرح وہ اخلاقی قدروں کو بگاڑتا ہے اور معاشرتی رشتوں کا تقدس پامال کرتا ہے' ہم مغربی تہذیب کے اس خدوخال کو ناپسند کرتے ہیں۔

<u>تھائی لینڈ کے لوگوں کا تاثر:</u>

س: ہم مکمل طور پر آپ سے اتفاق کرتے ہیں' جو کچھ آپ نے فرمایا ہے کہ اسامہ کا تو بہانہ ہے' ہمارے تھائی لینڈ میں بھی لوگ یہی کہتے ہیں کہ یہ خود چاہتے ہیں کہ اسامہ موجود ہو۔اسامہ کی آڑ میں پہلے اس نے عراق پر حملہ کیا' اب افغانستان پر حملہ کررہا ہے' اور کل خدانخواستہ کوئی کہہ دے کہ اسامہ تھائی لینڈ میں ہے تو امریکہ تھائی لینڈ پر بھی حملہ کردے گا۔

ج: یہ صرف اسامہ کی بات نہیں بلکہ امریکہ کی بدمعاشی اسی طریقہ سے چل رہی ہے۔ ویت نام میں ہوچی منہ کو ایک ہوّا بنا کر اس سے دنیا کو ڈرار ہے تھے کہ وہ ہمیں کھا جائے گا۔پھر صدام کو ایشو بنایا اور ابھی تک وہاں ان کے ہاتھوں ہزاروں معصوم بچے سالانہ قتل ہورہے ہیں۔بھوک سے اور دوائی نہ ملنے کی وجہ سے وہ تڑپ تڑپ کر مررہے ہیں' پھر بھی ان کی آتشِ ظلم ٹھنڈی نہیں ہوتی۔اور صدام صدام کے نعرے لگارہا ہے۔اب اس نے اسامہ کو بہانہ بنایا' اب تیسرے نمبر پر آپ کی باری آرہی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ القاعدہ کی تنظیم کئی ملکوں میں ہے۔اس میں فلپائن بھی ہے اور تھائی لینڈ بھی ہے۔ جس ملک کا وہ چاہے گا کہ اس کا کچومر نکالوں تو وہاں کہے گا کہ اسامہ کا کوئی ممبر یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ اس ابو سیاف کے ساتھ یہی کررہے ہیں تو جہاں مسلمان اپنے بچاؤ کی بات کرے گا تو وہ اسے Terrorest (دہشتگرد) کہے گا۔فرض کرلیں کہ ہم مسلمان تو سارے ٹیرارسٹ ٹھہرے۔لیکن جو فارایسٹ مشرق بعید کے ممالک جو ترقی کررہے ہیں' سائنس میں' ٹیکنالوجی میں' کاروبار میں' تو ان ممالک کے ساتھ بھی وہ دشمنی کا رویہ رکھے ہوئے ہے۔تھائی لینڈ کو آپ دیکھتے ہیں کہ کتنی تیزی سے وہ بدل گیا اور دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں شامل ہوگیا۔انڈونیشیا کے ساتھ وہ یہی کررہا ہے۔جاپان' کوریا' یہ تو مسلم ممالک نہیں ہیں نا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ کسی کے اقتصادی استحکام کو برداشت نہیں کرتا۔

ہر جگہ اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ جاپان نے کیا جرم کیا ہے؟ تائیوان اور کوریا نے کیا جرم کیا ہے؟ کہ ان کی ساری معیشت انہوں نے تباہ کر کے رکھ دی ہے۔

نمرود کا انجام:

س: مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ امریکہ افغانستان میں مسلمانوں سے پرانے قصوں کا انتقام لینا چاہتا ہے؟

ج: میں نے یہ بات ساری کہہ دی کہ جس کی شامت آتی ہے وہ تکبر اور غرور پر اتر آتا ہے اسکو فرعون کہتے ہیں' پھر اس کا انجام اسی طرح ہوتا ہے جیسے مچھر ہاتھی کی سونڈ میں گھس جاتا ہے۔ جس طرح نمرود کا انجام ہوا تھا۔

تمام دنیا کے انسان اٹھ کھڑے ہوں:

س: لاکھوں لوگ میرا کالم پڑھتے ہیں' تو آپ اپنی زبان مبارک سے ہمیں پیغام ریکارڈ کرائیں ہم وہاں ٹیلی کاسٹ کریں گے۔ اور میں اپنے کالم میں بھی لکھوں گا۔

ج: ایک تو یہ کہ جو ساری باتیں آپ نے سن لی ہیں اگر آپ کو میری باتوں میں کوئی حقیقت نظر آتی ہے یا مثبت پہلو تو آپ اس ساری تفصیل کو پیش کر دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان حالات میں صرف مسلمانوں کی ذمہ داری نہیں ہے مغرب اگر ایسی آگ بھڑکا رہا ہے تو پوری نوع انسانیت لپیٹ میں آئے گی تو یہ تمام انسانوں کا مسئلہ ہے چاہے انسان مسلمان ہوں یا غیر مسلم وہ اٹھ کھڑے ہوں' ایک ظالم ہاتھی کی طرح وہ انسانوں کو پیس رہا ہے۔ پوری دنیا میں امن کو تہہ و بالا کرنا چاہتا ہے۔ یہ دنیا ایک گھر ہے' اللہ نے ہم سب کے لئے بنائی ہے' جس میں اگر کوئی آگ لگاتا ہے تو اس گھر کے تمام باشندوں پر چاہے وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم تمام بھائیوں پر ضروری ہوتا ہے کہ اس آگ کو بجھائیں۔ یہ اپیل ہے میری تمام مسلم غیر مسلم ممالک سے۔

آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی

Thank you very much and I want to come here again and again.

(آپ کا بہت بہت شکریہ اور میں یہاں بار بار آؤں گا)

پاکستان افغانستان اور عالم اسلام کو درپیش تازہ صورتحال
اور مولانا سمیع الحق کی مغربی میڈیا سے کھری کھری باتیں
برطانوی ٹی وی، اے آر وائی ٹی وی دبئی کو انٹرویو

<u>دفاع افغانستان کونسل کا پس منظر:</u>

س: مولانا امریکی اور اقوام متحدہ کے مانیٹرنگ ٹیموں اور افغانستان پر پابندیوں کے پس منظر میں دفاع افغان کونسل کی تشکیل اور اسکے پروگراموں پر کچھ روشنی ڈالیں۔

ج: امریکہ نے اقوام متحدہ کے ذریعہ افغانستان پر پابندیاں لگانے کا فیصلہ کیا اور یہ پابندیاں لگنے والی تھیں تو اس سے پہلے ہم نے سوچا کہ کم از کم اس معاملہ میں پاکستان کے تمام دینی سیاسی اور جہادی تنظیموں کی رائے ایک ہونی چاہیے یہ مسئلہ افغانستان کے کسی ایک طبقہ کا نہیں ہے۔ طالبان کا یا وہاں کسی اور کا بلکہ پوری افغان قوم کا مسئلہ تھا کہ وہاں لاکھوں کروڑوں عوام کو زندہ درگور کیا جارہا تھا ان پر پابندیاں لگانے کا مقصد یہ تھا کہ افغانستان کے عوام کو بھوک اور بیماریوں سے ہلاک کیا جائے جن کا جرم کوئی نہیں تھا سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے وقت کی ایک بڑی سپر پاور سویت یونین کو شکست دی اور نتیجۃً امریکہ کو واحد سپر طاقت بنانے کا ذریعہ بنے اس کا بدلہ بجائے اچھائی کے امریکہ اس طرح دینا چاہتا تھا کہ پورے افغانستان کو محصور کر کے تباہ و برباد کر لے۔ تو میں نے اس معاملہ پر سارے ملک کے سرکردہ دینی و مذہبی شخصیات کو دعوت دی کہ وہ کسی جگہ جمع ہوں اور طالبان کے بارے میں ان کا جو بھی نقطہ نظر ہو لیکن کم از کم افغانستان کی سالمیت کے بارے میں یکجہتی کا اظہار ہونا چاہیے اور الحمدللہ وہ ۳۰۔۳۵ جماعتیں ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو یہاں دارالعلوم حقانیہ میں اکٹھی ہوگئیں اس میں تمام بڑی سرکردہ شخصیات اور ساری دینی جماعتیں اور جہادی تنظیمیں تھیں اور انہوں نے یک لخت ان پابندیوں کو مسترد کر دیا اور اس کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا اعلان کیا اس کانفرنس میں افغانستان کے

علاوہ فلسطین کا مسئلہ بھی بڑے زور وشور سے سامنے آیا اور یہ عالمی استعماری قوتیں جو جگہ جگہ مسلمانوں کے خلاف مختلف قسم کے جو اقدامات کررہے ہیں اور ظلم وستم کا بازار گرم کررکھا ہے یہ ساری چیزیں اس کانفرنس میں زیرِغور آئیں اور الحمدللہ یہ ایک کونسل دفاع افغانستان کونسل کے نام سے تشکیل دی گئی اس کا ایک جامع اعلامیہ جاری ہوا اور پورے عالم اسلام کے مسائل کو سامنے رکھ کر اس کونسل کو بنایا گیا۔ بنیادی نقطہ یہ تھا کہ امریکہ اور اسرائیل دونوں مل کر مسلمانوں کے خلاف عالمی دہشت گردی کا کردار ادا کررہے ہیں اور مسلمانوں پر ہر جگہ ظلم وستم کا بازار گرم کررکھا ہے افغانستان کی پابندیاں بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے الحمدللہ یہ کونسل اتفاق رائے سے تشکیل پائی اور اس کی کانفرنسیں ہورہی ہیں اور اس کی سرگرمیاں جاری ہیں جس سے کافی فائدہ ہوا ہے اور ہمیں ایک ایسا سٹیج مل گیا جس سے تمام قومی لیڈروں کو اس پر مل بیٹھنے کا موقع فراہم ہوا ہے۔ انٹرویو میں ایک اعلامیہ کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے وہ اعلامیہ یہاں دیا جارہا ہے۔

دفاع کونسل کا تاسیسی اعلامیہ:

طالبان کی پالیسیاں اور نتائج:

س: ایک عام تاثر ہے کہ طالبان کا جو رویہ ہے یا ان کی جو پالیسیاں ہیں اس کی وجہ سے خود طالبان بھی عالمی سطح پر مشکلات کا شکار ہیں اور اس نے پاکستان کو بھی مشکلات کا شکار بنایا ہے اس حوالہ سے آپ کے خیالات کیا ہیں؟

ج: یہ طالبان کی مخالفت اور ان کو بدنام کرنے کی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ان ساری طاقتوں نے بہرصورت یہ فیصلہ کیا ہے کہ افغانستان میں طالبان کو قدم نہ جمانے دیا جائے خواہ وہ جنگی ہتھیاروں کے ذریعہ ہو یا افغانستان پر حملوں کے ذریعہ ہو کسی طرح یہ لوگ ان کے وجود کو برداشت نہیں کررہے ہیں اور وہ سب اس پر متفق ہوگئے ہیں جب وہ اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کرتے ہیں تو کبھی وہ خوست پر حملہ اور کبھی مختلف جگہوں پر ایک شخص (اسامہ بن لادن) کو بہانہ بنائے ہوئے ہیں جو افغانستان میں پناہ گزین ہے اور وہیں پر پہلے سے موجود ہے جب اور کوئی صورت ان سے نہیں بن پارہی ہے تو طالبان کے تمام اقدامات پر انہیں بدنام کیا جارہا ہے حالانکہ انہوں نے جو اقدامات کئے ساری عالمی طاقتوں کو انکی تحسین کرنی چاہیے تھی۔ طالبان سے پہلے وہاں انسانی حقوق بالکل غیر

محفوظ تھے انسان وہاں درندہ بن گیا تھا انسانی خون اتنا ارزاں تھا کہ سوڈیڑھ سوآدمی ہر شہر میں شب و روز ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے جاتے تھے کسی خاتون کی عزت محفوظ نہیں تھی ڈاکو جگہ جگہ بیٹھے تھے لاء اینڈ آڈر بالکل ختم تھا افغانستان سینکڑوں ریاستوں میں عملاً تقسیم ہو چکا تھا طالبان آ گئے تو انسانی حقوق کو تحفظ دیا۔اب عورت کی عصمت کو کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔لنڈی کوتل سے ہرات تک اکیلی خاتون جاسکتی ہے۔اورڈالروں سے بھرا ہوا بریف کیس آپ اکیلے ساتھ پیدل جا کر لیجا سکتے ہیں یہ ساری چیزیں انہوں نے اتنا بڑا عظیم کام کیا امن قائم کیا خونریزی ختم کی اس کی تحسین ہونی چاہیے تھی کوئی حکومت وہاں نہیں تھی برائے نام ایک حکومت تھی کابل شہر میں بھی محدود تھی مگر طالبان نے جنگ کے بعد ایک مرکزیت قائم کی پورے ملک کو تقسیم ہونے سے بچایا اورایک مرکز کے ساتھ سارا ملک باندھ لیا۔قندہار سے مرکزیت پیدا ہوگئی ملک تباہ و برباد تھا ہر وقت خانہ جنگی تھی اب وہ اس کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں اس میں کون سی ایسی بات ہے جس سے ان کو بدنام کیا جارہا ہے۔عورتوں کو تحفظ ملا انسانوں کے جان و مال کو تحفظ ملا تعلیم کے سلسلے بحال ہورہے ہیں خواتین تک کو تعلیم دی جارہی ہے البتہ وہ کہتے ہیں کہ یہ تعلیم ہوگی تو اسلام کے دائرہ میں ہوگی۔مگر یورپ تو چاہتا ہے کہ ہم مسلمان بالکل مادر پدر آزاد ہوکران جیسی تہذیب اپنا ئیں تو وہ تو کبھی نہیں ہو سکے گا۔تو خالص پروپیگنڈہ ہے اور طالبان بیچاروں کا کوئی اقدام ایسا نہیں ہے جو کہ انسانی اخلاقی قدروں اوراصولوں کے خلاف ہو پروپیگنڈہ کا زور ہے اور انکو بدنام کیا جارہا ہے لیکن الحمدللہ مغربی ذرائع ابلاغ اپنی کوششوں کے باوجود حقائق مسخ نہیں کر سکے ہیں اورلوگوں کو صحیح بات پہنچ رہی ہے۔

اسامہ بن لادن کا کیس شرعی عدالت میں:

س: اسامہ بن لادن کے متعلق امریکہ اور مغرب کے لوگوں کا ایک موقف یہ ہے کہ وہ ہمیں جرائم اور دھماکوں میں مطلوب ہے اور طالبان نے اسامہ پر سٹینڈ لیا ہوا ہے تو مطلب یہ ہے کہ آپ کوئی ایسی تجویز دیتے ہیں اس ضمن میں کہ اسامہ کا مسئلہ بھی ختم ہو جائے اور اسامہ کی وجہ سے پاکستان اور افغانستان پر جو دباؤ ہے یہ بھی ختم ہو جائے۔تو آپ کیا اس حق میں ہیں کہ اسامہ کو کسی تیسرے اسلامی ملک یا پاکستان کے حوالہ کیا جائے اور وہاں پر ان کے خلاف جو الزامات ہیں کسی عدالت میں یا کسی اور فورم سے وہ اس سارے معاملہ کی تحقیقات کرے اور پھر اگر وہ مجرم ثابت ہو جائے تو اس کو امریکہ

کے حوالہ کیا جائے اس حوالہ سے آپ کا موقف کیا ہے؟

ج: ہر لحاظ سے اس معاملہ پر بحث وتمحیص ہوئی ہے' مذاکرات بھی افغانستان اور طالبان کے ساتھ امریکہ اور ان لوگوں کے ہوئے ہیں بنیادی بات یہ ہے کہ کوئی بھی حکومت اگر کسی حکومت سے مطالبہ کرے کہ فلاں شخص ہمیں دے دو یہ ہمارا ملزم ہے اور وہ آنکھیں بند کر کے اسے اٹھا کر دے دے جیسی ہماری پچھلی حکومت نے ایمل کانسی کو دیا کہ کل کو اگر ہم سے امریکہ مطالبہ کر دے کہ پرویز مشرف ہمارا مجرم ہے اور واجپائی مطالبہ کرے کہ فلاں لیڈر ہمیں دے دو تو ہم کہیں گے کہ بھائی! الزامات کیا ہیں؟ اسکے ثبوت فراہم کرو۔ الغرض دنیا کا کوئی نظام کہیں ایسا نہیں چل سکتا کہ آج ہم امریکہ سے کہیں کہ فلاں فلاں لوگ ہمیں دے دو' ہمارے مجرم ہیں' اور انہیں تم نے چھپا کر رکھا ہے جیسا کہ انہوں نے ہمارے کرپٹ لوگوں کو پناہ دی ہے۔ خود طالبان کے جو جنگی مجرم ہیں شمالی اتحاد کے دوستم جنرل مالک جیسے سرکردہ لوگ جنہوں نے تین تین اور ساڑھے تین تین ہزار تک طلبہ کو ایک دن میں قتل کیا ہے ان کو انہوں نے پناہ دے رکھی ہے مگر امریکہ اور یورپین ریاستوں میں وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور عیاشیاں کر رہے ہیں تو کیا امریکہ آنکھیں بند کر کے انہیں واپس کر دے گا؟ تو امریکہ جب اسامہ کا مطالبہ کرتا ہے تو طالبان نے بار بار کہا کہ آپ ہمیں کوئی ثبوت دیں اسامہ کو تو ہم نے پناہ نہیں دی ہے یہ تو ہمارا محسن ہے اس نے روس کے خلاف بہت بڑی قربانیاں دی ہیں پھر وہ ربانی کے دور میں سوڈان سے آیا اور جلال آباد میں ان کو پناہ دی گئی اسامہ کا حق تھا کہ انہیں پناہ دی جاتی کیونکہ انہوں نے افغانستان کے لئے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں تو جب طالبان کی حکومت بعد میں آئی تو وہ انہیں افغانستان میں ملا۔ اب اگر ہم اسے اٹھا کر آپ کے حوالہ کریں تو یہ بہت بڑی غداری ہوگی مہمان نوازی اور اسلامی روایات کی صریح نفی ہوگی تو آپ ہمیں ثبوت فراہم کریں دو تین سال سے یہ مسئلہ چلا آ رہا ہے مگر وہ کوئی ثبوت اور شواہد فراہم نہ کر سکے طالبان کہتے ہیں کہ ہمارے اسلام کا خود ایک نظام عدل ہے۔ نظام قضاء ہے پورا ایک مکمل نظام ہے۔ آیئے ہم سب مل کر اس شرعی نظام کے تحت ان کا کیس دیکھتے ہیں اس کے لئے آپ باضابطہ دعویٰ دائر کریں' شواہد وثبوت سارے لے آئیں تو ہم افغانستان میں ایک بہت بڑی عدالت لگا کر شرعی طور پر اس کا فیصلہ کر لیں گے وہ خود مختار عدالت ہوگی۔ اگر ہم اس کو اٹھا کر آپکے حوالہ کر دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم قرآن کے نظام اور اسلامی

نظام عدل سے دست بردار ہو جاتے ہیں کہ ہمارے ہاں ملزم کو سزا اور انصاف فراہم کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے اگر یہ لوگ ایسا کرلیں تو خود اعتراف کریں گے کہ یورپین نظام تو عدل و انصاف والا ہے اور ہمیں اپنے نظام پر ایمان یقین ہی نہیں ہے۔ دوسری تجویز وہ یہ دیتے ہیں کہ اگر ہماری عدالت پر آپ کو اعتماد نہیں ہے تو آئیں مل بیٹھ کر دو چار اسلامی ملکوں کا کوئی مشترکہ پینل بناتے ہیں' سعودی عرب کا پاکستان کا اور افغانستان کا جو کہ تینوں ملکوں کے جید علمأ پر مشتمل ہوگا اور اس کا ایک ٹریبونل ہوگا اس کے سامنے ہم یہ کیس رکھ دیں گے لیکن وہ عملاً کسی تجویز پر اتفاق نہیں کرتے ہیں ایک ہی رٹ لگائی ہوئی ہے اور بار بار دنیا کی بڑی اقوام نے بھی ان کو کہا ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی شواہد ہیں تو دنیا کے سامنے پیش کریں سوائے اسکے کہ ایک جگہ پر دو تین افراد مارے گئے ایک دھماکہ میں' دنیا میں روزانہ مختلف جگہوں پر اسی طرح دھماکے ہوتے رہتے ہیں کل ہی دنیا میں کئی جگہوں پر بم دھماکے ہوئے اب کسی ایک دھماکہ کی آڑ میں یہ حق تو انہیں نہیں دینا چاہیے کہ ایک شخص کی آڑ میں پوری قوم کو سزا دے ان پر پابندیاں لگائے ان پر بمباری کرے اور ان کے گھر لوٹے تو مسئلہ اسامہ کا نہیں ہے۔ بنیادی طور پر انہوں نے اسے ایک سٹنٹ بنایا ہوا ہے' بلیک میلنگ کے لئے ہمیشہ امریکہ کوئی نہ کوئی حربہ استعمال کرتا رہتا ہے اپنی قوم کو بھی وہ بلیک میل کر رہا ہے کہ دیکھو مسلمانوں کے ساتھ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں ہم اس میں مجبور ہیں۔ یہ دہشت گرد ہیں اور دہشت گردوں کو اپنے ہاں بٹھایا ہوا ہے۔ امریکی قوم بیچاری خود اتنی سوجھ بوجھ کے لئے فارغ نہیں ہوتی' اس طرح حکومتوں نے امریکی عوام کی زندگی پریشانی اور خطرہ میں ڈال رکھی ہے۔ اور یہ لوگ بزدل اتنے ہیں کہ پوری امریکی قوم غسلخانہ میں بھی پریشان ہوتی ہے کہ کہیں اسامہ روشن دان سے حملہ نہ کردے اور کلب میں بھی اطمینان سے ناچ نہیں سکتے ہیں تو بلاوجہ امریکہ نے پوری قوم کو بھی ٹینشن میں ڈال رکھا ہے

امریکیوں کو اسلام سے روکنا بھی مقصد ہے:

جس تیزی سے امریکہ میں لوگ اسلام کی طرف آرہے ہیں اسے بھی روکنا مقصود ہے کہ مسلمان تو دہشت گرد لوگ ہیں ان کی باتوں میں نہ آؤ اور ان سے دور رہو۔ ایک شخص غاروں میں' پہاڑوں میں' بیچارا بیٹھا ہوا ہے اس کے اتنے وسائل کہاں ہوں گے کہ دنیا بھر میں کاروائی کر سکے۔ تو امریکہ نے سعودی عرب' عرب امارات اور پوری عرب دنیا کو جکڑا ہوا ہے اور انہیں ڈرا رہا ہے کہ دیکھو

اگراسامہ آ گیاتو تمہاری سلطنت اور بادشاہی سب ختم ہوجائے گی اس طرح ان کے سارے وسائل پراس نے قبضہ جمایاہواہے پہلے صدام حسین کواس مقصد کے لئے استعمال کیا۔

امریکی بلیک میلنگ کاحربہ:

امریکہ کاطریقہ یہ ہے کہ وہ ایک شخص کواپنے دشمن کےطور پرآسمان تک چڑھالیتا ہے تا کہ اس کی آڑ میں مسلمانوں کوبھی اوراپنی قوموں کابھی استحصال کرسکے۔اب رہااسامہ کاجرم کیاہے؟ وہ بیچارہ کہتاہے کہ میراقصور کیاہے؟افغانستان میں روس آیا اورافغانستان کونتیجتاً غلامی میں جکڑلیاتواس وقت جہادفرض عین تھااورہم سب ہیروتھےمگروہی کام امریکہ'سعودی عرب اورامارات وغیرہ اسلامی مما لک میں کرنے لگااوران کےتمام سورسز پرقبضہ کیااگرہم ان وسائل کواستعمال کرتےتو کتنے اسلامی مما لک جوکہ پسماندہ ہیں وہ ترقی یافتہ مما لک کی صف میں شامل ہوجاتےتو اپنے ملک کی غلامی پرمیں کس طرح قناعت کرلوں اس وقت یہ ہیروتھاتواب کیسے دہشت گردبن گیا؟وہ کہتاہے کہ فلسطین کے نہتےعوام کوروزانہ بھونا جارہا ہے وہ کہتا ہے بیت المقدس کی حرمت تارتار کی جارہی ہے فوج جزیرۃالعرب پرقبضہ جمائے بیٹھی ہے توجزیرۃالعرب کوخالی کردواب اگرروس کےخلاف سب کچھ صحیح تھااوراگرمیراابھی عمل جرم ہےتو میں یہ جرم کرتارہوں گااور میں (مولاناسمیع الحق) کہتاہوں اگر امریکہ اس کوجرم سمجھتاہےتو ہم تمام مسلمانوں کواور پوری ملت کواٹھ کھڑاہونا چاہیے۔اگرپوری ملت افغانستان کےاستخلاص کیلئےاٹھی تھی اورضروری تھاتواب بھی پوری ملت مسلمہ کواقوام متحدہ اورامریکہ کےاس استعماری ہتھکنڈوں کےخلاف اٹھنا چاہیے۔

شلٹرناؤاورعیسائیت پھیلانے والی تنظیموں کامسئلہ

س: کابل میں طالبان حکومت نے جوشلٹرناؤنامی تنظیم کےامدادی کارکنوں کوگرفتارکیاہےان پر الزام ہے کہ وہ کابل میں عیسائیت کاپرچارکررہے ہیں۔تو آپ کیا کہنا چاہیں گے کہ ان کورہا کرنا چاہیے یاان کوسزادینی چاہیے۔اورایک ایسے ملک میں جہاں جج بھی طالبان کا ہوگاانتظامیہ بھی طالبان کی ہے'مدعی بھی طالبان ہیں اورمصنف بھی وہی ہوں گےتو کیاآپ سمجھتے ہیں کہ ان غیرملکی امدادی کارکنوں کےساتھ انصاف ہوسکتاہے؟

ج۔ اگرکوئی ادارہ این جی اوز کا ہو یافلاحی ادارہ یا کوئی بھی ادارہ ہواوروہ کسی ملک میں جن

مقاصد کے لئے جانا چاہے تو ان کو واضح طور پر کہہ دینا چاہیے کہ ہمارے یہ مقاصد ہیں ان مقاصد کے لئے ہم آپ کے ملک میں آنا چاہتے ہیں حکومت چاہے تو اجازت دے دے یا چاہے تو نہ دے؟ اب ان اداروں نے حقیقت کو مخفی رکھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور رفاہی کاموں کے لئے جانا چاہتے ہیں خدمت کرنا چاہتے ہیں' خوراک فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ علاج معالجہ کرنا چاہتے ہیں لیکن درحقیقت اس کے خلاف ایک چیز ثابت ہوگئی گویا ہمارے ملک میں ایک ادارہ فلاحی آتا ہے اقوام متحدہ کی طرف سے اچانک پتہ چل جائے کہ وہ تو جاسوسی کررہے ہیں اور ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کررہے ہیں جیسے عراق میں پتہ چلا کہ مبصرین آئے ہیں اور مبصرین نے وہاں جاسوسی کا کام شروع کردیا۔ اسی طرح یہ سارے ادارے جن مقاصد کیلئے گئے تھے اس کے خلاف انہوں نے درپردہ اور کام شروع کئے مثلاً عیسائیت کی تبلیغ' اب حق تھا طالبان کا جب ان کو پتہ چلا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا اگر یہ تبلیغ پھیلانا چاہتے ہیں تو پہلے سے کسی ملک کو جانے سے پہلے کہہ دیتے کہ ہمارا مشنری ادارہ ہے اور ہم وہاں اپنے مذہب کی تبلیغ کریں گے اب اس حکومت اور اس ملک کی مرضی ہے کہ ان کو اجازت دے یا نہ دے اگر انہوں نے دھوکا دیا طالبان کو اور یہ کہا کہ ہم تعلیم پھیلائیں گے غریبوں میں خوراک تقسیم کریں گے حقیقت اسکے خلاف ثابت ہوئی تو یہ تو بہت بڑی بددیانتی ہے اور بداخلاقی ہے

کسی قوم کی مجبوری کی وجہ سے اس کا ایمان خریدنا اخلاقی گراوٹ ہے:

بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اخلاق کی انتہائی گراوٹ ہے کہ ایک قوم غریب ہے بھوک سے مررہی ہے یا بیماریوں میں مبتلا ہے کینسر ہے اور کسی شخص کی بھوک سے آپ اس کا ایمان خریدیں یہ تو کوئی ملک گوارا نہیں کرسکتا کہ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اس سے غلط فائدہ لیا جائے۔ اور یہاں تک کہ اسکا ایمان ہی سلب کیا جائے اس لحاظ سے یہ اقوام متحدہ کے اصولوں کے بھی خلاف ہے اور بنیادی انسانی حقوق کے بھی خلاف ہے کسی ایک شخص کی ایک انگلی کاٹنا یا اس کو گالی دینا اگر اسکے بنیادی حقوق کی نفی ہے تو اس کا ایمان سلب کرنا اور حالات کی وجہ سے اسے مجبور کرنا کہ وہ مذہب چھوڑ کر عیسائیت اختیار کرلے یہ تو بہت گری ہوئی بات ہے تو طالبان اس معاملہ کو دیکھ رہے ہیں دوسری بات یہ کہ کسی بھی ملک میں اگر ہم جاتے ہیں تو اس ملک نے اپنا ایک ضابطہ اخلاق اور اصول بنایا ہوتا ہے ہم یورپ

جاتے ہیں یا دنیا کے کسی ملک میں بھی جاتے ہیں تو وہاں ائیر پورٹوں پر لکھا ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں یہ قوانین ہیں ان کا احترام کرنا ہوگا اور جو نہیں کرے گا تو ہم اسے سزائے موت دیں گے ہم نے سنگاپور اور کوالالمپور کے ہوائی اڈوں پر اعلان سنا کہ اگر کسی کے پاس چرس کی ایک پڑیا بھی ملی تو اس کا سر قلم کیا جائیگا اور منشیات کے قوانین کی رو سے ناقابل معافی ہوگا تو سارے لوگ ان ملکوں کے قوانین کا احترام کرتے ہیں جو نہیں کرتے وہ گرفتار ہوجاتے ہیں اور وہاں آپ دیکھتے ہیں کہ ان پر مقدمے چلتے ہیں جو بھی اس حکومت کی سزا ہوتی ہے وہ ان کو سزا دیتے ہیں اگر کوئی یہاں آ کر پاکستان افغانستان یا طالبان کے قوانین کا احترام نہیں کرتا تو اسے سزا بھگتنی پڑے گی کیونکہ انہوں نے قوانین کا لحاظ کیوں نہیں کیا۔

ہر ملک کے قوانین کا احترام لازمی ہے:

امریکہ اور یورپ کی جیلوں میں باہر کے ہزاروں لوگ پڑے ہوئے جیلوں میں سڑ رہے ہیں منشیات کے معمولی الزام میں یا پاسپورٹ کسی بیچارے کا جعلی ہے یا ویزہ غلط ہے' کاغذات میں معمولی گڑ بڑ ہو تو ان ملکوں کو حق ہے کہ ہمارے ہزاروں تارکین وطن کو کس کس طرح اذیتیں دے رہے ہیں ۔کوئی نہیں چیختا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ بھائی ! قانون کی خلاف ورزی انہوں نے کیوں کی پاکستان بھی کہتا ہے کہ ٹھیک ہے اور پھر وہاں جو عدالت لگتی ہے اور جو سزا دینے والا ہوتا ہے اور جو مدعی ہوتا ہے اور جو جج ہوتا ہے اور جو وکیل ہوتا ہے سب کے سب امریکی ہوتے ہیں غرض جس ملک میں وہ ہوتا ہے اسی ملک کی عدالت ہوتی ہے تو افغانستان میں طالبان کسی دوسری دنیا کی مخلوق تو نہیں ہے وہ اس ملک کی حکمران قوت ہے ظاہری بات ہے کہ ان حکمرانوں کا وکیل بھی وہی ہوگا جج بھی وہ ہو گا وہ اپنے قوانین کی پاسداری کے لئے سب کچھ کرے گا تاہم مجھے یقین ہے کہ طالبان کا عدالتی نظام اتنا صاف ستھرا اور شفاف ہے کہ اس میں باپ کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہیں کی جاتی اور نہ کسی کو غلط سزا دی جاتی ہے اس کا مجھے قطعی یقین ہے کہ کوئی زیادتی نہیں ہوگی ان لوگوں کو رنگے ہاتھوں انہوں نے پکڑا ہے اس کے شواہد بھی دنیا میں آئے ہیں تصویریں بھی آئی ہیں کہ کتابیں تقسیم ہو رہی ہیں' ویڈیو کیسٹوں کے ڈھیر ہیں میڈیا پر سب کچھ آچکا ہے' پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ہم چھان بین کریں گے جو شخص اسلام چھوڑ دیتا ہے اس کی سزا اسلام میں قتل ہے بعض امور اسلام میں ایسے ہیں جن کے ارتکاب

پر شریعت کی طرف حدود مقرر ہیں۔حدود وہ ہیں جن کی سزا بالکل قطعی ہوتی ہے اس کو کوئی ساقط نہیں کر سکتا باقی جو جرائم ہوتے ہیں اس کے لئے تعزیرات ہوتی ہیں۔اب یہ عدالت پر ہے کہ حالات مصلحت جرم کی نوعیت اور ان سب چیزوں کو دیکھ کر کونسی سزا سنادے زیادہ دیتے ہیں یا کم یا ان کو اتنی سزا جو دی گئی ہے اس پر اکتفا کر کے ان کو وارننگ دے کر جلاوطن کر دیں تو یہ عدالت پر ہے اور مجھے یقین ہے کہ عدالت انصاف کر یگی اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں سے بھی تو لوگ جا کر دعوت وتبلیغ کرتے ہیں باہر کے ملکوں میں اسکا تصور کچھ اور ہے وہاں کسی کے مجبوریوں سے فائدہ نہیں لیا جاتا ہسپتالوں اور بھوک کے ذریعہ اور بے حیائی کے ذریعہ اور شادی کرانے کے ذریعے یہ حربے استعمال نہیں کئے جاتے ہیں بلکہ اسلام تو صرف اپنی صداقت اور دلائل پر پھیلتا ہے۔وہاں ایک مبلغ دلائل پیش کرتا ہے کہ یہ اسلام کی حقانیت کے دلائل ہیں یہ نہ روٹی کا لالچ دیتے ہیں نہ علاج معالجے کا اور اسطرح اسلام اپنی صداقتوں کے بل بوتے پر ہی پھیل رہا ہے۔

جہادی تنظیموں پر پابندی،جہاد اور دہشت گردی

س: حکومت پاکستان نے سندھ میں یا ملک کے دوسرے شہروں میں جو جہادی تنظیمیں ہیں ان کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کر رکھا ہے ان کے چندے جمع کرنے پر پابندی لگا دی گئی ان کے دفاتر کی تلاشی لی جارہی ہے تو اس سے ایک یہ تاثر پیدا ہوا ہے کہ جو عالمی سطح پر مجاہدین کو بدنام کیا جارہا ہے پاکستان بھی انہی گروپوں میں شامل ہو گیا جو مجاہدین کو بدنام کر رہے ہیں آپ کی اس حوالہ سے کیا رائے ہے؟ کہ آیا جو حکومت پاکستان کا موقف ہے کہ کسی کو یہاں اسلحہ لے کر چلنے پر اور جو لوگ اسلحہ لے کر دندناتے پھرتے ہیں۔بازاروں میں سرعام چندے جمع کرتے ہیں آپ اس کی حمایت کرتے ہیں یا مخالفت کرتے ہیں آپ کا موقف کیا ہے؟

ج: بنیادی بات یہ ہے کہ یہ اسی ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں جو عالمی دباؤ اسلام کے خلاف اور عالم اسلام کے خلاف شروع کر رکھا ہے اور عالمی طاقتوں کے جو مقاصد ہیں مسلمانوں کو زیر کرنے ان کو کنٹرول کرنے اور ان کے وسائل پر قبضہ کرنے اور ان کو جس طرح چاہے غلام بنانے اور بے بس کرنے یہ ہیں مقاصد،اس کے لئے وہ جہاد ہی کو مسلمانوں کا سب سے بڑا ذریعہ مزاحمت سمجھتے ہیں کہ جہاد ہی ہمارے مقاصد کے راستہ میں ایک بنیادی رکاوٹ بن رہا ہے وہ تمام سلسلے جس سے ایمانی

قوت اوراسلامی تشخص اور جہاد کا جذبہ مسلمانوں میں ابھرتا ہے مسلمان قربانی دینے کے لئے تیار ہوتا ہے کہ میں ظالم اوراستعماری قوتوں کاظلم وجبرنہیں برداشت کروں گا دشمن ان تمام جذبوں کے مٹانے کے درپے ہے ایک طرف جہاد کے بارے میں پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ یہ ٹیراریزم (دہشت گردی) ہے حالانکہ مسلمانوں نے اس پوری صدی میں کسی غیرمسلم ملک پر چڑھائی نہیں کی کسی ایک انچ کو قبضہ نہیں کیا اوراستعماری قوتوں نے دوڈھائی سو برسوں سے عالم اسلام کو چراگاہ بنایا ہوا ہے۔ غلام یہی بناتے ہیں' قبضے یہی کرتے ہیں' تو مسلمان تو ٹیرارسٹ نہیں ہے وہ بیچارا تو صرف بندوق اٹھاتا ہے کہ میرے ملک پر قبضہ مت کروتو اس کو وہ بدنام کرنا چاہتا ہے ہندوستان میں بھی اگر کشمیر میں ہندوستانی جبر کی مزاحمت ہورہی ہے جہاد کی برکت سے ہے بوسنیا میں بھی چیچنیا میں بھی فلسطینی بیچارے بچے مر رہے ہیں' چیچنیا بوسنیا میں مزاحمت جہاد کی وجہ سے ہےتو وہ کہتے ہیں کہ یہ جہاد بھی نہ ہو اور ہم انہیں بالکل نوالہ تر بنا کر ہڑپ کرجائیں۔

<u>حدیث میں عالمی کفر کے بارہ میں پیشنگوئی:</u>

حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی کافر قوتیں قیامت سے پہلے ایک دوسرے کو بلائیں گی کہ آؤ دعوت ہے دسترخوان پر بیٹھو اور کھانے میں شریک ہوجاؤ۔تو وہ جہاد اور جہادی قوتوں کو دبا رہا ہے اور دباؤ ڈال رہا ہے اسلامی مدارس اوران سب چیزوں کے بارے میں کہ اسکو ختم کیا جائے بیرونی طاقتیں اس ملک پر بھی دباؤ ڈال رہی ہیں کہ جہادی تنظیموں کو ختم کرے میں سمجھتا ہوں کہ جہاد ہی اسلام کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے اگر جہاد نہ ہوتا تو آج عالم اسلام کا نام ونشان نہ ہوتا ملت مسلمہ مٹ چکی ہوتی یہ لوگ ہمیں ایک دن بھی جینے نہیں دیتے سات لاکھ ہندوؤں کو اس جہاد کی برکت سے کشمیریوں نے روکا ہے

<u>جہاد کے بارے میں پاکستان کا دباؤ میں آنا خودکشی ہے:</u>

اوراگر پاکستان دباؤ میں آتا ہےتو بہت بڑی زیادتی اپنے ساتھ کرتا ہے خودکشی کرتا ہے اس کو دباؤ میں نہیں آنا چاہیے پاکستانی افواج کے ساتھ اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ پورے ہندوستان کی فوجی قوت کا مقابلہ کرسکے اس کا مقابلہ صرف جذبہ جہاد ہی سے ہوسکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عملاً حکومت کو پتہ بھی ہے کہ چندے سے روکنا یا کسی کو کہنا کہ چندہ مت دو یہ ساری باتیں ناممکن ہیں کہ نافذ

ہو سکیں نہ وہ اسلحہ سمیٹ سکتے ہیں تو ایسے اقدامات کیوں کرتے ہیں کہ جس سے قوم میں بے چینی پیدا ہو لیکن ان کا ایک بنیادی مقصد ہے کہ چلئے غیر تو خوش ہو جائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ غیروں کو خوش کرنے کے لئے ایسے اقدامات ہرگز مناسب نہیں ہیں جہادی تنظیمیں اپنے ملک میں اپنے مسلمانوں سے رضاکارانہ چندہ لیتے ہیں کہ وہ اس چندے سے سات لاکھ فوجی کافروں سے مقابلہ کر رہی ہیں جو پاکستان کے بس میں نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسا سراسر زیادتی ہے اور اگر کہیں پر پتہ ہے کہ یہاں چندہ کے نام پر بددیانتی ہو رہی ہے خیانت ہو رہی ہے۔کوئی جعلی تنظیم ہے تو سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنے کے بجائے ان جعلی تنظیموں کی تفتیش کرنی چاہیے ان کا محاسبہ ہونا چاہیے صحیح جہادی تنظیمیں تمام حساب و کتاب اور ہر چیز کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

<u>پاکستانیوں پر کشمیر اور افغانستان میں مداخلت کا الزام</u>

س: پاکستان سے اور خصوصاً صوبہ سرحد سے لوگ جاتے ہیں طالبان کی مدد کے لئے اور ان کی اعانت اور تعاون کے لئے اور وہاں لڑتے ہیں طالبان کی صفوں میں پھر ہمارے ملک سے لوگ جاتے ہیں کشمیر میں لڑنے کے لئے تو پاکستان پر الزامات عائد کئے جاتے ہیں افغانستان میں مداخلت اور کشمیر میں مداخلت کرنے کے تو کیا آپ پاکستان سے لوگوں کا افغانستان میں جانا اور وہاں لڑنا جائز سمجھتے ہیں؟

ج: درحقیت اسلام مسلم امت کو ایک فرد واحد ایک جسد واحد کی نظر سے دیکھتا ہے اور یہ جغرافیائی سرحدات اسلام کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور اسلام کا حکم یہ ہے کہ مسلمان سب جسد واحد ہیں اگر کسی جسم کی آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اگر کسی انگوٹھے میں کانٹا چبھتا ہے تو انسان سارا بے چین ہوتا ہے

<u>مسلمانوں کا ایکدوسرے کے لئے اٹھ کھڑا ہو جانا شرعی حق ہے:</u>

اسی طرح ہمارے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان اور ملت مسلمہ ایک ارب انسان بھی فرد واحد کی طرح ہیں اگر زمین کے ایک سرے مشرق میں کسی کو تکلیف ہو تو مغرب والوں پر بھی فرض ہو جاتا ہے کہ اس تکلیف کا ازالہ کریں اسی لئے جہاد میں بھی یہی حکم ہے کہ جس امت اور قوم پر مصیبت آتی ہے ان پر مزاحمت ضروری ہے اگر وہ مقابلہ کی طاقت رکھتے ہیں تو اوروں پر جہاد فرض نہیں ہے

لیکن اگران سے نہ ہوسکا تو پھر ساتھ والے پڑوسی پر دوسرے پر تیسرے پر یہاں تک کہ روئے زمین کے آخری سرے تک جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ان پر جہاد فرض ہوجاتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کیلئے پہنچیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر کشمیر کیلئے مسلمان بے چین ہوکر قربانی دیتا ہے تو یہ اسلام کا تقاضا ہے اگر افغانستان کے مسلمانوں کی مصیبت میں ہاتھ بٹھانے کے لئے مسلمان پاکستان سے پہنچے ہیں۔تو یہ ان کا شرعی اور جائز حق ہے۔

امریکہ سے میں پوچھتا ہوں کہ جب روس وہاں آیا تھا تو خود جمع کر کر کے عالم عرب سے اور ساری دنیا سے مجاہدین کے نام پر ان کو ترغیب دے دے کر وہ کیوں بھیج رہا تھا۔مسلمان اس جذبہ سے آرہے تھے کہ ہم مسلمانوں اور افغان قوم کی مدد کریں اس وقت ساری دنیا سے لوگ پشاور میں بیٹھے ہوئے تھے اور افغانستان میں بھی بیٹھے ہوئے تھے اور یورپ کے علاقوں سے بھی مسلمان آ کر لڑ رہے تھے تو اس وقت کوئی تکلیف ان کو نہیں ہورہی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کی مصیبت بڑھانے کے لئے اور غلام بنانے کے لئے امریکہ واشنگٹن سے چل کر آتا ہے۔تل ابیب سے یہودی آتا ہے یورپ سے آ آ کر منصوبے بناتے ہیں سازشیں کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کو غلام بنانے کے لئے یہ سب یہاں مختلف حیلوں بہانوں اور ناموں سے بیٹھے رہتے ہیں ان کا حق اگر وہاں سے آ کر یہاں بیٹھنے کا ہے اور سرحدات پر کشمیر کو واچ کرنے کا ہے

<u>جہاد کے لئے حکومتوں کا انتظار نہیں کیا جاسکتا:</u>

تمام عالم اسلام پر فرض ہے کہ وہ حکومتوں اور قوانین اور آرڈروں کو توڑ کر اپنے فلسطینی مجاہدین کے امداد کے لئے پہنچیں ۔کشمیر کی مدد کریں افغانستان کا ساتھ دیں۔حکومت تو معمولی بات ہے ایسے وقت میں جب نفیر عام ہو اور مسلمانوں کا قتل عام ہورہا ہو تو اسلام کہتا ہے کہ بیوی کو بھی شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔بیٹے کو باپ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔اور شوہر کو بیوی سے اجازت لینے کی ضروت نہیں ہے۔ایسے حالات میں پھر پوری ملت کو جہاد کے لئے نکلنا ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے حالات میں یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اپنے حکمرانوں کی اجازت کا انتظار کریں اگر ہوسکے تو ہر مسلمان عالم اسلام کا جہاں بھی ہو وہ کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے چیچنیا کی آزادی کے لئے فلسطین کی آزادی کیلئے وہاں پہنچنا چاہیے یہ انصاف کا تقاضا

ہے اخلاق کا شریعت کا انسانیت کا کہ ان کو غیروں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے۔

امریکی مبصرین' وزارت خارجہ اور دفاع کونسل

س: کل پاکستانی وزارت خارجہ کا جو بیان آیا ہے کہ اقوام متحدہ کے مبصر تعینات نہیں کئے جا رہے ہیں اور جو دفاع افغانستان کونسل آپ کی سرکردگی اور سربراہی میں بنائی گئی ہے تو کیا اس بیان کے بعد دفاع افغانستان کونسل کا وجود مزید برقرار ہے گا یا نہیں؟ اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ جو پاکستانی حکومت کا بیان آیا ہے اس میں صداقت ہے؟

ج: ایک معاملہ تھا افغانستان پر پابندیاں لگانے کا اور کئی مشکلات افغانستان کو درپیش تھیں اور اب بھی ہیں۔ اور مختلف شکلوں میں ان کے خلاف نئی نئی تدبیریں دشمن نکال رہا ہے ان کو مٹانے کے درپے ہیں تو تسلسل سے یہ ایک جاری عمل ہے اس کا تقاضا ہے کہ افغانستان کا دفاع کیا جائے اور بیرونی قوتوں کی ساری سازشیں جو ہیں ان کا مقابلہ کیا جائے اب نئی سازش یہ آئی ہے کہ افغانستان کی سرحدات کو مانیٹرنگ ٹیموں کے ذریعہ واچ کیا جائے۔ تو ہم نے جب سارے لیڈروں کو جمع کیا اور ہم نے محسوس بھی کیا کہ اب یہ قومی مسئلہ بن گیا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ افغانستان اور پاکستان دونوں کی سرحدات کو واچ کرے گا بلکہ زیادہ ان کا ٹارگٹ پاکستان ہوگا پاکستان کی سلامتی خودمختاری مجروح ہوگی تو ہم نے سیکولر پارٹیاں بھی جو دینی پارٹیاں نہیں کہلاتیں سیاسی ہیں ہم دینی جماعتوں میں سیاست اور دین کی تفریق نہیں ہے تو ہماری دینی جماعتوں کا ٹارگٹ دین اور سیاست دونوں ہیں۔ بعض جماعتیں صرف سیاسی حدود تک کام کرتی ہیں۔ ہم نے ان کو بھی بلایا اور وسیع تر ایک کانفرنس ہم نے منعقد کی۔

مانیٹرنگ ٹیمیں یا ایسٹ انڈیا کمپنی:

اور اس میں سب کے سامنے بات رکھی کہ آپ کی اگر طالبان کے ساتھ مخالفت بھی ہو یا افغانستان کے معاملہ میں اتنی دلچسپی نہ رکھتے ہوں لیکن یہ تو اب پاکستان کی خودمختاری کا مسئلہ ہے کیونکہ چند گنی چنی مانیٹرنگ ٹیمیں یا افراد افغانستان کی سرحدات کی کیا مانیٹرنگ کر سکیں گے دو ڈھائی ہزار میل کی سرحدات کو واچ کرنا آسان بات نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ وہاں قبائلی نظام ہے پاکستان اور افغانستان کے درمیان قبائلی علاقہ ہے بفر زون ہے اس کی اپنی روایات ہیں اپنے نظام ہیں' اپنے

اصول ہیں پاکستان بھی ان سرحدات میں اور قبائل میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔انگریز بھی مداخلت نہ کر سکا۔روس بھی بارہ تیرہ سال کی جنگ میں مداخلت اور اسے واچ نہ کر سکا تو یہ تو وہاں قریب بھی نہیں جاسکیں گے ہم نے محسوس کیا کہ درپردہ مقصد اسی بہانے سے پاکستان کو کنٹرول کرنا ہے اس کی ایٹمی صلاحیت پر نظر رکھنی ہے اس کی معیشت کو اور اس میں جو جہادی قوتیں ہیں دینی سرگرمیاں ہیں اور مدارس کا نظام ہے اس آڑ میں آ کر وہ یہاں پوری ہر چیز کنٹرول کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے ان سے کہا کہ بھائی ایسٹ انڈیا کمپنی والا معاملہ ہوگیا۔ وہ بھی اسی طرح اور مقاصد کے نام پر آئے تھے اور پھر برصغیر دوسو برس عذاب میں مبتلا رہا تو اب یہ آپ سب کا معاملہ ہے مسلم لیگ سے بھی کہا' پیپلز پارٹی سے بھی' ایم کیوایم سے بھی' کہ ملک کی سالمیت کیلئے لڑنا یہ صرف مولوی کا ٹھیکہ نہیں ہے اس کی جنگ لڑنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں لڑ رہے ہیں لیکن یہ سب کا مسئلہ ہے آپ محبّ الوطن ہیں حب الوطنی کے دعویدار ہیں تو ہم نے کہا کہ آؤ اس معاملہ میں اپنا کردار ادا کریں تو انہوں نے محسوس کیا کہ دفاع افغانستان کے ساتھ اب دفاع پاکستان کی ضرورت بھی بڑھ گئی ہے انہوں نے نام بھی تبدیل کیا کہ اس کا نام دفاع افغانستان تک محدود نہ ہو بلکہ دفاع افغانستان و پاکستان دونوں ہوں۔ تو الحمدللہ اب نام بھی دفاع افغانستان و پاکستان کونسل رکھ دیا گیا ہے اصل میں اس کونسل کا ٹارگٹ تو پورے عالم اسلام کے مسائل ہیں دفاع ملت مسلمہ پر ہمارا ایمان ہے اب ہمارے اس اتفاق رائے سے اور یکجہتی کے اظہار سے قومی سطح پر ایک بات سامنے آئی ہم نے مظاہروں کا اعلان کیا اور ہر طرح مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

<u>ہماری فولادی قبائلی محفوظ سرحد کو تباہ کرنے کا منصوبہ:</u>

اعلامیہ میں ہم نے قبائل کو بھی بیدار کیا اجلاس میں ان کو بھی بلایا تھا کہ تمہاری آزادی سلب ہوجائے گی اور اس طرح پاکستان افغانستان اور قبائل کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی لڑائی چھڑ جائے گی روز روز خدشے اور غلط فہمیاں پیدا ہوں گی جو افغانستان اور پاکستان کے مضبوط رشتے بن گئے ہیں فولادی آہنی ہماری مغربی سرحد محفوظ ہوگئی ہے اس کو یورپ اور امریکہ تباہ کرنا چاہتا ہے ہم نے قبائل سے کہا کہ آپ کے تو رشتے تقسیم ہیں دو تہائی ادھر ہے اور ایک تہائی ادھر ہیں کس طرح یہ معاملہ چلے گا تو انہوں نے بھی کہا ہے کہ ہم مداخلت بالکل برداشت نہیں کریں۔

عالمی طاقتوں کی پسپائی یا چالبازی' دھوکہ اور وزرات خارجہ کا شرمناک کردار:

اب عالمی قوتیں پسپائی تو نہیں کر رہی ہیں لیکن ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کر رہی ہیں اقوام متحدہ اور امریکہ اتنا کمزور نہیں ہے کہ آسانی سے انہوں نے چال بدل لی میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے شدتِ جذبات اور اس تحریک کو ختم کرنا چاہتا ہے ہماری وزرات خارجہ کا کردار اس معاملہ میں بڑا شرمناک اور منافقانہ ہے پہلے بھی اقوام متحدہ کا اعلان ہوا کہ مبصر آ رہے ہیں سب کچھ تیار ہے اور سب کچھ طے ہو گیا ہے انہوں نے (پاکستانی وزرات خارجہ) کہا کہ ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے اپنے ملک میں مداخلت سمجھتے ہیں تاہم اقوام متحدہ سے ہم تعاون و مفاہمت کریں گے اتنی شرم کی بات دنیا میں نہیں دیکھی ہے کہ ایک گھر میں چور آتا ہے تو مالک کہتا ہے کہ بہت زیادتی ہے میری بیٹی کے ساتھ میری بیوی کیساتھ تم عصمت دری کر رہے ہو بہت ظلم ہے لیکن خیر میں تم سے تعاون کروں گا کہ جو چاہو کرو یہ تو وہی بات ہوگی اب جب قوم کا دباؤ سامنے آیا تو انہوں نے بھی پالیساں بدل دی ہیں کہ مانیٹرنگ ٹیمیں نہیں آ رہی ہیں حالانکہ آج کے بیان میں بھی یہ نہیں ہے کہ نہیں آئیں گی یہ ہے کہ نہیں آ رہے ہیں یا ان کو اطلاع نہیں ہے میرے خیال میں وہ ان کو اطلاع بھی نہیں دیں گے اپنے غلاموں کو کون اطلاع دیتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری تحریک کی شدت اور جذبات کو کسی طرح دبانے والی بات ہے کیونکہ آج ہی ایک سانس میں اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ قیام امن کیلئے ہم اقوام متحدہ کی کوششوں کو سراہیں گے قیام امن کیلئے اقوام متحدہ کہاں کوششیں کر رہا ہے وہ تو امن کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

مشرقی تیمور میں قیام امن لانا چاہتا ہے ایک بہت بڑے اسلامی سٹیٹ کو دولخت کر دیا گیا کشمیر ان کے ہاتھوں لہولہان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بات سچ ثابت ہوئی تو ہمیں بہت بڑی خوشی ہوگی کہ اس نے ہوش کے ناخن لئے ورنہ اسے سراسر گھاٹا ہوگا نہ مقصد حاصل ہوگا اور نہ وہ مانیٹرنگ کر سکے گا لیکن اگر پاکستان نے یہ برداشت کیا تو یہ پاکستان اپنے لئے گڑھا کھودے گا وہ مانیٹرنگ ٹیمیں اسلام آباد میں رہ کر افغانستان کی تو کیا مانیٹرنگ کر سکیں گی اس کا جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکے اب تو وہ کشمیر کی تمام سرحدات کو بھی کنٹرول میں لے لیں گے اور وہ جو متنازعہ پاک بھارت باڈر ہے اس کو بھی نظر میں رکھیں گے۔

چین کو موثر کردار کی ضرورت ہے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چین سے ہماری دوستی بڑی مضبوط رشتوں پر استوار رہو رہی ہے آج بھی چین نے کہا کہ ہم بھارت کی دوستی پر پاکستان کو کبھی بھی قربان نہیں کر سکتے ہیں۔ اس وقت جو گوادر اور ان جگہوں میں چین سے ہمارے معاہدے ہوئے ہیں امریکہ اسے اپنے لئے بہت بڑا چیلنج سمجھتا ہے اب اس کو واچ کرنے کے لئے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے تو افغانستان کی آڑ میں آ کر چین کے تمام معاملات کو بھی' شاہراہ ریشم ہے گوادر ہے اور اس طرح کے ان تمام چیزوں کو وہ مانیٹر کرنا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ چین کو اس معاملہ میں موثر کردار ادا کرنا چاہیے ان سازشوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے ان مانیٹرنگ ٹیموں کا ہدف بھی افغانستان سے زیادہ چین اور پاک دوستی ہوگی۔

ملک لیبیا اور عراق بن جائے گا اپنے بیڈرروموں کی بھی فکر کرنا چاہیے:

اور اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ سارے معاملات کو پوری قوم اور سب لوگوں نے اور حکومت نے بڑے غور سے اس کا جائزہ لینا چاہیے اور اقوام متحدہ کے سامنے معذرت کرنی چاہیے کہ بھائی ہم اس چیز کے روادار نہیں ہیں ورنہ آگے چل کر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک بھی عراق بن جائے گا اور لیبیا بن جائے گا۔ لیبیا بارہ تیرہ سال سے ایک جزیرہ میں محصور رہا پابندیاں نہیں اٹھیں میں خود دو تین دفعہ لیبیا گیا ہوں ایک گھنٹہ کا سفر جہاز کا وہ میں نے ۲۴ گھنٹوں میں بحری جہازوں میں طے کیا پوری قوم زندان میں ڈالی گئی پھر لاکر بی کیس میں عدالت کا فیصلہ بھی ہوا۔ عالمی عدالت میں کہ لیبیا کی زیادتی نہیں تھی لیکن پھر بھی امریکہ بدمعاشی نہیں چھوڑ رہا ہے اقوام متحدہ نے کہا کہ پابندیاں پھر بھی نہیں اٹھیں گی عراق میں جا کر انہوں نے مانیٹرنگ شروع کی اور مانیٹرنگ کی آڑ میں وہ صدارتی محل تک گھس گئے' صدام حسین کے کمرے کا بھی بیڈروم کا بھی معائنہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کو بھی چیک کریں گے تو پھر پرویز مشرف اور ان لوگوں کو اپنے بیڈرروموں کا بھی انتظام کرنا چاہیے کہ امریکی اس میں دندناتے پھریں گے۔

دینی مدارس میں مداخلت کا مسئلہ

س: حکومت پاکستان مدارس کے بارے میں آرڈیننس بنانے میں مصروف ہے اگر اس طرح کا کوئی آرڈیننس آیا تو مذہبی جماعتوں کا اور جو علماً ہیں او جو مدارس کے مہتممین ہیں انکا کیا ردعمل ہوگا؟

ج : یہ سارا ایک ہی سلسلہ ہے جہادی تنظیموں پر پابندی اور یہ دیگر مختلف اقدامات وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا جو اسلامی تشخص ہے اور جہاد کا جو جذبہ ہے اور مسلمان اپنے آپ کو ایک منفرد قوم سمجھتے ہیں یہ سارا سلسلہ ان مدارس کی تعلیمات سے وابستہ ہے دینی مدارس سے ایسے علماً نکلتے ہیں جن کی زندگی کا مقصد روزگار تلاش کرنا نہیں ہوتا ہے یہاں جو لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں یہ وجہ نہیں کہ میں انجینئر اور سائنسدان نہ بنوں تو کل میں کیا کھاؤں گا بلکہ وہ اپنی زندگی اللہ کی رضا کے لئے وقف کرتا ہے۔ وہ علم حاصل کرتا ہے کہ میں معلم بنوں گا مبلغ بنوں گا مدرس بنوں گا سکالر بنوں گا اسلام کی دعوت دوں گا اور مسلمانوں کی دینی ضروریات خود بھوکا رہ کر بھی پوری کروں گا اپنی زندگی وہ اللہ کے لئے وقف کرتا ہے یہاں بھی ایک ماڈرن طبقہ ہے پاکستان میں اباحیت زدہ لبرل طبقہ آزاد خیال وہ بھی مدارس کے اس نظام سے بہت زیادہ چڑتا ہے کیونکہ یہاں سے جو علماً نکلتے ہیں وہ حق کہنے والے حق گو ہوتے ہیں اسی طرح حکومتیں بھی پریشان ہوتی ہیں انہی علماً سے کہ یہ علماً ڈٹ جاتے ہیں ہمارے ملک کی دینی تشخص جہاد اور تحریکیں جو چلی ہیں ۵۵ سال میں اس میں بھی بنیادی حصہ علماً کا ہے ان علماً کا جو ان مدارس سے نکلتے ہیں اور جو سرکاری اداروں میں تھے سرکاری سکولوں میں جو علماً تھے کالجوں میں تھے یونیورسٹیوں میں تھے وہ اپنے آپکو غلام سمجھتے ہیں وہ نہ اللہ کی راہ میں بات کر سکتے ہیں نہ دین کی بات کر سکتے ہیں نہ حکومت سے ٹکر لے سکتے ہیں تو یہ دونوں طاقتیں خلاف ہیں ان مدارس کی تیسری مخالف طاقت ساری بیرونی قوتیں ہیں کفر کی ساری طاقتیں سمجھتی ہیں اور اس جہاد سے یہ پتہ چل گیا ہے یہ سارا سلسلہ افغانستان میں جہاد کی شکل میں رونما ہوا وہ انہی مدارس کی وجہ سے ہے۔

ترغیب وترھیب کے سارے حربے:

ان سب نے نیٹو اور ان ممالک نے بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ اصل ہمارے لئے جو مزاحمت کا سلسلہ ہے وہ یونیورسٹیاں کالجز اور حکمران اور فوج نہیں ہیں۔ مسلمانوں کے یہ ادارے ہیں کیونکہ یہاں صحیح اسلامی علم کی تعلیم دی جاتی ہے اور قربانیاں دینے والا عالم تیار ہوتا ہے تو ابتداء سے حکومتیں یہ کوششیں کر رہی ہیں کہ اس پر کسی طرح کنٹرول کر لے یا تو بالکل بند کر لے مگر وہ نہیں کر سکتے ہیں تو پھر ترغیب اور لالچ دے کر کہ ہم آپ کو تنخواہیں دیں گے آپکے لئے بلڈنگیں بنائیں گے یہ سارے حربے ہیں پھر کبھی نصاب کی اصلاح کی بات کرتے ہیں کہ ہم نصاب میں چینج لے آئیں گے تاکہ ان کو

روزگار مل سکے میں نے وزیر داخلہ سے کہا کہ تمہاری جو یونیورسٹیوں سے نکلتے ہیں وہ ایم۔اے اور پی
ایچ ڈی 95% در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور بے روزگار پھرتے ہیں ان کے روزگار کی فکر کرو
ہمارے روزگار کی فکر اللہ کرتا ہے وہ ہمیں بہت اعلیٰ دیتا ہے کوئی مولوی کھانے پینے کے بغیر نہیں
رہے گا۔اب 95% لوگوں کو تو ظالمو کہاں کہاں سے نکال رہے ہو ہزاروں ڈاؤن سائزنگ کی زد میں
ہیں۔انکے منہ سے نوالہ چھینتے ہو یہ آپ کے سائنس اور انگریزی پڑھنے والے ہیں لیکن ہمارے
مولویوں کی وجہ سے آپکے پیٹ میں ہر وقت مروڑ اٹھتا ہے ہم نے تو آپ سے کبھی مطالبہ نہیں کیا کہ
مولویوں کو روزگار دے دو ہم ہمیشہ نصیحت کرتے ہیں کہ مولوی کبھی بھی سرکاری نوکری نہ کرے کیونکہ
پھر وہ سرکار کا رہ سکے گا نہ کہ خدا کا۔تو یہ حکومتیں مختلف طریقے ترغیب اور ترھیب کے چلاتے ہیں۔

ماڈل مدارس

اب حکومت تحریک چلا رہی ہے کہ ہم ماڈل مدارس بنائیں گے تو ہمیں کوئی اس سے سروکار
نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں اس کا انجام ہمیں معلوم ہے کہ نہ مولوی بنے گا اور نہ مسٹر ماڈل سکول بنایا تھا
ایوب خان نے بہاولپور میں اب وہ صرف ایک معمولی درجہ کا کالج ہے۔اس طرح کئی تجربے ہوئے
ہیں وہ لوگ جو اللہ کے دین کیلئے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں وہ ان ترغیبات وغیرہ میں نہیں آتے
ہیں باقی زمانے کے حالات اور چیلنجوں اور تقاضوں کو ہم خود خوب سمجھتے ہیں ہم نصاب کی اہمیت بھی
سمجھتے ہیں۔نصاب میں جن جن چیزوں کی زمانہ کے ساتھ ضرورت ہوتی ہے وہ خط و کتابت ہے
حساب و کتاب ہے انگلش ہے' جغرافیہ ہے یہ خود ہمارا ایک بہت بڑا بورڈ ہے وفاق المدارس اسی طرح
بریلوی حضرات کا اہل حدیث حضرات کا تمام مکاتب فکر کا اپنا ایک بورڈ ہے ہماری تنظیم اور بورڈ میں
ساڑھے سات ہزار مدارس ہیں پھر یہ تنظیمیں مل بیٹھ کر مدارس میں وقتاً فوقتاً اصلاح کی ساری کوششیں
کرتی ہیں

مدارس کو موجودہ ضرورتوں کا احساس ہے

نصاب میں ردو بدل کرتی ہیں تین چار ہماری کلاسیں ہیں ابتدائی درجات اس میں ہم نے
تمام عصری باتیں بھی شامل کی ہیں' کمپیوٹر کا زمانہ آ گیا ہے ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک ضرورت ہے
ہم نے کمپیوٹر کی کلاسیں بھی کھول دی ہیں مگر ان کو پتہ نہیں ہے کہ ہمارا نصاب کیا ہے میں نے خود پرویز

مشرف کو انگریزی میں ترجمہ کروا کے اپنا سارا نصاب دے دیا تھا کہ بھائی یہ تمہیں غلط باتیں کرتے' مولوی صرف اذان دینے والا اور مردے نہلانے والا نہیں ہوتا۔ چودہ علوم سیکھتا ہے تمہارے مسٹر ایک سائنس پڑھتے ہیں یا کوئی جغرافیہ پڑھتے ہیں یا تاریخ یا اردو ادب' یہاں پر چودہ علوم پڑھتے ہیں تو یہاں سے جو ڈگری لیتا ہے وہ چودہ ایم اے ہو جاتا ہے دنیاوی اور دینی سارا نصاب قانون اور فقہ لاء ان تمام چیزوں کو اس میں ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ کہیں یہ کہا جا رہا ہوتا ہے کہ نصاب ایک کردو اب اتنے جاہل ہیں کہ ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ نصاب ایک ہی ہے یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مدرسہ میں جو جس طرح چاہے اس نے نصاب بنایا ہے حالانکہ برسہا برس سے پورے برصغیر میں تمام مدارس میں ایک ہی نصاب ہے اس میں ہم کمی بیشی کرتے ہیں اصلاح بھی کرتے ہیں نئی چیزیں بھی بڑھاتے ہیں۔

دینی مدارس کے نصاب کی یگانگت:

لیکن بنیادی چیز سارے اسلامی علوم قرآن وسنت وفقہ اور ادب سب کا ایک نصاب ہے آپ حیران رہ جائیں گے کہ یہاں بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان بھی نصاب میں کوئی فرق نہیں ہے مثلاً حنفی فقہ ہے سب بریلوی اور دیوبندی جو ۹۵ فیصد ہیں پاکستان کے دونوں مل کر سب کا ایک ہی نصاب ہے' امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں اور جو متعلقہ علوم ہیں عربی لسانیات اور منطق' فلسفہ' معانی بیان وہ ہمارا تقریباً سارا نصاب ایک ہے تو حکومتیں بہر حال مختلف حربے استعمال کرتی ہیں لیکن ہم ان کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے جب بھی حکومت نے ایسا ارادہ کیا تو ہم نے تمام علماً سے مشورہ کیا بے نظیر کے زمانہ میں اس نے ارادہ کیا تو میں نے لاہور میں جامعہ نعیمیہ (بریلوی ادارہ) میں ایک کانفرنس بلائی جس میں دیوبندی' بریلوی اہلحدیث سارے علماً کو بلایا تین چار ہزار علماً مدارس کے مہتممین جمع ہوئے انہوں یکلخت حکومتی پروگرام کو مسترد کر دیا کہ ہم ہر قسم کی قربانی دیں گے اور مزاحمت کریں گے لیکن ہم حکومتوں کو مدرسوں میں قدم رکھنے نہیں دیں گے تو بہر حال اب فوجی حکومت آئی نواز شریف کے زمانہ میں بھی یہی کوششیں جاری تھیں اور نواز شریف بالکل دباؤ میں آیا تھا بیرونی طاقتوں کے کہ مدرسوں کا نظام ختم کر دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو خود ختم کر کے رکھ دیا ایک تجربہ ہمیں یہ ہوتا ہے کہ جب براہ راست ان مدرسوں پر ہاتھ ڈالنے کے بارے میں کسی حکومت کے ارادے خراب ہو جاتے ہیں وہ چند ہفتے میں ختم ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ اللہ کو معلوم ہے کہ ملت مسلمہ کا تشخص اور دین کی

جو حفاظت ہے وہ اس وقت صرف اور صرف ان مدرسوں کی وجہ سے ہے اگر یہ مٹ گئے ہوتے تو آج تاشقند سمرقند اور بخارا و تاجکستان اور ازبکستان کی طرح یہاں دین کا نام و نشان نہ ہوتا یہ ملک سپین بنا ہوتا تو خدا اس کی حفاظت خود کرتا ہے اور وہ حکومتیں خود چلی جاتی ہیں بہرحال حکومت اب پھر ارادے کر رہی ہے۔ میں نے پرویز مشرف سے ملاقات میں سختی سے بات کی مگر اس نے کہا کہ ایسا بالکل نہیں ہوسکتا میں کوئی پاگل ہوں کہ مدارس کے بارے میں ایسا سوچوں گا یہی الفاظ تھے لیکن پھر خبریں آجاتی ہیں کہ کچھ ہو رہا ہے۔

<u>دوطرفہ دباؤ کا مقابلہ</u>

میں سمجھتا ہوں کہ یہ دباؤ میں ہیں اگر باہر سے دباؤ پڑتا ہے تو پھر یہ بیانات دیتے ہیں کہ وہ خوش ہوجائیں دباؤ کم ہوجاتا ہے تو پھر بات ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔ یہاں اکوڑہ خٹک میں بھی میں نے پچھلے سال ایک کانفرنس بلائی تھی تمام پاکستان سے دو ہزار مہتممین آئے تھے اور انہوں نے ہر طرح سے اس پروگرام کو مسترد کیا انشاء اللہ ایسا کوئی ماڈل سکول بھی کامیاب نہیں ہوگا حکومت بڑی ہی مخلص ہے۔ حکومت تعلیم کی تفریق ختم کردے تو مدارس کی ضرورت نہیں ہوگی۔تو ماڈل دو چار کالجز پہلے بنا دے دو چار ماڈل کالج ہوں کہ اس میں دین بھی پڑھایا جاتا ہو اور دنیا بھی چاہیے تو یہ تھا کہ 95% لوگ کالجوں یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں یہ تو چند فیصد ہیں ان کی نصاب کی فکر ہوتی اس میں نہ تو اب دنیا رہی اور نہ دین کم از کم اس میں سارا دین نصاب میں شامل کر دیتے' تو یہ جو مدرسوں سے پریشان ہیں یہ خود بخود ختم ہوجاتے اگر اسطرح کرتے تو تعلیم کی دوئی ختم ہوجاتی دین و دنیا دونوں اگر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لوگوں کو مل سکتا تو لوگوں کو مدرسوں میں آنے کی کیا ضرورت تھی ادھر تو ان سے کچھ نہیں ہوتا ناظرہ قرآن بھی ختم کر رہے ہیں انگریزی پر زور ہے آج بھی خبر آئی ہے کہ بالکل ابتدا سے انگریزی فرض عین سمجھی جائے گی تو پھر یہ ہمارا رہا سہا جو نظام ہے خدا کیلئے اس کو بھی تباہ نہ کیا جائے۔

غیر ملکی میڈیا سے انٹرویو

ہر جہادی مشن سے ہمیں محبت ہے:

س: اسامہ بن لادن نے جو فتویٰ دیا تھا کہ ہر جگہ پر امریکیوں کو قتل کیا جائے تو آپ نے اس فتویٰ پر دستخط کئے؟

ج: اسامہ بن لادن کے عزائم اور اس کی سرگرمیاں اس کی پارٹی اس کے ساتھی' ان کی تفصیلات کا ہمیں علم نہیں' اتنا پتہ ہے کہ وہ جہاد کے جذبہ سے سرشار ہیں ایک مخلص مبلغ اور داعی ہے اسلام کا اور اس بنیاد پر پورے پاکستان کے علماء اور دینی طبقے اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں کیونکہ اس نے گھر بار اپنی ساری راحتیں چھوڑ کر اپنی زندگی کو اسلام کے لئے وقف کر رکھا ہے باقی کوئی ایسا باضابطہ فتویٰ ہمارے سامنے نہیں آیا ہے کہ اس نے کیا فتویٰ دیا ہے' اس کے مشن سے ہماری محبت ہے اس کی تفصیلات' ہمیں معلوم نہیں ہیں کہ وہ کیا دہشت گردی کر رہا ہے کیا نہیں کر رہا ہے' اس وقت جو وار ہوئی ہے امریکہ کی خوست پر کروز نگ سے اس کا اسے بہت زیادہ فائدہ پہنچا ہے وہ بہت بڑا ہیرو بن گیا ہے' نوجوانوں کا ایک جذبہ ہے۔ پچھلے دنوں بھی کافی امریکی آئے تھے وہ پوچھ رہے تھے کہ تم نے بھی کوئی فتویٰ دیا ہے میں نے کہا کہ اسلام امن کا مذہب ہے ایک مسلم مملکت میں تمام غیر مسلم معاہدہ کے مطابق رہتے ہوں تو ان کی جان و مال کو اسی طرح تحفظ دیا جاتا ہے جس طرح مسلمانوں کو یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ سوائے اس کے جب دو طاقتیں میدان جنگ میں لڑ رہی ہوں تو اس کا علیحدہ حکم ہے۔ اسلام کسی غیر متعلقہ شخص کو کوئی اس پر زیادتی کرے اس کی اجازت نہیں دیتا اور اسامہ بن لادن کو اگر اپنے کوئی دشمن معلوم ہوں شخصی طور پر اس کے بارے میں کوئی بات کرتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ اس کو ضروری سمجھتا ہو۔ مگر ہمیں ایسی کوئی بات معلوم نہیں۔

اسامہ کی آڑ میں اسلامی نظام کو نشانہ بنایا گیا:

س: اسامہ بن لادن خود عالم نہیں ہے وہ تو فتویٰ نہیں دے سکتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ افغانی اور

پاکستانی علماء نے یہ فتوی دیا ہے کہ امریکیوں پر حملے اور یہ سب کارروائیاں صحیح ہیں اور اس کا جواز ہے۔

ج: وہ ایک اصولی بات کرتا ہے کہ روس ہمارے اسلامی ممالک میں آیا اور اس پر تسلط اور قبضہ جمایا تو سارے مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے کہ یہ ظلم ہے ایک اسلامی کنٹری پر قبضہ اور تسلط نہیں ہونا چاہیے وہ کہتا ہے کہ میں اور اسطرح دیگر مجاہدین مسلمان لڑتے تھے اللہ کی راہ میں جان قربان کررہے تھے، روس کو باہر نکالنا چاہتے تھے تو ساری دنیا اسے سراہتی تھی امریکہ بھی خوش تھا کہ یہ بہت ضروری ہے یہ جہاد ہے لیکن بعینہٖ یہی صورتحال میرے ساتھ ہوئی ہے کہ میرے ملک میں بھی امریکن فوجی آئے ہوئے ہیں، اور بیٹھے ہیں۔ تمام سورسز پر کنٹرول کئے ہوئے ہیں تو اتنا حق ایک سعودی شہری کو ملنا چاہئے کہ وہ مطالبہ کرے کہ امریکی جزیرۃ العرب سے اور ہمارے ملک سے نکل جائیں اگر روس کا نکالنا ضروری تھا تو امریکیوں کا نکالنا کیوں ضروری نہیں ہے۔ جس طرح اُس جہاد کے لئے وہ لوگ فتویٰ حاصل کرتے تھے۔ اور علماء سمجھتے تھے کہ وہ جہاد بہت ضروری ہے تو یہی اس کا ایک جذبہ ہے کہ عرب ممالک امریکہ یا اسرائیل یا کسی بھی غیر مسلم تسلط سے آزاد ہوں اگر کوئی یہ جذبہ رکھتا ہے کہ اسلامی ممالک پر امریکہ یا کسی بھی کنٹری کا سیاسی اقتصادی معاشی کنٹرول نہیں ہونا چاہیے تو اس مسئلہ میں سارے علماء اس کا ساتھ دیں گے وہ کہیں گے کہ ہاں یہ ایک ضروری بات ہے۔ اس وقت اسامہ بن لادن کے نام پر خوست وغیرہ میں جو حملہ ہوا ہے افغانستان پر اس کا بھی عام تاثر یہی پھیلا ہے عام لوگوں اور ساری دنیا کے علماء میں پھیلا ہے کہ امریکہ نے اسامہ کے بہانے سے اس کی آڑ میں طالبان کی فورس اور قوت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ امریکہ ڈر رہا ہے کہ وہ اسلامی نظام نافذ کررہے ہیں تو امریکہ کا اصل ٹارگٹ اسلامی نظام ہے جسے وہ کسی جگہ برداشت نہیں کرتا تو طالبان کی جو فتوحات ہوئیں اور مزارشریف فتح ہوگیا اور رشین سرحدات تک پہنچ گئے تو امریکہ نے اسامہ بن لادن کا بہانہ بنا کر اصل میں طالبان فورس کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب نیویارک میں دہشت گردی ہوئی اور سنٹر پر دھماکہ ہوا اس وقت بھی اسامہ بن لادن افغانستان میں تھا لیکن امریکہ نے حملہ نہیں کیا حالانکہ اس وقت طالبان کی حکومت نہیں تھی ربانی اور ایسی قوتیں تھیں جو کہ بکھری ہوئی تھیں، منتشر تھیں، آسانی سے شاید وہ اسامہ کو لے بھی جاتے کیونکہ ان قوتوں میں اتنی حمیت نہیں تھی پھر جب سعودی عرب میں دھماکہ ہوا ریاض میں غالباً ریاض کے سنٹر پر حملہ ہوا تو بھی اسامہ بن لادن

افغانستان میں بیٹھا ہوا تھا۔اس وقت بڑا آسان تھا اسامہ پر حملہ' اتنے بڑے بڑے واقعات کے بعد بھی انہوں نے اسامہ کو نہیں چھیڑا لیکن آج جب طالبان کی قوت کامیابی سے بالکل ہمکنار ہونے لگی اور ساری قوت افغانستان ایک ہونے لگی' اسلامی نظام کے امکانات روشن ہو گئے تو پھر امریکہ کا ایک شخص کی آڑ میں اتنا بڑا اقدام ان کا راستہ روکنے کے لئے کیا گیا۔

<u>امریکہ اپنی مشکلات بڑھا رہا ہے:</u>

س: کیا اسامہ بن لادن اسلامی دنیا کا اور طالبان کا ہیرو ہے؟

ج: اس وقت وہ ایک علامت بن گیا ہے۔سارے عالم اسلام میں بیرونی قوتیں مسلمانوں کو کرش کر رہی ہیں' مداخلت کر رہی ہیں اس کے خلاف اس نے بہادری کے ساتھ ایک آواز اٹھائی ہے۔ ہم نے اسے ہیرو نہیں بنایا بلکہ امریکہ نے خود اسے بنایا ہے۔نہ صرف میرے مدرسہ میں بلکہ عام طور پر پورے ملک میں اور حتیٰ کہ پاکستان کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسامہ بن لادن پاپولر ہو رہا ہے۔ اور امریکہ اگر ایسے اقدامات کر رہا ہے تو وہ دن بدن اپنے لئے مشکلات پیدا کر رہا ہے یا اسے بڑھا رہا ہے' پھر اصل قوتیں اسلامی ممالک میں نوجوانوں کی ہیں اور جو ہماری حکومتیں ہیں نام نہاد جو بیرونی اشاروں اور آپ کے اشاروں پر چلنے والے لوگ ہیں ان کے کنٹرول میں یہ نوجوان نہیں رہ سکیں گے' پھر امریکہ کے لئے ہر اسلامی ملک میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔طالبان بھی پاپولر اس وجہ سے ہو رہے ہیں کہ لوگ تنگ ہیں۔ہمارے ملکوں میں جو نظام جاری ہے ہم اس سے تنگ آ گئے ہیں' وہ کرپٹ نظام ہے' نہ یہاں ڈیموکریسی ہے نہ یہاں بنیادی حقوق ہیں اور عوام اس کرپٹ نظام میں کچلے جا رہے ہیں اور ہمیں اس نظام کو تبدیل کرنا ہے پرامن طریقے سے۔اب جب لوگ دیکھتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی ملک میں نوجوان اٹھے اور تباہی و بربادی سے لوگوں کو نجات دی تو وہ ملک ایک آئیڈیل بنتا جا رہا ہے اسوقت۔

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ افغانستان میں جو تبدیلی آئی ہے اس طرح پاکستان میں بھی آئے گی؟

ج: اگر پرامن طریقہ سے سیاستدان نہ سدھرے اور ہمیں امریکہ نے بھی معاشی میدان' سیاسی میدان' عدالتی نظام اور اپنی روایات واقدار کو تبدیل کرنے نہیں دیا تو اس کا ردعمل جلد یا بدیر اسی طرح ہوگا۔

ہم اپنا ملکی نظام تبدیل کرنا چاہتے ہیں:

س: اس کے علاوہ اگر آپ کچھ کہنا چاہیں تو؟

ج: ہم یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ امریکہ کی عالم اسلام سے یہ محاذ آرائی اور جو دشمنی کی فضا ہے اس کو چینج کرے' افغانستان آزاد ہو گیا ہے امریکہ بنیادی حقوق کا نام لیتا ہے' آزادی کا علمبردار ہے' افغانستان میں ایک قوم امن کی کوشش کر رہی ہے' ان کو پوری پشت پناہی اور سہارا دینا چاہیے' امریکہ کی پالیسیاں دوغلی ہیں' کتنے افسوس کی بات ہے کہ پورے اقوام متحدہ میں نمائندہ بھی طالبان کا نہیں بلکہ ربانی کا ہے اور غیر جانبدار کانفرنس ہو رہی ہے اس میں بھی طالبان کے کسی نمائندے کو دعوت نہیں دی گئی تو اقوام متحدہ طالبان کا نام ہی برداشت نہیں کرتا ایک شخص افغانستان کی زمین میں سر نہیں چھپا سکتا اس کو امریکہ پوری دنیا میں صدر کا پروٹوکول دے رہا ہے تو یہ دوغلی پالیسیاں ہیں' طالبان امن کے لئے کام کر رہے ہیں۔ امریکہ کو ان سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح ہم اپنے ملک میں اسلامی نظام اسلامائزیشن کی کوششیں کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ملکوں میں کوئی نظام ہی نہیں ہے' یہ نہیں کہ کافرانہ نظام ہے ہم پر اور ہم اس کو چینج کرنا چاہتے ہیں یا امریکی نظام ہے یا مغربی' یہ ملک آزاد ہو گیا اور اسی طرح بغیر نظام کے رہ گیا' لوٹ کھسوٹ کا نظام ہے' رشوت کا نظام ہے' کرپشن کا نظام' بنیادی حقوق سلب ہونے کا نظام ہے' ہم یہاں جیسے امریکہ نے اپنے ہاں فلاحی سسٹم چلایا ہے یورپ اور برطانیہ نے بنایا ہے ہمیں اس طرح کا کوئی اپنا نظام بنانے نہیں دیا گیا' کیونکہ جو مفاد پرست طبقہ ہے اس کو اسی میں فائدہ ہے تو ہم یہاں پر اپنے نظام کو چینج کرتے ہیں اپنے عوام کی حالت بہتر بنانا چاہتے ہیں' بے روزگاری افلاس یہ ساری چیزیں ہمیں کھا رہی ہیں۔ سودی سسٹم کی وجہ سے ہم ختم ہو رہے ہیں' امریکہ اس میں ہماری مدد کرے کہ ہم اپنا نظام چینج کرنا چاہتے ہیں اور اگر ساتھ نہیں دے سکتا تو مخالفت تو نہ کرے' اس طرح ہم اپنی اپنی جگہ پر امن طریقہ سے رہیں گے۔ مسلم ورلڈ میں خوشحالی ہو گی' اس میں فائدہ امریکہ کا ہو گا اس وقت کوئی مسلمان بیوقوف ملک ایسا نہیں ہے جس کا تصور یہ ہو کہ میں واشنگٹن پر جھنڈا لہراؤں' یہ وہ زمانہ نہیں ہے پھر جب وہ واشنگٹن پر جھنڈا نہیں لہراتے تو امریکہ کیوں ہمارے اسلامی ملکوں میں اپنا کنٹرول رکھتا ہے' اور اپنے تسلط میں رکھنا چاہتا ہے۔

ہم تعلیم کو پیشہ نہیں بنیادی عبادت سمجھتے ہیں:

س: یہ جو لوگ امریکہ کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں اور جلوس نکال رہے ہیں آپ کے خیال میں یہ کوئی سنجیدہ کام ہے اور اس کی وقعت آپ کی نظر میں ہے یا وقت کا ضیاع ہے۔

ج: امریکی اقدام اگر وقتی ہو تو یہ سب کچھ بھی وقتی ثابت ہوں گے لیکن کلنٹن اعلان کر رہا ہے البرائٹ بار بار کہہ رہی ہے کہ ہم اس طرح کا سلسلہ جاری رکھیں گے تو پھر تو یہ بھی سنجیدگی سے مستقل بنیادوں پر جاری رہتا ہے جب تک وہ جارحانہ اقدامات کریں گے تو اس کا ردعمل اور بھی شدید ہوگا باقی الحمدللہ میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان میں وہاں کے لوگوں پر آپ کے کروز نگ گرانے کا کچھ اثر نہیں ہوا ہے وہ بالکل مطمئن ہیں اور کہتے ہیں کہ اور بھی پھینکو (ہم ڈٹے رہیں گے) انہوں نے ہیروشیما پر بم مارے' یہ تو کھنڈرات تھے جیسے کوئی جا کر ہیروشیما کے کھنڈرات پر دوبارہ بم برسائے' کتنی بیوقوفی ہوگی بکھرے ہوئے ہیروشیما پر ہم کیوں بم گرائیں' اور دوسری بات میں کرتا ہوں کہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ دینی مدارس کے بارے میں غلط تصور ہے مغربی دنیا میں کہ یہ دہشت گردی اور تخریب کاری کے اڈے ہیں یا ان کو تربیت دیتے ہیں۔ یہ بالکل ایسی ہی یونیورسٹیاں ہیں جس طرح کیمبرج اور آکسفورڈ' ہارورڈ یونیورسٹی دنیا کی بڑی یونیورسٹیاں ہیں تو مقصد ان کا صرف تعلیم ہے' اسلامی تعلیم عربی لینگوئج قرآن وسنت ان کو ہم پڑھاتے ہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تم جاؤ تلوار اٹھاؤ اور بم پھینکو۔

مدارس کا سسٹم فقر وفاقہ سے چل رہا ہے:

بہت مشکل سے ہم یہ مدارس چلا رہے ہیں' آپ کو پتہ نہیں ہے مشنری جذبے سے اس کی پشت پر کوئی سرمایہ بھی نہیں ہے' میرے خیال میں اسامہ بن لادن نے کبھی ایک آنہ بھی جس طرح کہ تعلق ظاہر کیا جا رہا ہے ایک آنہ بھی کبھی امداد نہیں کی ہوگی ہمارے مدرسہ کے ساتھ یا کسی عرب دنیا نے۔ ہماری پالیسی یہ ہے کہ بادشاہوں' حکمرانوں اور ارب پتیوں کا چندہ قبول ہی نہ کیا جائے۔ یہ ایک سسٹم ہے کہ اس کو ہم فقر وفاقے کے ساتھ مشنری جذبہ کے ساتھ چلانا چاہتے ہیں' ہمارے جو استاد ہیں وہ انتہائی معمولی دوڈھائی ہزار تنخواہ پر بال بچوں کے ساتھ ۷۔۸ افراد کا کنبہ ہوتا ہے اس پر گزارہ کرتے ہیں۔ ان کو پچاس پچاس ہزار روپے کی تنخواہوں کی پیشکش بھی ہو جاتی ہے لیکن وہ نہیں جاتے

ہیں، وہ تعلیم کو ایک پیشہ نہیں سمجھتے ہیں۔ تعلیم کو ہم ایک بنیادی عبادت سمجھتے ہیں۔ اسے حاصل کرنا اور پھر اس کے بعد پھیلانا یہ تو ہمارا فریضہ ہے کہ ہم بڑے مشکل حالات میں دو، دو روپیہ مسلمانوں کے چندے سے یہ ادارے چلا رہے ہیں، اسی وجہ سے اس کے اثرات بڑے گہرے ہوتے ہیں، پڑھنے والے کے ذہن میں بھی تبدیلی آتی ہے تو اس کے بارے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ مدارس دینیہ دہشت گردی وغیرہ کے اڈے نہیں ہیں۔ قرآن وسنت کے احکامات جب صحیح طور پر سینے میں جذب ہوتے ہیں۔ تو دنیا امن کا گہوارہ بنتی ہے۔

خوست افغانستان پر کروز میزائلوں سے حملہ کے بعد

جاپان ٹی وی کو انٹرویو

ملاقات: کوسوکی آئی جی ما

ترجمان: شمیم

TV Asahi
Asahi National Broadcasting Co., Ltd.

KOUSUKE IIJIMA
Director
1-1 ROPPONGI, MINATO-KU,TOKYO,106-8001 JAPAN
PHONE:(03) 3587-5744 FAX: (03) 3505-2709

مدارس اور مغرب کا کردار:

س: سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں وقت دیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے دیکھنے والوں کو یہ بتائیں کہ ان مدارس میں تعلیم دی جاتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا ہے آپ اپنے مدرسہ کے متعلق ہمیں پہلے بتا دیجئے گا؟

ج: ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ یہاں تشریف لائے' لیکن میں آپ کو پورا وقت نہ دے سکا' شمیم صاحب نے مجھے بار بار کہا تھا مگر وقت نکالنا مشکل تھا۔ مدرسوں کے متعلق بلا وجہ دنیا اور مغربی میڈیا میں غوغا آرائی شروع ہوئی ہے' یہ عام تعلیمی ادارے ہیں' یونیورسٹیاں ہیں' ہمارے ملک میں جب انگریز آیا تو اس نے تعلیمی نظام کو تہس نہس کر دیا' خالص عصری دنیاوی تعلیم کو چھوڑا' یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اسلامی علوم' عربی علوم' فقہ اسلامک لاء ان سب کو ختم کر دیا' تو مسلمانوں نے مجبوراً خود یہ

ادارے قائم کئے باہمی امداد سے۔تو اسلامی علوم کی ایک بڑی لمبی تاریخ اور کلچر ہے ثقافت ہے' چودہ سو سال کے وہ علوم ہم ان مدارس میں مسلمانوں کی عام امداد سے مسلمان بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ویسٹرن ممالک یہ نہیں چاہتے ہیں کہ مسلمان خصوصی طور پر اور مطلقاً ایشیائی ممالک میں کچھ بیداری کی لہر اٹھے' ان کا مشن یہ ہے کہ ہم ایشین ممالک کو غلام رکھیں' اقتصادی لحاظ سے' معاشی لحاظ سے' عدالتی لحاظ سے' یہ ہمارے رحم وکرم پر ہوں' اب وہ جبر اور غلامی کا شکنجہ سخت کرنا چاہتے ہیں' تو دینی قوتیں اسلامی جذبہ سے ان کے مقابلے میں اٹھتی ہیں جیسے پہلے افغانستان کو استعمال کیا گیا اپنے مقاصد کے لئے' روس کو ان کے ذریعہ سے تہس نہس کر دیا اب وہ افغانستان میں امن نہیں چاہتے یہ تجارتی شاہراہ کھولنا نہیں چاہتے کیونکہ ان کے ساتھ جاپان سمیت تمام کنٹریز اور اسلامی ممالک اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے تو غلامی کے تسلط سے آزادی کے لئے یہ ادارے بنیادی کام کرتے ہیں' اسلام آزادی کی تعلیم دیتا ہے کہ کسی کے تسلط اور غلامی کو مت مانیں' اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں مغرب کے رحم وکرم پر اپنے آپ کو مت چھوڑو تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس تعلیم میں یہ سپرٹ ہے' یہ سپرٹ ختم کرنا چاہیے تو اس کے لئے یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہاں پر ٹیررازم ہے' دہشت گردی ہے' ٹیررارسٹ تو مغربی ممالک ہیں' انہوں نے سنگاپور' جاپان اور ایشیاء کے ساتھ' ملائشیا کے ساتھ کیا کیا' تو اصل ٹیررازم کے علمبردار ویسٹرن کنٹریز ہیں تمام مظلوم اور پسماندہ قوتوں کو ترقی کے لئے نہیں چھوڑتے' اپنے قدموں پر کھڑے ہونے نہیں دے رہے ہیں۔ہم ایک چیلنج لانا چاہتے ہیں ہم مسلمان اسلامی اور مذہبی قوم ہیں' ہم اسلام کی روشنی میں ایک نظام چلانا چاہتے ہیں' ایشیائی ممالک اپنے انداز میں چلانا چاہتے ہیں لیکن وہ جبر کے ساتھ اپنی بالادستی قائم رکھنا چاہتا ہے' جو بھی آزادی کی آواز اٹھتی ہے جہاں بھی غلامی کے خلاف امریکی جبر اور یہودیوں کے خلاف تو پھر یہ واویلا کرتے ہیں کہ یہ ٹیررارسٹ ہیں۔

اسلامی دنیا کے خلاف امریکی اعلان جنگ:

س: امریکی حملہ کے متعلق آپ کے تاثرات کیا ہیں اور آیا یہ حملہ اسلامی دنیا کے خلاف امریکہ کا اعلان جنگ ہے؟

ج: بالکل یقیناً ہے میں نے آپ سے پہلے خود امریکیوں کو بھی ابھی کہا کہ اسامہ بن لادن ایک بہانہ ہے وہ تو پہلے ہی سے تھا' جب حملہ ہوا تھا تو اس وقت بھی وہ افغانستان میں تھا۔اب یہ تنزانیہ وغیرہ

کا بہانہ بنایا ہے۔امریکہ افغانستان میں استحکام نہیں چاہتا ہے' وہ سمجھ گئے ہیں کہ طالبان اب رکتے نہیں ہیں' ہر سازش انہوں نے ناکام بنادی ہے' افغانستان کو تقسیم سے بچادیا ہے تو اسی بنیاد پر وہ سمجھ گئے ہیں کہ اسلامی نظام تو وہ قائم کررہے ہیں تو اقتصادی لحاظ سے راستہ کھل جائے گا سنٹرل ایشیاء ترکی اور ایران سب کو فائدہ پہنچے گا تو انہوں نے یہ حملہ اس وجہ سے کیا کہ دونوں طرف سے دباؤ بڑھادیا جائے۔اس طرف شمالی اتحاد اور وہ طاقتیں اٹھیں مجھے یقین ہے کہ روس اور بھارت کے مشورہ پر یہ حملہ ہوا ہے وہ اس نظام کو دبانا چاہتے ہیں وہ استحکام نہیں چاہتے امن نہیں چاہتے اور اسامہ کو ایک بہانہ بنادیا 'وار تو اس نے پہلے ہی سے شروع کررکھی ہے۔لیبیا بارہ سال سے محاصرہ میں ہے' عراق کتنے عرصہ سے مصیبتوں میں ہے' سوڈان کے ساتھ بھی اسی طرح کررہے ہیں' اوراب تو انہوں نے بڑی بے شرمی سے یہ بات کہی ہے کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھیں گے تو ہم ایشیائی قوتوں اور اسلامی قوتوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ ہم ایک پالیسی تشکیل دیں اور ان کے چیلنج کا مقابلہ کرسکیں۔

س: آپ کی پارٹی اور جماعت ان امریکی حملوں کے خلاف جنگ اور جدوجہد کررہی ہے؟

ج: ہماری تو پہلے دن سے جنگ اور جدوجہد جاری تھی' اور اب پھر دوبارہ ہم مسلمانوں میں ان حملوں سے بیداری پیدا ہوچکی ہے' اور ایک قوم غفلت میں تھی یہ احساس نہیں تھا کہ امریکہ اس حد تک پہنچ سکتا ہے' اب انکی بھی آنکھیں کھل گئی ہیں اور ہماری قوم کی حکومت کے متعلق بھی جذبات اشتعال میں ہیں کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ حکومت کی مرضی اور اجازت کے بغیر یہ کروز استعمال نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ پاکستان کی حدود سے گزرے ہیں' حکومت کے علم میں تھا تو اس نے ملک کی آزادی اور خودداری کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے تو ہم نے ہر سطح پر پارٹی کی سطح پر اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور یہ جاری رکھیں گے امریکہ کو بھی یہ کہتے ہیں کہ پورے عالم اسلام سے دشمنی نہ مول لے کیونکہ پھر اسے سنبھال نہیں سکو گے۔ایک اسامہ کو تم نے بہانہ بنایا تو اس سے تو ہر مسلمان اور طالبعلم اسامہ بن گیا

<u>امریکہ'اسامہ مخالفت کے اسباب:</u>

س: اسامہ اور امریکہ کے درمیان جو اختلافات ہیں اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: میرے خیال میں وہ اس پر ناراض ہے کہ میرے ملک میں امریکی افواج کیوں پڑی ہیں اور امریکہ کا اتنا ہولڈ اور عمل دخل ہے کہ سعودی عرب یا عرب امارات یا دیگر اسلامی ممالک کو اللہ نے

وسائل سے مالا مال کیا ہے' پیٹرول گیس اور سورسز سب سے مگر وہ امریکی تسلط میں ہیں وہ خود اپنی مرضی سے اسے استعمال نہیں کر سکتے ہیں اور سیاسی لحاظ سے ہم عملاً ان کے کنٹرول اور تسلط میں ہیں تو وہ اسی پر خفا ہے کہ روسی فوج آئی تھی تو پوری دنیا یہ کہہ رہی تھی کہ یہ جہاد ضروری ہے۔ شاباش دی جاتی تھی کہ مسلمان ایک بڑی بہادر قوم ہے ایک بڑی سپر پاور کو ختم کر دیا ہے' وہ کہتا ہے کہ اسی طرح کی صورتحال میرے ملک میں بھی ہے' عرب ممالک اور سعودی عرب میں یہودی اور عیسائی' اسرائیلی اور امریکی غیر مسلم افواج دندناتی ہوئی پھر رہی ہیں حالانکہ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے انہی خطرات کی وجہ سے کہا تھا کہ آپ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب میں مت چھوڑیئے۔ کیونکہ ان کے چھوڑنے سے انتہائی اخلاقی' معاشی اور سیاسی خطرات پیدا ہوں گے۔ اور یہ علاقہ سازشوں کی آماجگاہ بن جائے گا تو اسامہ اسی بات پر احتجاج کرتا ہے کہ امریکہ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دے' ہمارے وسائل کو آزاد کر دے' یہی بڑا جھگڑا ہے اور تو کوئی اس کا ذاتی مسئلہ نہیں ہو سکتا ہے۔ وسائل اللہ نے اسے دے رکھے ہیں' ارب پتی خاندان سے اس کا تعلق ہے' دنیا کی کون سی نعمت ہے جو وہ حاصل نہیں کر سکتا ہے تو ایک آزادی کے جذبے سے امریکن کہتے ہیں ابراہام لنکن نے بہت قربانی دی تھی امریکہ کی آزادی کے لئے تو وہ تو بڑا لیڈر ہو جاتا ہے' اور بہادر بن جاتا ہے اور یہ غدار اور ٹیرارسٹ بن جاتے ہیں اپنے دفاع کی جنگ کو وہ ٹیرارزم کہتے ہیں حالانکہ دفاع تو ہمارا حق ہے۔

<u>طالبان کا اپنے محسنوں سے سلوک:</u>

س: آپ کی اسامہ سے پہلے ملاقات ہوئی ہے؟

ج: اسامہ کوئی بند چیز تو نہیں تھی کہ غار میں پڑا تھا لوگوں کا یہ اندازہ ہے کہ اچانک ایک شخص آیا ہے بارہ سال تک بڑی جنگ لڑی گئی روس کے ساتھ اور افغان جہاد میں اسامہ کی طرح ہزار ہا اور لوگ بھی تھے جو جذبے کے ساتھ آئے تھے' اسامہ بھی اس وقت سے پشاور میں تھا بارہ سال اور افغان جہاد میں ہم سب شریک تھے' پاکستان ان کی پشت پر تھا' تو اسامہ بھی ایک انسان تھا' مال و دولت خرچ کر رہا تھا' نارمل جس طرح لوگ جہاد کر رہے تھے۔ وہ بھی اسی پشاور میں تھا ہماری ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں کیونکہ ہمارا عام مجاہدین کے ساتھ تعلق ہے ہمارا ایک علمی ادارہ ہے اس کے بعد وہ سوڈان چلا گیا وہاں بھی اسے چین سے نہیں چھوڑا گیا تو آخری پناہ گاہ اسے افغانستان کے علاوہ نہ مل سکی افغانستان کی

خدمتیں اس نے کیں انہی علماء طلباء میں اس کا ہمیشہ وقت گزر اتھا' وہاں پناہ حاصل کی تو اب ہمارا اسلام کہتا ہے ہماری پشتو اور غیرت یہ کہتی ہے کہ جو تمہارے پاس پناہ حاصل کرے تو ان کو پناہ دو گے اور خاص طور پر جب محسن ہو افغان وار میں۔ اس نے لاکھوں' کروڑوں روپیہ لگایا ہے تو ہمارا یہی عام مجاہدین کے ساتھ جس طرح ربط وضبط وتعلق تھا اسی طرح اس کے ساتھ بھی تھا اب ہم اس کے تفصیلی حالات اور موجودہ حالات سے اتنے باخبر نہیں ہیں البتہ اتنا سمجھتے ہیں کہ وہ ایک دردمند انسان ہے اور ایک جذبہ ہے اسکا اسلام کا اور آزادی کا۔

<u>اسامہ مہمان' ملا عمر میزبان:</u>

س: اسامہ اور ملا عمر کے درمیان کیا تعلق ہے؟

ج: اسامہ ایک پناہ گزین ہے اس نے پناہ لی ہے' افغانستان میں اور امریکہ اسے نہیں چھوڑتا اور برداشت نہیں کرتا مگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس ملک کی آزادی کے لئے بڑی جنگ لڑی ہے' قربانیاں دی ہیں' اس سے بہتر جگہ مجھے پناہ گاہ کی نہیں مل سکتی تو ملا عمر تو پورے افغانستان کا اس وقت سربراہ ہے۔ امیر المومنین ہے۔ جس طرح عام شہریوں کا اس پر حق ہے اس طرح مہمانوں کا بھی اس پر حق ہے اور پوری کوشش کرتا ہے ملا عمر کہ ہماری سرزمین کسی قسم کی عسکری اور سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ ہو اس سے بڑے احترام کے ساتھ درخواست بھی کی ہے کہ آپ ہمارے مہمان ہیں لیکن یہ مغربی دنیا اس کو نہیں چھوڑتی ہے وہ اس بہانے سے طالبان اور ملا عمر کو پریشان کرنا چاہتے ہیں کوئی نہ کوئی بہانہ کسی نہ کسی وقت بناتے رہیں وہ ایک عام پناہ گزین ہے' مہمان ہے افغانستان ملک میں بیٹھا ہے اب ان کے درمیان کیا رشتہ ہوگا۔ اس نے ہمیشہ جہاد افغانستان کی مدد کی ہے' پشت پناہی کی ہے کروڑوں روپے لگائے ہیں اب بھی اس کی یہ خواہش ہے کہ میں افغانستان کی تعمیر نو میں حصہ لوں' سڑکیں اور ہسپتال بنانے میں مدد کروں۔

س: ایک مصری اخبار کے ذریعہ یہ بات سامنے آئی ہے کہ ملا عمر اور اسامہ کے درمیان رشتہ ہو چکا ہے؟

ج: یہ سب پروپیگنڈہ ہے کہ وہ اس کا سسر ہے اور اس کی بیٹی سے اس کی شادی ہوئی ہے' ملا عمر خود نوجوان آدمی ہے ۳۵ برس کا اس کی چھوٹی چھوٹی بچیاں ہوں گی۔ یہ لوگ اس کو ایک افسانوی چیز

بنا دیتے ہیں یہ بالکل جھوٹ اور میڈیا کا بالکل مضحکہ خیز پروپیگنڈہ ہے۔

<u>مغربی میڈیا کے مفروضے:</u>

س: آپ کی قریبی دنوں میں اسامہ یا ملا عمر سے بات چیت ہوئی ہے؟

ج: ان قریبی وقتوں میں نہیں ہوئی ہے۔ ملا عمر سے ہماری باتیں ہوتی رہتی ہیں جب بھی ہم فون کرتے ہیں تو وہ اٹھا لیتا ہے۔ ہمارے 95% افغانی شاگرد اس جہاد میں شامل ہیں اور طالبان لیڈر جتنے بھی ہیں وہ اس مدرسہ کے شاگرد ہیں' زیادہ تر میرے بھی شاگرد ہیں اور میں بھی استاذ ہوں روزانہ پڑھاتا ہوں۔

س: بیرونی دنیا کہتی ہے کہ آپ کا مدرسہ اس میں ٹریننگ دیتا ہے اور اس میں حصہ لیتا ہے؟

ج: یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے' مغربی دنیا ایک مفروضہ قائم کر لیتی ہے' یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے فقط' جس طرح آکسفورڈ' کیمرج اور ہارورڈ ہے۔ اپنے اسلامی علوم دینی علوم کی تعلیم و تعلم اس کا دائرہ ہے، ہم مسلمانوں کیلئے دینی علوم حاصل کرنا فرض ہے اور سرکاری طور پر اس کا نظام نہیں ہے سب کچھ ختم ہو چکا ہے اسلامی تعلیم آخر کہاں سے حاصل کریں گے۔ تو کوئی بھی مدرسہ دہشت گردی یا ٹریننگ جیسی کسی بھی کاروائی میں ملوث نہیں۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے ہم کسی سٹوڈنٹ کو چاقو رکھنے کی اجازت بھی نہیں دیتے ہیں' دارالعلوم تو ایک کھلے میدان میں مین روڈ پر واقع ہے' ساری دنیا میں ہلچل ہے کہ دارالعلوم چھاؤنی ہے' جبکہ دارالعلوم کی چار دیواری نہیں ہے' دروازے نہیں ہیں' ہر وقت لوگ نماز کے لئے رُکتے ہیں ساری دنیا آتی جاتی ہے' دارالعلوم میں پھرتے ہیں گیٹ بھی نہیں ہیں' ہاسٹلز سب کچھ کھلے میدان میں سامنے ہیں وہاں پھر کس طرح ٹریننگ دی جاسکتی ہے' کسی قسم کے تہ خانے بھی نہیں ہیں انہیں بتائیں کہ اگر ایک چوہا اگر خشک گھاس وغیرہ میں گھس جائے اور وہ حرکت کرے تو خشک گھاس میں بھی سرسراہٹ پیدا ہو جاتی ہے تو امریکہ وہاں شور واویلا مچا لیتا ہے اور لرز اٹھتا ہے' کہتا ہے کہ دیکھو مسلمان آ گئے' حالانکہ وہاں ایک چوہا پھر رہا ہوتا ہے مگر وہ اسی خوف سے اسے مسلمان کا حملہ قرار دیتا ہے۔

<u>امریکہ کی سو فیصد بے وقوفی:</u>

س: اخباروں میں بیان آیا ہے کہ اسامہ بن لادن کو نظر بند کیا گیا ہے اس کی تردید بھی آئی ہے تو

آپ کا موقف کیا ہے؟

ج: قطعاً نظر بند نہیں ہیں، وہ وہاں مہمان ہیں۔اس نے خود اپنے آپ کو حفاظتی اقدام کے طور پر نظر بند کر رکھا ہوگا خود اس کے پاس اپنے محافظین اور گوریلے ہیں ایسے حالات میں وہ کس طرح پوری دنیا سے مل سکتا ہے، کیسے ٹریول اور نقل وحرکت کرے گا طالبان حکومت کی تردید آئی ہے کہ یہ قطعاً سفید جھوٹ ہے۔امریکہ نے اسامہ پر حملہ نہیں کیا تھا، خوست تو کھنڈرات تھے جیسے ہیروشیما اور ناگاساکی کے کھنڈر بنا دیئے گئے، جس طرح کوئی مردے پر فائر کرے۔

س: ہمارے خیال میں امریکہ کا یہ حملہ انکی مخالفت میں اضافہ کر گیا۔آپ کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟

ج: ۱۰۰٪ یہ امریکہ کی بیوقوفی ہے وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے اپنے لئے مشکلات بڑھائے گا ہم اسے یہی کہتے ہیں کہ عالم اسلام کے ساتھ آپ کو یہ محاذ آرائی مہنگی پڑے گی۔یہ اسلامی مما لک ایک بڑی امت ہے اور تمہاری دشمن نہیں ہے لیکن تم لوگ بزور اسے دشمن بنا رہے ہو تو یہ شورشیں ان کے خلاف اٹھیں گی مگر امریکی حکومت اس وقت باؤلی ہو چکی ہے۔امریکہ جب تک اسامہ کے پیچھے پڑا رہے گا یا اسلامی مما لک میں فوج اتارے گا اور مسلمانوں کیساتھ محاذ آرائی جاری رکھے گا تو یہ حالات اور اسلامی دنیا میں ری ایکشن (ردعمل) اور غصہ جاری رہے گا۔

دی ٹائمز نیوز،

رشین صحافی اور دیگر صحافیوں کو

انٹرویو : 24 اکتوبر 2001

TIME

HANNAH BLOCH
ISLAMABAD CORRESPONDENT

House 12A,Street 24 F/8-2 Islamabad
TEL. (92-51) 225-2392 FAX. (92-51) 225-2461
hannah_bloch@timeasia.com

NTORN
Newsweek

Yevgeny Pakhomov
CORRESPONDENT

ITOGI MAGAZINE
5a, Leningradskoye shosses, Moscow, 125871, Russia
Phon:(7.095)753,3300,753.3305,Fax:(7.095)943.4790,198.0189
email: itogi&tod.newsbox.msk.su

تحصیل علم کے بعد فضلاء کا مستقبل:

س: جناب! یہاں پر جو سٹوڈنٹ پڑھائی ختم کر دیتے ہیں تو یہ کہاں جاتے ہیں کیا یونیورسٹی جاتے ہیں؟

ج: دنیا میں ہر جگہ سٹوڈنٹ جب پڑھنے سے فارغ ہو جاتے ہیں یونیورسٹیوں کے کالجوں کے دنیا بھر میں آپ دیکھ لیں تو پھر ان کی کوئی مجبوری ہوتی ہے کہ فلاں کام کرلو پھر ان کی مرضی ہوتی ہے کہ وہ زندگی کے جس شعبہ میں بھی جانا چاہتے ہیں جاتے ہیں تجارت سیاست وغیرہ کرتے ہیں۔ اکثر جو آپ ٹاپ کے علماء کرام دیکھتے ہیں تو وہ سب دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہیں بلوچستان میں وزیرستان میں غرض ہر جگہ آپ مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں خطابت درس وتدریس مساجد کو سنبھالنا یہ سب یہی حضرات طے کرتے ہیں۔ فوج میں بھی ان کی بہت بڑی ضرورت پڑتی ہے وہاں بھی یہ مذہبی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں جس طرح ہر یونیورسٹی کا فارغ التحصیل اپنی مرضی سے جہاں جانا چاہے ہماری طرف سے ان سے کوئی سروکار نہیں۔ ہاں ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ حضرات اپنی زندگی کو دین کی خدمت کے لئے وقف کردیں ملعون دنیا کے پیچھے نہ پڑیں۔ لوگوں کو ان کے کھانے پینے کی بڑی فکر ہے حتیٰ کہ ہماری حکومت ہر وقت کہتی رہتی ہے کہ ان کے لئے روزگار۔ میں نے کہا کہ آپ کے جو لوگ کالجوں یونیورسٹیوں سے فارغ ہوتے ہیں ان میں تقریباً 80% بیروزگار پھر رہے ہیں یونیورسٹیوں کالجوں کی فکر کروان کے رزق کا غم کروان کی بے روزگاری کا غم کرو ہمارے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ ہمارے فضلاء کے رزق کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ تمہارے رزق کا ذمہ دار میں ہوں ہمارے فارغ التحصیل طلباء کرام اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر تہہ دل سے یقین رکھتے ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد فقط یہ ہے کہ آگے چل کر دین کو سنبھالینگے۔ ہمارے لئے یہ خوشی نہیں ہے کہ وہ پیسوں کے پیچھے پڑ جائیں اور دنیاوی دھندوں میں لگ جائیں۔ ہم ان کو یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرلو جب وہ ہمارے فرمان کو سر آنکھوں پر لیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ غیرتی ذات ہے اللہ ان پر راحتوں اور نعمتوں کی بارش برساتا ہے۔

س: جناب! یہاں سے کتنے سٹوڈنٹ (طالب علم) فارغ ہوتے ہیں؟

ج: پاکستان کے بننے کے فوراً بعد یہ ادارہ قائم ہوا ہے اس مدرسے کی اور اس جیسے اور بڑے بڑے مدرسوں کی بنیاد ڈالی گئی۔ لمٹ تو نہیں ہے ہزاروں اس سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں تقریباً 20,25 ہزار اتنے عرصے میں اور اب بھی تقریباً ہر سال 1000 ہزار سالانہ اس مدرسے سے طلباء

فارغ ہوتے ہیں۔

نظر بندی اور مساعی مسائل:

س: موجودہ حملوں کے دوران گورنمنٹ آف پاکستان نے کیا کیا؟

ج: جب حملہ ہوا تو ہم نے فوراً دفاعِ افغانستان کونسل کی میٹنگ بلائی تھی' میں اس کا چیئرمین ہوں مجھے فوراً احساس ہوا کہ میٹنگ بلانی چاہئے۔ 8 تاریخ کو حملہ ہوا اور 9 تاریخ کو ہم نے اسلام آباد میں میٹنگ رکھی۔ مَیں اس وقت پنجاب میں تھا تو فوراً وہاں سے چلا تو گورنمنٹ نے پروگرام منسوخ کر کے مجھے وہیں سے ہوائی اڈہ پر حراست میں لے لیا مقصد یہی تھا کہ یہ اسلام آباد میں داخل نہ ہو سکے کچھ اور ساتھیوں کو آگے پیچھے روک لیا حتیٰ کہ وہ میٹنگ ہماری نہیں ہونے دی یہاں گھر لے آئے دو تین دن باضابطہ مجھے نظر بند کیا ہوا تھا اور کہتے بھی نہ تھے کہ تم نظر بند ہو لیکن اگر مجھے کہیں جانا ہوتا اس سلسلہ میں کوئی میٹنگ وغیرہ ہوتی کوئی احتجاجی مظاہرہ ہوتا تو پھر یہ آگے پیچھے بہت زیادہ بھاگ دوڑ کر کے کوشش کرتے کہ مجھے روک لیں لیکن میں کسی نہ کسی طریقہ سے پہنچ ہی جاتا۔ اب یہ جو ہماری پچھلی دنوں میٹنگ بلانی تھی جگہ بھی نہیں بتلاتے تھے اور اس میٹنگ کو بہت خفیہ رکھا تھا لیکن ان کو کسی نہ کسی طریقہ سے یا فون سے پتہ لگ گیا تو پھر یہ مسلسل بھاگ دوڑ میں لگے رہے تاکہ میٹنگ نہ ہو سکے لیکن الحمدللہ میں بھیس بدل بدل کر عین وقت پر وہاں پہنچا کسی ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ نورانی صاحب نوابزدہ صاحب راجہ ظفرالحق صاحب لیاقت بلوچ صاحب حافظ حسین احمد صاحب ان مخصوص حضرات کو ہم نے بلایا تھا پھر الحمدللہ ثم الحمدللہ وہ میٹنگ خیر و عافیت سے ہوئی۔ تو گورنمنٹ یہ کوشش کرتی ہے کہ اس مہم میں زیادہ حصہ نہ لے سکیں لیکن میں اپنی پوری کوشش کرتا ہوں کہ میں اپنی ذمہ داری پوری کروں۔

امریکی بربریت پر عالمی برادری کیوں خاموش ہے:

س: جناب ابھی جو افغانستان میں جنگ شروع ہے بہت سے عوام طالبان کے ساتھ ہیں تو آپ کے خیال میں پاکستان سے کتنے لوگ افغانستان جہاد کرنے کے لئے جائیں گے؟

ج: ابھی تک باضابطہ طور پر مجاہدین نہیں گئے کافی لوگ تیار ہیں خاص طور پر قبائلی علاقوں میں ایک بہت بڑی لہر ہے ان کے ساتھ اسلحہ بھی ہے وہ بہادر و جنگجو لوگ ہیں وہ ہر وقت انتظار میں ہوتے

ہیں لیکن ابھی تک امیر المؤمنین ملا محمد عمر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایسا حکم نہیں دیا ہے کہ فوراً یہاں لوگ باہر سے آجائیں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہماری مدد کریں فی الحال باضابطہ اپیل نہیں کی۔ کل بھی افغان سفیر (مولانا عبدالسلام ضعیف) نے کہا تھا کہ ہم نے ان کو ابھی نہیں بلایا جب ضرورت پڑے گی ہم پھر بلائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں حالات بمباری کے ہیں اور طالبان کے ساتھ اینٹی ایئر کرافٹ نہیں ہیں۔ امریکی اس بمباری میں بے تحاشہ انسانی جانوں کو بے دردی سے کرش کررہے ہیں۔ کہاں گئے انسانی حقوق' انسانی حقوق کے لئے چیخیں مارنے والے' کہاں گئے اخلاق اخلاق کی ندا بلند کرنے والے' کہاں گئے بنیادی حقوق کی ڈینگیں مارنے والے کیا ہوئے' کیا یہ جنگ جنگی اصولوں کے تحت لڑی جارہی ہے؟ کیوں عالمی برادری اس ظلم و بربریت پر خاموش ہے کیوں اقوام متحدہ تماشہ دیکھ رہی ہے کیوں کسی مسلمان ملک نے امریکہ سے سفارتی تعلقات ختم نہیں کئے اور کیوں نہ کہا کسی غیرت مند ملک نے کہ افغان جو کہ بے یارو مددگار ہیں روٹی کپڑے کے لئے تڑپ رہے ہیں او! ظالم امریکہ! تم اس پر بموں کی بارش برسا رہے ہو۔ کیا اقوام متحدہ صرف کفر کے لئے اقوام متحدہ ہے مسلم ممالک پر جو ظلم ہورہا ہے اس کے بارے میں اقوامِ متحدہ کیوں خاموش تماشائی کا کردار ادا کررہا ہے؟ خیر ہمیں اپنے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ ہے کہ وہی ذات اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہے کہ میں ضرور بالضرور مظلوم کی مدد کرونگا اگرچہ کچھ دیر کے بعد ہو۔ ان حالات میں ہمارے غیرت مند عوام اس انتظار میں ہیں کہ اگر وہاں امریکی یا برطانوی فوجیں آگئیں جنگ کی ضرورت پڑی دست بدست جنگ چھڑ گئی تو پھر ہزاروں لاکھوں لوگ کسی کے حکم کے انتظار کئے بغیر جہاد کیلئے جائینگے۔

<u>وحشت ودرندگی کی انتہاء</u>

س: جناب! رشیا نے جب حملہ کیا تھا تو اس نے کسی ہسپتال اور مسجد کو نشانہ نہیں بنایا تھا اور امریکہ نے دس پندرہ دنوں میں بہت سے ہسپتالوں اور بہت سی مساجد کو نشانہ بنایا اور اس میں بہت سے بے گناہ لوگ شہید ہوگئے۔

ج: میں سمجھتا ہوں کہ پوری افغان قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹانا امریکہ کا مقصد ہے۔ باؤلے کتے کی طرح ایک شخص کی آڑ میں وہ اتنا بے تحاشہ ظالمانہ کردار ادا کررہے ہیں کہ تاریخ میں کسی بڑے سے

بڑے ظالم نے اتنا ظلم نہیں کیا اب کہتے ہیں کہ ہسپتال پر حملہ ہم نے نہیں کیا وہ فوجی ہسپتال تھا یہ سب جھوٹ بکتے ہیں کہ وہاں فوجی ہسپتال ہے ہی نہیں وہاں تو سرے سے فوج ہے ہی نہیں تو فوجی ہسپتال کہاں سے آیا۔ ظالم کہیں کے ہسپتالوں پر حملے کرر ہے ہیں حالانکہ اس میں بے شمار مریض زخمی پڑے ہوئے پہلے سے تڑپ رہے ہوتے ہیں یہ ریڈ کراس کا پورا سربراہ تھا یعنی بین الاقوامی ریڈ کراس کا آپ کو پتہ ہے کہ کابل میں ریڈ کراس کے ذخیرے تھے گندم وغیرہ کے ان پر بھی حملہ کیا امریکہ کا مقصد یہ تھا کہ یہ بھوک سے بھی مرجائیں یعنی ان کو بھوکا مارنا چاہتے ہیں صرف بموں سے نہیں مارتے بلکہ نیچے سے ان پر دانا پانی بند کر کے مارنا چاہتے ہیں۔ الرشید ٹرسٹ ایک غیر معمولی خیراتی ادارہ تھا اس کا جہاد سے بقول ان کے دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ان پر بھی پابندیاں لگائیں کہ آپ روٹیاں پکوا کر تقسیم کرنا بند کر دیں الرشید ٹرسٹ 3 لاکھ روٹیاں روزانہ تقسیم کرتا تھا۔ امریکہ کا مسئلہ ایسا لگ رہا ہے کہ افغان قوم ان کو انسان ہی نظر نہیں آ رہی۔ انسانی حقوق بنیادی حقوق کے ڈنکے بجانے والے اقوام بتاؤ! کیا افغانی انسان نہیں ہیں؟ میرا دعویٰ ہے کہ مغربی اقوام اور امریکہ کو اپنے لوگ صرف انسان لگتے ہیں اور باقی لوگ یعنی مسلمان اور دوسرے غریب ممالک کے لوگ ان کو کتوں سے بھی بدتر لگتے ہیں مزہ لیتے ہیں وہ ان کے مرنے پر انسانی وحشت اور درندگی کی انتہا ہے جو ان پر ہو رہی ہے معصوم بچے بالکل ذبح ہو رہے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے ٹی وی دیکھ کر لیکن پتہ نہیں ان کو پرواہ ہی نہیں۔ پینٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر تو ان کو دہشت گردی نظر آتی ہے لیکن معصوم بچوں کو مارنا مریضوں کو ہسپتال کے اندر مارنا بے گناہ نمازیوں کو مساجد کے اندر مارنا ان کو دہشت گردی نہیں نظر آتی پتہ نہیں اس کو کیا نام دیتے ہیں اور جب مسلمان اپنے آپ کو بچانے کے لئے میدان کارزار میں نکل آتا ہے تو اس کو دہشت گرد کہنے لگتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟

س: حکومت والے مدارس پر بھی پابندی لگا رہے ہیں اگر آپ کے مدرسے پر بھی پابندی لگائیں تو آپ گورنمنٹ کے اس اقدام پر کیا ردعمل کریں گے؟

ج: یہ تو ان کی بڑی پرانی حسرت ہے اب انہوں نے یہی کیا ہے امریکیوں کا ٹارگٹ اب میں سمجھتا ہوں افغانستان سے زیادہ پاکستان ہے۔ پاکستان کا اسلامی تشخص گویا وہ ایک بہت بڑا سنگ راہ مزاحم سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان کا اسلامی اور دینی تشخص ہمارے مقاصد پورے نہیں ہونے دے گا۔ اس

کے مقاصد بہت مذموم ہیں افغانستان پر قبضہ جما کر سنٹرل ایشیاء پر اپنی مانیٹری قائم کرنا چاہتا ہے
خصوصاً چین کو اس نے واچ کرنا ہے اور چین کے مقابلے کے لئے یہاں سنٹرل ایشیاء میں ایک
چھاؤنی قائم کرنا چاہتا ہے۔ ایران میں تحریک اور انقلاب کا جو انداز ہے یہ سارے علاقے پر کنٹرول
کرنا۔ یہ علاقے سورسز سے مالا مال ہیں گیس سے پٹرول سے اور معدنیات سے۔ اگر افغانستان میں
امن ہو تو افغانستان سنٹرل ایشیاء کی شہ رگ بنتا ہے۔ ٹریڈنگ تجارت سارے سلسلے پھر یہ ایک بہت بڑا
سپر پاور بن سکتا ہے یہ نو ریاستیں سنٹرل ایشیاء کی دسواں پاکستان گیارھواں ایران بارھواں افغانستان
اور مجبوراً چارو ناچار بعد میں ترکی بھی اس پورے پاور میں شامل ہو سکتا ہے۔ اب اگر یہ تیرہ (13)
ریاستیں ان کو اپنی مرضی پر چلنے دیا جائے اور یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں تو آپ نہیں سمجھتے کہ یہ
مستقبل کی ایک بہت بڑی سپر پاؤر ہو گی۔ امریکہ اس شہ رگ کو کاٹنا چاہتا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ
افغانستان پر اپنا کنٹرول قائم کرے یا تو وہ اپنے قبضے میں رکھے کٹھ پتلی حکومت قائم کرے یا پھر وہاں
خانہ جنگی شروع کرادے یہ وسیع البنیاد حکومت اور اسی طرح سارے ڈارمے امریکہ نے آزمائے
ہیں۔ وسیع البنیاد حکومت کے لئے کبھی ظاہر شاہ کو کبھی ربانی کو بٹھاتے رہے دس سال میں وہ کامیاب نہ
ہو سکے۔ خانہ جنگی جاری رہی نتیجہ میں طالبان نے ایک بہت بڑا کام کیا کہ خانہ جنگی بالکل ختم کر دی
95% ملک میں مکمل امن قائم کیا۔ اب امریکہ اور اس کے حواری انتہائی پریشان ہوئے کہ ہمارا منصوبہ
تو ناکام ہو گیا ایک تو ان کا منصوبہ یہ تھا کہ افغانستان میں ہر وقت مسلمان ایک دوسرے کو مارتے رہیں
دوسرا یہ تھا کہ مختلف سیٹوں پر تقسیم ہو جائیں کم از کم دس پندرہ سیٹیں بن جائیں۔ یہ تقسیم ہو جائیں اور
آپس میں محاذ آرائی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہتا۔ کوئی حکومت وہاں نہ تھی طالبان نے آکر اس
حکومت کو قائم کیا ایک اور تقسیم ہونے سے بچایا لسانی نسلی اور گروہی سارے جھگڑے ختم کر دیئے نہ
وہاں شیعہ سنی مسئلہ تھا نہ پشتو اور فارسی بولنے والے کا جھگڑا۔ طالبان کی حکومت حقیقت میں سب سے
وسیع البنیاد حکومت ہے۔ دنیا بھر میں سب چیخیں مارتے ہیں کہ ہماری حکومت وسیع البنیاد حکومت ہے
کم از کم پرویز مشرف کو تو شرم آنی چاہیئے کہ وہ وسیع البنیاد حکومت کا نام لیتا ہے اس کی حکومت تو فردِ
واحد کی ہے پرویز کی حکومت کی کوئی بنیاد نہیں نہ اس کے ساتھ سیاست دان ہیں نہ عوام نہ اس کے
ساتھ دینی قوتیں اور نہ اس کے ساتھ فوجی ہیں۔ وہ نہ خدا کے سامنے اپنے آپ کو جواب دہ سمجھتا ہے نہ

قوم کے سامنے نہ پارلیمنٹ کے سامنے خود تو ایک مطلق العنان ہے اور دوسرے مما لک میں وسیع البنیاد حکومت قائم کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ یہاں پاکستان میں کونسی وسیع البنیاد حکومت قائم ہے اس ملک کی تو سرے سے بنیاد ہی نہیں تم نے تمام ملک کی بنیادیں ختم کرڈالی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں عرض کر رہا تھا کہ وسیع البنیاد حکومت اس معنے میں سب سے زیادہ افغانستان کی ہے وہاں مجھے پتہ ہے کہ ازبک تا جک فارسی خوان یہ سارے طبقے اس حکومت میں شامل ہیں بڑے بڑے گورنر جرنیل اور سپریم کونسل میں کچھ افسران بالا ان شمالی علاقوں کے بھی ہیں جو علاقے اب تک طالبان کے زیر تسلط نہیں ہیں۔ یہ تو چند بھگوڑے بھاگے ہوئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ مفت میں ہماری جھولی میں حکومت ڈال دی جائے۔ جو روس کے کارندے تھے یعنی رشید دوستم ربانی اور ان کے دوست ان کو ہم نے تین مہینے بٹھایا تھا میں خود اس معاہدے میں شریک تھا اور نواز شریف نے مجددی صاحب کو بٹھایا۔ مجددی صاحب نے تین مہینے پورے کئے اور پوری شرافت کے ساتھ وہ بیچارہ چھوڑ کر آ گیا بعد میں ہم نے کہا کہ تین مہینے یہ حکومت کریگا تو اس نے بیٹھ کر خانہ جنگی شروع کی۔ اتنے عرصے میں ظاہر شاہ کو افغانستان یاد ہی نہ آیا تقریباً 22 سال ہو گئے۔ جب افغانستان کھنڈر بن رہا تھا اور تباہ و برباد ہو رہا تھا اس کا فرض تھا کہ وہ روس کے مقابلہ کیلئے آتا کم از کم پاکستان میں بیٹھ کر یہاں ایک کیمپ قائم کرتا اخلاقی مدد کرتا کم از کم بیان تو دیتا کہ میری قوم میری اولاد پر یہ روس کیا کچھ ظلم کر رہا ہے۔ اس وقت تو اس ظالم نے آنکھ پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ جب کہ اب وہ قبر کے کنارہ پر پہنچ گیا ہے شاید کہتا ہے کہ سنہری پلیٹ میں مجھے حکومت مل جائیگی۔ شمالی اتحاد میں جو لیڈر ہیں اصلیت میں یہ لوگ افغانستان کے نمائندے ہی نہیں۔ سیاف مجددی حکمتیار بھی یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ایک ایسی حکومت جو کہ باہر سے مسلط ہو اور یہ بھاگ دوڑ رہے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت جو حکومت بنانا چاہتے ہیں حامد کرزئی جنرل فہیم اور اس ٹائپ کے دوسرے لوگ وہ چلنے والی نہیں ہے امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ یہاں افغانستان میں پھر خانہ جنگی شروع ہو جائے۔ یہ جو 95% کا علاقہ امن سے ہے یہ بھی خاک و خون میں لت پت ہو جائے وہ کہتا ہے کہ پھر مجھے کیا ضرورت ہوگی اوپر سے بم برسانے کی' میرا مقصد خود ہی پورا ہوتا رہے گا۔ آپس کی محاذ آرائی میں قندھار میں ہرات میں سو سو دو دو سو لاشیں پڑی رہتی تھیں تو اس وقت میں نے جا کر کہا کہ یہ بمباری تو روس نے نہیں کی انہوں نے کہا کہ یہ آپس میں لڑ رہے ہیں اور امریکہ خوش ہو رہا تھا نہ انسانی

حقوق کی فکر تھی اور نہ بنیادی حقوق کی۔

جب امریکہ اسامہ سے خوش تھا:

س: اسامہ کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوتی ہے یا نہیں اس کی کچھ میموریز آپ بتائیں؟

ج: اسامہ تو پرانا مجاہد ہے کوئی نئی بات نہیں ہے وہ بارہ سال سے روس کے خلاف جہاد کرتا رہا۔ تقریباً 20،22 سال سے ہماری پہچان ہے۔ یہ پشاور میں رہتا تھا روس کے خلاف جنگ میں پشاور اس کا ہیڈ کوارٹر تھا امریکہ کو سب کچھ معلوم تھا اس وقت امریکہ ان کی قربانیوں اور جذبوں سے بہت خوش ہو رہا تھا امریکہ بھی ان مجاہدین کو ہیرو سمجھتا تھا مصر سے شام سے اور دنیا بھر سے عرب کو اٹھا اٹھا کر یہاں لایا تھا ان مجاہدین کو اسلحہ وہ دیتا تھا ان کی مدد کر رہا تھا۔ تو جب مجاہد کبیر اسامہ بن لادن اور اس کے مجاہد ساتھیوں کیساتھ جب امریکہ مدد کرتا تھا اسامہ کو اور اس کے ساتھیوں کو اس وقت ہیرو کہا کرتا تھا مگر اب اس کو دہشت گرد گردانتا ہے اس وقت دہشت گردی نہیں تھی اور اب دہشت گردی ہے۔

اسامہ سے پہلی ملاقات:

س: اسامہ بن لادن سے آپ کی ملاقات کب ہوئی؟

ج: وہ تو اس زمانے میں ہمارے سارے مجاہدین سے روابط تھے وہ بھی عبداللہ عزام شہیدؒ کی طرح بڑا مجاہد تھا بڑے بڑے علماء کرام یہاں پر آتے رہتے تھے NGOS کے ادارے چلا رہے تھے اور دوسری مختلف خدمتیں کر رہے تھے۔ روس کو شکست ایسی آسانی سے نہیں دی گئی ان مجاہدین نے بہت بڑی محنتیں کیں، ہمارا تو سارے مجاہدین سے تعلق تھا مجاہدین کرام سب ایک نہ ایک واسطہ سے ہمارے ساتھ وابستہ تھے اور ان لوگوں کی بڑی قدر تھی ہم سوچتے تھے کہ یہ حضرات ہمارے ہاں آ کر افغانستان کے جہاد میں حصہ لے کر کتنی بڑی قربانی کر رہے ہیں کیونکہ ساری راحتیں، سارے آرام اور سہولتیں چھوڑ کر ان کو کیا پڑی ہے، دنیا کی تمام راحتیں میسر تھیں وہ چاہتے تو یورپ امریکہ برطانیہ میں عیاشیوں میں اپنی زندگی بسر کر سکتے تھے دنیا کی تمام دولت ان کے پاس تھی لیکن باوجود اس کے ان سب کو چھوڑ چھاڑ کر ان پہاڑوں میں آ گئے ان خندقوں میں رہ رہے ہیں ان غاروں کے اندر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس وقت اس عظیم مجاہد سے میری ملاقات ہوئی جب کہ یہ 22 یا 24 سال کا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت ڈال دیں اور ان کی اور ان کے تمام ساتھیوں کی تمام قربانیوں کو اپنی درگاہ

میں قبول کرلیں۔امین

اسامہ کی تو بات ہی کچھ اور ہے:

س: اسامہ بن لادن کی پرسنالٹی کیسی تھیں؟

ج: اسامہ بن لادن تو بالکل اللہ ✱ لی کا مسکین ولی اور بے ضرر آدمی ہے یعنی اخلاق تواضع انسانی اقدار جب آپ خود د ✱ لینگے تو آپ کہیں گے یا اللہ یہ اتنا فرشتہ صفت انسان ہے ان میں تو انسانیت کی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہے وہ تو اتنا عظیم انسان ہے کہ مہمانوں کے ہاتھ بھی خود دھلاتا اور خشک کراتا ہے اور چلمچی لئے ہوئے ادب سے مہمان کے② منے کھڑا ہوتا ہے۔صفائی نوکروں کے ساتھ وہ خود کرتا رہتا ہے جگہ کو جھاڑو دینا وغیرہ مقصد یہ کہ وہ ہر کام اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے۔جب میری پہلی ملاقات ان سے ہوئی پشاور میں تو کھانے پر وہ یہ جھگڑا کررہا تھا لوٹا لئے ہوئے چلمچی ساتھ اور میرے ہاتھ دھلا رہا تھا میں ان کو منع کررہا تھا کہ اتنا بڑا مجاہد. یہ بے ادبی ہے لیکن وہ مسلسل اصرار کررہا تھا۔یہ تو آپ کو ایک مثال دی۔پہلے تو میرے ذہن میں وہ ایک عام عرب مجاہد تھا لیکن جب میری ملاقات ان سے ہوئی تو میری سمجھ میں آ گیا کہ بھائی! یہ عام مجاہدین میں سے نہیں ہے ویسے تو ہر مجاہد قابلِ قدر ہوتا ہے ہر مجاہد کو سر آنکھوں پر بٹھانا چاہیئے۔لیکن اسامہ کی تو بات ہی اور ہے۔اس کے آٹھ دس سال بعد میری ملاقات پھر اسامہ بن لادن سے ہوئی ہم کھانے کیلئے جارہے تھے. یہ لطیفہ ہے بڑے مزے کا. پھر ایک خوبصورت سا نوجوان آیا اور بڑے ادب سے میرے ہاتھ دھلانے لگا تو پھر میں نے اسامہ سے کہا کہ آپ کو یاد ہے کہ جب پہلی مرتبہ آپ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ کتنے اصرار سے میرے ہاتھ دھلا رہے تھے اب کے وہ بات نہیں نظر آ رہی دوستی تھی آپس میں ویسے گپ شپ میں یہ بات کی تو اسامہ بن لادن ہنس پڑے کہ اب بھی میں ہی آپ کے ہاتھ دھلا رہا ہوں میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ تو اسامہ نے فرمایا کہ یہ جو ہاتھ دھلا رہا ہے یہ میرا بیٹا محمد ہے۔اس وقت اس کی ڈیوٹی تھی کہ وہ مہمانوں کے ہاتھ دھلائے گا۔اس حد تک اس بیچارے کے ساتھ انسانی اقدار ہیں وہ تو اس غم میں جل اٹھا ہے مظلوم انسانیت کے ساتھ جو مظالم ہو رہے ہیں ان پر تو اسامہ کا کلیجہ پھٹ چکا ہے۔مسلمانوں کے ساتھ کونسا ظلم ہے جو آج نہیں ہو رہا روس نے کیا کچھ نہیں کیا مسلمانوں کے ساتھ وہ تو ایسی ظالمانہ کارروائیاں تھیں کہ اسامہ بن لادن تو بالکل بیخ پا ہو گیا۔اور عرب کے عیش و آرام کو چھوڑ کر افغانستان

کی سنگلاخ وادیوں کی طرف رخ کیا اور جہاد کرتے کرتے آخر کار روس کو بھگانے پر مجبور کیا۔ پھر اسامہ بن لادن نے دیکھا کہ امریکہ تو روس سے بھی کئی گنا بڑا ظالم ہے اور امریکہ وہی کام کرنا چاہتا ہے جو روس نے افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ کیا وہ سمجھا کہ اب امریکہ ہمارے ملکوں (عرب ممالک) کے ساتھ بھی ایسا سلوک کریگا۔ یعنی عرب امارات سعودی عرب فلسطین وغیرہ پر امریکہ نے اپنا قبضہ جمالیا اور ان ممالک کا سارا کنٹرول امریکہ کے ہاتھوں میں ہے تو وہ مجبوراً امریکہ کے خلاف میدان جنگ میں کود پڑا۔

افغانستان کا گلستان کھنڈر میں تبدیل کر دیا گیا:

س: حضرت! آپ کی اسامہ بن لادن سے آخری دفعہ کب ملاقات ہوئی؟

ج: میری ملاقات تو ابھی نہیں ہوئی کئی سالوں سے لیکن اگر میں چاہوں تو ہر وقت مل سکتا ہوں اب جنگ کے بعد تو ممکن نہیں لیکن میری اتنی ہمت نہیں ہے۔ افغانستان کے سارے راستے خراب ہیں. ظالموں نے گلستان جیسے افغانستان کو کھنڈارات میں بدل دیا سڑک نہیں ہے میں امیر المؤمنین ملا عمر سے بھی کابل کی فتح ہونے سے پہلے ملا تھا بعد میں ملاقات نہیں ہوسکی۔ وہ حضرات روزانہ دعوتیں بھی دیتے ہیں وہ سب ہمارے ساتھی ہیں ہمارے پیارے شاگرد ہیں محبت ہے ہماری جہاد کے ساتھ لیکن میں اتنے سخت سفر کی ہمت نہیں رکھتا ہوں یہاں بھی کافی مصروفیات ہیں۔ طلباء کرام کو سبق بھی پڑھانا ہوتا ہے اور پھر یہاں ملا عمر صاحب اور ان کے ساتھی طالبان کا ہیڈ کوارٹر ہے یہاں پر وقت بروقت آنا جانا تعلیم و تعلم کے سلسلے بھی جاری ہیں۔ ہم رابطہ میں ہیں لیکن اسامہ بن لادن سے پھر کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ اسامہ بن لادن کوئی ٹیررسٹ نہیں ہے میرا اندازہ ہے کہ وہ کسی چیونٹی پر بھی ظلم نہیں کرتا اتنا معصوم آدمی ہے۔

اسامہ ایک معزز انسان اور عظیم محسن:

س: اسامہ بن لادن کے ساتھ آپ کے تعلقات کی وجہ سے کیا حکومت آپ پر پریشر ڈال کر آپ کا مدرسہ بند کر سکتی ہے۔

ج: نہیں حکومت ایسا ہرگز نہیں کر سکتی نہ ہمارے اسامہ بن لادن کے ساتھ ایسے تعلقات ہیں نہ اسامہ نے زندگی بھر کوئی مدد کی ہے نہ اس مدرسے کا وہ طالب یا مجاہد ہے ہاں جہاں جہاں دنیا میں

مجاہدین ہیں ہماری ان سے ذہنی اور قلبی محبت ہے۔ اسامہ نہ ہم سے کوئی مشورہ لیتا ہے نہ اپنی کوئی بات بتاتا ہے اور نہ اپنی پلاننگ۔ ویسے تو اس سے اچھے مراسم سارے علماء کرام کے تھے پاکستان میں عوام و خواص ان کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں 22۔23 سال سے وہ لڑ رہا ہے پھر پاکستان میں تھا افغانستان میں طالبان لانے میں اس کا کوئی کردار نہیں ہے وہ خود پہلے سے آیا تھا امریکہ اس وقت نہیں چیخ رہا تھا وہ ربانی کے زمانہ میں آیا ہے ربانی کی حکومت میں وہ جلال آباد آیا ربانی نے اس کو جگہ دی دوبارہ اس نے پناہ لی۔ طالبان اس کے بعد ظاہر ہوئے طالبان لانے میں اس کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ ربانی تو اسامہ کو امریکہ کے حوالہ کرنا چاہتا تھا لیکن طالبان نے جلال آباد پر قبضہ کیا تو طالبان نے ان کو پناہ دی اور طالبان نے اتنا کیا کہ انہوں نے کہا کہ یہ بس ہمارا ایک معزز مہمان ہے اور ہمارا محسن ہے۔ 20' 22 سال سے بہت کچھ لٹایا ہے' ہماری خندقوں میں رہ کر' تو ہم اس کو اب پناہ دینگے۔ جب مسلمان سے کوئی مسلمان پناہ مانگتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کو پناہ دے۔ اب دوسرا بھیڑیا آجائے تو آپ پر لازم ہے کہ اس سے اس مسلمان کو بچائیں۔ امریکہ یہی کر رہا ہے تو طالبان نے بڑے اچھے انداز میں کہا کہ بھائی! اس کا کیا جرم ہے ان جرائم کو ثابت کرو ثبوت لاؤ دلائل پیش کرو اگر پیش کر دیئے تو تمہارا مجرم ہے تمہارے حوالے اور اگر اس کا کوئی جرم نہیں ہے اور معصوم ہے تو پھر ہم اپنے بے گناہ مہمان کو کسی کے حوالے نہیں کر سکتے۔ طالبان کا جرم بس صرف اتنا تھا کہ وہ یہی کہہ رہے تھے کہ جرم ثابت کرو صحیح گواہ لاؤ ثابت ہو جائے تو پھر لے جاؤ۔ اب امریکہ نے ان پر کوئی جرم ثابت نہیں کیا کوئی گواہ پیش نہیں کئے کسی دلیل کو سامنے نہیں لایا کہ اسامہ مجرم ہے تو طالبان کیونکر اپنے معزز مہمان کو ایک بھیڑئے کے حوالے کر دیتے۔ کیونکہ طالبان نے کسی مجرم کو پناہ نہیں دی ایک معزز مہمان اور پرانے محسن کو پناہ دی ہے آپ سمجھ گئے ہیں نا۔

دینی جماعتیں' مدارس رہیں گے' جہاد بھی جاری رہے گا:

س: حضرت! ایسے حالات میں مشرف آپ پر آپ کے مدرسے پر پریشر ڈالے گا اور بند کرنے کی کوشش کرے گا؟

ج: نہیں ہمارے مدرسے کی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ سارے دینی مدارس کا ایک ہی نظام ہے اور ایک ہی نصاب ہے سب میں یہی ایک کورس ہے ان مدارس سے سب اچھے اور پڑھے لکھے

مسلمان نکلتے ہیں اسلامی جذبہ سے سرشار نکلتے ہیں وہ تو امریکہ کا بھی صرف یہ مدرسہ نشانہ نہیں ہے وہ تو سارے نظام کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ مقصد یہ کہ اسلامی تشخص ختم ہو جائے پھر دفاعی صلاحیت ہمارا ایٹم ان کو ایک عذاب لگتا ہے کہ پھر یہ ختم ہو جائے اور کشمیر کا جہاد ختم ہو جائے اور پاکستان فل ان کے کنٹرول میں آجائے اور ان کے رحم و کرم پر۔

ان شاء اللہ الرحمٰن یہ دینی جماعتیں بھی رہیں گی یہ مدارس بھی قائم ہونگے اور یہ جہاد بھی جاری رہیگا لیکن یہ اپنے سر پر خاک ڈال کر اسی حسرت کے ساتھ چلا جائیگا قوم کے سامنے بھی شرمندہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی۔ جب یہ نیا نیا آیا تھا تو اس نے مجھے خود کہا تھا جب اس سے گفتگو میں مدرسوں کی بات آئی کہ مولانا! میں کوئی پاگل تھوڑا ہوں دینی مدارس تو بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں لاکھوں افراد کو رہائش تربیت کھانا پینا اور تعلیم دی جارہی ہے۔ اس وقت تو یہ باتیں کر رہا تھا لیکن اب یکدم دباؤ میں آکر ایسی باتیں کر رہا ہے۔ خیر لوگ جو کچھ بھی کہیں لیکن میں خود اس کو غدار نہیں سمجھتا لیکن اس کا موقف غلط ہے وہ کہتا ہے کہ امریکہ سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے سے ملک بچ جائیگا کیونکہ یہ دباؤ میں مرعوب ہے کہ امریکہ کے سامنے ہم ٹھہر نہیں سکیں گے تو دوستی ہمیں بچالیگی ڈالروں کی سوچ بھی شاید وزیر خزانہ وغیرہ کو ہو لیکن اس کو اتنی فکر اور سوچ ہے کہ پاکستان کو بھی کھنڈر بنا دے گا کیونکہ بڑی طاقت ہے۔ میں نے ان کو ملاقات میں بھی بتایا تھا کہ سپر پاور یہ نہیں ہے سپر پاور تو فقط اللہ ہی ہے اور اس سے پہلے سپر پاور روس بھی اپنے کو کہہ رہا تھا آپ نے اس کا حشر بھی دیکھا اس کا حشر کیا ہوا امریکہ کو ویت نام میں آپ نے دیکھا کہ وہ قبڈرل کارس کو 80 میل کے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ میں نے کہا کہ تم اپنا عقیدہ ٹھیک کرلو یقین فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پر رکھو اور ڈرو بھی فقط اللہ تعالیٰ ہی سے۔ پھر ہم نے کہا کہ دوستی میں فائدہ نہیں ہے امریکہ کی دشمنی میں فائدہ ہے جان لو جس نے امریکہ سے دشمنی کی ہے وہ فائدے میں ہیں اور دوستی کی مثال آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو سعودی عرب کو دیکھو سب کچھ امریکہ کو دے کر بھی ان کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے عرب امارات کو دیکھو کویت کو دیکھو غرض اس کی دوستی میں ہماری نجات نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ اس سے دوستی میں ملک چلا جائیگا ملک کی سالمیت خطرے میں پڑ جائیگی ملک کی خودمختاری سلب ہو جائے گی۔

تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا بھی ایک خیال ہے کہ ملک بچ جائے ملک محفوظ رہ سکے لیکن ملک کو

بچانے کا انداز اس کا غلط ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ ملک اس طرح نہیں بچا اس نے ملک کو داؤ پر لگا دیا اور ہماری خودمختاری پر ایسی کاری ضرب لگی ہے کہ شاید ہم اس کی تلافی نہ کرسکیں۔

طالبان خود بڑی سیاسی بصیرت رکھتے ہیں:

س: اس مدرسہ میں زیادہ تر طالب علم پڑھے ہیں جو کہ افغانستان میں ہیں وہ کیا اب آپ سے مشورہ لیتے ہیں؟

ج: ہم تو پاکستان کے رہنے والے ہیں پاکستانی ہیں ایک خودمختار ملک کے لوگ ہیں ہمارا افغانستان کے معاملات سے کیا تعلق۔ ہم نے کبھی بھی افغانستان کے اندرونی مسئلے میں دخل اندازی نہیں کی۔ وہاں جو طالبان حکومت کرتے ہیں وہ خود بڑی سیاسی بصیرت رکھتے ہیں تمام حالات کا جائزہ خود لیتے ہیں اور تمام حالات سے خود اچھی طرح نمٹ جاتے ہیں یعنی ہمیں انہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی نہ ہماری ایڈوائیز پر وہ چلتے ہیں۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات حاصل کی ہیں قرآن وسنت کی انہیں پوری رہنمائی ہے کہ ایک نظامِ حکومت کیسے سنبھالا جاتا ہے امن کیسے قائم کیا جاتا ہے' انصاف کس طرح ہر فرد کو پہنچ جانا چاہئے۔ یہ تینوں باتیں تو انہوں نے خود اپنے کردار و عمل سے ثابت کردی ہیں اسلامی نظام کا صرف ایک رخ سامنے آیا ہے کہ صرف نام کی وجہ سے 95% ملک پر مکمل طور پر امن وامان قائم کردیا۔ حالانکہ باضابطہ طور پر فوج نہیں ہے' پولیس نہیں ہے' یہ سب کمالات صرف الحمد للہ اسلامی نظام کے نام کی برکت سے ہیں۔ نہ سفارش چلتی ہے نہ تاخیر ہوتی ہے اور نہ مجرم کی بڑائی اور قدرت کو دیکھا جاتا ہے۔ طالبان اسلامی نظام کی روشنی میں سارے معاملات حل کرتے ہیں۔ ہمارا تو طالبان کے ساتھ اخلاقی روحانی اور علمی رشتہ ہے جو رشتہ شاگرد اور استاد کا ہوتا ہے جو رشتہ باپ بیٹے کا ہوتا ہے اسی طرح ہمارا ان سے تعلق ہے ہمارا ان سے رشتہ ہے۔ پوری افغان قوم کی ہمدردیاں طالبان کے ساتھ ہیں بس۔

طالبان کا خوبصورت تعارف:

س: حضرت! کیا یہاں وہ گزشتہ ہفتے جمع ہوئے تھے؟

ج: طالبان حضرات جب بھی پاکستان تشریف لاتے ہیں کسی کام کے سلسلہ میں تو ہمارے یہاں ضرور تشریف لاتے ہیں کیونکہ میں نے کہا کہ یہ ان کا روحانی مرکز ہے ادھر سے روحانی فیض

حاصل کرنے کیلئے وہ ضرور تشریف لاتے ہیں ملک میں کہیں بھی طالبان کا کام ہو چاہے پشاور میں چاہے اسلام آباد میں کراچی میں غرض جہاں بھی طالبان حضرات کا کچھ کام ہوتو اپنے روحانی مرکز کا چکر ضرور لگاتے ہیں ابھی حکومت کے دوران بھی وہ چکر لگاتے ہیں اور اس سے پہلے جب طالبان روس سے برسرپیکار تھے تو اس وقت بھی باقاعدہ اپنے اس روحانی مرکز سے کنٹیکٹ رکھتے تھے اور طالبان یہاں کسی سیاسی مشن پر نہیں آتے ہم سے ملنا وہ ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ یہاں ان کے اساتذہ ہیں یعنی ان کے روحانی والدین ہیں پھر یہاں آکر اپنے روحانی والدین کے ساتھ رات دوگزار کر چلے جاتے ہیں دارالعلوم میں چلتے پھرتے گھومتے ہیں۔ میرے والد صاحب مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً مولانا جلال الدین حقانی صاحب کے خاص مربی ہیں ان کی قبر پر یہ حضرات آکر بیٹھتے ہیں فاتحہ خوانی کرتے ہیں کافی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یہاں آکر اپنے تمام اساتذہ سے ملتے ہیں اور پھر مجھے تمام حالات بھی بیان کرتے ہیں ابھی پرسوں جو میری پانچ چھ گھنٹے ملاقات ہوئی طالبان کے بڑوں سے تو ہم نے پوچھا کہ کیا یہ پروپیگنڈے صحیح ہیں وسیع البنیاد حکومت کے یا طالبان میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے؟ انہوں نے مجھے مکمل اطمینان دلایا کہ یہ سب 100% پروپیگنڈے ہیں اور پروپیگنڈوں کی کوئی حقیقت بھی نہیں ہوتی فرمایا کہ طالبان کا چھوٹا سا بچہ بھی طالبان تحریک سے الگ ہونے کا تصور نہیں کرسکتا خود اس نے فرمایا کہ مجھے حکومت نے اشاروں کنایوں میں دعوت دی کہ یہ بات میری زبان سے نکل جائے کہ امیرالمؤمنین ملا عمر صاحب تو ضروری نہیں کہ امیر ہوں تم بھی امیر بن سکتے ہو اور کوئی بھی امیر بن سکتا ہے تو اس نے فرمایا کہ میں نے پھر لاحول و لا قوۃ اِلا باللہ پڑھا اور ان سے کہا کہ ہم تو امیرالمؤمنین کے ہاتھوں پر بیعت کر چکے ہیں ہم تو ایسا تصور بھی نہیں کرسکتے اور اگر کوئی ایسی بات کرتا ہے تو ہم اسے اسلام سے خارج ہونے کے برابر سمجھتے ہیں تو اس طرح انہوں نے ہمیں پورے حالات سے باخبر کیا اور ہمیں تسلی دی کہ اللہ کا فضل ہے سب ٹھیک ٹھاک ہیں کچھ بھی اس طرح کی بات نہیں ہوئی ہے اس سے ہماری پریشانی بھی ختم ہوگئی کیونکہ ہم بھی پریشان تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مورال بہت بلند ہے روس کے خلاف جو ہماری جنگ تھی ہم اتنے پریشان ان حالات میں نہیں ہیں جو اس وقت تھے ہمارا مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے وہ کسی حال میں بھی اپنے دوستوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا ہاں حالات ضرور لاتا ہے

تا کہ کھرے کھوٹے کی تمیز ہو جائے مومن منافق کی تمیز ہو جائے لیکن ساتھ نہیں چھوڑتا وہ بہت غیرتی ذات ہے اور جو اس غیرتی ذات پر غیرت کرتا ہے تو وہ غیرتی ذات اس کو پھر اکیلا نہیں چھوڑتا ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں وہ غیرتی ذات خود آتی ہے۔

یہ حقانی کوئی قوم یا وطن نہیں ہے' یہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف نسبت ہے۔ ہر ایک اپنے کو حقانی نہیں کہتا لیکن جتنے معروف کمانڈر اپنے نام کے ساتھ حقانی لکھتے ہیں یہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ ملا عبدالکبیر حقانی نائب صدر ہے مولانا صدر اعظم حقانی مولانا نور محمد ثاقب حقانی یہ یہاں پڑھے ہوئے ہیں اب وہاں تشریف لے گئے ہیں جہاد کے لئے اور اپنا ملک سنبھالنے کے لئے۔ طالبان حق پر ہیں مظلوم ہیں امریکہ نے تو اب پوری دنیا میں ان کی مظلومیت کو ثابت کر دیا اور اب کافر بھی ان کے حق میں جلوس نکال رہے ہیں۔ کیا یہ مظلومیت نہیں ہے کہ ان پر بے گناہ میزائیلوں اور بموں کی بارش کی جارہی ہے؟ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ افغان بچے لقمہ لقمہ کے لئے ترس رہے ہیں اور امریکہ ان کو ذبح کر رہا ہے کیا اس ظلم کی کوئی حد ہے کوئی انتہا ہے؟ کیا اقوام متحدہ کو یہ ظلم نظر نہیں آرہا؟

مغربی خاتون صحافی کی شہادت:

س: حضرت! طالبان آپ کے شاگرد ہیں آپ سے ان کو بہت محبت ہے اور آپ کا بہت ادب واحترام کرتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ آپ طالبان کو کہیں کہ یہ اپنی پالیسیوں میں کچھ نرمی لے آئیں کیا وہ آپ کی بات مان لیں گے؟

ج: جناب! ان کی پالیسیاں بالکل صحیح اعتدال میں ہیں یہ حکومتوں کے پروپیگنڈے ہیں مغربی دنیا طالبان کو ایک حیوان اور درندہ کی طرح پیش کر رہے ہیں۔ ان کی پالیسیاں تو ایسے انصاف پر مبنی ہیں کہ دنیا میں کوئی قوم اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ مغرب کی ایک لڑکی ان کی تحویل میں آئی تھی جو کہ ایک صحافیہ تھی ہفتہ یا دس دن طالبان کے ساتھ گزارے۔ وہ کئی دن سے مسلسل پوری کتاب لکھ رہی ہے کہ طالبان تو اور مخلوق تھی۔ وہ لکھتی ہے کہ طالبان کی تو شرافت اخلاق عزت عصمت کی کوئی حد نہیں ہے اور شرافت میں دنیا کی عظیم اور مثالی قوم ہیں۔ غالباً اس کا نام ریڈبی یا ریڈلی ہے یہاں ہمارے یہاں بھی اس نے دن گزارا تھا مجھے پتہ نہیں تھا کہ صحافی آئے ہیں میں نہیں تھا اس دن میرے بیٹے (مولانا حامد الحق حقانی) اور بھتیجے (مولانا عرفان الحق حقانی) تھے تو پورا دن وہ یہاں رہی تھی۔

ہمیں پتہ ہے کہ ان میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں پھر بھی ہم کھلے دل سے ایمانداری سے مہمان نوازی کرتے ہیں۔تو میں کہہ رہا تھا کہ ریڈلی طالبان کے حسن سیرت اور حسن کردار پر کتاب لکھ رہی ہے یہ فقط اس نے طالبان کی قید میں دس دن گزارے اور وہ بھی قید میں عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے کہ ایک قیدی کے ساتھ حکومت کیا سلوک رکھتی ہیں بحیثیت قیدی ان کے ساتھ طالبان کا ایسا سلوک تھا کہ وہ طالبان کا حسنِ عمل دیکھ کر کتاب لکھنے پر مجبور ہوگئی تو مہمان کا کیا کہنا۔اور طالبان کی شرافت عظمت اور علوشان کو دیکھئے کہ وہ ریڈلی جو کہ مغرب سے تعلق رکھتی ہے اور مغرب ہی طالبان پر بم برسارہے ہیں لیکن طالبان نے عین موقعہ پر اس کو بڑی عزت کے ساتھ اپنی حفاظت میں رہا کردیا اور اس کو نہ مارا نہ پیٹا اس کو کہتے ہیں عدل وانصاف' اے عدل وانصاف کی چیخیں مارنے والو! طالبان کی پالیسیاں بالکل عدل وانصاف پر مبنی ہیں ایسے کوئی بھی صاحبِ بصیرت نہیں ہے کہ وہ ان کی پالیسیوں کے خلاف ہو۔

<u>طالبان کی امداد مسلمانوں کا اخلاقی فریضہ:</u>

س: کیا آپ اس مدرسہ کے ذریعے لوگوں کو کہتے ہیں کہ آپ طالبان کی مدد کریں طالبان سے تعاون کریں؟

ج: ہم پورے ملک میں' صرف مَیں نہیں بلکہ پورے ملک کی دینی جماعتیں اور سیاسی جماعتیں اکھٹی ہوگئی ہیں کہ طالبان کی اخلاقی مدد کی جائے افغان ڈیفنس کونسل ہم نے 10 جنوری کو یہاں بنائی ہے اسمیں 30 پارٹیاں مذہبی دینی اور سیاسی یعنی دیوبندی بریلوی اہل حدیث اور جماعتِ اسلامی سب اسمیں شامل ہیں پوری قوم کا یہی جذبہ ہے 100% پاکستان کے عوام کہتے ہیں کہ طالبان کی اخلاقی اور ہر قسم کی مدد کی جائے کیونکہ طالبان مظلوم ہیں۔امریکہ نے جب پابندیاں لگائیں تو ہم نے آواز اٹھائی پھر مانیٹرنگ ٹیمیں آرہی تھیں اور اب پھر پوری کونسل متحرک ہے پورے ملک میں سامان جمع ہورہا ہے۔بسترے لاکھوں روپیہ اور ٹرکوں کے ٹرک سامان افغانستان کی طرف رواں دواں ہے۔

س: حضرت! کیا آپ کو طالبان کی طرف سے تعاون کی درخواست یا اپیل ہوئی ہے؟

ج: نہیں یہ ہم خود اپنا فریضہ سمجھتے ہیں یہ مسلمانوں کا فریضہ ہے۔پوری دنیا کے مسلمان یہ درد محسوس کررہے ہیں کیونکہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان قوم کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے آنکھ میں درد ہو تو پورا جسم تکلیف میں ہوتا ہے' سر میں درد ہو تو پورا جسم

تکلیف میں ہوتا ہے۔تو سارے عالم کے مسلمان یہ تکلیف یہ مشقت یہ کرب محسوس کر رہے ہیں اور تقریباً پوری دنیا میں مسلمانوں نے امدادی مہم جاری کر رکھی ہے۔فار ایسٹ ملکوں میں بھی لوگ لگے ہیں یعنی انڈونیشیا ملائیشیا اور سعودی عرب میں بھی کروڑوں روپے جمع ہو رہے ہیں اور افغان عوام کو بھیجتے ہیں۔پوری دنیا میں لوگ خود یہ مظالم دیکھتے ہیں تڑپتے ہوئے بچوں کو بھوک سے مرتے ہوئے عوام کو۔ ہر انسان کے اندر ایک گوشت کا دل ہے لیکن پتہ نہیں امریکہ کو کیا سوجھی۔

القاعدہ کیا چیز ہے؟

س: حضرت! اسامہ بن لادن کے ساتھ آپ کی جو میٹنگ ہوئی تھی آپ نے ان کے ساتھ کیا کھانا کھایا تھا کیا وہ آپ کو مطمئن لگ رہا تھا؟

ج: نہیں ایسی بات تو نہیں ہم لوگ تو ایسے تکلفات میں پڑتے ہی نہیں نہ وہ یاد رہتا ہے کہ کھانا کیا کھایا تھا وہاں بھی فقیروں کی طرح زمین پر دستر خوان بچھا ہے سارے مہمان ملازم اور خادم سب اکھٹے بیٹھے ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ان حالات میں میری فی الحال ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے نہ ہمیں پتہ ہے کہ ان کی کوئی تنظیم بھی ہے اس بات کا خدا گواہ ہے۔القاعدہ کیا چیز ہے اب امریکہ شیطان کی آنت کی طرح لمبا کرتا جا رہا ہے۔الزامات کی بھرمار القاعدہ پر دے مار رہے ہیں دنیا بھر میں جو کچھ بھی ہوا ہے یا ہو رہا ہے تو اس کا الزام القاعدہ پر ڈالا جاتا ہے جس مسلمان ملک کو نشانہ بنانا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہاں القاعدہ کا آدمی بیٹھا ہوا ہے تو ایک اسامہ کو ختم کر کے دوسرے اسامہ کو کھڑا کریں گے پھر تیسرے کو کریں گے اور اسی طرح نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہوگا امریکہ نے اپنی بدمعاشی کے لئے یہ بہانا بنا رکھا ہے۔

س: حضرت! اگر طالبان پر سخت وقت آجائے تو کیا آپ ان کی مدد کرینگے؟

ج: ہاں اخلاقی مالی تعاون ہم کرتے ہیں اور افراد وغیرہ تو ہم نہیں بھیجتے وہاں لوگ خود جاتے ہیں پاکستانی علاقوں سے اور رہے طالبان تو وہ تو افغانستان کے اپنے ہی لوگ ہیں وہ تو ویسے ہی جاتے ہیں جب چھٹیاں ہوتی ہیں اب جب دار العلوم میں چھٹیاں ہونگی تو لازماً اپنے وطن کو جائیں گے۔

امریکہ! تم پالیسیاں بدل لو:

س: حضرت! آپ کی جتنی ملاقاتیں اسامہ بن لادن سے ہوئی ہیں کیا وہ آپ کو مطمئن نظر آیا؟

ج:	جناب! ہر مسلمان قدرتی طور پر %100 مطمئن ہوتا ہے اس پر یہ خوف اور دوسری چیزیں اثر انداز نہیں ہوتیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے جدو جہد کرتے ہیں جہاد کرتے ہیں اور نیت میں کھوٹ نہ ہوتو اس کو کیا پریشانی ہوتی ہے۔ اسامہ تو بڑی شخصیت ہے ان کی تو بات ہی اور ہے افغان قوم کو دیکھئے رات بھر ان پر بمباری برستی ہے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں لیکن صبح وہ ہنستے کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں اور امریکہ ایک ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے بعد آج تک لرز رہا ہے۔ کیسی قوم ہو تم! کہ آہٹ سے بھی ڈرتی ہو اپنے کو سپر پاور سپر پاور کی رٹ لگانے والا امریکہ۔ یہی ہے تمہاری بہادری کہ بلی کودتی ہے تو کہتے ہیں اسامہ آیا چھینک کسی کو آئی تو کہتے ہیں کہ اسامہ نے جراثیم بھیج دیئے۔ یہ انتھراکس جو ہے یہ آپ دیکھئے خوف و دہشت ہے جو کہ تم لوگوں پر مسلط ہے' امریکہ تم اپنے مقابلہ میں افغانیوں کو دیکھو کہ تم ان پر بارش کی طرح بم برساتے ہو لیکن وہ مزے سے فٹ بال کھیل رہے ہیں اور اب تو میں نے سنا ہے کہ اوپر سے بم آتا ہے تو نیچے جھگڑتے ہیں یہ آدھا میرا ہوگا دوسرا کہتا ہے کہ میرے دو حصے ہونگے اور جس زمین پر بم گرتا ہے تو اس کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں 70' 80 ہزار روپے میں بطور سکریپ بیچ دیا جاتا ہے۔ امریکہ تم لوگ اس قوم کو سمجھے نہیں۔ روس سے سبق لو برطانیہ سے' اس سے پہلے سکندر اعظم وہاں سے چلا گیا تھا (Abort Trun Point) امریکہ! اس قوم کو سمجھ لو پھر اس کے مطابق اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرو یہ جو برطانیہ تمہارا ساتھ دے رہا ہے اسی سے پوچھو تو سہی کہ کیا یہ وہی قوم نہیں جس نے زمانہ ماضی میں تمہیں زبردست شکست سے دوچار کیا تھا اور تمہارے ہزاروں فوجیوں میں صرف ایک کو زندہ چھوڑا تھا۔

دی سینکی شیمبن جاپان

جاپان کے پانچ بڑے اخبارات میں سے ایک

انٹرویو: 7 نومبر 2001

THE SANKEI SHIMBUN

TAKASHI SUGASAWA

STAFF WRITER

INTERNATIONAL NEWS SECTION

7-2,1-CHOME, OTEMACHI, CHIYODA-KU. TOKYO,100-8078 JAPAN

TEL. +81-3-3275-8742

FAX. +81-3-3275-89552

E-mail : sugasawa21@nifty.com

دنیائے انسانیت کی تاریخ کا سب سے بڑا ظلم:

س۔ آپ نے دفاع افغانستان کونسل کی طرف سے جو 9 نومبر کو ہڑتال کی کال دی ہے اس پر گورنمنٹ کے بیانات آ رہے ہیں کہ ہم کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں دینگے، افغانستان بھی لوگوں کو بھیجنے نہیں دینگے. اس کے بارے میں آپ کی کیا حکمت عملی ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جو دو صوبے ہیں سرحد و بلوچستان روایتی طور پر ثقافتی طور پر افغانستان کے ساتھ ان کا اٹیچمنٹ ہے زبان کے لحاظ سے رہن سہن کے لحاظ سے اور تہذیب و کلچر کے اعتبار سے بھی' ویسے تو مسلمان ایک ملت ہیں لیکن ان دونوں صوبوں کا خاص طور پر آپس میں بہت زیادہ تعلق ہے تو موجودہ صورتحال میں گورنمنٹ کی جو پالیسیاں ہیں اس کے ان دونوں صوبوں کے عوام پر کیا اثرات پڑ رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج۔ حالات گھمبیر ہوتے جارہے ہیں اور دو محاذوں پر ہمیں چیلنج درپیش ہیں اور اسی وجہ سے ہماری کونسل میں شامل تمام جماعتیں سارے اختلافات بھلا کر اکٹھی ہوگئی ہیں ۔ایک مسئلہ تو افغانستان پر حملوں کا سلسلہ ہے جو ظلم اور بربریت کی ایک انتہا ہے، بے گناہ نہتے شہریوں کو بچوں کو اور عورتوں کو بھوننا اوران پر پندرہ پندرہ ہزار ٹن وزنی بم برسانا' اس کا مطلب ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اتنا ظلم نہیں ہوا ہے جو افغان قوم پر بلاوجہ ہورہا ہے جس کا کوئی جرم بھی نہیں ہے اور پھر یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ افغانستان پر قبضہ جما کر ایک طویل المیعاد پروگرام پر عمل پیرا ہو چکا ہے۔مسئلہ افغانستان کی غلامی کا نہیں ہے بلکہ وہ تو وہاں ایک چھاؤنی بنا کر پھر سنٹرل ایشیا، چائنا، ایران اور پاکستان کو اپنے کنٹرول میں' تسلط میں اور جبر میں رکھے گا۔اس کے علاوہ تمام وسائل تیل' پٹرول اور گیس اس کی نظروں میں ہیں۔جیسے اس نے مشرق وسطیٰ کو کنگال کیا اور چوس لیا اب پروگرام یہی ہے کہ مستقبل میں اس خطہ کو بھی استعمال کیا جائے تو زیادہ تر ان کے مقاصد سیاسی ہونے کے ساتھ تجارتی بھی ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ افغانستان آہنی دروازہ ہے' پاکستان کے لئے اور اگر اسے توڑ دیا گیا تو پھر پاکستان کی سالمیت بھی بچ نہیں سکے گی۔

<u>پاکستان کی سالمیت کو داؤ پر لگا دیا گیا:</u>

دوسرا چیلنج ہمیں یہ درپیش ہے کہ ہماری حکومت نے انتہائی بے بصیرتی سے کام لیا اور ناپختہ ذہن اس کو کہیں یا کچھ بھی' اس نے ایسی پالیسیاں اختیار کیں جو انتہائی افسوسناک ہیں۔ایک پڑوسی اور مسلمان ملک کی مصیبتوں کے وقت ہم بھی اس کے مٹانے میں شریک بن جائیں تو یہ پالیسی پاکستان بچانے کی نہیں ہے بلکہ پاکستان کو غلام بنانے کی اور اس کی سالمیت کو داؤ پر لگانے کی پالیسی ہے۔ حکومت کی پالیسی سے ہماری مخالفت گویا سیاسی نہیں ہے نہ اپنی کوئی سیاسی دکان چمکانے کی بات ہے بلکہ یہ تو ملک وملت کو درپیش ایک بڑا چیلنج ہے یہ لوگ خود اسے کفر اور اسلام کی جنگ قرار دے رہے ہیں اور پھر یہ کہ ہماری سلامتی داؤ پر لگ گئی ہے۔ایٹمی صلاحیتیں بھی خطرہ میں پڑ گئیں جس کے بارے میں ابھی سے ان کے جو بیانات آرہے ہیں اور جو ارادے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں گویا کہ اس صلاحیت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھنے والے ہیں کشمیر میں ہماری جاری جنگ اور پچپن سالہ جدوجہد خطرے میں پڑ گئی ہے ان کے دکھوں میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہم بن گئے۔

پہلے ہم نے ایک بڑی سپر پاور روس سے جنگ لڑی' افغانیوں کا ساتھ دیا اور روس کو تہس نہس کرایا اور اب انہیں سنہری پلیٹ میں رکھ کر ایک دوسری سپر پاور کو دے رہے ہیں تو ہم اس کے فریق کیوں بنیں دشمن ہمارے کاندھوں پر بندوق رکھ کر انہیں مارنا چاہتا ہے اور ہمیں اجرتی قاتل کی حیثیت دی گئی ہے کہ آپ کی اقتصادی امداد بحال ہو جائیگی اور لاکھوں کروڑوں ڈالروں کے اعلانات ہو رہے ہیں۔ یہ اعلانات اگر صحیح بھی ہوں تو کیا ہم ایک انسان کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ دوسرے کو مارنے کیلئے ڈالر لے کر اپنی معیشت سنبھالنے کیلئے ایک پوری قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا سودا کرے اور لاکھوں افراد کی شہادتیں سب رائیگاں چلی جائیں۔

امریکی سامراج برٹش سامراج سے زیادہ خطرناک ہے:

اس کا دوسرا نشانہ افغانستان کے بعد پاکستان ہی ہوگا اور یہی بہانہ ہوگا کہ یہاں بھی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ امریکی وزیر خارجہ نے کہا بھی تھا کہ واشنگٹن اور سری نگر کی دہشت گردی ایک طرح کی ہے۔ کولن پاؤل نے یہی کہا تھا' حکومت سے ہماری یہی لڑائی ہے کہ اپنے ملک پاکستان جسے ڈیڑھ دوسو سالہ جدوجہد سے اور طویل قربانیوں سے آزاد کرایا گیا اب ہم نے اچانک yes اور No کہنے پر اس کو پھر غلامی کے دلدل میں پھینک دیا۔ برٹش سامراج سے بڑا خطرناک امریکی سامراج ہے اور اس کی پالیسی پورے عالم اسلام کو ایک استعماری شکنجہ میں رکھنا ہے اور اس کا آغاز افغانستان کے بعد وہ پاکستان سے کر رہا ہے۔ تو جب پاکستان اس طرح دوستی کے پردہ میں تباہ ہو رہا ہے تو پھر ہمیں کھل کر اس جارح سے دشمنی کرنی چاہئے۔ یہاں قوم تیار ہے۔ ہم دھمکی کے بعد ڈٹ جاتے اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرتا۔ اب تو ایسے ظالمانہ فیصلوں کی وجہ سے اور ان حکمرانوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی بھی ہمیں توقع نہیں ہے کہ یہ ملک اللہ بچالے گا اس لئے کہ کوئی قوم جب اپنی حالت خود نہیں بدلتی تو خدا جبری تو کسی کی حالت نہیں بدلتا یہ انتہائی افسوسناک صورتحال ہے۔

ایک منظم تحریک کی ضرورت ہے:

دوسری بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ ہم ایک منظم تحریک چلا رہے ہیں حکومت سے ہماری لڑائی نہیں ہے البتہ حکومت کی پالیسیوں کو ہم پسند نہیں کر رہے ہیں ان پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں کہ ان پالیسیوں سے ہٹ جاؤ واپس ہو جاؤ اور یہ پالیسیاں تبدیل کر لو اس لئے منظم جدوجہد میں جلسے جلوس

بھی ہو رہے ہیں اور مظاہرے بھی ہو رہے ہیں۔ 9 نومبر کو ہڑتال کی کال بھی اس لئے دی گئی ہے جمہوریت کے یہی طریقے ہیں احتجاج کے علاوہ اور ہم کیا کرسکتے ہیں ہم نے بندوق تو نہیں اٹھائی اور نہ یہ کہا ہے کہ ہم بندوق اٹھائیں گے یا مسلح جدوجہد کرینگے۔ ہم تو بڑے امن اور شرافت سے دنیا کو احتجاج پہنچانا چاہتے ہیں کہ بھائی! یہ امریکہ کا ظلم ناقابل برداشت ہے اور پرویز مشرف کی پالیسیاں ٹھیک نہیں ہیں اب اگر حکومت بھی دہشت گردانہ ہتھکنڈے اختیار کرتی ہے ریاستی جبر کرتی ہے کہ جلوس کا جلسے کا اور سٹرائیک کا بھی حق نہیں ہے تو یہ معاملہ انسانی حقوق یا جمہوریت یا جمہوری حقوق کے شایانِ شان نہیں ہے۔ حکومت رعب ڈال رہی ہے، دھمکیاں دے رہی ہے وزیر داخلہ الگ بڑھکیں مار رہا ہے۔ مگر یہ تحریک ان شاء اللہ ایک منطقی نتیجہ تک پہنچے گی۔

سرحد، بلوچستان اور افغانیوں کی روشن تاریخ:

ایک اور بات یہ ہے کہ اس میں شک نہیں ہے کہ پاکستان کے وہ علاقے جو افغانستان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں قبائلِ سرحد اور بلوچستان تو ان کا آپس کا تعلق اور رابطہ ہے ایک تو شدت سے ان لوگوں میں جہاد کے جذبہ سے سرشار ہونے کی روایات چلی آرہی ہیں، اسلامی اقدار اور قدریں اور ثقافت میں بھی یہ مشترک ہیں۔ آپ کو معلوم ہے اور دنیا میں یہ مسلمہ بات ہے کہ یہ لوگ کسی بڑی طاقت کے سامنے سپر انداز نہیں ہوتے۔ انگریز نے بھی مسلسل کوشش کی۔ یہی قبائل، یہی سرحد یہی علاقے اور یہی افغانستان تھا لیکن وہ سو سال تک بھی کامیاب نہ ہوسکا۔ روس کا حشر بھی آپ نے دیکھا کہ ان سب لوگوں نے مل کر اسے کیفرِ کردار تک پہنچایا نیز یہ خطے جغرافیائی اعتبار سے خود براہ راست افغانستان کے ساتھ اٹیچ ہیں ان کے آپس میں رشتے، ثقافت، زبان، کلچر اور برادریاں تقسیم ہیں آدھے لوگ ادھر آباد اور آدھے اُدھر آباد ہیں اس طرح بلوچستان کی حالت ہے۔ تو اس لحاظ سے یہاں جہاد کا احساس ضروری ہے لوگ تیار بھی ہو رہے ہیں اور مسلح بھی ہو رہے ہیں اور جا بھی رہے ہیں لیکن ہم یہ نہیں سمجھتے کہ پاکستان کے دوسرے مقامات اور علاقے کے لوگ بھی اس کو کچھ کم محسوس کررہے ہیں میں سمجھ رہا ہوں کہ پنجاب کے جذبات بھی ان حالات میں کچھ کم نہیں ہیں ہم نے ہمیشہ دیکھا کہ وہ بڑے شدید ہوتے ہیں وہ دھیمے دھیمے بڑھتے ہیں لیکن جب پنجاب کا لاوا نکل پڑتا ہے تو اکثر فیصلہ کن کردار ان کا ہی ہوتا ہے تو اب بھی جہاں پنجاب میں ہم نے جلسے جلوس کئے کوئی دور ایسا

نہیں آیا کہ ہم نے محسوس کیا ہو کہ پنجاب کے لوگوں کے اسلامی جذبات اور پاکستان کیلئے دی گئی قربانیاں کسی سے کم ہوں۔

سب سے پہلے پاکستان ایک غلط نعرہ ہے:

آپ کو معلوم ہے کہ تحریک نظام مصطفیٰ میں ان کا حصہ اور تحریک ختم نبوت میں ان کا حصہ کسی سے کم نہیں تھا۔ سندھ اور پنجاب بھی امریکہ کے مظالم پر مکمل سیخ پا نہیں اور حکومت کی یہ پالیسی ان کو پسند نہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اب یہ احتجاج صرف دینی طبقوں تک محدود نہیں ہے کل بھی باہر کے میڈیا نے جو دکھایا این جی اوز خواتین اور تمام طبقات سراپا احتجاج ہیں اور وہ حکومت کی پالیسی کو پسند نہیں کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ (سب سے پہلے پاکستان) پاکستان بے شک سب سے پہلے ہے لیکن پاکستان ایک نظریہ کی پیدوار ہے تو پہلے پاکستان اور پھر ایمان' یہ بات غلط چلی ہے اس لئے کہ پاکستان کی تخلیق کی بنیاد اور پاکستان کا ماں باپ کیا ہے؟ وہ لا الہ الا اللہ ہے اور نظریہ پاکستان ہے تو جو کہتا ہے کہ پہلے پاکستان تو وہ بیٹے کو اہمیت دیتا ہے اور ماں باپ کو چھوڑ دیتا ہے۔ پاکستان کا معنی یہی نظریہ پاکستان ہے تو یہ تعبیر غلط ہے۔ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے یہ لا الہ الا اللہ کے نظریہ کی تخلیق ہے کیا اس نعرہ کے تحت پاکستان نہیں بنا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ۔ تو پہلے ہمیں اسلام اور نظریہ پاکستان کا تحفظ کرنا ہوگا یہ واحد ملک ہے جو کہ نظریہ کی پیدوار ہے اب اگر وہ نظریہ پس پردہ ڈال دیا جائے تو پاکستان کی ساری عمارت گر جائے گی وہ تو ہوا میں ایک عمارت ہوگی۔

پاکستان کا جغرافیہ بدلنے کی سازش:

س۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ حالات جاری رہے تو آپ کی پرامن احتجاجی تحریک سے گورنمنٹ بھی سخت ہتھکنڈوں کی طرف بڑھ رہی ہے بالخصوص ان دوصوبوں یعنی صوبہ سرحد اور بلوچستان پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں؟

ج۔ اثرات تو سارے صوبوں پر یکساں اثر انداز ہو رہے ہیں بنیادی طور پر معیشت اور اقتصادیات اس جنگ کی وجہ سے سارے تباہ ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بالواسطہ تو سب سے بڑا نقصان بڑے صوبوں کا ہوگا یہ الگ بات ہے کہ مہاجرین کیمپ افغان سرحدات کے قریب بلوچستان میں ہوں گے یا سرحد میں ۔ انکی رہائش ساری یہیں ہوگی لیکن ان کا اثر ساری قوم پر ہوگا پورے

پاکستان کو بوجھ اٹھانا ہوگا اور اگر ہماری دفاعی صلاحیت ختم ہوگی تو پورے پاکستان کو نقصان ہوگا۔ اسی طرح خدانہ کرے اگر پاکستان کا جغرافیہ ٹوٹتا ہے جیسے امریکہ کی سازش بھی یہی ہے کہ کراچی کو الگ کردیا جائے اور بلوچستان و سرحد کو افغانستان کے ساتھ لگا دیا جائے اور یہ کٹھ پتلی حکومت کا حصہ ہو امریکی مفادات کا تحفظ ہو اور پنجاب کو ہندوستان کے حوالے کردیا جائے تو سب سے بڑا نقصان تو ملک کی سالمیت کا ہوگا۔ پوری قوم اس وقت ایک آزمائش میں ہے وہ یہ سوچے کہ پوری قوم چودہ کروڑ عوام ایک کشتی میں بیٹھی ہوئی ہے اس میں پنجابی بھی ہیں بلوچ بھی سندھی بھی اور پٹھان بھی جب اس کشتی میں سوراخ کئے جارہے ہیں' نیچے سے تختے اکھیڑے جارہے ہیں تو جب کشتی ڈوبے گی کوئی بھی ان میں بچ نہیں سکے گا۔

<u>طالبان سے روابط:</u>

س۔ آپ کے مدرسے میں جو لوگ پڑھے ہیں اور وہاں افغانستان گئے ہیں جو کہ وہاں حکومت میں بھی ہیں تو 11 ستمبر کے بعد ان کے اور آپ کے روابط آپس میں کیسے ہیں؟

ج۔ یہ سارا ملک ایک ہے عملاً سرحدات نہیں ہیں یہاں بھی وہ صرف تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں دنیا بھر سے طالبعلم آتے ہیں۔ یہاں کسی جنگ یا فرقہ واریت یا دہشتگردی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اسلامی علوم کے بے شمار ادارے ہیں یہ بھی اسلامی علوم کے ترویج کا ایک بڑا ادراہ ہے اور افغانستان میں مدارس کا ایسا سسٹم نہیں ہے طالبان کے آنے سے پہلے تو بالکل نہیں تھا اور ظاہر شاہ کے زمانہ میں بھی دینی تعلیم کا یہ نظام نہیں تھا تو یہ لوگ اپنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے یہاں آتے رہے ہیں پچپن سال سے یہ سلسلہ جاری ہے اور جب تعلیم کا سلسلہ نہ ہو چھٹیاں ہوں تو یہ اپنے ملک چلے جاتے ہیں اور اس دوران بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ باقی وہ ایک آزاد ملک ہے آزاد حکومت ہے وہ لوگ ہمارے اشاروں پر نہیں چلتے اپنے حالات کے مطابق وہ اپنے ملک میں امن قائم کرنے کی جدوجہد کررہے ہیں۔

س۔ اس کا مطلب ہے کہ جو لوگ وہاں ہیں یعنی مولانا جلال الدین حقانی اور مولوی یونس خالص وغیرہ ان سے آپ کی ملاقات کبھی کبھی ہوتی ہے۔

ج۔ ہر وقت ہوتی رہتی ہے آتے رہتے ہیں یہ استاذ اور شاگرد کا رشتہ ہے۔ لیکن یہاں وہ ہم سے

سیاسی معاملات پر گفتگو کرنے نہیں آتے۔

اسامہ بن لادن اور ملا محمد عمر مجاہد' ایک تعارف:

س۔ آپ کی امیر المومنین ملا عمر مجاہد اور اسامہ بن لادن سے ملاقاتیں ہوتی ہونگی آپ نے ان کو کیسے پایا کردار کے اعتبار سے اور ان کی گفتگو کے لحاظ سے۔ میں جب یہاں آیا ہوں مجھے جتنے بھی لوگ ملے مجھے انہوں نے کہا کہ وہ بڑے اچھے لاجیکل بڑے منطقی اور اچھے نرم گفتار لوگ ہیں تو آپ کو ملاقاتوں کی ایکسپیرینس ہے؟

ج۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد' مدرسوں کے طالب علم کی طرح سیدھے سادھے مسکین طبیعت کے ہیں' تکبر اور غرور ان میں نہیں' ان کا کوئی پروٹوکول نہیں ہے' زمین پر آلتی پالتی مار کر ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور بے چارے جان کی قربانی دے کر اس ملک میں امن لانے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں اقتدار کا کوئی لالچ نہیں تھا اور نہ وہ اس کیلئے نکلے تھے' ملک میں خانہ جنگی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی سابقہ جہادی گروپوں کے لیڈروں کے ہاتھوں' تو انہوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کیں اور ملک میں مثالی امن قائم کیا۔ ہر ملک میں سٹوڈنٹس اور نوجوان نکلتے ہیں جب حالات خراب ہو جاتے ہیں بدتر ہو جاتے ہیں تو آپ نے دیکھا کہ ساری دنیا کے انقلابوں میں نوجوانوں کا' سٹوڈنٹس کا بڑا حصہ ہوتا ہیں انہوں نے بھی اسی طرح بڑی قربانیاں دیں سخت ترین حالات کا انہیں مقابلہ کرنا پڑا۔ اسامہ بن لادن پندرہ بیس سال سے افغانستان میں تھا وہ آج کی پیداوار نہیں ہیں وہ بیس سال سے رشین وار کے خلاف لڑنے میں مگن تھا بالکل نوعمر نوجوان آیا تھا وہ چوبیس سال کا ہوگا یہ بیس سال کا عرصہ اس نے سرخ سامراج سپر پاور سے لڑا امریکہ بھی اسے شاباش دے رہا تھا اور بڑا خوش تھا۔ وہ پشاور میں رہتا تھا یہاں بہت سے عرب مجاہد تھے ہمارا سب کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا اور وہ بھی اس میں شامل تھا آپ اگر ان کو دیکھ لینگے تو آپ حیران رہ جائینگے کہ یہ شخص تو چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں دے سکتا مجسمۂ اخلاق ہے. ایک فقیر منش انسان ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے پورا عالمِ کفر لرزہ براندام ہے. مہمان کے ہاتھ خود دھلاتا ہے. کھانا خود لگاتا ہے. برتن خود اٹھاتا ہے. جس شخص نے سارے تعیشات' اربوں کھربوں کے مالک ہوتے ہوئے بھی محلات راحتیں اور سب کچھ قربان کیں یہاں پہاڑوں میں ندی نالوں میں اور غاروں میں رہنا گوارا کیا اور ظلم و بربریت کے خلاف جہاد کے

لئے اس نے زندگی وقف کی بچوں کو بھی اس برے حال میں ڈالدیا اس شخص کو دہشت گردی کی کیا ضرورت ہے دہشت گرد تو مال کے لئے ڈاکے ڈالتا ہے بسیں روکتا ہے مار دھاڑ کرتا ہے کسی پر قبضہ' تسلط چاہتا ہے۔ اسامہ کو تو اتنا مال و دولت ورثہ میں ملا ہے کہ وہ چاہتا تو یورپ کے بڑے بڑے عشرت کدوں میں ڈوبا رہتا محلات ہوتے اور باندیوں کی قطاریں لگی ہوتیں اور کلبوں میں جاتا لیکن اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی دین کے لئے سب کچھ چھوڑا. روس کے خلاف ڈٹ گیا اب وہ یہ کہتا ہے کہ میری زمین (ارض العرب) کے ساتھ بھی وہی ہوا جو روس نے افغانستان کے ساتھ کیا تھا امریکہ پورے عالمِ عرب پر قابض ہو چکا ہے. وسائل اس نے ہاتھ میں لے رکھے ہیں عرب امارات کویت اور سعودی عرب کے ساتھ اس نے وہی کچھ کیا ہے جو روس نے افغانستان کے ساتھ کیا فلسطین میں امریکہ در پردہ اسرائیل کے پیچھے ہے یہ دونوں ایک جیسی صورتحال سے دو چار ہیں یعنی جس طرح روس نے افغانستان پر بربریت کی اسی طرح امریکہ نے عرب ممالک پر ظلم وستم روا رکھے ہیں تو اب یہ امریکہ کے خلاف حق پرستوں کی آواز ہے جو پورے عالم میں گونج رہی ہے۔

س۔ ملا عمر آپ کے مدرسے میں آیا تھا؟

ج۔ نہیں وہ جنگ میں مصروف رہا اسی مدرسہ کے ابتدائی فارغ التحصیل علماء سے انہوں نے تعلیم حاصل کی یعنی اسی مدرسے کے جو فضلاء تھے ان کے علاقوں میں ان سے پڑھا ہے پھر وہ زیادہ روس کے خلاف جنگ میں مصروف تھا. البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ پہلے یہاں رہا بھی ہو ہم نے پوچھا بھی نہیں ہے بہت چھوٹی عمر کے بھی یہاں پر ہزاروں افغانی پڑھتے چلے آئے ہیں۔

س۔ ملا صاحب کی عمر کتنی ہوگی؟

ج۔ تقریبا **35-40** سال کے درمیان میں ہوگی۔

امریکہ پوری دنیا کو بلیک میل کررہا ہے:

س۔ اسامہ بن لادن اور آپ کی ملاقاتیں پہلے کیسے ہوئیں؟

ج۔ اسامہ بن لادن عام آدمی تھا روس کے خلاف جنگ میں مجاہدین یہاں سے جاتے رہے ہیں ہمارا سارے مجاہدین کے گروپوں کے ساتھ تعلق تھا جو بھی روس کے خلاف جہاد میں لگا تھا دارالعلوم کے علماء طلباء اور وہ سب ان کے ساتھ شریک ہوتے تھے اسامہ بن لادن کو ہم اتنا جانتے بھی نہیں تھے یہ تو

غیر معروف شخص تھا ہمیں ملتا رہا ہم نے کہا یہ بھی ایک مجاہد ہے جیسے ہمارے ہاں مصر سے شام سے سعودی عرب سے ہزاروں مجاہدین آتے رہتے تھے۔ یہ تو امریکہ نے اسامہ بن لادن کو ہوّا بنا دیا شاید اپنے مذموم مقاصد کے لئے اسے اچھال رہا ہے اور اسی کی آڑ میں اس نے یہ سب کچھ کیا ہے اپنے کو جواز فراہم کر رہا ہے افغانستان میں مداخلت کے لئے۔ اور امریکہ تو آپ کو بھی بلیک میل کر رہا ہے تعجب ہے کہ جاپان اور مغربی یورپ اور یورپی یونین کیسے بلیک میلنگ میں آ گئے تم تو اس کے ہوّا میں پھنس گئے حالانکہ جاپان تو مشرقی اقوام میں سے تھا ہم سب ایک ہو جاتے ان کے مقابلہ میں تو بات بن جاتی۔

طالبان اور اسامہ کا اصولی موقف:

س۔ اسامہ بن لادن کے لئے موجودہ صورتحال میں آپ کا کیا پیغام ہوگا؟

ج۔ اس وقت تو جنگ کی حالت ہے امریکہ نے خود ایسے حالات پیدا کئے کہ مفاہمت کے دروازے بند کر دیئے ورنہ طالبان اور اسامہ خود بار بار کہہ رہے تھے کہ بھائی! ثبوت پیش کرو اگر میرے مجرم ہونے کے آپ کے پاس کچھ ٹھوس شواہد موجود ہیں تو اسامہ ہر سزا کے لئے تیار ہے کئی آپشن دیئے گئے تھے یہاں تک کہا کہ کسی بھی عدالت میں آپ وہ ثبوت پیش کریں ہم جانے کے لئے تیار ہیں کوئی ایسی عدالت غیر جانبدار بنالیں گے اور میرے خیال میں O.I.C بھی ہے اور ہر بات کے لئے طالبان تیار تھے لیکن امریکہ سنجیدہ تھا ہی نہیں امریکہ اسامہ کے مسئلہ کو اس ایشو کو ختم نہیں کرنا چاہتا تھا تو اب ہمارے پیغامات ان کو کیا فائدہ دینگے وہ تو اپنے حالات میں ہیں امریکہ نے جو کچھ کرنا تھا وہ کر رہا ہے امریکہ مسلمانوں کے خلاف میدانِ جنگ میں نکل آیا ہے اور افغانستان کے بے گناہ عوام پر بارش کی طرح میزائیل برسا رہا ہے۔ حالانکہ طالبان نے اسامہ بن لادن کو بالکل پابند کر دیا تھا کہ وہ کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لے گا اور کہا کہ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں آپ نے ہم پر احسان کیا ہے ہمارے ملک کے آزادی کے خاطر بہت قربانیاں دی ہیں مہمان کے ساتھ اچھا سلوک ضروری تھا لیکن پھر بھی بڑی تاکید کے ساتھ اس سے کہا کہ آپ کچھ بھی ایکٹیویٹیز (سرگرمیاں) نہیں کریں گے اور وہ اس کا پابند تھا کہ طالبان کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں لیکن یہ سارے بند امریکہ نے توڑ دیئے اور حد درجہ ڈھٹائی کا ثبوت دیا۔

ماڈریٹ طالبان، سامراجی چال ہے:

س۔ جناب مختلف خبریں آرہی ہیں امریکی میڈیا نے بھی چلائی ہیں کہ افغانستان میں طالبان کی جو تنظیم ہے اس میں ٹوٹ پھوٹ ہورہی ہے اور کچھ معتدل مزاج طالبان نئی حکومت بنانے کی کوشش کرر ہے ہیں۔

ج۔ یہ سب باتیں بالکل غلط ہیں اور اس نہج پر دشمن اور دوسری حکومتیں کام بھی کررہی ہیں کروڑوں ڈالر وہاں پہنچائے جارہے ہیں توڑ پھوڑ کی پوری کوششیں کی جارہی ہیں کہ طالبان کے نام پر کوئی ماڈرن مخلوق سامنے لائی جائے۔ ماڈریٹ اور غیر ماڈریٹ کی تقسیم پر تو وہ لوگ ہنستے ہیں کہ ہمارا خدا ایک ہے ہمارا رسول ﷺ ایک ہے ہماری کتاب (قرآن مجید) ایک ہے تو اسلام اگر ماڈریٹ ہے تو سارا ہے اور اگر غیر ماڈریٹ ہے تو سارا غیر ماڈریٹ ہے یہ تفریق اور تقسیم کہاں سے آئی مختلف کوششیں انہوں نے کیں ہیں طالبان میں افتراق پیدا کرنے کے لئے لیکن خدا نے ابھی تک ان کو ناکام بنادیا ہے کوئی طالبِ علم بھی ٹوٹا نہیں ہے تو ماڈریٹ طالبان سامراجی چال ہے۔

بے وقت کی راگنیاں:

س۔ کیا 11 ستمبر کے بعد وسیع البنیاد حکومت بنانے کی کوشش جاری ہے؟

ج۔ یہ سلسلہ اب کا نہیں جب سے روس کو شکست ہوئی تو یہ وسیع البنیاد حکومت لویہ جرگہ اور ظاہر شاہ یہ سب کھچڑی پکانے کی مسلسل کوشش کرر ہے ہیں 8 تا 10 سال سے یہ سارا سلسلہ ہے اگر یہ ساری چیزیں کامیاب ہوجاتیں تو ایک مستحکم حکومت قائم ہوجاتی۔ ہم خود مصالحت کے لئے دوڑتے رہے کئی سال تک کہ لیڈر آپس میں مل بیٹھ کر ایک بڑی حکومت بنائیں۔ لیکن وہ کسی کی نہیں سنتے تھے کسی فارمولے پر متفق نہیں ہوتے تھے اس کے ردعمل میں طالبان آئے تو جو کام اُس وقت جب طالبان نہیں تھے اور میدان خالی تھا وسیع البنیاد حکومت نہ بن سکی تو اب تو جگہ انہوں نے پر کر لی خلا پر کرلیا ہے تو یہ نعرے اور وسیع البنیاد حکومتوں کی تشکیل گویا اب بے وقت کی راگنیاں ہیں۔

اے آر وائی ڈیجیٹل دبئی عرب امارات کے طالبان پر دستاویزی فلم کے لئے انٹرویو

7-11-2001

il manifesto

Marina Forti

via Tomacelli, 146-00186 Roma -Italia
Tel. (39) 0668719528 Fax (39) 066892600

email: forti@flashnet.it

(یہ انٹرویو اصلاً ٹی وی چینل اے آر وائی' دبئی عرب امارات کی طالبان کے بارے میں بنائی گئی دستاویزی فلم کے لئے لیا گیا تھا۔ جسے معروف سکالر اور صحافی جناب مبشر لقمان صاحب نے لیا مگر اس وقت مغربی میڈیا کے بہت سے لوگ بھی شریک تھے۔اس کے کئی حصے اس فلم میں شامل کئے گئے۔)

س: مزار شریف کی صورتِ حال کے بارے میں کچھ فرمائیں' آج اخبارات میں بھی اس پر بہت تبصرے ہوئے ہیں۔

ج: مزار شریف میں طالبان جس بے بسی کی حالت اور مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں اس میں ثابت قدم رہنا بہت بڑی بات ہے۔تقریباً چالیس دن ہو گئے اوپر سے بمبنگ ہو رہی ہے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے ہم سمجھتے تھے کہ یہ شاید دو دن بھی مقابلہ نہیں سکیں گے۔شمالی اتحاد کی طرف سے پوری قوت لگا دی گئی ہے زمینی فوج بھی بے انتہا ہے۔آپ دیکھ رہے ہیں کہ طالبان کے مورچوں کے

گرد بمباری ہورہی ہے۔تو چالیس دن تک ثابت قدم رہنا بڑی بات ہے۔مزار شریف میں حالات بہت تیزی سے بدلتے رہتے ہیں پہلے بھی دو تین دنوں میں سب کچھ نقشے چینج ہو گئے تھے وہاں داخل ہونا اتنی مشکل بات نہیں ہے لیکن وہاں کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو سنبھالنا بڑا مشکل کام ہے اس لئے کہ شمالی اتحاد میں بہت زیادہ ٹوٹ پھوٹ ہے تین چار گروپ ہیں جب تک کوئی شہران کے ہاتھ میں نہ ہو تو شاید کچھ چلتے ہیں جب اقتدار کی کوئی چیز سامنے آجاتی ہے تو وہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

س: حالات کیسے بدلے طالبان کے اور جنگ کے جو چل رہی ہے وہاں پر؟

ج: جنگ تو چلائی جارہی ہے طالبان تو بے چارے جنگ نہیں کررہے ہیں انھوں نے تو ایک ملک کے کافی حصے کو امن دے دیا' یکجا کردیا دیا' جنگ میں انھوں نے پہل نہیں کی ہے نہ امریکہ کو انھوں نے تنگ کیا ہے امریکہ آیا ہے اور اس نے جان بوجھ کر ایک بنے بنائے سسٹم تباہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن امریکہ اپنے مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا یہ پہلے بھی اس طرح آپس میں لڑتے رہے زیادہ سے زیادہ یہ ہوجائے گا کہ پھر آپس میں محاذ آرائی شروع ہوجائیگی لیکن امریکہ جو چاہتا ہے وہ نہیں ہوگا۔

جہاد میں جمعیت علماء اسلام کا کردار:

س: ہم نے سنا ہے کہ جمعیت علماء اسلام طالبان کو مختلف موقعوں پر مدد فراہم کرتی رہی ہے لیکن اب جب کہ حالات نے ایسی شکل اختیار کرلی ہے تو جمعیت ان کی کس طرف سے کس صورت سے مدد کرے گی۔

ج: جمعیت صرف طالبان کی مدد نہیں کررہی ہے بلکہ روس جو وہاں حملہ آور ہوا جارحیت اختیار کی تو ہمارے ملک کے سارے علماء نے' حکومت نے' عوام نے' افغان وار میں یعنی جہاد میں مدد کی ہے روس کے خلاف' افغان مجاہدین کی مدد کرنا ہمارے علماء کرام اور ہماری حکومت بھی اپنا ایک فریضہ سمجھ رہے تھے اب بھی طالبان چونکہ اس سابقہ جہاد کو بربادی سے بچانا چاہتے تھے' موجودہ محاذ آرائی اور جنگ کو ختم کرنا چاہتے تھے اس لحاظ سے گویا یہ ایک فریضہ ہے مسلمانوں کا کہ وہاں امن قائم کرنے والی قوتوں کا ساتھ دیں اور یہ لوگ وہاں امن قائم کرنے کے خلاف ہیں۔وہ اپنی طاقتوں کو بھڑکا رہی ہیں جو وہاں امن قائم نہیں رہنے دیتے تو ہم تو ایک مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں کہ افغانستان میں اسلامی حکومت

قائم ہواور وہاں ایسے لوگ برسر اقتدار آئیں جو وہاں خانہ جنگی ختم کر کے امن لائیں اس کے علاوہ اور کوئی متبادل حل ہی نہیں ہے ہمارے ذہن میں ورنہ ہم دے چکے ہوتے۔

دینی طلبہ اور مدارس کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ:

س: حضرت خاص کر یہاں نوجوان جو ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ اب ہم جائینگے اور وہاں جہاد کرینگے۔کیا آپ ان کو یہ حکم صادر فرما رہے ہیں؟

ج: نہیں یہ بات نہیں ہے پاکستان میں بے شمار مدرسے ہیں افغانستان کے لوگ اسمیں تعلیم حاصل کرتے ہیں بلوچستان میں بھی ہیں۔ پنجاب میں بھی ہیں اور خود افغانستان میں بھی ہیں۔لیکن چونکہ یہ دارالعلوم حقانیہ ایک بڑا مدرسہ ہے اور ابتداء سے افغان طالب علم یہاں زیادہ آتے ہیں، جیسے کیمرج اور اکسفورڈ یونیورسٹی میں دور دراز ملکوں سے سٹوڈنٹ آتے ہیں۔آپ کی ہارورڈ یونیورسٹی کو شہرت مل گئی ہے تو اسی طرح یہاں مذہبی تعلیم کا ایک اچھا معیار ہے اس لئے لوگ یہاں زیادہ آتے تھے یہاں ہم یہ تعلیم نہیں دیتے تھے کہ آپ جنگ کریں اور لڑیں یہ بالکل غلط تصور اور پروپیگنڈا ہے اور یونیورسٹیوں میں بھی یہ تعلیم نہیں دی جاتی لیکن جب ملک پر کوئی مسئلہ آتا ہے ملک تباہی اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے تو نوجوان پھر از خود کھڑے ہو جاتے ہیں یہاں بھی یہی اصول ہے کہ وہ لوگ معیاری تعلیم حاصل کرنے یہاں آتے ہیں ان کے ملک دینی اور مذہبی تعلیم کی طرف رجحان ایسا ہے کہ وہ اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتے نہ ہم ان کو بھیجتے ہیں نہ ان کو کوئی جنگی تربیت دیتے ہیں، اس دارالعلوم میں آپ سارا دن پھریں آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہاں کس چیز کی تعلیم دی جاتی ہے؟

پرامن احتجاجی تحریک بھی جہاد ہے:

س: کل کی بات ہے کہ کل سینکڑوں ساتھی اور کارکن گرفتار ہو گئے آپ کی ہڑتال سے۔اب جو حالت ہو رہی ہے اندرون اور بیرون ملک دونوں صورتوں میں تو اب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اگلے چند دنوں کے بعد آپ لوگوں کا لائحہ عمل کیا ہوگا کہ آپ حکومت کو کس طرح سے پست کر سکتے ہیں؟

ج: ہمارا یہی طریقہ ہے پرامن جلسے جلوسوں کا، مظاہروں کا اور یہ ہم جاری رکھیں گے رمضان میں بھی یہ سلسلہ انشاء اللہ جاری رہیگا کیونکہ امریکہ اپنی بمباری بند نہیں کرتا ہے۔اس سے زیادہ شدومد سے ظلم ڈھاتا ہے تو مسلمانوں کو بھی اس کا نوٹس لینا ہوگا۔ یہ ایک قسم کا جہاد ہے کہ امریکہ کے ظلم وستم

کے خلاف جدوجہد جاری رہے اور رمضان المبارک میں سب سے بڑا جہاد حضورﷺ نے کیا تھا (غزوہ بدر) اس کو نہیں دیکھا تھا کہ جہاد کی چھٹی ہوسکتی ہے تو یہ بھی جہاد کا ایک حصہ ہے جدوجہد ہم آخر تک جاری رکھیں گے۔ان شاءاللہ۔اگرچہ بعض اوقات ہدف تک پہونچنے کے لئے کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں۔ 1977ء کی تحریک میں بڑی بڑی قوتیں مقابلے میں تھیں لیکن بالآخر کامیابی ہوگئی اس کی بھی اچھے نتائج نکلیں گے ہم وقفے وقفے سے میٹنگیں کرینگے آپس میں مل بیٹھ کر متبادل تجاویز پر غور کریں گے۔

نوٹ: دوران گفتگو مولانا (انٹرویو لینے والی خاتون) نے انتراکس پر گفتگو کی کہ مغربی میڈیا تو سب کچھ بھول گئی اس مسئلہ کی وجہ سے۔

جنگ سے پہلے میڈیا وار:

س: میں معذرت کے ساتھ آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں آپ بھی دیوبندی ہیں اور طالبان بھی دیوبندی ہیں اور کیا آپ بھی یہی پڑھائینگے اور اس ملک میں یہی درس دینگے جس طرح طالبان نے عورتوں کو سکول جانے سے تعلیم حاصل کرنے سے روکا کیا آپ بھی ان کو روکیں گے؟

ج: نہ ہم نے روکا ہے نہ طالبان نے روکا ہے نہ ہم آئندہ روکیں گے یہ تو ایک بہت بڑا پروپیگنڈہ ہے۔ پہلے امریکہ نے میڈیا پر یہ وار کیا' پروپیگنڈہ کیا کہ یہ طالبان ٹوٹ جائیں گے اگر اسکا پروپیگنڈہ کامیاب ہو چکا ہوتا تو پھر اس بمباری کی نوبت ہی نہ آتی۔آخر زچ ہو کر انہوں نے یہ قدم اٹھایا انہوں نے یہ پروپیگنڈہ بھی کیا تھا کہ یہ جانوروں کی طرح کوئی مخلوق ہے نہ انکے نام ہے نہ انکی کوئی تہذیب ہے جیسے ریڈ انڈین قبائل (Red Indians Tribales) پانچ چھ سال سے یہ بے بنیاد پروپیگنڈا ہو رہا ہے آپ سے میں کیا عرض کروں کہ کس کس خرافات سے یہ لوگ پروپیگنڈے کر رہے ہیں لیکن وہ اثر انداز نہ ہو سکے لوگوں کو حقیقت پہنچتی رہی کہ یہ طالبان سب سے مہذب لوگ ہیں تعلیم یافتہ لوگ ہیں اور یہ عورتوں کے تعلیم کو مردوں سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں چنانچہ انہوں نے تعلیمی ادارے قائم کئے البتہ صرف مخلوط تعلیم کے خلاف ہیں۔

مخلوط معاشرہ اور دیوبندی بریلوی:

ہم بھی مخلوط نظام تعلیم کیخلاف ہیں دیوبندی بریلوی کا ان مسائل میں فرق نہیں ہوتا جو قرآن

وسنت کے صریح احکام میں کسی بھی مکتب فکر کا اختلاف نہیں ہے اس میں دیو بندی' بریلوی کی تفریق نہیں چاہے سعودی عرب کا ہو یا روم کا مسلمان ہوان سب کا یہی اسلام ہے کہ بے حیائی مخلوط نظام تعلیم 'جس سے مفاسد پھیلتے ہیں' خاندان اجڑتے ہیں اس کے خلاف ہیں ان بے چاروں نے بھی خواتین کیلئے تعلیمی ادارے قائم کرنے شروع کئے تھے وہاں الگ میڈیکل کی تعلیم ہے ہر چیز وہاں ہے۔

س: کل حکومت کی طرف سے ایک بیان آیا کہ وہ بریلوی مدارس کو مدد دے گی اور دیو بندی مدارس کو دبا ئیگی تو ان کا زور ٹوٹ جائے گا؟

ج: یہ حکومت کے حربے ہیں مختلف طریقوں سے ڈراتے بھی ہیں۔ کئی سالوں سے یہ سلسلہ چل رہا ہے اور دھمکاتے بھی ہیں لالچ بھی دیتے ہیں کہ امداد کریں گے استاد دے دیں گے کمپیوٹر دیدیں گے اور وہ یہ سارے حربے استعمال کرتے ہیں کہ شاید ہم ڈر جائیں۔ الحمدللہ امریکہ کی دشمنی میں بریلوی بھی انکا ساتھ نہیں دیں گے اس وقت سارے بریلوی ہمارے ساتھ ہیں طالبان کی حمایت میں نورانی صاحب پیش پیش ہیں۔ دفاع کونسل میں سب شامل ہیں۔ اہل حدیث بھی شامل ہیں

ملا عمر کو اعزازی ڈگری کا مسئلہ:

س۔ ہمارا سب سے اہم سوال یہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ نے جس طالب علم کو اعزازی سند دی تھی وہ تھے امیر المؤمنین ملا محمد عمر اخوند۔ اس کی کچھ وجوہات ضرور آپ کی نظر میں ہوں گی جب آپ نے اتنا بڑا اسٹیپ لیا وہ کیا وجہ تھی جس کی وجہ سے ایک طالب علم کو یہاں پر تین سال یا چار سال لگائے بغیر آپ نے سند یافتہ کیا۔

ج۔ بات یہ ہے کہ وہ بھی ایک طالب علم ہے اور معنوں میں طالبان اور عالمان ایک چیز ہو گئے اور دارالعلوم حقانیہ سے جو علماء فارغ التحصیل ہوئے ہیں ان کو باقاعدہ سند بھی دئے گئے ہیں تاہم طلباء کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی بھی ہے کہ وہ کئی کئی سال یہاں پڑھتے ہیں لیکن دورۂ حدیث یعنی آخری کلاس ان کو پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا ہے انکو پھر سند بھی نہیں دیجاتی لیکن اس وقت ہزاروں ایسے علماء ہیں جن کی بنیادی تعلیم یہاں ہوئی ہے اور انکو ڈگری نہیں دی گئی پھر یہ ہزاروں علماء جو دارالعلوم سے فارغ التحصیل تھے انہوں نے روس کے خلاف جہاد میں بڑا حصہ لیا۔ ہزاروں شہید ہو گئے پھر اس جدو جہد کے ثمرات کو بچانے کیلئے طالبان میدان میں آئے جس میں دارالعلوم حقانیہ کی ایک بڑی تعداد فارغ

التحصیل علماء کی ہے ان تمام چیزوں کو گویا اللہ تعالیٰ نے اس کامیابی کا ذریعہ بنا دیا اور پھر اس کے نتیجے میں اسلامی نظام نافذ کرنے کا ایک گمنام شخص کو ذریعہ بنایا جس کی گویا شہرت نہیں تھی۔ ملا محمد عمر امیر المؤمنین سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام لینا تھا جو طالبان سے پہلے امن قائم کرنے کیلئے ہماری ساری کوششیں رائیگاں جا رہی تھیں افغان جہادی لیڈروں نے اکٹھے مل بیٹھنے کی کوئی صورت اختیار نہ کی اور خانہ جنگی خونریزی اور تباہی کا سلسلہ جاری رکھا دنیا بھر کے علماء حکومتیں مسجد حرام کا امام اور ادھر سے ہم سب لوگوں نے کوشش کی کہ یہ متفق ہو جائیں کسی چیز پر لیکن اچانک اللہ تعالیٰ نے چند طالب علموں کو اور انکے ساتھیوں کو جو توفیق دی کہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور منکرات کے خلاف آواز بلند کی اپنے شہر کے محدود علاقے تک کہ برائی اگر بہت زیادہ ہو جائے تو اسکو ہاتھ سے روکنا چاہیے انکے پاس حکومت نہیں تھی لیکن انہوں نے کوشش کی کہ فحاشی برائی کو مٹا دیں جو حد سے تجاوز کر گئی تھی اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے ان کا خیال یہ نہیں تھا کہ ہماری حکومت قائم ہو گی اور ہم پورے افغانستان میں امن قائم کریں گے' کنٹرول کریں گے یہ سب کچھ پردہ غیب میں تھا اللہ کو یہ منظور تھا۔ تو اس گمنام شخص کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ اس نے امن قائم کیا' ملک کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا اور ایک مرکزیت قائم کی پھر اس نے اسلامی نظام نافذ کرنے کی ٹھان لی۔ بنیادی حقوق محفوظ ہو گئے اسکے آنے کے بعد حقوق ضائع نہیں ہوئے جبکہ پہلے ضائع ہو رہے تھے سو سو آدمی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے عورتوں کی عزت وعصمت محفوظ ہو گئی. کوئی بیٹی باپ کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی بیوی شوہر کے ساتھ دو میل جاتی تو پھاٹک پر غنڈے ان کو روکتے اس وقت پورا یورپ اور دنیا خاموش تھی لیکن اس شخص نے آتے ہی اسلامی نظام کا نام لیا اور اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ نے پورے افغانستان میں امن قائم کر دیا کہ کوئی کسی خاتون کو میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکتا، بریف کیس بھرا ہوا کوئی لیجاتا' چاندی' سونے سے پھر بھی کوئی اس کو نہیں اٹھا سکتا تھا بہر حال اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ یہ عالمی قوتوں کے خلاف ڈٹ گیا اس کی ان کوششوں کے خلاف پورا امریکہ' یورپ اور دنیائے کفر ایک ہو گئے کہ آگے یہ قدم نہ بڑھائے لیکن ہماری ساری اسلامی حکومتیں پچپن ممالک وہ نہیں ڈٹ سکے وہ اقتصادی اور معاشی شکنجے میں بالکل دب کر رہ گئے' وہ مرعوب ہو گئے اس شخص نے کہا کہ میں اصولوں کا سودا نہیں کرونگا یہ ساری خدمتیں اور یہ ساری چیزیں ہمارے سامنے آئیں ہم نے کہا کہ وہ بھی بالواسطہ صحیح لیکن حقانیہ کا شاگرد تو ہے کیونکہ انکے اساتذہ بھی

دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہیں تو ہم نے کہا کہ انکے خدمات ایسی ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے فارغ التحصیل سے زیادہ ہیں اور سارے فارغ التحصیل علماء فضلاء کی شہادتوں' قربانیوں کو اس نے بچایا ہے تو ہم نے کہا کہ یورپ اور تمام دنیا میں یونیورسٹیوں کا رواج ہے کہ کسی کو اس کی صلاحیت اور خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دیتے ہیں۔ میرے والد صاحب کو بھی انکی خدمات کے سلسلہ میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری پشاور یونیورسٹی نے دی تھی الٰھیات کے موضوع پر اسی طرح مہاجرین میں سے دو علوم اقبال کے مشہور سکالر اور پروفیسر ہیں شاید آپ کے ذہن میں بھی ان کے نام ہوں گے۔ آپ نے ان دونوں کو بیک وقت ڈگری دی تھی تو دنیا بھر میں ان کا احترام ہوتا ہے تو ہم نے کہا کہ ایک اعتراف ہو جائے کہ یہ بھی حقانیہ کی خدمات کا ایک ظہور ہے لہذا ان کو اعزازی ڈگری دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ ہم نے پہلی دفعہ کیا یعنی آپکی بات بالکل صحیح ہے کہ ہم نے کسی اور کو یہ ڈگری نہیں دی لیکن کسی اور کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام بھی نہیں دیا کہ پورے باطل کو للکار کر وہ کھڑا ہو جائے اور اس کے نتیجے میں کسی ملک میں تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو اسلامی نظام نافذ ہو جائے۔ ان پچپن ملکوں میں کہیں بھی ایسا نہیں ہوا آزادی کی جنگیں لڑی گئیں ہیں لیکن سامراجی قوتوں نے پھر ان کے نظام کو کنٹرول کیا ہے تاکہ اگر اسلامی نظام کی طرف یہ جائے تو یہ عملاً آزاد منش رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امن کے علمبردار مغربی یونیورسٹیوں کو بھی ملا صاحب کو ڈگری دینی چاہیے کہ ایسا آدمی ڈٹ گیا ہے اور ایسے آدمی نے امن قائم کیا کم از کم وہ بدبخت نوبل انعام تو دے دیں کہ یہ امن کیلئے خدمات ہیں اس شخص نے عملاً امن قائم کیا اسی کو وہ جرم سمجھتے ہیں حالانکہ اسکی عزت افزائی کرنی چاہیے تھی کہ ایک شخص نے بغیر خون خرابے کے بغیر مار دھاڑ کے پورے ملک کو امن کا گھوارہ بنا دیا۔ تو کیا نوبل انعام امن کے اس کے علمبردار کو یہ ملا محمد عمر صاحب کا حق نہیں ہے اور اُن طالبان کا جو تین تین ہزار بے چارے یکجا مارے گئے۔

ملا عمر کو کیسا پایا؟

س: اچھا یہ بتائیں کہ جب آپ پہلی بار ملا محمد عمر سے ملے تو کیا آپ کے ذہن میں تھا یا آیا کہ ایک دن یہ شخص مسلمانوں کے امیر المؤمنین بن جائینگے؟

ج: میں ساتھیوں سے یہ حالات سن رہا تھا کہ ملا صاحب وہاں منکرات وغیرہ کے خلاف کام

کررہا ہے' ابھی اس نے یہ موجودہ صورتِ حال اختیار نہیں کی تھی کہ خبر آ گئی کہ طالبان کا ایک گروہ اٹھا ہے اور وہ قندھار کے علاقوں میں ہے اس وقت یہ کابل فتح نہیں ہوا تھا لیکن پھر بہت تیزی سے سارے علاقے فتح کئے۔ یہ ساری باتیں مجھے معلوم تھیں کیونکہ ہمارے ہاں طالبان اور طالبِ علم یہ تقریباً ایک جیسے لوگ ہیں' سادگی میں' قناعت میں' ایثار میں' فقر میں' خودداری میں' جو اسلامی تعلیمات ہیں اس پر پورے اترتے ہیں اور یہ افغانی طالبِ علم بھی بڑے سخت جفاکش ہیں اصول کے پکے ہیں خوددار اور دینی احکامات پر سختی سے پابند ہوتے ہیں تو امیر المؤمنین ملا محمد عمر صاحب کے بارے میں یہ باتیں میں سن رہا تھا کہ تصوف' روحانیت اس میں ہے اور صوفی مزاج بھی ہے کم بولتا ہے گہری فکر اور غور میں ہوتا ہے جب ملا تو میرے ساتھ پاکستان کے صحافیوں کی ایک بڑی ٹیم بھی گئی عرفان صدیقی صاحب اور اسی طرح کے کئی لوگ تھے جو میرا تاثر تھا ویسے ہی پایا اور وہی سامنے آیا اور اب بھی جتنا میں اس کے بارے میں سنتا ہوں وہ زمین پر گھاس پر بیٹھ جاتا ہے سارے ساتھی آلتی پالتی مار کر مشاورت کرتے ہیں اسی جگہ پیاز روٹی اور سادہ کھانا کھاتے ہیں نہ پروٹوکول ہے نہ ہلچل ہے ان کے اردگرد جو گورنر ہیں وہ بھی حقانیہ کے فاضل ہیں۔ بے چارے معذور ہیں جہاد میں ان کی ایک آنکھ خود بھی معذور ہوگئی ہے۔ ملا محمد حسن رحمانی صاحب یہاں کے فاضل ہیں ان کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہے جو قندہار کے گورنر ہیں۔ ان کے ہاں بھی خدمات کی بڑی قدر کی جاتی ہے' تقرر کا معیار یہ ہے کہ جہاد میں جس شخص کی محنتیں بہت ہوتی ہیں' ملا صاحب بھی ترجیح ان ہی لوگوں کو دیتے ہیں اختیارات عموماً ان حضرات کے پاس ہیں جن کی قربانیاں زیادہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں انہوں نے جسم کا حصہ گنوایا ہے عمر بھر کے لئے معذور ہو گئے ہیں تو اب اس کام کو یہی لوگ زیادہ اخلاص سے کر سکتے ہیں۔

<u>طالبان اور ملا عمر کا کردار:</u>

س: ملا محمد عمر صاحب کی ذات کے متعلق بتائیے کہ وہ دیندار تو ہیں ہی کیا وہ اپنی نارمل لائف میں بھی ایماندار ہیں' امین ہیں' صالح ہیں؟

ج: ظاہر بات ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری ان پر آ گئی اور وہ پروٹوکول ہٹو، بچو ٹھاٹ بھاٹ چیزیں نہیں آئیں اگر خودغرضی آئی ہوتی' لالچ آیا ہوتا جیسے یہاں ہماری کرپشن چلتی ہے اپنے آپ کو ایک

بڑی مخلوق مافوق الفطرت سمجھ بیٹھا ہوتا تو اب یہ نظام سارا بیٹھ چکا ہوتا یہ ہمارے شاگرد جو ہیں اور طالب العلم ان کا ایک سخت مزاج ہے وہ کسی کو غیر شرعی کام پر دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے وہ دوربین کی طرح ہر چیز کو دیکھتے رہتے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی ساتھی اس طرح کوئی بددیانتی کر بیٹھتا تو ان میں ٹوٹ پھوٹ پیدا ہوجاتی انتشار پیدا ہوجاتا کسی بھی معمولی طالب علم نے آج تک ملا صاحب پر بے اعتمادی نہیں کی ہے نہ اس کو چھوڑا ہے یہ بڑی کوششیں ہورہی ہیں دنیا بھر میں کہ ان میں پھوٹ ڈالی جائے۔تو یہ ان کے کردار کی پختگی کی وجہ سے ہے۔صرف کردار کی پختگی سے اس طرح منتشر قوتوں کو سنبھالا رکھا جاسکتا ہے۔

س: ان کی کتنی بیویاں ہیں اور کتنے بچے ہیں؟

ج: اس معاملے میں تو میں نے دلچسپی نہیں لی ہے وہ تقریباً چوبیس پچیس سال کی عمر سے آخر تک جہاد میں رہا یہ مولوی یونس خالص ہمارے حقانیہ کے فاضل ہیں اس تحریک میں تھے جیسے رضا کار سب کام کرتے ہیں پھر وہ جہاد میں اتنا منسلک رہا روس کے خلاف یعنی نوجوانی اسی طرح جہاد میں ساری گزاری اب آٹھ نو سال گزر گئے اب بھی وہ 35۔36 سال کے ہونگے تو دو تین شادیاں کی ہیں ہم نے سنا ہے کہ دو بیویاں ہیں، بچوں کی تفصیل معلوم نہیں ہے۔

<u>شرمناک پروپیگنڈہ:</u>

س: کیا یہ صحیح ہے کہ انہوں نے اسامہ بن لادن کے بیٹی سے شادی کی ہے؟

ج: نہیں یہ تو بے سروپا جھوٹی بات ہے آج بھی تفصیل آئی ہے خود اسامہ بڑا ہنسا ہے۔اسامہ کی ساری بیویاں عرب ہیں اور اس نے اپنی ساری بیٹیاں ان عربوں کے نکاح میں دی ہیں جو ان کے ساتھ رہتے ہیں اسامہ کی کوئی بیوی غیر عرب نہیں ہے نہ کوئی بیٹی کسی غیر عرب کو بیاہی گئی ہے یہ بہت شرمناک پروپیگنڈے ہیں۔وہ یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان سب سے بڑا رشتہ دین کا رشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے ہم جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں۔پروپیگنڈہ کرنے والے لوگوں نے یہ ایک مزاح سا بنادیا ہے۔

<u>ملا عمر کی امارت کا شرعی پہلو:</u>

س: کیا آپ ملا عمر کو افغانستان کی حد تک امیر المومنین مانتے ہیں یا افغانستان کے علاوہ بھی

مسلمانوں کے لئے امیر المؤمنین مانتے ہیں؟

ج: پہلے یہ معاملہ اس ملک کا ہے جہاں یہ صورتِ حال پیدا ہو تو ہم کون ہیں دخل دینے والے ہم نے تو ان سے نہیں پوچھا کہ اس کو کس حیثیت سے لائے اب جب وہاں وہ آیا اور اس کی کامیابیاں دیکھیں تو علماء کرام نے ضروری سمجھا کہ ایک مرکزیت قائم ہو اور شرعی طریقے سے سارے احکام نافذ ہوں جہاد بھی ان کے سامنے تھا ایک چیلنج تھا تو ان سب نے اس کو ایک شرعی شکل دینے کی کوشش کی کہ خلافت کیلئے امیر المؤمنین ہوٴ اور ہزاروں علماء کرام نے جمع ہو کر مشاورت کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انہوں نے متفق ہو کر فیصلہ کیا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں تو اس مرحلے پر ان کے احکام پورے عالمِ اسلام پر لاگو نہیں ہو سکتے کیونکہ ہر جگہ حکومتیں قائم ہیں اور نظام ہے اور اس سارے نظام کو تو درہم برہم نہیں کیا جا سکتا اگر میں کہوں کہ وہ میرا امیر المؤمنین ہے تو بھی موجودہ حالات میں اپنے اوپر ان کے احکام تو لاگو نہیں کر سکتا یعنی اس کیلئے ہمارے ملک کے جو قوانین ہیں ان سب کو ختم کرنا ہوگا یہاں اسلامی نظام نافذ کرنا ہوگا' اسکے ہوتے ہوئے ہم ایک شخص کو عقیدت کے طور پر تو امیر المؤمنین کہہ سکتے ہیں جیسے خلافتِ عثمانیہ کی حفاظت کے لئے آخر تک ہمارے سارے لوگ لڑ رہے تھے سب سے زوردار جنگ ہندوستان میں لڑی گئی تو مقصد بھی یہی تھا کہ ایک مرکزیت ہماری برقرار رہے۔ تو ایک مرکزیت کے طور پر اس وقت افغانستان میں دوسرا ایسا شخص نہیں ہے جو مرکز بننے کا مصداق بن سکے اور مستحق کہلا سکے جو معیار ہے صداقت کا' امانت کا' دیانت کا' تقویٰ کا' خودداری اور مسلمانوں کی سالمیت باقی رکھنے کے اس معیار پر تو وہ پورا اترتا ہے اور عالمِ اسلام میں اس وقت دوسرا کوئی حکمران نہیں ہے۔ تو مرکزیت کے طور پر اگر مسلمان اس پر راضی ہو جائیں تو کیا حرج ہے لیکن اس وقت یہ بنیادی مسئلہ افغانیوں کا ہے کہ ان کے ملک کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے ان کو ایک مرکز کی ضرورت ہے۔ جو ان کو ایک وفاق کے ساتھ جوڑ دے نہ انہوں نے فی الحال ایسا کوئی مطالبہ کیا ہے نہ خواہش ظاہر کی ہے کہ مسلمان میرے ہاتھ پر بیعت کریں۔

جامعہ حقانیہ کی وجہ تسمیہ:

س: حضرت یہ فرمائیں کہ دارالعلومِ حقانیہ کا نام آپ کے والد صاحب نے کس مناسبت کی وجہ سے حقانیہ رکھا؟

ج: یہ بھی ایک دلچسپ بات ہے مولانا نے یہ نام نہیں رکھا تھا بلکہ مولانا علیہ الرحمۃ کے ذہن میں یہ خا کہ ہی نہیں تھا کہ یہاں دارلعلوم بنے گا اور مدرسہ ہوگا جب رمضان شریف ۱۹۴۷ء میں ملک بنا اور لوگ ہندوستان جا نہیں سکتے تھے اور شوال میں مولانا نے پھر وہاں جانا تھا۔ دارالعلوم دیوبند سے چھٹی پر آئے ہوئے طالبِ علموں نے واپس پڑھنے کے لئے جانا تھا۔ لیکن دیوبند جانے کے تمام راستے مسدود ہوگئے تو خیال یہی تھا کہ راستے آج کل میں کھلیں گے پھر جائینگے اس سال والد صاحب نے بچوں کو بھی ساتھ لے جانا تھا اگر یہ تقسیم نہ ہو چکا ہوتا تو شاید ہم بھی اب خالص ہندوستانی ہوتے اور وہی تنگ لباس ہوتا۔ لیکن تقسیم ہند کی وجہ سے راستے مسدود ہوگئے وہاں دیوبند سے کوششیں ہوئیں مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ نے کیں وہ وزیر تعلیم تھے مولانا آزادؒ نے کہا کہ ان اساتذہ کو فسادات کے باوجود ہم کسی طرح پہنچا دیتے ہیں کیونکہ ان کے نہ جانے کی وجہ سے دینی تعلیم کا بڑا نقصان ہو رہا تھا۔ ان کی تعلیم و تدریس کا معیار بہت اونچا تھا ان کے ساتھ ایک دو اساتذہ اور بھی تھے تو انہوں نے فوجی جہاز کا انتظام کیا کہ لاہور سے دہلی جائیں گے فوجی راستہ سے بحفاظت دیوبند پہنچ جائیں گے یہ سب خط و کتابت میرے پاس پڑی ہوئی ہے لیکن میرے دادا جان اجازت نہیں دے رہے تھے وہ فرما رہے تھے کہ خطرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ جو لوگ پڑھنے کے لئے دیوبند نہیں جا سکتے تھے وہ یہاں جمع ہوگئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ جب تک جانے کا بندوبست نہیں ہوتا اس وقت تک تو ہماری کلاسیں ضائع نہ ہوں تو وہ ہمارے گھر کے سامنے سکے زئی مسجد میں جمع ہوگئے اور اسی مسجد میں مولانا نے بیٹھ کر پڑھائی شروع کی اگلی صبح کلاس شروع ہونی تھی کہ صبح ہم نے دیکھا کہ کسی طالب علم نے چھت کے شہتیر پر لکھا تھا ''دارالعلوم حقانی'' حضرت ہنس بھی پڑے کہ یہ کیوں لکھا ہے۔ پھر فرمایا کہ پٹھانوں کے اس ملک میں مدرسہ کون چلا سکتا ہے۔ یہاں تو یہ چیز متعارف ہی نہیں ہے۔ بہر حال کسی طالب علم نے حقانی لکھ دیا تو ایک دو سال دارالعلوم حقانی کے نام سے چلا اس نے مولانا عبدالحقؒ کے نسبت سے حقانی لکھا تھا۔ تو پھر بعد میں اس لفظ پر غور ہوا کہ یہ تو حقانی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ دار بھی مؤنث ہے اور علوم وہ جمع بھی تانیث ہے تو پھر حقانیہ کے دار کی صفت ہو حقانیہ سے گویا اس لحاظ سے کہ مولانا کے نسبت کی وجہ سے علوم بھی حقانیہ سارے علوم حق ہیں حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ بہت بڑے عالم تھے جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث تھے اور دیوبند کے

اساتذہ میں سے تھے وہ دیوبند میں ہمارے والد صاحب کے ساتھی تھے تو ایک کارڈ میں نے دیکھا جس پر لکھا تھا مولانا عبدالحق دارالعلوم حقانیہ یہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی بتاتے تھے کہ مضاف مضاف الیہ دونوں کی صفت ہوسکتی ہے مطلب یہ ہے کہ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو یہ نام منظور تھا اس کے پس منظر میں مولانا کا کوئی منصوبہ ہی نہ تھا۔ نہ حضرت کے مزاج میں ایسی گویا خودنمائی اور شہرت طلبی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر ایک چیز کو رواج دینا تھا اس لئے بعد میں یہی نام یعنی ''دارالعلوم حقانیہ'' پڑ گیا۔

<u>دارالعلوم کے لئے ہماری خواتین کا حصہ:</u>

س: ایک بڑا اہم سوال آپ سے یہ ہے کہ عورتوں کی تعلیم کب تک ہے ہم نے جو تاریخ پڑھی ہے دارالعلوم حقانیہ کی اور خاص طور پر آپکی والدہ کی وہ یہ ہے کہ آپ کی والدہ تمام طلباء کرام کیلئے اپنے ہاتھوں سے کھانا پکاتی تھیں اور روٹیاں بناتی تھیں اور آپ لے کر جاتے تھے اور آپ کی اہلیہ حامدالحق صاحب کی ماں ہیں انہوں نے بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا تو یہ بتائیں کہ آپ کے خاندان کی عورتوں کا اس میں کتنا حصہ ہے؟

ج: دین کے اس پورے نظامِ تعلیم میں اور مدرسوں میں خواتین کا بڑا حصہ ہے ہر مدرسے کے مہتمم کے ہاں آپ دیکھیں گے تو بڑے ایثار سے کام ہوتا ہے اور ان کے گھر کی خواتین اس سلسلے میں اپنی لگن سے کافی جدوجہد کرتی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی یہی تھا کہ ثواب سمجھتے تھے حالانکہ جب یہ کام شروع ہوا تو نہایت محدود وسائل تھے اور ساتھ یہ تصور اور احتیاط بھی ہوتی تھی کہ ایک روپیہ بھی صحیح مصرف میں لگ جائے اور فالتو ایک آنہ بھی نہ لگے اور انتہائی قوت لایموت جس کو کہتے ہیں اس سے یہ نظام چلا ہے گھر والی خواتین کہتی تھیں کہ اگر نان بائی رکھا جائے اور تندور سے روٹی پکوائی جائے تو پھر ہم کو اس ثواب میں حصہ نہیں ملے گا۔ جو کام ملازمین ایک بڑے مطبخ اور کچن میں کرتے ہیں وہ خدمت ہمارے گھر کی خواتین انجام دیتی تھیں۔ تو ابتداء میں حالات ایسے تھے کہ میری والدہؒ دس دس تندور میں نے دیکھے کہ وہ لگاتی تھیں گھر میں بارش بھی برستی تھی چھت بھی نہیں ہوتی تھی کچا گھر تھا تو وہ بیچاری تین چار گھنٹے تندور سے روٹیاں لگا کر پکاتی اور میری دادی مرحومہ ضعیف بھی تھیں' آخر عمر میں بینائی بھی چلی گئی تھی لیکن وہ تلاوت کرتے ہوئے آٹا گوندھتی تھیں سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو آدمیوں کیلئے والدہ کھانا پکاتی تھیں اس طرح محنت سے انہوں نے خدمت کی ہے۔

تعدد ازدواج کا ایک مقصد تعلیم کا فروغ:

صحابیات کے زمانے سے آپ دیکھئے تو اسلامی نظام اور تعلیم پھیلانے میں خواتین کا بہت بڑا حصہ رہا ہے انھوں نے خود بھی تعلیم حاصل کی تعلیم پھیلائی بھی آدھا دین تو ہمیں ازواج مطہراتؓ سے بالخصوص حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملا ہے۔ یہ خواتین جمع بھی حضورﷺ کے آس پاس اس لئے کی گئی تھی کہ یہ تعلیم حاصل کر کے امت تک پہونچائیں یعنی کلاس اللہ تعالیٰ نے منتخب کر کے بٹھائی تھی وہ صرف ازدواجی زندگی نہیں تھی کوئی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ پیغمبر نامحرم خواتین کو ساتھ بٹھا کر ان کو پڑھائیں۔ اسلام نے مخلوط تعلیم کا یہ راستہ بند کیا جو ہمارے ہاں یہ مغرب زدہ لوگ چلاتے ہیں۔ اسلام نے پھر ایک طبقہ چنا خالص مختی اور ذہین خواتین کا ان میں بعض بہت ذہین تھیں بعض کچھ متوسط ذہن کی تھیں بعض کند ذہن بھی تھیں یہ اس لئے کہ کلاس میں تینوں قسم کے افراد کے لئے گنجائش ہو۔ وہاں سے تعلیم کا سلسلہ حضورﷺ کے ذریعے سے شروع ہوا حضورﷺ کی زندگی کا سب سے بڑا حصہ خواتین کے ذریعے سے امت کے سامنے آیا ہے۔

خواتین کی تعلیم سے اسلام کی عمارت استوار ہوئی:

خواتین نے تعلیم حاصل کی پھر خواتین نے آگے تعلیم دی بہت سارے مسائل اور نجی باتیں حیض نفاس کے مسائل اور ازدواجی زندگی کا مکمل نظام ہے طلاق نکاح اسی طرح گھر کے دیگر مسائل ہوتے ہیں وہ امت کو اس طریقے سے پہنچ گئے ہیں آدھی رات کو حضورﷺ کس طرح اٹھتے تھے، نماز وضو کیسے کرتے تھے تہجد کس طرح پڑھتے تھے یہ سب کچھ چھپا ہوتا، اگر ازواج مطہراتؓ ان تعلیمات کو نہ پھیلاتیں تو یہ بہت زیادہ بے بنیاد پروپیگنڈہ ہے کہ اسلام خواتین کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اسلام نے خواتین کے اوپر تعلیم کی ساری عمارت استوار کی ہے اور پھر جن تکالیف اور مشقت سے ہمارے اکابر نے بزرگوں نے یہ سلسلہ چلایا ہے تو اس میں ہماری والدہ کا، ماؤں کا، بہنوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

مولانا عبدالحق اخلاص وایثار کی ایک مثال:

میں نے خود سنا کہ ہمارے گھر پر تندور میں روٹی پکائی جاتی تھی کچا گھر تھا صحن نہیں تھا فرش نہیں تھا تو اس زمانے میں یہ کانٹے دار جھاڑیاں جو ہوتی ہیں نا، ببول بہت بڑے بڑے کانٹوں والی یہ لا کر اس وقت تندور میں ڈالی جاتی تھیں اور اس سے روٹی پکائی جاتی تھی گھر میں بھی آس پاس کانٹے بکھر

جاتے تھے ہم چھوٹے تھے اور ہر وقت بے احتیاطی سے بھاگتے دوڑتے تو وہ کانٹے چبھ جاتے والدہ صاحبہ کو بڑی پریشانی ہوتی تھی کہ یہ تو ہر وقت کی تکلیف ہے گھر میں یہ کانٹے اور یہ جھاڑیاں آرہی ہیں اور بچے بالکل چھوٹے ہیں لیکن میری والدہ صاحبہ والد صاحب کا اتنا احترام کرتی تھیں کہ اُن کو بے تکلف نہ کہہ سکتی تھیں کہ کانٹے بچوں کے پاؤں میں چبھ جاتے ہیں اس کا کچھ انتظام کرلیں.تو والدہ صاحبہ نے ہماری اس پریشانی سے مجبور ہوکر میرے خالو کو کہا وہ بھی بہت بزرگ آدمی تھے کہ مولانا صاحب اگر صرف روٹی پکوانے کا کام باہر کرادیں کہ سمیع الحق اوراس کا بھائی محمود الحق جو چھوٹے ہیں ہر وقت کانٹوں سے ان کے پاؤں زخمی ہوتے ہیں تو ہمارے خالوں نے والد صاحب کو کہدیا آپس میں بے تکلف تھے اور ہم زلف بھی تھے کہا کہ سمیع الحق کی والدہ کہتی ہے کہ یہ بڑی تکلیف ہے انہوں نے بڑی خاموشی سے بات سنی تو پھر اس کو سمجھایا کہ دیکھئے میں نے بہت غور کیا اب ایک کرایہ کا مکان چاہیے دوسرا کچا سا اس میں تندور لگائیں گے۔ پھر پکانے والا اس میں لائینگے اور پھر نانبائی رکھیں گے ستر اسی یا سو روپیہ کا حساب لگایا کہ یہ دارالعلوم کے خرچ ہوں گے اب ذرا سی محنت ہے اور ثواب بھی بڑا ملتا ہے ان کو کہو یعنی سمیع الحق کی والدہ کو کہ تکلیف برداشت کرلیں اگر سمیع الحق اور محمود الحق کے پاؤں میں کانٹے چبھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا' اجر دے گا یہ تکلیف برداشت کریں۔ یہ قربانی اور مشقت کی انتہا ہے نا وہ یہ سوچتے تھے کہ چندہ کے پیسے آئیں گے تو ضائع ہوں گے یا اضافی خرچ ہوں گے ہم خود یہ خدمت کیوں نہیں کرتے اس طرح بنیاد بہت بڑے اخلاص سے اور تکالیف سے رکھی گئی یہ بہت بڑی عمارت اور سٹرکچر قربانیوں اور پرخلوص جدوجہد کی برکت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سنٹرل ایشیا تک انقلاب کا ایک ذریعہ بنا دیا۔ مدارس تو ہزاروں اس سے بڑے بڑے بھی ہیں لیکن اس کی بنیاد میں وہ للّٰہیت اور اخلاص ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

دینی مدارس اور تعلیم نسواں:

س: کیا آج خواتین کے اس جذبے کو بڑھایا جارہا ہے کیا یہاں خواتین کیلئے کلاسز ہیں؟

ج۔ اب مدارس کا دائرہ بڑھایا جارہا ہے اس وقت ہمارا جو نظام ہے پورے پاکستان میں مدارسِ عربیہ کا تو اکثر جگہوں پر انہوں نے خواتین کی تعلیم پر بھی توجہ دی ہے خواتین کے مدارس کی شاخیں مدرسہ البنات قائم ہوئی ہیں.اس میں سرکاری سکولوں کے تمام کورسز بھی چل رہے ہیں اور درسِ

نظامی کے کورس میں کئی ہزار طالبات نے حصہ لیا ہے۔امتحانات ہورہے ہیں ملتان میں لاہور میں کراچی میں اور صوبہ سرحد میں بہت سارے مقامات پر مستقل شاخیں مدرسوں کے ساتھ خواتین کی بھی چل رہی ہیں وہ سکول کا نصاب پڑھنے کے ساتھ عالمات بن کر نکلتی ہیں تو خواتین کی تعلیم بھی ساتھ جاری ہے۔ہم محسوس کرتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ ساتھ ان پر بھی برابر محنت کرنی چاہئے خواتین کی دینی اور دنیوی تعلیم دونوں کا اہتمام ہو کہ انہی سے معاشرہ آگے چل کر استوار ہوگا اور بنے سنورے گا۔

<u>دارالعلوم حقانیہ ایک خواب کی تعبیر جو بڑھ چڑھ کر ظاہر ہو رہا ہے:</u>

س: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دارالعلومِ دیوبند کے برابر آپ کا دارالعلوم بڑا ہو گیا ہے اپنی اہمیت کے حساب سے جہاد میں اور مختلف شعبوں میں اس کی خدمات ہیں کیا آپ سمجھتے ہے کہ مولانا عبدالحقؒ نے جو کام شروع کیا تھا ایک چھوٹی سی مسجد کے اندر سے کیا وہ پورا ہوتا نظر آتا ہے یا اور کئی منازل طے کرنی ہیں؟

ج: یہ میرے دادا مرحوم یعنی مولانا عبدالحق صاحبؒ کے والد صاحب کا بھی ایک تصور اور خواب تھا۔اس زمانے میں اتنا علم کا زور وشور نہیں تھا۔میرے دادا جی مولانا الحاج معروف گلؒ اپنے وقت کے متعارف علماء کرام میں سے نہیں تھے اگر چہ علم کی بنیادی چیزیں انہوں نے حاصل کی تھی اور خطبہ جمعہ بھی دیتے تھے نماز بھی پڑھاتے تھے لیکن تھے کاروباری آدمی' ہمارے آباؤ اجداد کی زمینداری تھی' خود مال مویشیوں اور لکڑیوں کا کاروبار بھی کرتے تھے تو دادا جی بڑے محنتی آدمی تھے۔ایسے حالات میں کہ ماحول نہیں تھا انہوں نے ایک بیٹے کو وقف کیا علم دین کے واسطے۔میری دادی فرمایا کرتی تھیں کہ مولانا عبدالحق کے والد صاحب بہت خوش تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے خود اس کو مدرسہ میں داخل کیا ہے اللہ تعالیٰ اس (عبدالحق) کو گل گلزار بنادے۔دادا جی میری دادی کو کہتے تھے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پودے کو ایک بڑا گلشن بنادے۔یعنی مجھے دادی اس وقت کہتی تھی کہ وہ دادا جی کا خواب اللہ تعالیٰ نے پورا کیا اور مولانا نے جو خواب دیکھا تھا وہ بار بار کہا کرتے تھے

<u>ماڈریٹ مولوی پیدا کرنے کی حسرتیں:</u>

جب ملک تقسیم ہو گیا دیوبند اور دوسرے مدارس وہاں رہ گئے تو بڑے تر نگ میں آ کر یہ گورنر جنرل کہتے تھے کہ ہم لوگ ایسے علماء نہیں نکلنے دیں گے۔دیوبند والوں کی طرح مدارس ماڈرن ہونگے

اور ہماری مرضی پر چلیں گے والد صاحب نے کہا کہ میرے دل میں ہوک اٹھتی تھی کہ یا اللہ ان کی یہ باتیں غلط ثابت کردے کہ دیوبند کی کمی کی تلافی اور خلاء پر ہو جائے۔ یہ حسرتیں حکمرانوں کی یعنی ماڈریٹ مولوی پیدا کرنا اور سرکاری آدمی پیدا کرنا۔غرض ماڈریٹ اور غیر ماڈریٹ کی باتیں اس وقت سے چل رہی تھیں۔مولانا صاحبؒ بظاہر خاموش تھے ظاہر تو وہ نہیں کرتے تھے لیکن میرا ذہن کہتا ہے کہ ان کی خاموشی سمندر کی طرح گہری تھی للّٰہیت شوق اور جس انداز میں وہ دعا کرتے تھے مدارس کے لئے ان کے علماء کرام کیلئے رات دن اسی سوچ میں رہتے تھے۔تو جو خواب مولانا صاحبؒ کا تھا اللہ تعالیٰ نے وہ پورا کردیا اس سے زیادہ بڑھ چڑھ کر تعبیر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کردی۔

بغل میں بخاری شریف اور کاندھوں پر سٹنگر:

ایک مرتبہ حضرت بڑے وجد میں تھے جب مجاہدین روس کے خلاف جہاد میں سبقت حاصل کررہے تھے اور یہاں ہمارے ہاں آتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو فتوحات دے رہا تھا سٹنگر میزائل مجاہدین کے ہاتھوں میں تھے اور جہاز پر جہاز گرا رہے تھے سپر پاور سے لڑ رہے تھے تو حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب دیکھا تھا کہ میرے شاگردوں کے ہاتھوں میں بخاری شریف، ترمذی شریف یہ کتابیں ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ یہ دین پھیلائیں گے لیکن یہ تو میرے سوچ میں نہیں تھا کہ بخاری شریف ان کے بغل میں ہوگی اور سٹینگر میزائیل ان کے کندھوں پر ہوگا اور ایک بڑی سپر پاور کو وہ ختم کریں گے' جہاز گرائیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کا وہ خواب اس سے بڑھ چڑھ کر پورا ہوا ہے

ہم اسی خواب کے بناؤ سنگھار میں لگے ہیں:

س: کیا اب آنے والے وقتوں میں بھی یہاں سے قافلے نکلتے رہیں گے۔

ج: یہ تو وہی خواب ہے ہم حسین وجمیل انداز سے دیکھتے ہیں اس کو بنانے سنوارنے میں لگے ہوئے ہیں ہم نے بھی اپنی زندگی الحمدللہ اسی گلشن کے بناؤ سنگھار میں لگادی نہ اپنے کسی کاروبار نہ کسی اور چیز پر توجہ دی ہے اور اسی کام میں اللہ تعالیٰ نے لگایا ہوا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی اور بھی حفاظت کرے گا اور اسے پھیلائے گا۔ابھی سنٹرل ایشیا اور کئی ممالک میں دینی خدمت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔بہت تشنگی ہے وہاں ناظرہ قرآن مجید تک کیلئے مسلمان پیاسے ہیں.آٹھ نو ریاستیں ہیں تمام پیاسی ہیں۔ہم یہاں تعلیم پھیلانے کے میدان میں علماء کرام کو تیار کرتے ہیں مصنفین اور دعاۃ

تیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ سے بہت کام لیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی بہت کام لے گا۔ہمارے پاس تو یہ سب کچھ علم وہاں خراسان سے تاجکستان سے ثمرقند بخارا اور دشنبے سے آیا ہے ان کا ہم پر حق ہے کہ وہ ہم پورا کر کے لوٹا دیں۔ یہ امام بخاریؒ کی کتاب صحیح البخاری۔جامع ترمذی صحاح ستہ کی تمام کتابیں اور تقریباً فقہ کے تمام ذخائر اسی علاقے سے آئے ہیں۔

<u>میرا خواب؟ علم جہاں سے آیا وہاں لوٹ کر اسے بھی منور کردے:</u>

س: حضرت! آپ کا کیا خواب ہے؟

ج: میرا خواب یہ ہے کہ جہاں سے اسلام آیا ہے ان کا کورس ان کے علوم ان کے معانی ہم بنا رہے ہیں سیکھ رہے ہیں پڑھا رہے ہیں پھیلا رہے ہیں تو یہ تمام علوم اس خطے تک جہاں سے یہ آئے ہیں لوٹا دیں یہ قرض چکا دیا جائے۔ تمام خطے اسلامی علوم سے پھر گونج اٹھیں جس طرح بخاریؒ سمرقند امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً کے زمانے میں علم کا معدن اور گہوارہ تھا۔ ظالم سرخ سامراج نے ظالم روس نے سویتیوں نے اور کمیونسٹوں نے اسلامی تشخص تباہ کر کے رکھ دیا اس تشخص کی بحالی کے لئے ہماری حسرت ہے کہ دارالعلوم ایک بہت بڑا مؤثر کردار ادا کرے اور ایک بہت بڑا مرکز ثابت ہو جائے۔

<u>جہاد خاندانی روایت:</u>

س: حضرت! کچھ دن پہلے میں یہاں اکوڑہ خٹک آیا تھا اور میں یہاں کے قبرستان میں گیا وہاں پر میں نے دیکھا کہ آپ کے خاندان کی بہت سے قبریں ہیں اور کچھ پر تاریخ لکھی ہوئی تھی اور کچھ ایسی قبریں تھیں جن پر نشانات تو تھے لیکن یقین سے انسان نہیں کہہ سکتا کہ یہ کس کی ہے اور اب پتا یہ چلا ہے کہ آپ کا خاندان جو ہے وہ صدیوں سے یکے بعد دیگرے جہاد میں شریک ہے کسی نہ کسی حوالے سے۔تو کیا آپ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ قبرستان آپ کی قبروں سے بھرتا جائے بھرتا جائے اور یہ جہاد جاری رہے کیا یہ آپ کی خاندان کی روایت ہے؟

ج: جناب! موت تو ویسے بھی آتی ہے قبرستان تو بھرتے رہتے ہیں جو مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے انسان تو قبر میں جاتا ہے پھر جب انسان مجاہد مبلغ داعی اور شہید بن کر قبر میں جائے تو یہ خوشی کی بات ہے یہ تو زندگی کی بقاء کا ذریعہ ہے یہی جہاد ہیں۔

مولانا عبدالحق ؒ کا خاندانی پس منظر:

س: حضرت! کیا آپ کے والد صاحب نے بھی عملی جہاد میں حصہ لیا؟

ج: ہم لوگ محمود غزنویؒ کے ساتھ یہاں آئے تھے جو ہمارے بزرگ ہیں جو ہمیں اندازہ لگتا ہے اور تاریخ سے ثابت ہے کہ ہم سلطان محمود غزنویؒ کے ساتھ آئے جو افغانستان سے یہاں ہندوستان آیا تو ان کے ساتھ کافی لوگ مجاہد بن کر یہاں آئے تھے تو پھر یہاں رہ گئے ہوں گے تو گویا وہاں سے بغرض جہاد یہاں نقل مکانی ہوئی۔ ہندوستان میں تو الحمدللہ بطور مجاہد ہمارے بزرگ آئے تھے پھر جب بھی اسلام کفر سے برسر پیکار ہوا تو ان لوگوں نے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہم نے سنا ہے کہ ہمارے دادا صاحبؒ نے جہاد میں کافی حصہ لیا حاجی صاحب ترنگزئی یہاں آتے تھے ٹھہرتے تھے ان کے لئے یہ لوگ چندے کرتے تھے انگریز کے خلاف بڑی جدوجہد ہوئی۔ اسی طرح سارے مرحلوں میں ہمارے بزرگوں نے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سید احمد شہیدؒ کا جہاد یہاں سے شروع ہوا ہے تو لازماً اس وقت ہمارے جو بزرگ ہوں گے تو وہ زور شور سے اس میں شریک رہے ہوں گے پھر آزادی کی جنگ میں بھی سارے افراد برابر کے حصہ لیتے رہے تو گویا الحمدللہ نسلاً یہ چیز ہمارے خون میں شامل رہی ہے۔ علم درس تدریس جدوجہد آزادی اور جہاد۔

سید احمد شہیدؒ کا جہاد اور دارالعلوم حقانیہ:

س: حضرت! ہم نے آپ کے قدیم گھر پر وہ بیٹھک بھی دیکھی جہاں پر حضرت بیٹھتے تھے اور برصغیر کے تمام نامور علماء کرام وہاں پر آتے تھے سیاست بھی اور مذہب بھی سب کچھ وہاں پر طے پایا اور ایک تاثر یہ ملتا ہے کہ سید احمد شہیدؒ نے جو بیج بویا تھا وہ مولوی عبدالحق صاحب نے وہاں سے اس کو اٹھایا اور اس کو ایک شجر بنایا تو اب اس میں اس خاندان کا بہت سا خون جو ہے وہ اس سے سینچا گیا ہے آپ اس کے متعلق ہمیں بتائیں کہ آپ کے دادا مرحوم کہاں سے ہیں ذرا وضاحت سے بتائیں؟

ج: ہمارا یہ جو قافلہ چلا ہے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کا ہندوستان سے جنہوں نے یہاں تک آنے کے لئے ایک بہت بڑا لانگ مارچ کیا ہے۔ یہ ماؤزے تنگ کا لانگ مارچ کچھ بھی نہیں ہے اس کے مقابلے میں جگہ جگہ پڑاؤ کیا قیام کیا اس کے پورے نقشے بنے ہیں کس طرف سے گزرے ہیں، قیام کیا۔ تو ایک عجیب چیز سامنے آئی ہے کہ جہاں بھی سید احمد شہیدؒ نے اور مجاہدین نے قیام کیا تھا

وہاں پر بعد میں دینی اثرات جہاد اور علم کے گویا چشمے پھوٹ پڑے۔

سید احمد شہید کی جنگ اکوڑہ خٹک:

دارالعلوم دیوبند جہاں ہے وہاں کوڑا کرکٹ کا ڈھیر تھا لوگ ساری غلاظت یہاں پھینکتے تھے اس کے قریب حضرت سید احمد شہیدؒ کے فوج نے قیام کیا وہاں بھی انہوں نے کہا کہ مجھے علم کی خوشبو آتی ہے اس جگہ ان لوگوں کی وجدانیت اور روحانیت اتنی تھی کہ اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ تو ایک دائرے میں اگر پورا نقشہ بنا ہے تو جہاں جہاں انہوں نے قیام کیا ہے' پڑاؤ کیا ہے ان شہروں کے حالات دیکھیں تو وہاں دینی احیاء اور غلغلہ اور ولولہ سب چلا ہے تو پھر ان کا مشن اور ٹارگٹ یہی افغانستان سے ہوتے ہوئے سرحد تک پہونچا یہاں انگریز، سکھ حائل تھے تو اس درمیانی قوت سکھوں کو پاش پاش کر کے پھر انگریز پر حملہ کرنا تھا۔ معرکہ اکوڑہ ایک مستقل باب ہے اور اس کی تفصیلات آپ تاریخِ اکوڑہ اور تاریخ سید احمد شہیدؒ وغیرہ میں دیکھ سکتے ہیں۔ سید احمد شہیدؒ اور ان کے قافلے کا پڑاؤ بھی اسی جگہ کے آس پاس تھا جہاں دارالعلوم بنا ہے اس وقت آبادی اتنی وسیع نہیں تھی اندر ایک قلعہ تھا جس میں سکھ تھے۔ سردار رنجیت سنگھ کا بھائی سردار بدھ سنگھ دس ہزار سکھوں کے ساتھ مقابلے کیلئے آیا تھا تو انہوں نے رات کو یہاں قیام کیا کھڈوں میں' برساتی نالوں میں' دریائے کابل پار کر کے آئے اور رات کو شب خون مارا اور پھر اس احاطے میں بڑی جنگ ہوئی اس میں کافی لوگ شہید ہوئے۔ ستر شہداء کا تعلق تو صرف ہندوستان سے تھا۔ حضرت سید احمد شہیدؒ نے لسٹ بھیجی اس لئے ان کے نام محفوظ رہ گئے ان کی تفصیل خطوط کے ذریعے بھیجی تھی کہ یہ ستر افراد اس رات اللہ کی راہ میں کام آئے اس کا مطلب یہ ہے جو یہاں اس علاقے کے آس پاس کے یا ہمارے بزرگوں وغیرہ کے لوگوں نے ساتھ دیا ہوگا تو ان کی تفصیل تو ہندوستان بھیجی تھی گویا سینکڑوں آدمی اس رات شہید ہوئے ہیں تو ان سب کی قبریں یہاں ہیں ہمارے یہاں جگہ جگہ لوگ کہتے ہیں یار شہید بابا ہے شہید بابا تو وہ شہید بابا وہی شہداء ہیں جنکے اصل نام معلوم نہیں ہیں لیکن اس وقت سے لوگوں نے دیکھا کہ شہداء کی قبریں ہیں۔ دارالعلوم کے آس پاس بھی میں سمجھتا ہوں کہ وہ خون جو شہادت کا اور جہاد کا یہاں جذب ہوا تو اس سے گویا اللہ تعالیٰ نے بیج بونا تھا یہ تقریباً 1830,31,32ء کی بات ہے اور دارالعلوم حقانیہ 1947ء کو وجود میں آیا تو سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے خون کا بیجا ہوا بیج بار آور بنایا اس بیج کو اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں باہر نکال

دیا اور دارالعلوم حقانیہ اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ قائم کیا جس کو آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے سامراج کیلئے سدراہ بنانا تھا یہ اللہ تعالیٰ کے غیبی نظام ہوتے ہیں۔تو میں سمجھتا ہوں یہ بھی اسی خون کا اوراسی جہادوشہادت کاتسلسل ہے جو ماسکوتک پہنچ گیا ہے۔(افغان وارمیں)ماسکوکواس نے توڑا ہے اوراب ایک بہت بڑا سفید سامراج اس جہاد کی زد میں ہے۔ساری دنیا سے چھوٹ کرافغانستان کی طرف آرہے ہیں۔ایک بہت بڑی قوت تباہ وبرباد ہوجانے کے بعداب امریکہ کو پڑی ہے اس کی آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں' پٹی لگی ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ اتنی بڑی سپر پاور تباہ ہوگئی ہے میں کیوں وہاں جاؤں جیسے موت کے گڑھے میں کوئی جاتا ہےاور شاید یہ امریکی سامراج بھی جس طرح یہاں آیا ہے۔

شہید کا خون یا ایٹمی بھاری پانی:

اندازہ یہ ہے کہ وہ خون بڑا بھاری خون ہے۔یعنی ایٹم بم بھاری پانی مانگتا ہےتو ہمارا پانی اصل میں شہید کا خون ہوتا ہے ان کو تلاش بھی بھاری پانی کی ہے۔وہ ایٹم بم سے فتح حاصل نہیں کرسکتا ہےلیکن ہمارے علماء بھاری پانی (خون) دینے کے لئے بھی تیار ہیں' دینی تعلیم کی برکت سے تربیت کی برکت سے جو شہید کا خون ہے بالکل مرتا نہیں بجھتا نہیں۔آپ اب سمجھ گئے ہوں گے کہ دارالعلوم حقانیہ کی کتنی اہمیت ہے۔دو بڑی طاغوتی طاقتوں کی تباہی کا اللہ تعالیٰ اس کو ذریعہ بنا رہا ہے جبکہ ایک کا بنادیا ہے۔

ایک شہید تاجکستانی طالبعلم کی قبر:

س: حضرت! یہ بتائیں کہ ایک قبر ہم نے حقانیہ کے اندر دیکھی اور وہ ایک طالبِ علم کی تھی جو گزشتہ سال شہید ہوگیا تھا یہ پتہ چلا ہے کہ اس کا ایک بھائی بھی یہاں تک آیا تھا اس نے جامِ شہادت نوش کیا۔یہ کیا جذبہ ہے کہ تاجکستان قازغستان اوران جگہوں سے لوگ دارالعلوم حقانیہ ہی آتے ہیں۔

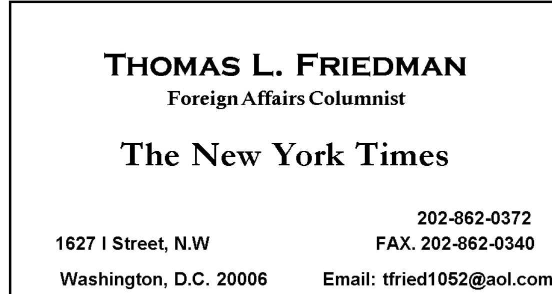
ج: مسلمان کی فطرت میں بس ایک تو تحصیل علم کا جذبہ ہے۔مسلمان کی فطرت میں شامل ہے کہ میں مسلمان ہوں تو وہ سمجھنا چاہتا ہے کہ مسلمانی کیا چیز ہےاور اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کے احکام کیا ہیں ہمارے لئے کیا ہدایات ہیں تا کہ وہ معلوم کر کے قرآن وسنت دیگر اور اسلامی علوم واحکام کو عملی

زندگی میں لائیں اس لئے مسلمان سب سے ضروری یہ سمجھتا ہے کہ اسلامی علوم حاصل کرے۔اب افغانستان اور تاجکستان وغیرہ کا نظام تو بکھر چکا تھا' معیار تعلیم اچھا ہونے کی وجہ سے اس کی شہرت بہت پہنچ چکی تھی وہاں کے لوگ بھی اچھے'ادارہ بھی اور اچھی تعلیم گاہ کو دیکھتے ہیں ناجی یہاں سے لوگ جب یورپ جاتے ہیں نام کی شہرت کی وجہ سے آکسفورڈ جاتے ہیں اور ہر مشہور یونیورسٹی جاتے ہیں یا امریکہ جاتے ہیں تو اس کی مقبولیت ماحول محنت سادگی اور قناعت کا ماحول یہ سب چیزیں ہمارے مدارس میں موجود ہیں۔

دی نیویارک ٹائمز

ملاقات: تھامس ایل فریڈمین (فارن آفیئرز کالمسٹ)

انٹرویو: 8 نومبر 2001ء



THOMAS L. FRIEDMAN
Foreign Affairs Columnist

The New York Times

1627 I Street, N.W
Washington, D.C. 20006

202-862-0372
FAX. 202-862-0340
Email: tfried1052@aol.com

پیپسی کی بوتل اور سات ٹن کا بم:

س: پاکستان میں اور دیگر مسلمان ملکوں میں پیپسی اور کوکا کولا جو ہماری امریکی مصنوعات ہیں، کو لوگ قبول کر لیتے ہیں لیکن ہماری پالیسی کیوں نہیں قبول کرتے؟

ج: اچھی چیز کو لوگ قبول کرتے ہیں اور بری چیز جیسے زہر ہے اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ پالیسی بھی زہر ہے اور یہ مشروبات بظاہر میٹھی چیز ہے۔ آپ پیپسی کی بوتل اور سات ٹن بم ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ آٹے کی بوری بھی پھینک رہے ہو اور ساتھ بم بھی پھینک رہے ہو۔

عالم اسلام کی حامی بے بسی اور مجبوری:

س: اچھا تو آپ نے ہمیں یہ تو بتا دیا کہ امریکہ کی کیا خامیاں ہیں اور میں آپ کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں اب میرا آپ سے ایک اور سوال ہے کہ عالم اسلام میں کیا خامیاں ہیں؟

ج: عالم اسلام میں خامیاں یہ ہیں کہ وہ مجبور ہے اور استعماری طاقتوں کے شکنجے میں ہے ان

ممالک کے حکمران آپ کے نمائندہ لوگوں اور حکمرانوں کے حامی ہیں۔ ہر جگہ چاہے پرویز مشرف ہو الجزائر ہو ترکی ہو' وہ آپ کے مفادات کے تحفظ میں لگے رہتے ہیں' تو عالم اسلام میں بذات خود کوئی خامی نہیں ہے اگر آپ کا حامی یہ نمائندہ طبقہ ہٹ جائے تو پھر آپ امت مسلمہ کا اتحاد اور یکجہتی دیکھ لیں گے۔ جہاں ہمارا تیل نکل رہا ہے وہ بھی آپ لوگوں کی وجہ سے ہم نہیں نکال سکتے' بے بس ہیں ہم آپ کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیتے ہیں ہم اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے ایک دوسرے پر جارحیت نہیں کریں گے اگر سپر پاور کو یہ نشہ ہو کہ صرف مجھے دنیا میں رہنا ہے اور سب لوگوں کو غلام بنا کر اور استعماری سسٹم اور کالونی سسٹم بنا کر اپنی تھانیداری قائم کرلوں تو یہ جنگ قیامت تک جاری رہے گی۔ مثلاً اگر میں یہاں سے ارادہ کروں کہ فلاں گھر پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں میری نظریں بری ہوں تو گھر کا مالک تو اس کی حفاظت کے لئے آخر دم تک لڑتا رہے گا تو اب آپ کے اس ارادے اور عمل کو کوئی دہشت گردی نہیں کہتا اور وہ بے چارہ جو اپنا حق بچانے کے لئے جدوجہد کرتا ہے' اس کو دہشت گرد کہتے ہیں۔ یہ فرق ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کا جرم کیا ہے:

س: مولانا! آپ کا جو دارالعلوم ہے اسے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کاش! میں نے اسے اس وقت دیکھا ہوتا جب یہاں طلبہ زیادہ ہوتے اور چھٹیاں نہ ہوتیں۔

ج: یہ دارالعلوم خالص ایک اصلاحی اور تعلیمی ادارہ ہے' نہ اس میں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے نہ فرقہ واریت کی۔ ہمارے ہاں مکاتب فکر کے اختلاف پر بھی زور نہیں دیا جاتا اور نہ دیوبندیت بریلویت کے اختلافات ابھارے جاتے ہیں۔ البتہ خالص سنی حنفی تعلیمات اور قرآن وسنت پر زور ہوتا ہے۔ اس دارالعلوم کا جرم یہ ہے کہ یہاں سے جو ہزاروں علماء نکلے تھے تو روس نے جب افغانستان پر قبضہ جمایا اسکے خلاف وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم نے انہیں نہیں اٹھایا۔ اسی جنگ کو جہاد کو' قربانیوں کو' وہ منطقی نتائج تک پہنچانا چاہتے تھے کہ ملک میں امن قائم ہو' خانہ جنگی ختم ہو اب یہ (سٹوڈنٹس) طالبان ان کی بھی جدوجہد یہی ہے کہ وہ قربانی ضائع نہ ہو۔

شمالی اتحاد کی حقیقت:

س: شمالی اتحاد کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: افغانستان کے یہ لوگ ایک مختصر سی پاکٹ میں جمع ہیں' افغانستان بہت بڑا ملک ہے۔ اس میں ایک چھوٹا سا خطہ رہ گیا ہے جو بھگوڑے تھے' طالبان کے آنے سے ان کے اقتدار کو خطرہ لاحق تھا یا وہ چھین لیا گیا۔ وہ اقتدار اگرچہ برائے نام تھا صرف ایک آدھ شہر پر تھا مگر باہر کے قوتوں نے ان کی پشت پناہی کی' ہم نے بہت کوشش کی ان سے بات کی بار بار مذاکرات کیئے کہ آپس میں جھگڑے ختم کرو' ان میں ایک احمد شاہ مسعود تھا' جس کی پشت پر بیرونی طاقتیں اسرائیل' بھارت اور فرانس تھا' حقیقت میں وہ الائنس تھا ہی نہیں بعد میں دوستم اس میں شامل ہوا۔ اب بھی وہ ایک دوسرے کو بالکل برداشت نہیں کرتے۔ متبادل حکومت میں ظاہر شاہ کا نام آتے ہی آپس میں لڑتے ہیں۔ جنرل فہیم کا نام آتا ہے' دوستم کا آتا ہے' تو بھی واویلا کرتے ہیں تو اتنی سی جگہ میں وہ کئی گروپ ہیں اور ماریں گے ایک دوسرے کو' تو پورے افغانستان کو پھر وہی قتل گاہ بنا دیں گے۔

افغانستان کی تازہ صورتحال اور عالم اسلام کی مجموعی حالتِ زار اور مستقبل کے بارے میں مولانا سمیع الحق صاحب کا تفصیلی انٹرویو

انٹرویو: 12 نومبر 2001ء

مغربی ممالک کے کئی صحافیوں کے ساتھ اسلام آباد کا روزنامہ ''اوصاف'' بھی انٹرویو میں شریک تھا جس نے اسے رپورٹ کیا۔

<u>روزنامہ اوصاف کا افتتاحیہ</u>

اکوڑہ خٹک کا دارالعلوم حقانیہ برصغیر میں اپنی نوعیت کا واحد علمی ادارہ ہے جس کے علم وفضل کی دھاک پوری دنیا پر ہے اور اس کی بہادری کا لوہا شرق وغرب اور شمال وجنوب مانتے ہیں۔ تل ابیب، واشنگٹن، ماسکو اور دہلی اس کے خوف سے لرز اٹھتے ہیں۔ عالم اسلام کو اسی دارالعلوم نے طالبان جیسی طاقت عطا کی۔ اسی دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق کی سربراہی میں پاکستان اور افغانستان کے دفاع کی جنگ لڑی جارہی ہے اور حکومت پاکستان نے انہیں نقض امن کے تحت نظر بند کردیا ہے۔ اس نظر بند دینی وسیاسی رہنما کے انٹرویو کے لئے ہمارے میاں طاہر محمود اور عابد ظہور ملک سرگرم ہوئے اور اکوڑہ خٹک میں انہوں نے مولانا سے تاریخی انٹرویو کیا جس کا ملکی سیاسی تاریخ میں ہمیشہ حوالہ دیا جاتا رہیگا یہی تاریخ ساز انٹرویو آپکی نذر کیا جاتا ہے۔

کامیاب پہیہ جام ہڑتال:

اوصاف: 9 نومبر کی ہڑتال میں مکمل پہیہ جام کیوں نہ ہوسکا؟

مولانا سمیع الحق: ہڑتال کی کال پر 80 فیصد انتہائی کامیاب پہیہ جام اور شٹر ڈاؤن ہوا۔ حکومت نے بہت کوشش کی تھی اور اسے اطمینان تھا کہ 10 فیصد بھی نہیں ہو سکے گا' حکومت نے ٹرانسپورٹروں اور تنظیموں پر جو دباؤ ڈالا آپ نے دیکھا مسلسل گورنر اور بڑے عہدیداران انہیں پریشرائز کر رہے تھے' پورا پورا خبرنامہ اس پر چلاتے رہے' ہمیں تو محسوس ہونے لگا تھا کہ شاید ایک فیصد بھی کامیاب نہ ہوسکے لیکن میں نے خود دیکھا پہیہ جام ہوا۔ کہیں کہیں کوئی ٹرک یا چھوٹی ویگنیں چلی ہیں تو وہ دباؤ بھی تھا۔ اور اتنا پہیہ تو ہر حال میں چلتا ہی رہتا ہے' جنوبی پنجاب کے خطے میں ایک ایک علاقے کی خبر آئی ہے کہ وہاں مکمل پہیہ جام رہا وہ علاقہ بیدار ہوگیا ہے' پہلے بیداری لاہور سے اٹھتی تھی اب بھی لاہور میں شٹر ڈاؤن ہوا لیکن سرائیکی علاقے میں تو بہت بیداری آ گئی ہے ایک گاؤں نے کتنی قربانیاں دی ہیں' اس سے معلوم ہورہا ہے کہ پنجاب اب بیدار ہورہا ہے۔ سرائیکی پٹی نے تو پورے پنجاب کا حق ادا کردیا۔

دفاع افغانستان و پاکستان اتحاد کونسل:

اوصاف: کونسل میں کچھ اختلافات بھی سننے میں آئے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: کوئی نہیں ہے جی۔ کچھ لوگ الگ الگ مظاہرے بھی کرنا چاہتے تھے۔ جے یو آئی ایف اور جماعت اسلامی ہم نے کہا کہ کرو۔ وہ اپنی جماعتوں کا تشخص رکھنے کی بات کر رہے تھے ہم نے منع نہیں کیا لیکن کہا کہ سارے اکٹھے ہوں اس کا فائدہ سب کو ہوگا۔ دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کی طرف سے سب کچھ ہورہا ہے باہمی مشاورت سے اب بھی میری خواہش ہے کہ کوئی جماعت ازخود کال نہ دے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو اتفاق رائے پر مبنی نہ ہو کیونکہ اب یہ طویل جنگ ہے جسے کامیابی سے ہمکنار ہونا ہے۔ میں نے سب سے کہا کہ خدا کے لئے کچھ عرصے تک سب کچھ چھوڑ دیں پہلے پہل کچھ ایسی باتیں چل رہی تھیں کوئی ایک آدھ جماعت لیکن الحمدللہ منصورہ میں جو اجلاس ہوا اس نے اور بھی سب کو متفق کردیا اور مجھے سو فیصد مضبوط کردیا' نورانی صاحب اور سب لوگوں نے عبدالغفور حیدری' علامہ ساجد میر نے کہا کہ مولانا نے ایک کام شروع کیا ہے اخلاص سے اور اسے اللہ تعالیٰ نے

کامیابی دے دی ہے اب قوم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہے اوران کے ساتھ چلیں گے' منصورہ میں اجلاس ہوا۔ وہ الٹا میرے حق میں بہتر ثابت ہوا۔ انہوں نے کوئی ایسی بات چھیڑی نہیں تھی لیکن ان کا مقصد تھا کہ جو چھ جماعتی اتحاد (ایم ایم اے) بنایا ہوا تھا ملکی سیاسی تبدیلی اور انتخابات کے لئے لیکن وہ اتحاد تو آگے چلا ہی نہیں تھا کیونکہ مختلف جماعتوں نے اپنے اپنے طور پر پھر کام شروع کر دیا۔ مولانا نورانی کا موقف تھا کہ جماعت اسلامی نے جو انتخابات میں ہر جگہ حصہ لیا اس کیلئے اعتماد میں نہیں لیا گیا اور اسی طرح علامہ ساجد میر نے بھی۔ بہرحال ہم نے کہا کہ یہ اتحاد بھی اپنی جگہ ضروری ہے' نورانی صاحب اور سب نے کہا کہ اس اتحاد کا کونسل سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور نہ اس کی متبادل کوئی چیز بنائیں گے اور ساری جدوجہد اسی پلیٹ فارم سے ہوگی ۔ اس کونسل میں سنی' بریلوی' اہل حدیث جہادی۔ (سب شامل ہیں)

<u>''مسئلہ جہاد'' پر سب نے لبیک کہا:</u>

اوصاف: شیعہ تو ابھی نہیں آئے؟

مولانا سمیع الحق: شیعہ حضرات کو میں نے دعوت دی تھی' علامہ ساجد نقوی صاحب سے گزارش کی تھی کہ یہ قومی آزادی اور سلامتی کا مسئلہ ہے اس کو دینی نقطہ نظر سے ہٹ کر دیکھنا چاہیے' اس کے لئے اگر ملک کی کوئی غیر مسلم اقلیت شامل ہوتی ہے تو ہمیں خوشی ہوگی۔ یہ معمولی بات نہیں ہے امریکہ ہر چیز تہس نہس کرتا جا رہا ہے' اس نے یہ تو نہیں دیکھنا کہ دیوبندی تھا' سنی تھا' شیعہ تھا' اس میں من حیث الپاکستانی جو بھی پاکستان کو اپنا گھر سمجھتا ہے اسے اس جدوجہد میں ہمارا ساتھ دینا چاہیے علامہ ساجد نقوی نے کہا بھی تھا کہ ہاں میں کوشش کروں گا کسی کو بھیج دوں گا میں نے کہا آپ خود آئیں۔ اب بھی مجھے خوشی ہوگی کہ وہ اس جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیں' اقوام متحدہ کی مانیٹرنگ وغیرہ کا جو سلسلہ چلا تھا تو ہم نے سوچا کہ دینی جماعتوں کی حد تک ان مسائل کو محدود نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ تاثر آرہا تھا کہ چند دینی جماعتیں یہ کام کر رہی ہیں میں نے سیاسی پارٹیوں سے بھی رابطے کئے۔ میں کراچی گیا ایم کیو ایم دونوں گروپوں سے ملا' ان کے سامنے صورتحال رکھی' جاوید ہاشمی' راجہ ظفر الحق اور چودھری شجاعت حسین سے بھی رابطہ کیا' میاں اظہر سے بھی بات کی' مخدوم امین فہیم سے بار بار بات کی' ان کے سید تاج حیدر سے بھی' اعجاز الحق وغیرہ کو بھی صورتحال بتاتا رہا' مقصد ہمارا یہی تھا کہ یہ صرف دینی جماعتوں

تک ہی نہیں ہے یہ جنگ ہم نے اکٹھے لڑنی ہے' اس میں سب شامل ہو گئے الحمدللہ نوابزادہ نصر اللہ بھی بڑے کھلے دل سے' اے آر ڈی میں ہوتے ہوئے بھی پیپلز پارٹی سے دوستی خطرے میں ڈال کر ہماری میٹنگوں میں آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو جہاد کا مسئلہ ہے' اس نازک امتحان میں ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

نوابزادہ نصر اللہ کی شرکت:

اوصاف: نوابزادہ کب سے جہادی ہوئے؟

مولانا سمیع الحق: نوابزادہ کا ذہن ابتداء سے جہادی ہے ہمارے دیوبند کے جید علماء کے ساتھ تھے' سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کے خاص چیلے تھے' مجلس احرار میں تھے۔ ہمارے علماء دیوبند جو جہدوجہد آزادی کر رہے تھے ان کے ساتھ تھے بعد میں جمہوریت کی رو میں بہت زیادہ بہہ گئے۔ ان سے میں نے کئی دفعہ کہا کہ جمہوریت سے آپ کو کیا ملے گا کبھی پیپلز پارٹی آئے گی اور کبھی وہ آئے گا۔ آپ اپنی دینی قوتوں اور جہاد کی جنگ لڑیں تو وہ ہنس دیتے ہیں' کہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں' جاوید ہاشمی بھی ہماری میٹنگ میں آئے ان کا منشور تھا کہ دفاع افغانستان کونسل میں لفظ پاکستان کو بھی شامل کریں' ابتداء میں دفاع افغانستان کونسل ہی تھی پھر ان کی تجویز پر یہ دفاع افغانستان و پاکستان کونسل بنی۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں' اسی میٹنگ میں راجہ ظفر الحق اور نوابزادہ بھی تھے' ایم کیو ایم کے آفاق احمد بھی تھے' الطاف حسین کی اپنی کوئی مجبوریاں ہیں وہ وہاں بیٹھا ہوا ہے۔

ایک ورلڈ ٹریڈ سنٹر اڑا کر دس ورلڈ ٹریڈ سنٹر بنانے کا منصوبہ:

اوصاف: مولانا! آپ نے کہا کہ یہ پاکستان اور افغانستان کے بقاً کی جنگ ہے تو کیا پاکستان کو بھی اسی طرح کے خطرات درپیش ہیں جیسے افغانستان کو ہیں؟

مولانا سمیع الحق: پاکستان کو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ خطرات درپیش ہیں۔ اس پر تو قیامت گزرنا تھی گزر گئی۔ وہاں کیا رکھا ہے امریکہ کو وہاں سے کیا ملے گا۔ نہ کوئی بلڈنگیں اور نہ کارخانے ہیں ان کا دس لاکھ کا ایک میزائل' دس روپے کے خیمے پر گرتا ہے۔ اس کا ٹارگٹ یہ سارا علاقہ ہے جنوبی ایشیا میں وہ قدم جمانا چاہتا ہے اس کا مقصد ہے کہ پورے علاقے کو کنٹرول کرے اس

کے بڑے مقاصد ہیں ایک تو سیاسی مقاصد ہیں' بالادستی پوری دنیا پر سپر ورلڈ آرڈر کے تحت' دوسرے اقتصادی مقاصد ہیں' بہت بڑے ذخائر ہیں ان علاقوں میں معدنیات گیس پیٹرول اور کچھ ایٹمی ذخائر۔سائنس دانوں نے مجھے بتایا کہ کچھ خاص اور اہم ترین قسم کی معدنیات زیر زمین ہیں۔علاقہ سنٹرل ایشیاء اور افغانستان کا علاقہ بھرا ہوا ہے وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح خلیجی ریاستوں اور جزیرۃ العرب میں اڈے بنا کر ان کو کنگال کر دیا ہے اسی طرح اس علاقے میں بھی اڈے بنائے۔گویا اس طرح اس نے ایک ورلڈ ٹریڈ سنٹر اڑا کر دس ورلڈ ٹریڈ سنٹر بنانے کا منصوبہ بنایا ہے پوری قوت اور ذخائر ان کے ہاتھ میں ہوں گے۔ چین کو یہ کنٹرول کریں گے ایران سے ایک ایک کر کے بدلہ لیں گے ایران جو امریکہ مخالف ملک ہے وہ ان کے زیر اثر نہیں آ رہا تھا۔وہ پھر بھی اپنے راستے میں پاکستان کو کچھ رکاوٹ سمجھتے ہیں افغانستان جو جہاد کا مرکز تھا ایک قوت تھی۔ہماری مغربی سرحدیں محفوظ ہوگئی تھیں۔روسیوں کی سازشوں سے پختونستان اور بھارتی سازشوں سے ہم محفوظ ہو گئے تھے۔ادھر سے ہمیں کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔وہ ہمارے لئے آہنی دیوار بن گئے تھے اسے توڑ کر پاکستان کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔

<u>پاکستان کے ایٹمی اور دینی تشخص کا خاتمہ:</u>

اس کا ایک مقصد پاکستان کا دینی تشخص بھی ہے ہم اسے اسلام کا قلعہ کہتے ہیں اور یہ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ نے اسے ایٹمی قوت بنا دیا ہے۔ایٹمی قوت اللہ نے بنایا ہے پاکستانی قوم کا کمال نہیں ہے۔سائنس دانوں کا بھی کمال ہے لیکن اللہ نے انہیں اتنی توفیق دی ورنہ ہمارے سائنس دانوں نے تو ایک ڈھب کی سائیکل بھی نہیں بنائی آج بھی چین کی سائیکل ہمارے ہاں بہتر مانی جاتی ہے۔ان حالات میں اللہ نے ہمیں ایٹمی طاقت دی۔اس نے امت مسلمہ کو ایک ہتھیار دینا تھا۔مسلمان یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نہتے تھے بے بس تھے' کافروں کو تو سب کچھ دیا اور ہمیں ہتھیار بھی نہ دیا۔اللہ نے اتمام حجت کر دی اب اس کی حفاظت کرنا اور جنگ لڑنا تو ہمارا فریضہ ہے۔

<u>افغانستان میں طالبان کے متبادل دوسری کوئی حکومت کامیاب نہیں ہوگی:</u>

اوصاف: ایٹمی تنصیبات پر ان کا کنٹرول ابھی نہیں ہوا؟

مولانا سمیع الحق: مختلف محاذوں پر لڑائیاں چل رہی ہیں ابھی تک مکمل کنٹرول ان کا نہیں ہوا۔

اوصاف: مزارشریف اور کابل کوخالی چھوڑنے کی حکمت عملی کیا ہے؟

مولانا سمیع الحق: یہ تو خانہ جنگی کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہے وہاں تقسیم در تقسیم کا عمل ہے پھر جنوبی بن جائے یا شمالی بن جائے اور کابل ایک آزاد شہر ہو یوں نہیں ہوسکتا۔ افغانستان میں ایسا ہونا ممکن نہیں کہ برلن کی طرح آزاد شہر ہو۔ باہر سے وہ کوئی تسلط قبول نہیں کرتے ۔ یہ سازشیں ناکام ہو جائیں گی اگر سارے شہر بھی ان کے ہاتھ آجائیں تو کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ سوویت یونین نے بارہ سال قبضہ رکھا تو گوریلا جنگ تو گوریلا جنگ ہے اس میں وہ خود بھاگیں گے اور انہیں کوئی ٹھکانہ نہیں مل سکے گا۔ سارے شہر روس کے ساتھ تھے۔ کابل، قندھار، ہرات وغیرہ سب شہر اس کے قبضہ میں تھے لیکن آخرکار اسے بھاگنا پڑا تو جب روس وہاں نہیں ٹھہر سکا تو یہ کیا ٹھہریں گے؟ اب گنجان شہروں کو بچانے کے لئے طالبان کی حکمت عملی واضح ہے وہ آسانی سے ہار ماننے والے نہیں۔ عربی میں کہتے ہیں کہ ''جنگ تو داؤ پیچ کا نام ہے'' ہمارا میڈیا مضبوط ہوتا تو ہم یہ جنگ جیت چکے ہوتے۔ ایک الجزیرہ نے کچھ کام کیا ہے۔ مزار شریف ایک کھلا میدان ہے وہاں جب امریکی فوجیں بمباری کررہی تھیں تو طالبان کیلئے مسئلہ یہ تھا کہ کس طرح پانسہ پلٹ دیں کیونکہ بمباری کے ذریعہ شمالی اتحاد کی فوج کو تحفظ دیا جارہا تھا۔ شمالی اتحاد تو ان کا ٹٹو ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں تک اس نے بھاگنا ہے اگر شمالی اتحاد قبضہ کرسکتا تو امریکہ سے ہدایت لینے کی کیا ضرورت تھی؟ وہاں متبادل حکومت کی کوئی صورت نہیں ہے حالانکہ پاکستان وغیرہ نے کوشش بھی کی تھی لیکن طالبان ہی کامیاب ہوئے ۔ قبائلی، لسانی اور نسلی تعصبات بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت بھی طالبان مجبوراً آئے تھے وسیع البنیاد حکومت اس وقت بن جاتی تو طالبان کسی صورت نہ آتے اور یہ خوش تھے لیکن زمینی حقائق کے اعتبار سے اس وقت یہ ممکن نہیں ہے اب صرف یہ ہوگا کہ پورے افغانستان کا شیرازہ بکھر جائے گا تمام صوبوں میں خانہ جنگی شروع ہوجائے گی دو دو تین تین میل پر پھر پھاٹک لگ جائیں گے غنڈے کمانڈر پھر عصمتیں تار تار کریں گے اور امن ختم ہوجائے گا اسلیئے افغان عوام اس قدر شدید امریکی بمباری کے باوجود طالبان کے خلاف نہیں ہوئے امریکہ کا خیال تھا کہ افغان عوام کھڑے ہوجائیں گے کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بمباری ہورہی ہے مجھ سے بار بار پوچھا گیا کہ افغان عوام کیوں نہیں اٹھتے ۔ یہ کرسٹینا لیمب بڑی تیز ہے یہاں بیٹھی رہی ہم نے سختی سے روکا کئی کئی گھنٹے تفتیش کے انداز میں سوالات کرتی رہی۔ میں نے کہا اگر

افغانستان کے عوام نہیں اٹھتے تو تمہیں کیا تکلیف ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ عوام جانتے ہیں اگر طالبان کی چھتری ان کے سر سے ہٹ گئی تو خیر نہیں ہے۔ پھر سوسو جنازے روزانہ اٹھیں گے کئی دفعہ تو ان جنازوں کو اٹھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

پاکستان کے لئے بہت بڑی مصیبت آنے والی ہے:

اوصاف: لگتا ہے کہ تقسیم افغانستان کا کوئی فارمولا طے ہوگیا ہے؟

مولانا سمیع الحق: امریکہ کی پہلے دن سے کوشش تھی کہ افغانستان میں کوئی مستحکم اور اسلامی حکومت قائم نہ ہو کیونکہ ایسی کوئی بھی حکومت اینٹی امریکہ ہوگی۔ شمالی اتحاد پر پورا اعتماد ان کو نہیں ہے خود ربانی کی ساری ہمدردیاں روس اور پیوٹن کے ساتھ ہیں۔ اگر ان کی حکومت قائم ہو بھی گئی تو روس ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ایران ان کے ساتھ چمٹا رہے گا۔ امریکہ کو کھل کھیلنے کا موقع نہیں ملے گا لہذا امریکہ افغانستان کو تقسیم کرنا چاہے گا تا کہ کسی ایک جگہ وہ مضبوط ہو کر بیٹھ سکے اونٹ خیمے میں سر ڈالنا چاہتا ہے۔

قوم پرست پھر اٹھ کھڑے ہوں گے:

یہ ایک بہت بڑی سازش ہے اس میں پاکستان کو بہت نقصان ہوگا اگر قومیت' نسلی اور لسانی سطح پر ایک دفعہ تقسیم ہوگئی تو جو علاقے ہماری سرحدوں کے ساتھ ہیں اس کے اثرات صوبہ سرحد اور بلوچستان اور قبائل پر پڑیں گے۔ الحمدللہ اب قومیت کا جن بوتل میں بند ہے قوم پرست پھر اٹھ کھڑے ہوں گے بہت بڑی مصیبت پاکستان کے لئے آنے والی ہے یہ صرف ان لوگوں کی بے بسی کی وجہ سے ہے۔ وہ عفریت جسے ہم نے بوتل میں بند کیا وہ سب (کچھ پختونستان وغیرہ) ایک بار پھر ابھر آئے گا وہ کہیں گے کہ ادھر فارسی وان ہیں اور ادھر پختون۔ اسلام تو نسل پرستی کا قائل ہی نہیں۔ طالبان نے تفریق ختم کردی تھی ان کی حکومت حقیقی معنوں میں وسیع البنیاد تھی اس میں ازبک بھی تھے تاجک بھی تھے۔ فارسی بولنے والے اور پختون بھی تھے اگر یہ حالات بنتے ہیں تو خدانہ کرے امریکہ کوشش کرے گا کہ پختون اس کے ساتھ مل جائیں۔ سرحد' بلوچستان اور قبائل سب سے ہم ہاتھ دھو بیٹھیں گے پھر ایک پنجاب ہوگا تو امریکہ بھارت کو کہے گا کہ آؤ مشرق سے جو ان کی مرضی میں آئے گا بھارت کے ذریعے کروائیں گے۔ مغربی سرحدیں محفوظ نہ رہنے کی صورت میں مقابلے کی سکت نہیں

رہے گی سندھ کے پہلے سے انہوں نے نقشے بنائے ہوئے ہیں' میں اب بھی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے ٹھنڈے دل سے سوچے اور پالیسی پر نظر ثانی کرے اور اپنے فیصلے واپس لے۔

بیس سالہ طویل قربانیاں ڈائنامیٹ کی جارہی ہیں:

اوصاف: آئی ایس آئی نے طالبان تحریک کو سپورٹ کیا اب اس نے بھی پالیسی بدل لی ہے؟

مولانا سمیع الحق: پاکستان کی حکومت اور آئی ایس آئی نے 20 سال سے بہت بہتر پالیسی چلائی تھی اس کو ناکام نہیں کہا جاسکتا۔ اگر وہ اس قدر مدد نہ کررہے ہوتے اور کھڑے نہ ہوتے تو یہاں روس آچکا ہوتا۔ پاکستان کی آزادی اس وقت ہی سلب ہوچکی تھی۔ پاکستان اور افغانوں نے مل کر اس وقت بڑی قربانی دی اس میں افواج پاکستان اور آئی ایس آئی کا بہت بڑا کردار ہے۔ بعد میں آئی ایس آئی والوں نے بہت کوشش کی کہ افغان گروپ لیڈروں کو اکٹھے بٹھایا جائے۔ نواز شریف دور میں ہم لوگ بھی شریک تھے اور ان کو مکہ معظّمہ بھی لے گئے۔ خانہ کعبہ میں ان سے حلف لئے گئے۔ ان ساری کوششوں کو جہادی لیڈروں نے کامیاب نہیں ہونے دیا۔ پھر طالبان آگئے طالبان آئی ایس آئی کی وجہ سے نہیں آئے۔ مجھے ساری صورتحال معلوم ہے اس کے پیچھے کوئی منصوبہ بندی نہیں تھی۔ جب تک مستحکم حکومت کے قیام میں کامیابی نہیں ملی پھر طالبان تو بدامنی' بدنظمی کو کنٹرول کرنے گئے تھے وہ تو ایک علاقے میں گئے تھے کہ ظلم وستم کو روک دیں یہ تصور نہیں تھا کہ دور تک جانا پڑے گا۔ اللہ نے اس قوم پر رحم کرنا تھا تو یہ لوگ آگے نکلے عوام نے ساتھ دیا۔ اسلحہ کے ڈھیر لگا دیئے کہ ہمیں ان ظالموں سے نجات دلادو اس طرح اللہ نے انہیں پھیلایا وہ بغیر گولی چلائے کابل تک پہنچے۔ مجھے نہیں پتا کہ آئی ایس آئی والوں کی اس وقت پالیسی کیا ہے۔

افغانستان کو ایک مگرمچھ سے بچا کر دوسرے کے منہ میں کیوں ڈالیں؟

میں نے جنرل مشرف سے ملاقات میں کہا تھا کہ ہم نے بیس سال تک قربانی بھی دی۔ پاکستان نے انصار مدینہ کی یاد تازہ کردی۔ ایک سپر پاور کو شکست دیدی بیس سال تو انہیں بچانے میں لگ گئے ایک مگرمچھ کے منہ سے بچا کر اب ہم انہیں اس سے بڑے مگرمچھ کے منہ میں ڈال دیں۔ دنیا کہے گی کہ یہ کیسے فیصلہ کرنے والے لوگ ہیں میرے خیال میں آئی ایس آئی بے بس ہوگی یا حکومت کے دباؤ میں ہوگی ورنہ اسے سوچنا چاہیے تھا کہ طویل ترین جدوجہد پر پانی پھیرا جارہا ہے ملک کی

سلامتی داؤ پر لگ گئی ہے۔ میں نے ابتداء میں کہا تھا کہ اصل خطرہ تو ہمیں ہے افغانستان تو کھنڈر تھا۔ ہمارے پاس ایٹمی صلاحیت ہے افرادی قوت ہے۔ اللہ نے وسائل دیئے ہیں تو ہم کیوں دب گئے ہیں اس لئے ہم زیادہ پریشان ہیں اس لئے شدت سے چاہتے ہیں کہ یہ جنگ لڑی جائے یہ ملک کی بقاً کی جنگ ہے۔ پاکستان کی تخلیق بڑی مشکل سے ہوئی ہے۔ جغرافیہ پر پہلے یہ کہیں موجود نہیں تھا۔ اس کے لئے ڈیڑھ سو برس جنگ لڑی گئی انگریز کو نکالا گیا پھر لاکھوں کروڑوں انسانوں نے قربانی دی نظریہ کی بنیاد پر یہ ملک بنا۔ اب اگر نظریہ درمیان سے نکل جائے اور امریکہ کا تسلط ہو جائے تو پھر اسے کوئی جوڑ نہیں سکے گا۔ بغاوتیں جنم لیں گی' کوئی کہے گا کہ امریکہ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے کوئی کہے گا کہ رہیں گے کوئی افغانستان کے ساتھ جڑے گا۔ ایم کیو ایم کی طرح الگ الگ ریاستیں بنانے کے منصوبے بنائیں گے۔ اب پتہ نہیں یہ پالیسی بتدیل کر دی گئی ہے ایسے لگتا ہے کہ کچھ جرنیلوں کی خواہش تھی کہ ہمیں طالبان سے نہ لڑوایا جائے۔ وہ طالبان یا افغانستان سے کسی طور ٹکر نہیں لینا چاہتے۔ دو بھائی' مسلمان باہم برسر پیکار ہو جائیں اور ہماری زمین سے جہاز اڑیں اور مسلمانوں پر بمباری کریں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو سبکدوش کرنے میں بھی امریکہ کا کردار ہے تو یہ بھی بے بس ہیں یہ فیصلے نہیں کرتے ان پر فیصلے اوپر سے آتے ہیں ہم تو ایک کالونی بن گئے ہیں امریکہ کہتا ہے کہ خیراتی ادارے بند کر دو۔ الرشید ٹرسٹ بند کر دو۔ فلاں کو تبدیل کر دو فلاں جگہ فلاں جنرل بٹھاؤ۔ افغان سفیر کو نہ بلاؤ پاکستان کے ائیر بیس امریکہ کے کنٹرول میں ہیں۔ اس کا حکم چلتا ہے جرنیلوں کی اکھاڑ پچھاڑ بھی اس کے حکم سے ہوتی ہے تو یہ سلسلہ چلتا رہے گا انہیں موقع دیا گیا اور ہم ان کے احکامات کی تعمیل میں ہی لگے رہے۔

<u>جمہوری ادارے ہوں یا پارلیمانی نظام' سب برائی کے محافظ ہیں:</u>

اوصاف: کیا دینی جماعتوں کو انتخابی سیاست میں حصہ لینا چاہیے اور مغربی جمہوریت کے نظام کا حصہ بننا چاہیے' منہج نبوی کیا ہے؟

مولانا سمیع الحق: اصل طریقہ تو انقلابی ہے کہ ہم اسلام کی بالادستی کے لئے لڑیں۔ لوگوں نے کہا کہ پارلیمانی زمانہ ہے جمہوریت کا دور ہے تو ہم نے پچپن سال تک آزمایا ہے اس میدان کو یہ نہیں کہ میدان سے ہٹ گئے۔ پہاڑوں میں چلے گئے اور تلوار اٹھالی۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس وقت

پارلیمانی جدوجہد شروع کی۔قرارداد مقاصد پاس کروائی۔انتخابات میں ہم حصہ لیتے رہے۔ہم نے ہرمیدان آزمالیا۔ ہماراخیال تھا کہ اس طریقے سے کچھ حاصل کرلیں گے۔میرا تیس سالہ تجربہ ہے پارلیمانی نظام کا' پارلیمنٹ میں اسلامی ترامیم کی جنگ لڑتا رہا۔اتنا فائدہ ہوا ان بزرگوں کی جدوجہد کا کہ دستور کا اسلامی تشخص بچ گیا۔ورنہ شیخ رشید جیسے لوگ موجود تھے بابائے سوشلزم جو بالکل سوشلسٹ بنانا چاہتے تھے پھر قادیانی مسئلہ آیا تو کامیابی حاصل ہوئی۔اس حد تک تو کافی کامیابیاں ملیں مجلس شوریٰ میں ہم نے اسلام کی تین سال تک جنگ لڑی وہ ادارہ بالکل دارالعلوم بن گیا تھا اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ 85ء تک سینٹ اور اسمبلی میں جاتے رہے۔میں بھی گیا میں تو اس نتیجے پر پہنچا کہ کچھ نہیں ہوگا اس جدوجہد سے اسمبلیوں میں جاتے تھے ہم کوئی انقلابی تبدیلی نہیں لاسکیں گے یہ نظام جوں کا توں رہے گا یہ سب اسے تحفظ دیتے ہیں اس حوالے سے کوئی بھی پوزیشن (حکومت) اور اپوزیشن نہیں ہے۔یہ دونوں ایک نظام سے لپٹے ہوتے ہیں جس میں طبقاتی اور سامراجی ہتھکنڈوں کو تحفظ ملتا ہے وہی جو جیل کا نظام ہے اس نظام کو انہوں نے ملک پر مسلط کیا ہوا ہے ہری پور جیل کے قوانین باہر بھی چل رہے ہیں اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔لوٹ کھسوٹ اور جاگیردارانہ سسٹم ہے چند خاندانوں کی اجارہ داری ہے میں تو پچاس سال سے ان لوگوں کو یہی کہتا رہا ہوں کہ خدا کے لئے کوئی متبادل سوچو۔اس چکر میں مت پڑو یہ سب برائی کے محافظ ہیں۔

<u>دینی جماعتیں انقلابی سیاست اختیار کریں:</u>

اوصاف: اتنا عرصہ آپ اتمام حجت کرتے رہے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: اور کوئی راستہ ہمارے سامنے نہیں تھا۔افغانستان میں تو دشمن قابض ہوگیا تھا ان کی مجبوری تھی کہ اب ان کا حق ہے کہ اپنا نظام لائیں۔ میں دینی جماعتوں کو اکثر کہا کرتا ہوں کہ تم انقلابی سیاست اختیار کرو۔پہلے مرحلے پر تمام دینی جماعتیں اکٹھی ہوجائیں۔ایک پلیٹ فارم پر انتخابات کیلئے ایک موقف ہو' دلوں میں بھی کھوٹ نہیں ہونا چاہیے سات یا آٹھ دینی جماعتیں' جو ہیں ان کا ایک ہی انتخابی نشان ہو' ایک ہی امیدوار اور ایک ہی ایجنڈا ہو۔

اوصاف: کیا دینی جماعتیں ایک لیڈر پر اکٹھی ہوسکتی ہیں؟

مولانا سمیع الحق: ایک لیڈر پر متفق ہوں یا نہ ہوں' جدوجہد تو مشترکہ ہوگی اس طرح ہم سیاسی

جماعتوں کے ہاتھوں استعمال ہونے سے بچ جائیں گے ۔سیاسی جماعتیں ہمیں ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرتی ہیں۔کبھی مسلم لیگ اور کبھی پیپلز پارٹی' یہ ہمارے کندھوں پر بندوق رکھ کر آ گے آتے ہیں اس کے بعد ذلیل وخوار کر کے لات مار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تم لوگوں کا سیاست سے کیا کام' جاؤ منبر ومحراب سنبھالو' حکومت کرنا تمہارا کام نہیں ہے۔آخر کار وہی حکومت آتی ہے جو بیرونی مفادات کی محافظ بنتی ہے۔

مضبوط قومی اتحاد کی ضرورت:

اوصاف: کیا یہ اتحاد ممکن ہے؟

مولانا سمیع الحق: ممکن ہے جی' اگر اتنے تلخ تجربوں کے بعد بھی آنکھیں نہ کھلیں تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔دفاع افغانستان کونسل بنائی ہے ہماری کوشش تھی کہ ہم کسی ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں اس سے پہلے بھی میں نے کئی کوششیں کی ہیں مجھے بڑا تجربہ ہو چکا ہے مثلاً متحدہ شریعت محاذ بنایا تھا شریعت بل کے زمانے میں۔اس میں بھی میں نے تمام دینی جماعتیں اکٹھی کی تھیں پھر ملی یکجہتی کونسل بنائی وہ بھی اسی کمرے میں بنی۔میں نے سب کے سامنے جھولی پھیلائی تھی' سنی' شیعہ' اہل حدیث' اس وقت ملک میں قتل عام جاری تھا۔بیرونی طاقتیں ہمیں ذلیل وخوار کر رہی تھیں۔وہ چاہتی تھیں کہ یہ ایک دوسرے کو مار مار کر ذلیل ہو جائیں اور لادینی قوتوں کا راستہ کھل جائے امام بارگاہوں اور مساجد پر بھی حملے کئے گئے ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو ایک چھت کے نیچے بٹھایا۔تین چار سال یہ اتحاد خوب چلا پھر سیاسی سازشی عناصر بیچ میں آ گئے۔اتنی مار کھانے کے بعد اور جب امریکہ کا خطرہ بھی سر پر ہو تو دینی قوتوں کو اکٹھے ہو جانا چاہیے۔

طالبان طرز حکومت میں کون سی خلاف اسلام تھی:

اوصاف: قاضی حسین احمد صاحب! طالبان طرز حکومت کی مخالفت حق میں دلیل دیتے ہیں کہ ہر ملک کے اپنے جغرافیائی تقاضے ہوتے ہیں۔تاریخی اور روایتی اعتبار سے نظام حکومت مختلف ہو سکتا ہے آپ کے خیال میں طالبان طرز حکومت پاکستان میں چل سکتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: طالبان کے نظام کو لوگوں نے ہوّا بنا دیا ہے۔مغربی میڈیا نے اسے متشدد نظام کے طور پر پیش کیا ہے طالبان نے افغانستان میں عین اسلامی نظام نافذ کیا ہے۔بدامنی تھی' افراتفری

اور غنڈہ گردی کا راج تھا۔ طالبان نے خواتین کی عصمتیں محفوظ بنائیں۔ پہلے ایک فرلانگ تک بیٹی باپ کے ساتھ اور بیوی شوہر کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی' غنڈے اٹھا لیتے تھے۔ طالبان نے تیزی سے فیصلے کئے کوئی ظلم نہیں کرسکتا۔ اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ بھی عام شہریوں جیسا سلوک کیا جاتا۔ ایک مرتبہ آئی جی ٹریفک کی گاڑی نے ایک شہری کی گاڑی کو ٹکر ماردی۔ آئی جی نے کہا چلو قاضی کے پاس چلتے ہیں جس کی غلطی ہوگی اسے سزا ملے گی۔ آئی جی کی غلطی ثابت ہوگئی اور اسے جرمانہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ معافی بھی مانگنی پڑی۔ ہمارے ہاں طاغوتی طاقتوں کا عدالتی نظام ہے سالہا سال سے خاندان پھنسے ہوئے ہیں تو ہم ایسے نظام کو بدلیں گے نہیں؟ اسلام تو کہتا ہے کہ فوراً مفت انصاف مہیا کیا جائے۔ امن قائم کرنے کیلئے حدود' اسلامی تعزیرات نافذ کرنا ہوں گی۔ بے حیائی اور فحاشی کو ختم کرنا ہے ایسا تو کوئی اسلام نہیں جس میں یہ سب منکرات ہوں۔ طالبان اور مسلمانوں کا اسلام ایک ہے۔ اسی اسلام کو یہاں بھی نافذ کریں گے۔ انہوں نے کیا وحشت اور درندگی پھیلائی؟ سکرٹ پہن کر پھرنے والی عورتوں کو ایسا کرنے سے منع کیا گیا کہ یہ غلط ہے؟ ہم بھی اسلام آباد کی سڑکوں پر کسی کو فحاشی کی اجازت نہیں دیں گے۔ یہ کیسا اسلام ہوگا جس میں منکرات کی اجازت دی جاسکے قرآن میں حکم ہے ''نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو'' اسلامی حکومت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ فحاشی' برائی اور ظلم و جبر کو روکے پتہ نہیں ہم کس چیز میں ماڈریٹ ہونا چاہتے ہیں ہم عورتوں کو کام کرنے کی اجازت دیں گے۔ اسلام حجاب میں خواتین کو کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ افغانستان میں عورتوں کو بہت زیادہ آزادی حاصل ہے۔ 80 فیصد عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ کام پر جاتی ہیں۔ افغانستان کی خواتین کو مونیکا لیونسکی بننے کی اجازت تو نہیں دی جاسکتی۔ ان کے ذہنوں میں بدتمیزی' بے حیائی اور مخلوط معاشرے کے تصوارت رچے بسے ہیں وہ ایک مادر پدر آزاد سوسائٹی ہے جس سے ان کے سنجیدہ حلقے خود نالاں ہیں۔ ایسا ماڈرن اسلام میرے ذہن میں تو کوئی نہیں' قاضی صاحب کے ذہن میں کوئی خاکہ ہو تو خدا کرے کہ وہ تفصیل کے ساتھ پیش کرسکیں۔

پاک فوج کا دینی تشخص:

اوصاف: فوج سے کسی صلاح الدین ایوبی کی توقع ہے؟

مولانا سمیع الحق: امریکہ چاہتا ہے کہ ہماری فوج کا اسلامی تشخص ختم ہوجائے' ہماری قوم کا فوج

کے ساتھ جو محبت اور ایمان کا رشتہ ہے وہ نہ رہے اور لوگوں کا اعتماد ختم ہو جائے۔ امریکہ نے سازش میں شریک کر کے بڑی حد تک اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے لوگوں کی وہ وابستگی اب شاید نہیں رہی اس لئے ہم جنرل صاحب سے کہتے ہیں خدا کے لئے اپنی پالیسیاں بدلیں، ہم نے بہت بڑا رسک لیا ہے۔ مستقبل میں بھی پاکستانی افواج سے عالم اسلام کی وہ وابستگی اور امیدیں برقرار نہ رہ سکیں گی جو اس سے پہلے تھیں وہ سوچیں گے کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کے خلاف کافروں کے لئے دروازہ کھول لیا ہے یہ اپنے ملک کی حفاظت کیا کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاک فوج کا دینی تشخص اور بھی بڑھ جائے اور پاکستان کو الجزائر بننے سے روک دیا جائے۔

اوصاف: لشکر اپنے سپہ سالار کے مطابق ہی عمل کیا کرتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: اس کا اثر پڑتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے فوجی بھائیوں کے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ جنرل صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ دو لفظ افغان بھائیوں کے حق میں بھی کہہ دیتے۔ امریکہ کی شان میں ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف کے حوالے سے ٹیلی ویژن پر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ کیا وہ کیا۔ ٹھیک ہے کشمیر کے حوالے سے انہوں نے ہمت دکھائی لیکن اس وقت تو اس مریض کو ہمدردی چاہیے تھی جو بستر پر پڑا ہے۔ ایک جملہ ہی کہہ دیتے کہ افغانوں پر ظلم بند کرو، نہتے عوام پر بمباری کی مذمت کی جاتی اور چاہیے تھا کہ امریکہ کو بمباری بند کرنے کو کہا جاتا، اس کا ہاتھ روکا جاتا۔ ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں کی گئی۔

اوصاف: فوج تو ڈسپلن کی پابند ہے وہ کیا کر سکتی ہے؟

مولانا سمیع الحق: ہم یہ نہیں کہتے کہ فوج کچھ کرے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دباؤ سے یہ پالیسی بدل دے۔ خدا کرے جنرل پرویز مشرف خود اپنی پالیسی پر نظر ثانی کر کے واپس آ جائیں۔ مستقبل میں جو ہونے والا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔ شمالی اتحاد کی صورت میں بھارت نواز ٹولے کو مسلط کیا جا رہا ہے یہ پاکستان دشمن قوتیں اسے ایک لمحے کو بھی تسلیم نہیں کرتیں یہ بھارت نواز رشید دوستم اور جنرل فہیم نے کیا کچھ نہیں کیا، یہ لوگ وحشی درندے ہیں۔ جنرل فہیم نے یہاں بچوں کی بس اغوا کی تھی۔ بھارت کہہ رہا ہے کہ وہ ان کی مدد کے لئے اپنی فوج بھیجے گا جو لوگ بھارتی فوج کے کندھوں پر سوار ہو کر آئیں گے وہ ہمارے دوست ہوں گے یا دشمن؟

امریکہ اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے:

اوصاف: احادیث مبارکہ میں ''خراسان'' کا ذکر آیا ہے یہ کون سا علاقہ ہے؟

مولانا سمیع الحق: یہ سارا علاقہ خراسان کہلاتا تھا' ہرات' غزنی اور بلخ اسی کا نام ''خراسان'' تھا۔ احمد شاہ ابدالی مرحوم نے سب سے پہلے لفظ ''افغانستان'' استعمال کیا ۔ہم سمجھتے ہیں کہ شاید ایسا وقت آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی بڑی تبدیلی لائے۔اس کی وجہ یہ بھی لگتی ہے کے ساری بڑی طاقتیں اللہ تعالیٰ نے یہاں مٹائی ہیں۔ کھینچ تان کران طاقتوں کو افغانستان کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ انگریز بھی وہاں جنگ ہار چکا ہے اور سوویت یونین بھی۔اب امریکہ کا ظلم واستبداد اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کا آخری انجام افغانستان میں دنیا کو دکھا دے۔اللہ کرے کہ یہاں سے اسلام کی روشنی اٹھے آثار تو یہی بتاتے ہیں۔

اوصاف: احادیث مبارکہ میں ''نصرتِ مہدی'' کیلئے روانہ ہونے والے جس لشکر کی نشاندہی کی گئی ہے وہ کیا طالبان ہیں؟

مولانا سمیع الحق: ہم بالکل یقین سے تو کچھ نہیں کہہ سکتے یہ ایک شکل بھی ہوسکتی ہے۔شاید آئندہ کوئی اور صورت پیدا ہو جائے۔

معرکۃ المعارک:

اوصاف: کیا ''معرکۃ المعارک'' شروع ہو چکا ہے؟

مولانا سمیع الحق: بظاہر حالات تو ایسے ہی ہیں اس سے پہلے تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ عالم کفر کسی اسلامی ملک (یا مسلمانوں) کے خلاف اتنی قوت کے ساتھ متحد ہوا ہو۔ پہلے یہ آپس میں لڑتے تھے ۔روس کسی ملک کے خلاف کاروائی کرتا تو امریکہ اس ملک کی پشت پر کھڑا ہوتا امریکہ کی کسی کاروائی کو روس روکتا تھا۔عراق اور لیبیا کے معاملے میں روس نے مدد کی اور جہاں کہیں روس گیا وہاں امریکہ مقابلے میں آ گیا۔اس سے پہلے یہ کبھی کسی اسلامی ملک اور امت مسلمہ کے خلاف ایک نہیں ہوئے۔ اس سے پہلے جنگیں کسی ایک ملک کے خلاف ہوتی رہیں ۔موجودہ جنگ بظاہر افغانستان کے خلاف ہے لیکن اسے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نام دیا گیا ہے۔ دہشت گردی ان کے نزدیک اسلامی جذبہ جہاد ہے گویا اس نے اسلام کو مٹانے کا اعلان کر دیا ہے اور پھر دوسری

بات یہ ہے کہ روس' امریکہ' برطانیہ' بھارت اور اسرائیل سب ایک ہو گئے ہیں' یہی "معرکۃ المعارک" ہے۔ اس سے بڑا "معرکۃ المعارک" کیا ہو سکتا ہے۔ پورا عالم کفر شیر و شکر ہو چکا ہے۔ اور ہمارے 55 اسلامی ممالک کے منافق حکمران بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اسلام پر اس سے زیادہ کڑا اور نازک وقت اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز:

اوصاف: کیا موجودہ عہد کو امت مسلمہ کا آخری حصہ کہا جائے؟

مولانا سمیع الحق: بظاہر تو یہی لگ رہا ہے کہ یہ فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ کفر و الحاد کی ساری طاقتیں قوت واتحاد کے باوجود ملیامیٹ ہو جائیں گی اور پھر اسلام کی "نشاۃ ثانیہ" کا آغاز ہوگا۔

ایران' پاکستان اور افغانستان کا اتحاد:

اوصاف: ایران' پاکستان' اور افغانستان کا ایک علاقائی اسلامی اتحاد ہو سکتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: ایران اب بھی محسوس کر رہا ہے کہ اس نے جو پہلے کیا وہ وقتی مفادات کے تحت کیا۔ اب وہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کر رہا ہے۔ ایران' امریکہ مخالفت کے باعث' کبھی بھی شمالی اتحاد کی مدد نہیں کرے گا وہ شمالی اتحاد کی بلاشرکت غیرے حکومت کی حمایت بھی نہیں کرے گا۔ افغانستان کی تقسیم سے تمام پڑوسی ممالک کے لئے مسائل پیدا ہوں گے جس طرح پاکستان کو مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا اسی طرح ایران کو بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ ہم سب نہ ختم ہونے والی خانہ جنگی کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ ایران کی پالیسی ان حالات میں تبدیل ہونی چاہیے۔ میں پہلے بھی ایرانی عوام اور ایرانی سفیر سے کہتا رہا ہوں کہ طالبان سے تمہارے جھگڑے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ تمہارا ایک امریکہ مخالف پوز ہے۔ اسلام پر ہم سب متفق ہیں۔ تم اپنا نظام چلاؤ' انہیں اپنا نظام چلانے دو۔ طالبان نے شیعہ حضرات کے خلاف کسی کاروائی کو برداشت نہیں کیا۔ وہاں پر شیعہ ہونے کی بناء پر کسی کو کوئی سزا نہیں دی گئی نہ ہی فرقہ وارانہ فساد ہوا بلکہ گزشتہ محرم میں ماتمی جلوسوں اور مجالس کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ ان کی حفاظت کے لئے دستے بھی تعینات کئے گئے۔ ایران کو اب چاہیے کہ وہ افغانستان کے خلاف اختلافات ختم کر کے ایک ہو جائے۔ امریکہ طالبان اور ایران کا مشترکہ دشمن ہے۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام غیر محفوظ کر دیا گیا ہے:

اوصاف: پاکستان کا ایٹمی پروگرام محفوظ ہے؟ کہنے والے کہتے ہیں کہ ہماری ایٹمی تنصیبات پر امریکی آ کر بیٹھ گئے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: ایٹمی تنصیبات محفوظ ہونی چاہئیں۔ ایٹمی پروگرام کی حفاظت ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اب ایسی خبریں آ رہی ہیں امریکہ کہہ رہا ہے کہ ہم آپ کو ایٹمی تنصیبات کی حفاظت کی تربیت دیں گے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ نے ایک سازش تیار کر رکھی ہے کہ اس حکومت کے جانے پر ہم ایٹمی پروگرام اپنی تحویل میں لے لیں گے۔ یہ تمام خبریں ہمارے ایٹمی پروگرام کے غیر محفوظ ہونے کی نشانیاں ہیں۔ موجودہ حالات میں ہم جب امریکہ کے ساتھ کھڑے ہوں تو ہمیں اس کی دوستی بھی نبھانا پڑے گی ان کی شرائط مانیں گے تو یہ تنصیبات محفوظ نہیں رہیں گی۔ ہم نے حکومت کو بتایا ہے کہ ایٹمی اثاثوں کی حفاظت امریکہ دوستی میں نہیں ہو سکتی۔ ان کو محفوظ رکھنے پر اگر دشمنی ہمارا مقدر ہے تو یہ ہمیں قبول ہے۔ خطرناک اژدھا سے دوستی کے نتائج تو ہمیں بھگتنا پڑیں گے۔ ایٹمی قوت ملکی سلامتی کیلئے ہوتی ہے اور اگر یہ اثاثے ہی محفوظ نہ رہے تو پھر بقاٗ اور سلامتی کیسی؟ ایٹمی قوت کے ہوتے ہوئے اگر ہم کمزور ہیں تو ایسے ایٹم بم کا ہم کیا اچار ڈالیں گے؟ یہ کوئی کھانے کی چیز تو نہیں ہے۔ ایٹمی تنصیبات کو بہر حال خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔

ایٹم بم رکھنے کا استحقاق ہمیں کیوں نہیں:

اوصاف: اسامہ کے پاس ایٹم بم ہے؟

مولانا سمیع الحق: میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اگر کفار کے پاس ایٹم بم ہے تو ہمارے پاس کیوں نہیں ہونا چاہیے اس میں اچھنبے کی بات کیا ہے؟ امریکہ اگر ہمیں ختم کرنے کے لئے ایٹم بم استعمال کرتا ہے تو کیا ہم خود کو بچانے کا حق نہیں رکھتے ؟ ہمارا ایٹم بم کیوں اسلامی ہے؟ ہندوؤں٬ امریکیوں٬ یہودیوں٬ چینیوں اور روسیوں کے پاس بھی تو ایٹم بم ہیں۔ ان کو مذہبی نام کیوں نہیں دیئے جاتے؟ ایٹم بم تو حفاظت کی چیز ہے۔ اگر امریکہ کی جھولی میں اس لئے بیٹھ جایا جائے کہ بھارت ہمارے خلاف کارروائی کرے گا تو یہ بات یاد رکھیں ہندوؤں میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ ہماری طرف میلی آنکھ سے دیکھ سکیں۔ انہیں پتا ہے ہمارے پاس ایٹم بم ہے وہ کبھی حملہ نہیں کریں گے۔ امریکہ نے

افغانستان میں کیمیائی ہتھیار استعمال کئے ہیں۔اب وہ اپنی دہشت گردی کے خلاف جاری مہم میں کسی اور ملک کے خلاف بھی یہ ہتھیار استعمال کرسکتا ہے۔اس کے نزدیک مسلمان انسان ہی نہیں ہیں۔اپنی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو ایٹمی قوت نہ صرف رکھنی چاہیے بلکہ بوقتِ ضرورت استعمال بھی کرنی چاہیے۔امریکی قوم اس وحشت اور درندگی کے خلاف کیوں اٹھ کھڑی نہیں ہوتی؟ کیا انہیں نظر نہیں آرہا کہ بے گناہ انسان مر رہے ہیں اور پھر وہ اپنے آپکو مہذب قوم بھی کہتے ہیں کیا تہذیب یہی تقاضا کرتی ہے؟ امریکہ پر قیامت ٹوٹے تو انہیں پوری دنیا جہنم نظر آتی ہے۔مسلمانوں کا قیمہ کیا جارہا ہے اور وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔یہ اب کی بات تو نہیں ہے۔سالہا سال سے یہ ظلم جاری ہے۔امریکی یہ سب کچھ اپنے ٹی وی چینلز اور انٹرنیٹ پر دیکھ رہے ہیں ان کی خاموشی اور اپنی حکومت کی مدد کی فراہمی (ٹیکسوں کی صورت میں) سب سے بڑا جرم ہے۔اس جرم کی سزا انہیں قدرت دے گی۔عراق میں 80 ہزار بچے سالانہ امریکی حکومت قتل کر رہی ہے۔اعداد و شمار یہ ہیں کہ افغانستان میں بھی ایک لاکھ بچے آئندہ چند دنوں میں مر جائیں گے۔ان معصوم پھولوں کی موت امریکی عوام کے دلوں میں کیوں لرزہ طاری نہیں کرتی؟ دیکھا جائے تو اصل میں تشدد پسند امریکی عوام ہیں۔وہ ظلم اور بربریت کو پسند کرتے ہیں۔کیا ایسی قوم کو سزا نہیں ملنی چاہیے؟ فلسطین میں ماؤں کی گود میں بچوں کو گولیوں سے اڑا دیا جاتا ہے۔اپنا حق مانگنے والوں پر ٹینک چڑھا دیئے جاتے ہیں اور امریکی قوم انہیں مالی مدد فراہم کرتی ہے۔کشمیر میں بھارت معصوم لوگوں کو قتل کر رہا ہے اور قاتل بھارت امریکہ کا بہترین دوست ہے۔ہم امریکی قوم کے خلاف چارج شیٹ پیش کرتے ہیں۔امریکی یا تو اپنی حکومت کو ٹیکس دینا بند کردیں، اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں یا پھر نتائج بھگتنے کو تیار رہیں۔

کشمیر تو ہاتھ سے گیا:

افغانستان کے بعد ایک ایک کر کے سب پر ہاتھ ڈالا جائے گا:

اوصاف: حکمرانوں کا کہنا ہے کہ ہم نے افغانستان کے خلاف امریکہ کا ساتھ دے کر پاکستان اور تحریک آزادی کشمیر کو بچالیا۔ کیا کشمیر کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا؟

مولانا سمیع الحق: کشمیر تو ہمارے ہاتھ سے گیا۔انہوں نے اس جنگ کا نام "دہشت گردی" رکھا ہوا ہے۔یہ لفظ بہت وسیع المعنی ہے۔"دہشت گردی" کی تعریف بھی وہی کریں گے۔جس میں ان کا

مفاد ہو۔ کہاں دہشت گردی ہو رہی ہے' کہاں دہشت گردی نہیں ہو رہی۔ اس میں تمیز کرنا بھی ان کا کام ہے وہ جو مرضی کریں دہشت گردی نہیں' مسلمان اگر کہ اپنے دفاع کے لئے ہاتھ بھی ہلائیں تو وہ دہشت گردی ہے۔ چیخنا' چلانا اور اپنا حق مانگنا اسی زمرے میں آئے گا۔ ''الرشید ٹرسٹ'' افغانوں کو روٹی مہیا کرے' مدرسے لوگوں کو تعلیم دیں یہ سب بھی ان کے نزدیک ''دہشت گردی'' ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہوگا اس مہم کی آڑ میں جہاں جہاں بھی مسلمان احتجاج کر رہے ہیں ان پر جنگ مسلط کر دی جائے گی۔ کشمیر میں مسلمان مزاحمت کر رہے ہیں کافروں کی دہشت گردی کے خلاف لیکن عتاب کا نشانہ مظلوم ہی بنیں گے۔ اس لحاظ سے کشمیر تو گیا۔ وہاں کی جہادی تنظیموں کے خلاف کارروائی ہوگی۔ سات لاکھ ہندو فوج کشمیریوں کے سینے پہ بیٹھی ہوئی ہے وہ ''دہشت گردی'' نہیں۔ کولن پاول نے بھارت میں بیان دیا تھا کہ واشنگٹن سے سری نگر تک ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ لڑیں گے۔ اس کا سیدھا سا مطلب ہے کہ وہ جہادی تنظیموں کو ملیا میٹ کر دیں گے۔ کشمیری عوام کو آزادی کے لئے جدوجہد کی بھی اجازت نہیں۔ وہ افغانستان کے بعد ایک ایک کر کے سب پر ہاتھ ڈالیں گے۔ ہندو کو انہوں نے کہا کہ چند دن خاموش رہیں۔

<u>دارالعلوم حقانیہ میں تعلیم پانے والے:</u>

اوصاف: ''دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک'' میں دنیا کے کن کن علاقوں سے لوگ حصول تعلیم کیلئے آتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: بنیادی طور پر تو پاکستان اور افغانستان کے مسلمان تعلیم حاصل کرتے ہیں ان دونوں ممالک کی سرحدیں باہم ملی ہوئی ہیں اور افغانستان میں تعلیم کا کوئی نظام بھی نہیں ان کو یہ ادارہ قریب ترین پڑتا ہے۔ وہاں کے کئی علماء میرے والد صاحب مرحوم کے شاگرد تھے۔ افغانستان کے سرکردہ علماء کی اکثریت نے اسی دارالعلوم سے علم حاصل کیا۔ اکا دکا دوسرے ممالک سے بھی آتے ہیں عرب ممالک اور وسطی ایشیائی ریاستوں سے۔ امریکہ نے اسے بہت بڑا ''وارسکول'' قرار دے رکھا ہے۔ یورپین اس دارالعلوم کو بار بار دیکھنے آتے ہیں۔ ہمیں کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ انہیں دارالعلوم نہ دیکھنے دیا کریں۔ میں نے کہا ہم ایک کھلی کتاب ہیں یہ آئیں اور دیکھیں یہاں قرآن پاک اور سنت کی تعلیم دی جاتی ہے یہاں جنگی تربیت نہیں دی جاتی' کوئی طالب علم چاقو تک

نہیں رکھتا۔ برطانوی صحافی ''رابرٹ فسک'' نے اپنے اخبار ''انڈیپنڈنٹ'' میں میرا بڑا عجیب نقشہ کھینچا' دارالعلوم کو'' وار سکول'' قرار دیا۔ اخبار میں ایک نقشہ دیا گیا جس میں ''دارالعلوم'' کو تیر کے نشانات کے ذریعے تل ابیب' چیچنیا اور کشمیر سے ملایا گیا ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس جنگی سکول سے فلسطین' چیچنیا اور کشمیر میں گوریلا جنگ لڑی جارہی ہے۔ یہ لوگ اسلام کی تعریف Terrorism کررہے ہیں۔ یہاں قرآن پاک' حدیث اور فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہم اسلام کا جذبہ جہاد و حمیت پھیلاتے ہیں اصل خطرہ انہیں ہمارے نصاب سے ہے۔ آج کالجوں' یونیورسٹیوں میں اسلامی نصاب رائج کردیا جائے تو وہ اسے بھی ''دہشت گردی' قرار دے دیں گے۔ وہ نصاب سے جہاد کی آیات خارج کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہاں سے ہم کہیں بھی خود سے طلباء کو نہیں بھیجتے۔ فارغ ہونے کے بعد اپنی مرضی سے جہاں جانا چاہتے ہیں' چلے جاتے ہیں۔ افغانستان پر عذاب آیا تو یہاں سے فارغ التحصیل طلبہ اٹھے انہوں نے تو اٹھنا ہی تھا۔ یورپی اقوام سے میں کہتا ہوں کہ آپ پر آج کوئی عذاب آجائے تو کیا وہاں کے لوگ نہیں اٹھیں گے؟ ہر کسی کو اپنی قوم کو بچانے کا حق حاصل ہے۔

<u>دارالعلوم سے ایک تیر سنکیانگ کی طرف:</u>

اوصاف: یورپ والے'' دارالعلوم'' سے سنکیانگ کی طرف بھی ایک تیر کھینچتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: آپ نے بہت اہم بات کی۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ سنکیانگ کے معاملے پر مسلمانوں کو چین کے ساتھ لڑا دیا جائے۔ انہوں نے خود کئی تنظیمیں پیدا کیں کہ وہاں جاکر گڑبڑ پیدا کریں ہمارے مجاہدین کو ترغیب دی گئی وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان' چین اور ایران آپس میں متصادم ہوجائیں۔ الحمدللہ ہم نے یہ کوششیں کامیاب نہ ہونے دیں' طالبان نے خاص طور۔ انہوں نے سوچا کہ ہمیں کیا پڑی ہے وہ عہد کئے ہوئے ہیں کہ کسی ملک کی طرف توسیع پسندانہ نظروں سے نہ دیکھیں گے۔ تاجکستان' ازبکستان اور چین' کسی بھی جگہ تو انہوں نے مخالفت نہ کی' وہ تو اپنے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ سنکیانگ میں مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت ہے اور وہاں جو بہت مظالم ہوئے ہیں وسط ایشیاء میں بھی مسلمان بیدار ہورہے ہیں۔ کسی کو وہاں ابھارنے کی ضرورت نہیں۔

طالبان کی پالیسیاں:

اوصاف: کہاجاتا ہے کہ طالبان نے بہت جلد اپنی پالیسیوں سے دنیا کو اپنا مخالف بنالیا۔ایران کے ساتھ محاذ آرائی ٗمجسموں کوتوڑنا اور پھر پاکستان میں بھی ان کے حوالے سے بڑے خدشات پیدا ہوئے۔آپ کیا کہتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: انہوں نے محاذ آرائی نہیں کی وہ ایران کے ساتھ بھی دوستی کا ہاتھ بڑھاتے رہے۔ان سے یہی توقع رکھتے رہے کہ وہ ہماری مدد کریں۔ہم سے نہ لڑیں۔ہمارا اندرونی مسئلہ ہے اسے سنبھالنے میں مدد فراہم کریں۔ہم ایران میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے تو ایران کو کیا تکلیف ہے۔ہم اس سرزمین سے پیدا ہوئے اور اسے امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں۔پاکستان کا تو احسان مند رہے گا۔وہ آج تک جو کچھ کرتے رہے کراچی میں قونصل خانہ بند کیا گیا لیکن طالبان نے کہا کہ پاکستان نے ہماری حفاظت کیلئے بند کیا ہے۔سنٹرل ایشیاء کے حکمرانوں کیلئے مسئلہ یہ ہے کہ وہ ساری اسلامی ریاستیں ہیں۔ہندوستان میں اسلام وہاں سے آیا۔ہمارا سارا کلچر ٗتمام بڑے مشائخ الحدیث انہیں علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔امام بخاری ٗ امام ترمذی ٗ امام ابوداوٗد ٗ امام مسلم ٗ بخاری فقہ طب ٗفلسفہ سارے علوم وہاں سے آئے ہیں۔ان عظیم نشانیوں کو انہوں نے مٹا دیا تھا مسلمان مسلمان ہوتے ہیں اب انکے تسلط سے نکلے ہیں وہ خود اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں انہیں خدشہ ہے کہ اگر دین اسلام افغانستان میں نافذ رہے اور یہ لوگ قدم جما گئے تو پورے خطے پر اس کے اثرات پڑینگے۔دعوت اور نظریہ کو روکنا تو کسی ملک کے بس میں نہیں ہے۔اسلام کی روشنی تو چاروں طرف پہنچے گی۔وہ اس چراغ کو بجھا دینا چاہتے ہیں اب ایسا نہیں ہوگا۔نشاۃ ثانیہ ہوگی۔

طالبان کی پالیسیوں میں لچک:

اوصاف: کہاجاتا ہے کہ طالبان کی پالیسیوں میں لچک نہیں۔آپکا کیا خیال ہے؟

مولانا سمیع الحق: ان کی پالیسیوں میں بہت زیادہ لچک ہے جب تک صریحاً زیادتی نہ ہو تو کسی کو نہیں پکڑتے جن صحافیوں کو پکڑا وہ ایجنٹ تھے پھر بھی انہیں چھوڑ دیا گیا۔عیسائیت پھیلانے والوں کو پکڑا۔اسلام کسی اور مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتا۔یہ ہماری بھوک اور افلاس سے فائدہ اٹھا کر ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہیں۔یہ گھناؤنی اور گری ہوئی حرکت ہے انہیں روٹی دو اور ان کو

مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کرو۔ان مبلغین کو اپنا مقدمہ لڑنے کا پورا حق دیا گیا تھا۔اب فیصلہ کرنے والے تھے۔مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ انہیں چھوڑنے والے تھے۔(یہ انٹرویو عیسائی مبلغین کی رہائی سے پہلے کیا گیا تھا)ارتداد پھیلانے والوں کو اسلامی تعزیرات کے حوالے سے سزا دی جاتی ہے۔ان کی سزا موت نہیں ہے اگر مسلمان اپنا مذہب چھوڑ دے تو اسے قتل کرنے کا حکم ہے وہ انہیں ڈرا دھمکا کر چھوڑ دیں گے۔ہم تبلیغ کرتے ہیں امریکہ اور برطانیہ چاہیں تو ہم ان کے ملکوں میں نہیں کریں گے۔

<u>جنگ میں گُڑ نہیں بانٹا جاتا:</u>

اوصاف: اسلام جنگ میں بچوں' بوڑھوں اور عورتوں کی جان کو تحفظ دینے کا حکم دیتا ہے۔اسامہ بن لادن نے اپنے کچھ انٹرویوز میں گیارہ ستمبر کے واقعے کی حمایت کی ہے تو آپ کیا کہتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: یہ بہت حساس مسئلہ ہے۔ہم حالت جنگ میں ہیں عالم کفر کے ساتھ ہم جنگ میں ہیں۔گیارہ ستمبر سے پہلے ہی انہوں نے ہمارے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے۔کشمیر' چیچنیا' بوسنیا اور فلسطین میں وہ اسرائیل کی پشت پر ہے' چیچنیا میں روس مار رہا ہے لیکن اسے امریکہ کی شاباش حاصل ہے انہوں نے اس حوالے سے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے گیارہ ستمبر کو ایک واقعہ ہوا صحیح طرح سے معلوم بھی نہیں کہ کس نے یہ کیا ہے۔میرا اب بھی یقین ہے کہ ان کے اندر سے کچھ لوگوں نے کیا ہے۔یہ ان کی اپنی پلاننگ تھی۔وہ عالم اسلام کے خلاف جنگ شروع کرنا چاہتا تھا۔ اسرائیل کا مسجد اقصیٰ پر قبضہ کرنے کا جو منصوبہ ہے امریکہ نے اس سے نظر ہٹا کر اس کی مدد کی۔جنگ میں سب کچھ ہوسکتا ہے۔پشتو میں کہا جاتا ''جنگ میں گڑ نہیں بانٹا جاتا'' جنگ کی حالت میں یہ تمیز نہیں ہوسکتی کہ کون گناہگار ہے اور کون معصوم۔اس حوالے سے یہ حکم ہے کہ ''دارالحرب'' سے مسلمان نکل جائیں۔یورپ اور امریکہ کے مسلمانوں کو بھی اس ''دارالحرب'' میں نہیں رہنا چاہیے۔کیونکہ ہماری انکے ساتھ کئی سالوں سے جنگ جاری ہے اگر مسلمان وہاں خود کو محفوظ محسوس نہیں کرتے تو ہجرت کر جائیں۔

اوصاف: آپ نے کہا کہ جنگ میں بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں۔امریکہ میں بے گناہ مسلمانوں کو گیارہ ستمبر کے بعد مارا جارہا ہے تو کیا امریکہ بھی ایسا کرنے میں حق بجانب ہے؟

مولانا سمیع الحق: امریکہ نے خود مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ شروع کرنے کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ یہ اسلام و کفر کی جنگ کا آغاز ہے۔افغانستان میں ہزاروں لوگ مر رہے ہیں اور ہجرت

کررہے ہیں لیکن اس کا علاج تو ہمارے پاس نہیں ہے وہ تو بے گناہ تارکین وطن کو نشانہ بنانے کے لئے کوئی بہانہ تو بنائے گا۔

۱۱ ستمبر کے بعد جنرل مشرف کی پالیسیاں:

اوصاف: جنرل پرویز مشرف نے 11 ستمبر کے واقعے کے بعد افغانستان کے حوالے سے جو پالیسی اپنائی اسے انہوں نے وقت کا تقاضا قرار دیا۔ آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

مولانا سمیع الحق: انہوں نے ایٹمی پروگرام بچانے کی بات کی تھی مگر بچ جاتا تو اچھا ہوتا۔ اب تو عملی کاروائی شروع ہو چکی ہے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ امریکہ دروازہ توڑ رہا ہے اور توڑنے کے بعد اندر داخل ہوگا پھر کوئی چیز نہیں بچے گی تم ڈٹ جاؤ' امریکہ کا ہاتھ پکڑو اور دروازہ توڑنے سے منع کرو اور اس جنگ میں کم از کم شرکت نہ کرو لیکن پرویز مشرف کو ملا کیا؟ ایٹمی صلاحیت پر امریکہ کی نظریں ہیں بکواس جاری ہیں' ایٹمی پروگرام کو غیر محفوظ قرار دیا جا رہا ہے یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کسی کی معصوم بیٹی کو موضوع سخن بنایا جائے۔ ہمارے ایٹم بم کی عصمت ضروری تھی۔ کولن پاول اور رمز فیلڈ ہمیں ہماری عصمت کی حفاظت کے طریقے بتا رہے ہیں کیا چیز رہ گئی ہماری سالمیت کی جہاد کشمیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ دہشت گردی ہے سب سے بڑی بات یہ کی گئی کہ ہمیں اقتصادی امداد ملے گی اور قرضے معاف ہوں گے اس بات کی بھرپور تشہیر کی گئی قرضے کہاں معاف ہوئے؟ ایک ارب ڈالر امداد کا اعلان ہوا۔ پہلے 800 ملین ڈالر کی بات کی گئی شاید پھر کہیں گے کہ وہ بھی اسی میں شامل ہے۔ ایف سولہ کی بات چھیڑنے سے انہوں نے منع کر دیا ہے۔ ایک ارب ڈالر تو ہمارے ایف سولہ کے بنتے ہیں وہ بھی نہیں دیں گے اور ایک ارب ڈالر پر پوری قوم کی سلامتی داؤ پر لگائی جا سکتی ہے؟ فرض کریں کہ دنیا میں مسلمان ایک ارب ہیں گویا امت محمدی کے ہر فرد کی قیمت ایک ڈالر لگائی گئی ہے یعنی ایک ارب ڈالر دے دو اور سب کو اپنی غلامی میں لے لو اور پھر باری باری عراق' لیبیا' اور پاکستان نشانہ بنائے جائیں گے۔ جنرل پرویز مشرف نے میری آپ کی ہم سب کی قیمت لگائی ہے وہ بھی ملے گی نہیں ' ابھی وعدہ ہے جو ایفا نہیں ہوگا۔

اوصاف: مولانا صاحب! تو پھر کیا پرویز مشرف نے غداری کی ہے؟

مولانا سمیع الحق: دیکھیں میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے غداری کی ہے شاید ہمارے درمیان نکتہ نظر کا

اختلاف ہے،ہم بھی چاہتے ہیں کہ ملک کسی طرح بچ جائے جنرل پرویز مشرف امریکی رعب اور لالچ میں آ گئے۔ وہ سمجھے کہ ہمارے اقتصادی مسائل کا حل امریکہ کیساتھ تعاون میں ہے ان پر امریکی دہشت حاوی ہوگئی کہ وہ سپر پاور ہے' ہمیں ملیامیٹ کر کے رکھ دیگا یہ جنرل صاحب کی غلط فہمی ہوسکتی ہے انہوں نے شاید سوچا ہوگا کہ اس طرح ملک بچ جائے گا ایک اسلامی ملک کے سربراہ مملکت کے طور پر اللہ نے انہیں عزت دی ہے تخت پر بٹھایا ہے انہیں ناشکری کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم نے بروقت کہا کہ انہیں امریکی رعب میں نہیں آنا چاہیے تھا یہ یقین اور ایمان رکھتے کہ سپر پاور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہی ہمیں بچا سکتا ہے۔

ملک کی سلامتی داؤ پر لگ گئی ہے:

اوصاف: آپ کو اب بھی جنرل پرویز مشرف سے کوئی امید ہے؟

مولانا سمیع الحق: وہ جھک گئے ہیں' ہیبت میں آ گئے ہیں' لالچ میں آ گئے ہیں وہ عالمی برادری کے ساتھ کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ عالمی برادری تو کافروں کی ہے تو کیا وہ ہماری برادری ہے؟ ہماری برادری تو امت محمدیہؐ ہے' اسلام ہے' افغانستان ہے' کشمیر ہے' فلسطین ہے۔ وہ ہماری برادری نہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کا گروپ ہے بدقسمتی سے پرویز مشرف نے اندھے کنویں میں چھلانگ لگائی ہے جتنا ہاتھ پاؤں ماریں گے اور گرتے جائیں گے اور ملک کو بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ ملک کے بچاؤ کیلئے بہت بڑی جنگ لڑنا ہوگی۔ یہ جنرل صاحب کے خلاف نہیں بلکہ ملک کے بچاؤ کیلئے ہوگی۔ ہماری جدوجہد سیاسی نہیں ہے لہٰذا اسے سیاسی رنگ نہ دیا جائے ہم تو ملک کی بقاً کی جنگ لڑ رہے ہیں ہمارے نزدیک ملک کی سلامتی داؤ پر لگ گئی ہے۔ افغانستان کی بربادی پاکستان کی بربادی ہے۔ پاکستان وافغانستان کا دفاع ایک دوسرے سے وابستہ ہے' تقدیر وابستہ ہے۔

اوصاف: کیا آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی نیت ٹھیک تھی؟

مولانا سمیع الحق: نیت کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن کام غلط تھا' غلط ہے اور ملک کے لئے تباہ کن ہے اللہ کرے کہ یہ بات ان کی سمجھ میں آ جائے ان کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ واپس آ جائیں۔

انسٹیون سمون اسسٹنٹ ڈائریکٹر انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ فار اسٹریجک اسٹڈیز لندن، ڈائنیل بینجمن سنیٹر فار اسٹریجک انٹرنیشنل سٹڈیز واشنگٹن امریکہ

انٹرویو: 4 دسمبر 2001ء

امریکی پالیسیاں متضاد ہیں:

س: ہم اس بات کی تحقیق کر رہے ہیں کہ مذہب اور سیاست کے درمیان کیا تعلق ہے آیا مذہب کے اثرات سیاست پر غالب ہیں ہم نے چند مثالیں لی ہیں پاکستان، امریکہ، فلسطین کی۔ پاکستان میں مذہبی سیاسی پارٹیوں کے اثرات پاکستانی سیاست پر کیا ہیں؟ دوسری مثال امریکہ کی ہے وہاں پر مسٹر بش کی پارٹی تھی مذہب پر زیادہ یقین رکھتی ہے اور اس نے ایسے اقدامات کئے ہیں جس میں ان کے مذہبی خیالات نظر آتے ہیں۔ تیسری مثال فلسطین اور اسرائیل کی ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حماس تنظیم کے اثرات بڑھ رہے ہیں۔ بہر حال ہم نے دیکھا کہ مذہب کے اثرات بڑھ رہے ہیں اسپر ہم کام کر رہے ہیں اور پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ امریکہ کس طریقہ سے اس ملک پر اور مسلمانوں پر کنٹرول اور قبضہ جمانا چاہتا ہے؟

ج: اس کی واضح مثال امریکی پالیسیاں ہیں اور جنہیں نافذ کرنے کیلئے انہوں نے اقوام متحدہ قائم کی ہے ان کی پالیساں مسلسل متضاد اور معیار دوہرا ہے۔ بیک وقت غیر مسلم کے متعلق علیحدہ اور مسلمانوں کے متعلق علیحدہ پالیساں اختیار کرتے ہیں مشرقی تیمور میں آپ نے دیکھ لیا کہ عیسائی اٹھ کھڑے ہوئے اور اقوام متحدہ کو متحرک کر کے جبراً اپنی قراردادیں منظور کروائی گئیں پھر آپ کشمیر میں دیکھئے کہ وہاں بھی بعینہ وہی صورتحال ہے کشمیریوں پر سات لاکھ افواج مسلط ہیں ان پر جبر کر رہے ہیں

مگراس کے باوجود بھی مشرقی تیمور کے عیسائیوں پر اور بھارتی حکومت پر نہ تو سختی کی جاتی ہے اور نہ پابندی لگائی جاتی ہے نہ ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ کی قراردادیں نافذ کر لی جائیں یہ ایک انتہائی شرمناک بات ہے پچھلے دنوں کوفی عنان آیا تھا تو لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ آپ لوگ بھارت پر کیوں پابندی نہیں لگاتے؟ جبکہ عراق اور افغانستان پر پابندیاں لگائی جارہی ہیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ سات اقلیم سے باہر ہیں سات اقلیم میں جو چیزیں آتی ہیں ہم ان کو نافذ کرتے ہیں اور جو سات اقلیم میں نہ ہوں تو گویا ہم ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتے ہیں تو یہ پاکستان کیساتھ سراسر زیادتی ہے ہندوستان کیساتھ جنگ ہوئی تو اس میں بھی امریکہ نے کون سا کردار ادا کیا؟ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کر دیا اب افغانستان سے متعلق سراسر دوغلی پالیسی ہے ایک ملک آزاد ہے، ملک کے **97** فیصد علاقہ پر طالبان کی حکومت ہے اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جن کے قبضے میں ملک میں ایک گز زمین بھی نہیں ہے مگر اقوام متحدہ نے اپنے ہاں اسے سیٹ دے رکھی ہے یہ تمام باتیں اگر سامنے رکھی جائیں۔تو کہا جاتا ہے کہ انکی سیاست پر مذہب یعنی صلیبیت نے غلبہ پالیا ہے سوڈان سے کہا گیا کہ اسامہ کو نکال دو تو پھر پابندیاں اٹھالیں گے لیکن اسکے نکالنے کے باوجود امریکہ نے سوڈان کو دھوکہ دیا اور وعدہ پورا نہ کیا لیبیا کو **12** سال میں تباہ کر دیا، ایک جزیرہ میں بند کر دیا اور پھر عدالتی فیصلہ بھی ہوا کہ یہ بے گناہ ہیں۔لیکن پھر بھی پابندیاں نہیں اٹھائیں تو امریکی مظالم اور چیرہ دستیوں کی ایک لمبی داستان ہے اس سے مکمل ایک کتاب بن سکتی ہے۔

مغربی جمہوریت کی مضرتیں:

س: مذہب کا پاکستانی سیاست میں کیا کردار ہوگا؟ آپ پاکستان میں کیا چاہتے ہیں یعنی سیاسی مذہبی جماعتوں کا نیا کردار پاکستان میں ادا کرنا چاہتے ہیں۔

ج: پاکستان جب بنا تو یہاں پر ایک بیرونی نظام رائج تھا اسکا سارا اسٹرکچر (ساخت) تباہ و برباد تھا اس کا عدالتی نظام بھی مفلوج تھا مگر انصاف کا واحد ذریعہ بھی یہی تھا اسکا معاشی نظام بھی آزاد نہیں تھا اور تعلیمی نظام بھی، تو ہم نے پر امن طریقہ سے جدوجہد شروع کر دی علماء اور مذہبی قوتوں نے قیام پاکستان کے بعد فوراً کہا کہ ہم اس نظام میں تبدیلی لائیں گے۔تعلیمی، معاشی، عدالتی اور سماجی۔ہم نے جمہوری طریقہ پر پہلے یہ کوشش شروع کیں کہ جمہوری سسٹم سے اس ملک کا نظام بدل دیں ہر ملک

جب آزاد ہوتا ہے تو وہاں پر تبدیلیاں لائی جاتی ہیں لیکن یہاں پر انگریزوں نے وہ لوگ مسلط کرر کھے ہیں جو کہ کرپٹ ہیں اور اس کرپٹ نظام کی حفاظت کرتے ہیں ہماری تو اولاً پر امن جدجہد یہی ہے کہ جمہوریت اور پارلیمنٹ کے ذریعہ ان اداروں کو مجبور کرلیں کہ آپ تبدیلی لے آئیں لیکن یہاں پر کٹھ پتلی کا تماشہ ہوتا ہے ایک ایسا طبقہ ہے جو کہ دراصل دوڈھائی سو گھرانے ہیں اور وہ بدلتے رہتے ہیں اپوزیشن یا حزب اقتدار کی صورت میں اور ہمیشہ یہی گھرانے مسلط رہتے ہیں وہ نظام رفتہ رفتہ تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے جمہوری طریقوں پر ہم نے تبدیلی کی کوشش کی ہے لیکن اب ہم سمجھ گئے ہیں کہ مروجہ جمہوری طریقوں پر ہم تبدیلی نہیں لاسکتے کیونکہ وہ برائے نام جمہوریت ہے جسمیں ایک ہی طبقہ آتا جاتا ہے نچلے طبقے سے کوئی نہیں آسکتا انتخابی سسٹم ایسا ہے کہ آزادانہ رائے سے آزادانہ انتخابات نہیں ہوسکتے باہر سے تبدیلیاں آتی ہیں ۔اس مرحلہ تک ہم نے یہ کام کیا۔میرا اپنا تجربہ ہے اور میرے والد صاحبؒ <u>70</u>ء سے <u>88</u>ء تک اسمبلی میں رہے ہیں اور میں <u>85</u>ء سے <u>96</u>ء تک سینٹ کا ممبر تھا اور ہم نے پرامن جدوجہد کی ہے قراردادیں، بلوں اور ترامیم کے ذریعہ تجربہ کیا ہے یعنی 30 سال کا ہمارا گھر کا تجربہ ہے پارلیمنٹ کے ذریعہ وہی چہرے آتے ہیں اور وہی لوگ آتے ہیں میرے والد صاحبؒ نے بھٹو کے زمانے سے کوششیں کیں اور میں نے جونیجو،نواز شریف اور بے نظیر کے ادوار میں جدوجہد جاری رکھی مگر یہ لوگ کسی قسم کی تبدیلی کیلئے تیار نہیں ہیں ان سب کا صرف ایک ہی مشترکہ مشن ہے کہ عوام تباہ وبرباد ہوجائیں کریش ہوں اور ملک بیرونی قرضوں پر چلے۔مگر ان کی لوٹ کھسوٹ جاری رہے۔یہ حکومتیں منصوبے اور منشور تو الگ الگ پیش کرتے ہیں لیکن درپردہ سب ایک ہوتے ہیں۔

<u>جمہوریت نہیں، انقلاب کا راستہ اپنائیں گے:</u>

س: آپ کی بات سے مجھے اتفاق ہے کہ ہمیں نواز شریف اور بے نظیر میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اور دوسری بات آپ نے یہ کہی کہ یہ سارا سسٹم ان کے ہاتھ میں ہے اور ان کے پاس وسائل ہیں حکومت وغیرہ سب استعمال کرتے ہیں تو آپ لوگوں کو انتخابات میں زیادہ کامیابی نہیں ملتی آپ آئندہ مستقبل میں اپنے نظریات ومقاصد کس طرح حاصل کریں گے ؟

ج: انتخابات میں کامیابی نہیں پائی تو اس کی واضح وجہ یہی ہے میں نے آپ کو پہلے بھی کہا کہ

دوڑھائی سو خاندان ہیں جنہوں نے انتخابی حلقے اپنے کنٹرول میں لے رکھے ہیں عوام انکے شکنجہ سے نہیں نکل سکتے ہیں، ہمارے ہاں ایسا نظام نہیں ہے کہ وہ کرپٹ لوگ دوبارہ الیکشن میں نہ آسکیں اور روپیہ کا استعمال نہ ہو عوام شریف آدمی کو چاہتے بھی ہیں لیکن وہ سخت شکنجے میں ہیں۔ہم تو کہتے ہیں کہ یا تو انتخابی سسٹم مکمل بدل دیا جائے اور یا پھر مجبوراً دوسرا راستہ انقلاب کا اپنایا جاتا ہے۔کیونکہ لوگ شکنجہ میں پھنسے ہیں اور دوسری راہ نہیں ہے عوام بھی اب ذہنی طور پر تیار ہیں ہمارے لئے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ لوگ تقسیم تھے کوئی کہتا کہ یہ طریقہ ٹھیک ہے،کوئی کہتا تھا کہ یہ پارٹی ٹھیک ہے،کوئی بے نظیر کو اور کوئی نواز شریف کو چاہتا تھا۔اب لوگوں پر ان سب کے ہاتھوں ایسی تکالیف گزر رہی ہیں کہ لوگ اس سارے سسٹم سے بیزار ہیں بلکہ ہمیں دعوت دیتے ہیں عوام منتظر ہیں ہم نے جمہوری طریقوں پر کوشش کر لی مجبوراً اب انقلاب کیطرف جا رہے ہیں۔

س: انقلاب کب آئے گا یعنی کب تک ؟

ج۔ دنیا میں کسی بھی انقلاب کیلئے کوئی تاریخ متعین نہیں ہوئی ہے۔ہماری ایک جدو جہد ہے ایک سمت متعین ہو جائے پھر بات آسان ہو جاتی ہے ہم لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ اب آپ سمت بدل لیں اس سسٹم سے آپ مزید توقعات نہ رکھیں پھر اس انقلاب میں اتنا خون خرابہ نہیں ہو گا لوگ تنگ آئے ہوئے ہیں لیکن اگر نجات دہندہ نظر آ جائے تو انقلاب بھی آ ہی جائے گا۔

س: آپ کا کیا خیال ہے کہ دارالعلوم حقانیہ بھی اس قسم کا فریضہ ادا کر رہا ہے کہ لوگوں کا ذہن اس قسم کے انقلاب کیلئے تیار کیا جائے اور تبدیلی آ جائے؟

ج۔ حقانیہ تو ایک تعلیمی نظام کا ادارہ ہے اس کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ تو اسلامی نظام اور تعلیمات کا ایک ادارہ ہے میری دو حیثیتیں ہیں۔ایک میں سیاسی پارٹی کا سربراہ ہوں (جمعیت العلماء اسلام) میں اس حیثیت سے بات کر رہا ہوں دارلعلوم تو ایک تعلیمی ادارہ ہے تعلیمی ذہن بناتا ہے اس کا تعلیم وتربیت اور اسلام کی تعلیمات کا معیار ایسا ہے جس طرح ہارڈورڈ یونیورسٹی ہے کہ امریکہ میں اس کا ایک خاص قسم کا کردار ہے۔میری سیاسی حیثیت کو مدرسہ کے تعلیمی ذمہ داریوں سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔

جاہلی اور الٰہی نظام کا فرق:

س: یہ تو صحیح ہے کہ وہ ایک تعلیمی ادارہ ہے لیکن آپ جو تعلیم دیتے ہیں اس میں لازماً یہ بات کہی جائے گی کہ پاکستان کا نظام صحیح نہیں ہے' اور اس میں تبدیلی چاہیے؟

ج: اسلام نے تو بنیاد اسی طرح رکھی ہے' رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو دو نظام تھے ایک ظالمانہ نظام رائج تھا' عبادات کے میدان میں بھی' اقتصادیات کے میدان میں بھی عدل وانصاف کے لحاظ سے تو لوگ انسان سے حیوان بن گئے تھے۔ ظلم و بربریت اور جبر تھا' ایک بہت بڑا ظلم تھا' آپ قیصر وکسریٰ کی تاریخ پڑھ لیجئے اسلام کی بنیادی تعلیمات یہ ہیں کہ ہمارا اپنا ایک صحیح نظام ہونا چاہیے' عدل وانصاف کا نظام' وہ نظام جس میں انسان انسان کا غلام نہ ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین روم اور فارس گئے تھے۔ تو ان سے پوچھا گیا کہ کس لئے آئے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکالنا چاہتے ہیں' جاہلیت میں لڑکیاں زندہ درگور کر دی جاتی تھیں اور ذبح کر دی جاتی تھیں' عورتوں کے حقوق میراث وغیرہ کے نہیں تھے' تو تمام نظام ظلم کا تھا تو اسلام کی بنیاد یہی ہے کہ انسان کو انسان کی غلامی سے آزادی مل جائے۔ قرآن وسنت کی یہی تعلیمات ہیں' تو یہاں بھی وہی تعلیم ہوگی اور مصر میں بھی' سعودی عرب میں بھی۔ شام اور ایران میں بھی۔ یہ تعلیم اس ادارہ کے ساتھ خاص نہیں۔

س: کیا پاکستان میں بھی اسی ظلم کا نظام ہے؟

ج: ہاں وہی نظام ہے اگر میں بھی صدر بن جاؤں موجودہ وقت میں تب بھی یہی نظام ہوگا جب تک سسٹم وہی جاہلانہ ہوگا یعنی یہ کسی حکمران کے نیک ہونے پر نہیں ہے' اگر فرشتہ بھی بیٹھ جائے اور اگر حضرت عمر فاروقؓ بھی اسی نظام پر بیٹھے گا اور نظام یہی ہوگا تو یہ جاہلی نظام ہوگا۔ جب تک اس نظام کو اسلام کے الٰہی نظام سے نہیں بدلا جائے گا' تبدیلی نہیں آسکے گی۔

جہاد بقا اور سلامتی کی ضمانت ہے:

س: ان حالات میں جہاد کا کیا کردار ہے؟

ج: افغانستان پر روس نے حملہ کیا اور قبضہ جمانا چاہا تو افغانستان کے لوگوں نے اپنا دفاع کیا تو کیا یہ ٹیررازم تھا۔ آزادی کی جدوجہد کی اور قربانیاں دیں تو کیا انہوں نے اچھا کیا یا برا؟ کہ اگر ملک کو

روس کے سامنے سنہری پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دیتے تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ یہ اچھا ہوتا یا برا؟ تو اس طرح ہمارے ساتھ جو بھی ظلم کرے گا تو ہم نے بھی وہی کام پھر کرنا ہوگا۔ 20 لاکھ افراد نے قربانی دی اور میلینز لوگ تہس نہس ہو گئے۔ لولے لنگڑے ہو گئے' تو کیا یہ ٹیرارسٹ قرار پاتے ہیں یا مظلوم؟ اسی طرح اگر کوئی دوسرا ملک کسی اسلامی ملک کے ساتھ کرے گا' تو یہی جدوجہد ان پر لازم ہوگی' جسے جہاد کہتے ہیں' اگر یہ جہاد نہیں کریں گے تو پھر ختم ہو کر رہ جائیں گے' جہاد بقا اور سلامتی کی ضمانت ہے۔

ایک تاریخی چیلنج:

س: کیا آپ چاہتے ہیں کہ اپنی سرحد سے باہر ایک دوسرے ملک کے خلاف جہاد کریں جس طرح انہوں نے مثال دی ہے اسامہ بن لادن کی۔ اسامہ جو کچھ کر رہا ہے آیا وہ جہاد ہے؟

ج: پوری دنیا میں آپ مجھے کوئی ایک مسلم ملک بتا دیجئے کہ کسی غیر مسلم ملک میں داخل ہوا ہو۔ اور وہاں گڑبڑ پیدا کی ہو' اور مداخلت کی ہو اگر ایسا ہوا ہوتا تو آپ اسے ٹیرارزم کہہ سکیں گے' چیچنیا والے' بوسنیا والے' اور کشمیر والے' سب اپنے ہی لئے لڑ رہے ہیں' اسی طرح فلسطین اور افغانستان کو لیجئے وہ اپنے ملک کو بچانا اور سنوارنا چاہتے ہیں۔ لیکن نہ صرف اب بلکہ گذرے سو سال کی ہسٹری میں بھی آپ ہمیں کوئی ایک واقعہ نہیں بتا سکتے ہیں کہ کسی مسلم ملک نے ایک انچ کا تجاوز غیر مسلم ملک میں کیا ہو یا جھگڑا شروع کر رکھا ہو اور آپ نے ہم مسلمانوں کو دوسو سال تک غلام رکھا' کہیں پر برٹش آتے' تو کہیں امریکہ' کہیں پر فرانس' کہیں پر ڈچ' تو ہم تو دوسو سال تک آپ کے غلام رہے کیا ہم نے پچھلے ایک سو سال میں کہیں پر مداخلت کی ہے؟ اسامہ کہتا ہے کہ آج امریکہ میرا ملک چھوڑ دے اور فلسطین میں مداخلت چھوڑ دے تو میرا کوئی اختلاف امریکہ کے ساتھ نہیں ہے۔

جب عراق نے کویت پر حملہ کیا:

س: آپ نے جو اسامہ کا موقف بیان کیا تو جب عراق نے حملہ کیا تھا کویت پر تو اسوقت تو سعودی علماء نے امریکن فوج کے آنے کے جواز کا فتویٰ دیا تھا' اب اسامہ جو کچھ کہہ رہا ہے تو اس میں تو تضاد ہوا۔

ج: اس نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ آؤ میرے گھر میں ڈیرا جمالو۔ میں ان لوگوں میں سے تھا' جنہوں نے کہا تھا کہ عراق نے سخت تجاوز کیا ہے' میری پارٹی جے یو آئی (س) واحد پارٹی تھی جو کہ عراق کے

خلاف تھی اور ہم نے کہا تھا کہ یہ جارحیت ہے اور اس طرح پوری دنیا میں لوگوں کو جواز فراہم ہوگا۔اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ہم سعودی عرب کی حمایت میں تھے۔مگر امریکی فوج کے آنے کی ضرورت نہیں تھی۔ہم نے خود کہا تھا کہ پاکستان سے فوج جائے 5 لاکھ فوج بھجوائیں اسی طرح دیگر اسلامی ممالک ان کا تحفظ کر سکتے تھے۔سب اس جارحیت کے خلاف تھے' تو ضرورت کے وقت اگر کسی کو مدد کے لئے بلایا جائے تو بعد میں وہ مالک بن بیٹھتے ہیں' جبکہ سعودی عرب کو اب کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے' عراق اپنی مصیبت میں مبتلا ہے' مگر اب اسے اسامہ کے ذریعہ ڈراتے ہیں کہ تمہیں کھا جائیں گے' اور اس طرح بیٹھے رہنے کا جواز بناتے ہیں۔جبکہ اسامہ کوئی بڑی طاقت تو نہیں ہے' اس کے پاس نہ تو جہاز ہیں اور نہ فوجیں بلیک میلنگ کیلئے یہ مسئلہ بہت بڑا بنا دیا گیا۔

<u>ہیرو کسے کہتے ہیں:</u>

س: کیا اسامہ واقعی ہیرو ہے؟

ج: ہیرو اس لئے ہیں کہ اسلام نے تعلیم دی ہے کہ مسلمانوں پر جب ظلم ہوتا ہے تو آرام و راحت ترک کرو گے۔ایک شخص جوانی میں محلات' بادشاہی' بیگمات' اولاد اور دنیا بھر کے تعیّشات قربان کر دے ۲۲۔۲۴ سال کی عمر میں یہ آیا' تمام آرام و راحت کو چھوڑ دیا اور صحراؤں اور جنگلوں میں بسیرا کیا اور آج بھی اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹا ہوا ہے بادشاہ اسے کہتا ہے کہ میرے ساتھ ایک فیصد بھی مصالحت کر لو تو پھر کچھ بھی نہ ہوگا اس کے اثاثے منجمد ہو گئے' شہریت ختم ہو گئی' اولاد اور خاندان سب بکھرے ہوئے ہیں' ایک مسلسل تاریخ ہے' قومی مفاد اور اسلامی جدوجہد کے لئے اس وقت تمام کفری طاقتیں یکجا ہوئی ہیں' لیکن پھر بھی اس میں لچک نہیں آتی ہے' ورنہ تمام راحتیں اسے ایک لمحہ میں دوبارہ مل سکتی ہیں' ہیرو تو وہی ہوتا ہے کہ جو ملک وملت اور اسلام کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو اور اس نے یہ سب کچھ عملاً دنیا کے سامنے 20 ' 22 سال میں پیش کر دیا ہے۔اور اپنی اولاد کے لئے بھی وہ تکالیف کی زندگی پسند کرتا ہے' روس سے جہاد کے دوران خود اس نے مجھے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ''میرے بھائی آئے اور مجھے سمجھایا کہ یہ تمہاری کیسی زندگی ہے' غاروں میں پڑے ہو اپنے آپ کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔تو تمہارے ساتھ ہمارا کوئی سروکار نہیں لیکن ان بھتیجوں کی فکر ہے کم از کم ان کے لئے کچھ محلات وغیرہ بنالو۔کسی سمندری جزیرے میں اور ان کے لئے آسائش کا انتظام کر لو' کیا یہ بھی

تمہاری طرح ساری عمر اسی طرح بھٹکتے پھریں گے'' تو میں (اسامہ) نے کہا کہ ان سے خود پوچھ لیجئے۔ میں اپنے دل میں رونے لگا کہ یا اللہ میرا پردہ رکھئے گا' کہیں یہ بچے ڈگمگا نہ جائیں۔ میرے بیٹوں کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے انکار کیا کہ ہم یہ آرائش و آرام و راحت نہیں چاہتے اگر ہم ایک دفعہ اسے دیکھ لیں گے تو ہم جہاد کی تکالیف نہیں سہہ سکیں گے۔ میں ایک دم چیخا اور اللہ اکبر کہہ کر رب کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے امتحان میں کامیاب کیا کہ میرے بچے بھی ایسے ہیں۔ دنیا کی آسائشوں میں نہیں آئے۔

<u>جہاد کب درست ہے؟</u>

س: آپ نے بھی علم دین حاصل کیا ہے اور عالم ہیں۔ اسامہ کے جہادی فتویٰ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو کہ یہودیوں اور عیسائیوں و اسرائیلیوں کے متعلق ہے؟

ج: ایک غیر مسلم وہ ہیں جو کہ اسلامی ممالک میں رہتے ہیں' اور آتے جاتے ہیں' انہیں مستامنین کہتے ہیں جو کہ پاسپورٹ پر آئے ہوتے ہیں' ویزہ لیا ہوتا ہے تو اگر وہ کسی قسم کی سازش میں پکڑے جائیں تو ان کے متعلق عدالت فیصلہ کر سکتی ہے افراد کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون اچھا اور کون برا ہے۔ یعنی ایک غیر حربی ہے غیر حربی اس کو کہتے ہیں جو کہ حالت جنگ میں نہیں ہے اور ایک وہ ہے جو حالتِ جنگ میں ہے جیسے امریکہ' تو اسامہ کا خیال یہ ہے کہ وہ ہمارے ساتھ حالت جنگ میں ہے خاموش جنگ اس کی طرف سے کہیں ڈھکی چھپی اور کہیں پر علی الاعلان جاری ہے' اور کسی طریقہ پر وہ امت مسلمہ کو سکھ سے نہیں چھوڑتا ہے تو یہ گویا ایسا ہے کہ جس طرح کوئی میدان جنگ میں ہو میدان جنگ میں سب کچھ جائز ہوتا ہے تو اگر اسکا فتوی ایسا ہو جس طرح اسرائیل جو کچھ کر رہا ہے' جنگی حالت میں ہے روزانہ حملے کر کے بمباری کرتا ہے اور امریکہ بھی علی الاعلان اس کی پشت پر ہے آپ پوری دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مد مقابل جو بھی ہیں ان کے ساتھ امریکہ کھڑا ہے تو پھر اس کا فتویٰ صحیح ہے' اگر وہ امریکہ کے خلاف اعلان جنگ اور اعلان جہاد کرتا ہے جو کہ عملاً مسلمانوں پر لازمی ہے تو ہماری رائے بھی یہی ہے کہ ایسے حالات میں جہاد کے بغیر چارہ نہیں ہوتا

<u>اسلام کے اصول جنگ:</u>

س: میں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے' اس میں بتایا گیا ہے کہ سول آدمی کو نہیں مارا جائے گا اور بعض

جگہوں پر اجازت بھی دی گئی ہے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: اسلام حالت جنگ میں بھی اتنا خیال رکھتا ہے جبکہ امریکی مسلمانوں کے ساتھ کچھ بھی رحم کا معاملہ نہیں کرتے' لیکن اسلام کہتا ہے کہ حالت جنگ میں بھی دشمن کی عورتوں' مریضوں' بوڑھوں' اور بچوں کے ساتھ زیادتی نہیں کرو گے' حتیٰ کہ ان کے پادریوں اور مذہبی رہنماؤں تک کو بھی کچھ نہیں کہا جائے گا' جبکہ دوسری طرف یہ بھی ہے کہ اگر کفار اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایسے ظالمانہ اقدامات کریں جیسے ایک کافر نے عین حالت جنگ میں اپنے بچاؤ کیلئے ایک مسلمان اور ایک بچے کو اپنے دفاع کے طور پر ڈھال بنا کر سامنے کر دیا اور اس کا خیال یہ ہے کہ اس طرح یہ لوگ مجھے نہیں ماریں گے تو وہاں اسلام اجازت دیتا ہے کہ اگر اپنا ساتھی بھی ساتھ شہید ہو تو مجبوری ہے اور اس پر گولی چلاؤ اور ایسی صورت میں مسلمان مارنے والا گناہگار نہیں ہے کیونکہ مجبوری ہے' دشمن اپنے آپ کو بچاتے ہیں' وہ آبادی کی آڑ میں یہ تصور کرتے ہیں کہ آپ (مسلمان) کچھ نہ کریں کیونکہ بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں تو ایسی حالت میں اجازت ہے جس طرح میدان جنگ میں ڈھال بنانے کا واقعہ ہے' یہ لوگ خود کیوں نہیں سوچتے کہ جب خوست اور سوڈان اور فلسطین پر حملہ کرتے ہیں' تو بھی سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہسپتالوں میں مریض اور بے گناہ لوگ بھی مارے جائیں گے تو جنگ میں پھر ایسے حالات بھی پیش آ جاتے ہیں۔ جس کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔

امریکی ٹیلیویژن سی بی ایس (پروگرام 60 منٹ)

ملاقات: اسٹیو کرافٹ

ترجمان: انور اقبال

انٹرویو: 2001ء

CBS

STEVE KROFT

Correspondent 60 Minutes

CBS NEWS

524 West 57 Street, New York, New York 10019-2985

(212) 975-7494 Fax: (212)757-6975

دینی مدارس کے نظام کا تحفظ و اشاعت

س۔ یہاں جو طالب علم آتے ہیں ان کا مقصد کیا ہے؟ تعداد کیا ہے؟ کس عمر سے کس عمر تک؟ عمر کی تحدید اس تعلیم میں ہے؟

ج۔ تقریباً ڈھائی ہزار تعداد ہے۔ مختلف شعبوں میں اور مختلف عمروں کے ہیں' ہائی کلاسوں کے لئے عمروں کی تحدید نہیں۔

ہمارا مذہب ایک جامع نظام ہے ۔ اسلام کے سورسز ہیں قرآن و سنت اجماع اور قیاس' قرآن وسنت سے بے شمار علوم کی شاخیں نکلتی ہیں۔ فقہ کا لاء سے تعلق ہے قرآن وسنت کی اپنی لاء ہے پھر اس کے اصول کا تعین ہوتا ہے قرآن وسنت کی تشریح کے کیا اصول اور شرائط ہیں' گرائمر عربی لینگویج صرف ونحو فصاحت و بلاغت علم معانی' علم بیان اس طرح تقریباً چودہ علوم ہیں جو کہ

اسلامی تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں۔سائنس' فلسفہ' تاریخ کی بھی اس میں اپنی اہمیت ہے۔ ہندوستان آزاد تھا' نیا تعلیمی سسٹم نہیں بنا تھا تو دونوں علوم اکھٹے چل رہے تھے لیکن انگریز جب آیا اس نے ہمارا نظام تعلیم بالکل ختم کردیا اور سکولز اور کالجز یونیورسٹیز میں صرف دنیاوی علوم رہ گئے' سرکاری اداروں میں اسلام سے متعلق تمام علوم نظرانداز کردیئے گئے۔علماً نے سوچا کہ اسلام کی حفاظت کیسے ہوگی تو انہوں نے دینی مدارس کا نظام قائم کیا انگریز جو کہ ان علوم کا مخالف تھا نہ وہ کوئی امداد دینا چاہتا تھا نہ وہ اسلامی نظام کو تحفظ دینا چاہتا تھا تو مسلمانوں نے اپنی مدد آپ کے جذبہ سے' علماً نے مشنری جذبہ سے پورے برصغیر میں یہ مدارس کا نظام قائم کیا اس سلسلے میں سب سے بڑا مدرسہ دیوبند میں قائم ہوا اس کے بعد شاخیں پھیلتی گئیں اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام کے علوم حاصل کئے جائیں۔ پڑھائے جائیں اور دوسروں تک پہنچائے جائیں یہ سسٹم ہمارے دین کی حفاظت کا ذریعہ بنا آپ کے سامنے ہسپانیہ (سپین) کا نظام ہے کہ وہاں یہ سسٹم قائم نہ ہوا تو اسلامی علوم حاصل کرنے والا' سمجھنے والا' اور سیکھنے والا کوئی نہ رہا اسی طرح سنٹرل ایشیا میں جو مسلم ریاستیں تھیں روس کے تسلط کے بعد وہاں سارا نظام درہم برہم ہوا اب ان لوگوں کو صرف نام سے اندازہ ہوتا ہے کہ میرا باپ مسلمان تھا میرا دادا مسلمان تھا۔ہم لوگوں نے بڑی مشکل سے اس نظام کو چلایا' مدرس بھی مفت پڑھاتا ہے' معمولی روٹی پر اور سٹوڈنٹ بھی زمین پر بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ معمولی چندوں سے یہ نظام ہم نے قائم رکھا ہوا ہے کہ اسلامی جذبہ بھی رہے اور اسلام محفوظ بھی رہے ان مدرسوں میں ہمارے طالب علم چودہ علوم پر عبور حاصل کرلیتے ہیں۔لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف نماز روزہ پڑھاتے ہیں تو اس تعلیم کی وجہ سے' ہمیں قرآن وحدیث اور سارے اسلامی نظام پر دسترس ہے جسے ہم سمجھتے ہیں اور پھیلاتے ہیں۔

<u>نفاذ شریعت سے دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گی:</u>

س۔ آپ اسلام کو پھیلانے کی تعلیم دے رہے ہیں۔اس کا کیا فائدہ ہے؟

ج۔ ہم اسلام سیکھتے بھی ہیں اور دنیا کو سکھانا بھی چاہتے ہیں ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام ساری بنی نوع انسانیت کیلئے رحمت' فلاح اور بھلائی کا دین ہے امن کا پیغام ہے قرآن نے اسلام کو عربوں کے ساتھ یا کسی خاص نسل کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ جہاں بھی خدا مخاطب کرتا ہے کسی آیت میں تو ایھا الناس کہتا ہے تو ہمارا عقیدہ ہے کہ دعوت اور پیغام پوری بنی نوع انسان کیلئے ہے اور جب

پوری بنی نوع انسانی اس پیغام کو سمجھ لے گی اور اس پر جمع ہو جائیگی تو ساری دنیا امن اور سلامتی کا گہوارہ بن جائیگی رنگ و نسل اور علاقوں کی ساری تفریقیں ختم ہو جائیں گی۔ ہمارے پیغمبرﷺ نے فرمایا ہے کہ سارے انسان اللہ تعالیٰ کا ایک کنبہ ہیں الخلق عیال الله فی الارض ایک فیملی کی طرح ہم سارے بنی نوع انسان ہیں۔

اسلام کے معنی میں ''جنگ'' نہیں امن وسلامتی ہے:

س۔ آپ اپنے کو میلیٹیرین (جنگی) سمجھتے ہیں ۔

ج۔ اسلام کے ترجمہ اور معنی میں جنگ کا مفہوم ہی نہیں ہے اسلام کا معنی ہے سلامتی دینا۔اسی طرح ایمان ہے کہ ایمان والوں کو مومن کہتے ہیں تو ایمان امن سے نکلا ہے۔امن دینے والا۔ peace اور اسلام بھی سلامتی سے نکلا ہے یعنی مسلمان کے زبان سے ہاتھ سے ہر قسم کے ضرر سے ہر انسان اپنے آپ کو محفوظ سمجھے گا۔ ہمارے پیغمبر محمدﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن وہ ہے جس سے ساری بنی نوع انسانیت اپنے آپ کو محفوظ سمجھے کہ المومن من امنه الناس علی دمائهم و اموالهم کہ میرا خون' میرا مال' میری عزت وآبرو محفوظ رہے گی۔ جنگ کی حالت اس وقت آتی ہے جب کوئی مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہو جائے اس کی آزادی کو' اس کی قومی سالمیت کو ختم کرنا چاہے اب جب ہم اپنے فریڈم کے لئے اٹھتے ہیں تو وہ ہمارا قومی فریضہ ہوتا ہے۔افغانستان میں جنگ ہوئی تو یہ مسلمانوں نے نہیں کی یہ سوویت یونین نے ان پر مسلط کی اور پورے برصغیر میں جو ہماری جدوجہد ہوئی آزادی کی وہ انگریز نے آکر ہم پر قبضہ جمانے کی کوشش کی تو جنگ ہوئی۔ میں آپ کو پچھلی ایک صدی کی مثال دیتا ہوں کہ کسی مسلمان ملک نے ایک انچ پر بھی جارحیت نہیں کی وہ صرف یہ جدوجہد کر رہے ہیں کہ آزاد رہیں۔

دارالعلوم کے طلبہ کا جہادی کردار:

س۔ آپ کے جو طالب علم ہیں وہ یہاں سے کشمیر گئے' افغانستان گئے چیچنیا گئے' بوسنیا گئے ہر جگہ لڑائی کی ۔کبھی ایسا ہوا کہ ان باتوں کی وجہ سے آپ پر پابندی لگانے یا مدرسہ کو بند کرنے کی کوشش کی گئی ہو؟

ج۔ جہاں تک طالبان کا مسئلہ ہے بنیادی طور پر یہ افغانستان کا ہے افغانستان میں بہت بڑی

جنگ لڑی گئی دوملین لوگ تقریباً شہید ہوئے پورا افغانستان تباہ وبرباد ہوگیا' طالبان اٹھے کہ اپنے ملک میں امن قائم کریں اور انہوں نے قائم کر کے دکھایا۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ 90% افغانستان میں مکمل امن وامان ہے اور انسانی حقوق بالکل محفوظ ہو گئے ہیں۔ پہلے بالکل تباہ ہورہے تھے ایک بیوی شوہر کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی' باپ بیٹی کے ساتھ اطمینان سے نہیں جاسکتا تھا۔ سب سے زیادہ عورت کی عزت وہاں لٹ رہی تھی ایک میل نہیں جاسکتی تھی اب طالبان کے بعد یہ دو (غیر ملکی خواتین صحافیوں کو اشارہ کرتے ہوئے) ہماری بہنیں آپ کیساتھ ہیں میں کہتا ہوں کہ رات کو ہم انکو کابل تک اکیلے بھیجتے ہیں کوئی ان کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا یورپ اور امریکہ کو اس صورتحال کو سمجھ کر اسے ویلکم (خوش آمدید) کہنا چاہیے تھا۔

ہمارے طالبان تو کبھی گئے ہی نہیں' نہ بوسنیا اور نہ چیچنیا وہ اپنے ملک کے مسائل میں الجھے ہیں یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے کوئی افغانی طالب علم کشمیر نہیں گیا۔ پابندی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہمارے نوٹس میں کوئی ایسی بات ہی نہیں۔

ان ملکوں میں دینی قوتیں ہیں جو آزادی کے لئے لڑ رہی ہیں اور چیچنیا کا ہر باشندہ سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہے ان کو طالبان کی کیا ضرورت۔ اور بوسینا تو آپکے سامنے ہے کہ آپ نے دو' دو ہزار افراد کی اجتماعی قبر دیکھی اس میں کوئی طالب علم نہیں یورپ ثابت کرے کہ بوسنیا کے ہزاروں لوگوں میں جو کہ قتل ہوئے کوئی ایک پاکستانی یا افغانی تھا کشمیر میں کشمیری خود جنگ لڑ رہے ہیں ورنہ سات لاکھ فوجیوں کو ان کے سر پر بٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔

فوجی حکومت سے توقعات پوری نہیں ہوئیں:

س۔ آپ کی موجودہ حکومت پاکستان کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں۔

ج۔ ہم پچھلی حکومت سے بہت زیادہ پریشان تھے۔ نواز کی حکومت تھی یا بے نظیر کی جو بھی گورنمنٹ آتی ہے تو امریکہ کے اشاروں پر چلتی ہے اور ان کی مجبوریاں ہیں۔ اقتصادی بھی کیونکہ ہمیں جکڑا ہوا ہے ورلڈ بینک نے آئی ایم ایف نے پھر امریکہ ان حکمرانوں کو جھوٹا سہارا بھی دیتا ہے کہ میں تمہاری پشت پر ہوں آپ کو بچا کے رکھوں گا وہ عوامی مفادات احساسات اور خیالات کو بھول جاتے ہیں اور سب کچھ غیروں کے قدموں میں ڈالنا چاہتے ہیں پچھلی حکومت نے بھی یہی کیا۔

واشنگٹن میں معاہدے کرآیا تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا جانا اچھا ہے۔ہم فوجی حکومت کو کبھی ویلکم نہیں کہتے اور نہ ہی پسند کیا جمہوری حکومتوں کو لانے میں ہمارا بھرپور ہاتھ ہوتا ہے یہاں آپ کے پاکستانی ساتھی انور اقبال کو بھی پتہ ہے کہ نواز شریف کو لانے میں میرا بھی بنیادی حصہ ہے میں آئی جے آئی کا صدر تھا میں نے اپنی صدارت اس کے حوالہ کردی اس لئے کہ ہم جمہوریت چاہتے ہیں ہم جمہوری طریقوں پر ملک کی تعمیر چاہتے ہیں لیکن جو حکمران آجاتا ہے وہ سب کچھ بھول جاتا ہے ڈکٹیٹر بن جاتا ہے اور باہر کے اشاروں پر ہر جمہوری ادارے کو تباہ کردیتا ہے۔اور پھر باہر والے بھی نہیں سمجھتے کہ اس طرح سے جمہوریت نہیں چلے گی۔خود جمہوری ادارے تباہ کردیتے ہیں اور پھر اس کے لئے روتے بھی ہیں کہ جمہوری ادارے تباہ ہوگئے تو ہماری جمہوریت کی ساری کوششیں ضائع ہوجاتی ہیں اس وجہ سے لوگ خوش ہوگئے کہ یہ لوگ آگئے شاید بیرونی ایجنڈے کو کچھ بریک لگ جائے لیکن اس گورنمنٹ سے بھی ہماری جو توقعات تھیں وہ ابھی تک پوری نہیں ہوسکیں۔

ہماری سیاست عبادت ہے:

س۔ آپ ایک مذہبی جماعت کے رہنما کے طور پر سیاست میں حصہ لیں گے؟

ج۔ ہم تو ہر وقت سیاست میں ہیں ہماری سیاست عبادت ہے یعنی سیاست کو ہم عبادت سمجھتے ہیں ہماری سیاست خود ایک جہاد ہے جس چیز سے لوگ ڈرتے ہیں جہاد تو اس کا معنی یہ ہے کہ خرابیوں کی اصلاح کیلئے کوششیں ظلم کے خلاف کرپشن کے خلاف برائیوں کے خلاف جنگ کرنا' جہاد کا مفہوم جہد سے ہے۔جدو جہد' مفہوم اس کا یہ ہے کہ ہر وقت ہم جدو جہد میں لگے ہوں گے۔

پاکستانی حکمرانوں کا گھناؤنا کردار:

س۔ یہاں کی جو دینی جماعتیں ہیں اس کا کوئی مستقبل ؟

ج۔ سوال مکمل ہونے سے پہلے ہی مولانا نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ دینی جماعتوں کا مستقبل کیا ہے ان کا مستقبل بہت روشن ہے کیونکہ پاکستان ان دو میں سے ایک ملک ہے جو کہ نظریہ پر بنا ہے۔ایک اسرائیل اور ایک پاکستان' اس کی بنیاد یہی تھی کہ یہاں پر اسلامک لاء اسلامی نظام ہوگا اسلامی کلچر ہوگا اسلئے لاکھوں افراد کی قربانیاں دی گئیں ورنہ ہمیں ہندوؤں سے الگ ہونے کی ضرورت نہیں تھی ہم اس کاز کیلئے عوامی جدو جہد کررہے ہیں ۵۳ سال سے اور سیاستدان آکر کہتے ہیں کہ ہم یہ کریں

گے وہ کریں گے تو ہم بھی کبھی ایک کو بٹھاتے ہیں اور کبھی دوسرے کو لیکن اب ۵۳ سالوں میں سیاستدانوں کا ایک ہی چہرہ سامنے آیا تو لوگ سمجھ گئے ہیں کہ ان کا کام صرف لوٹ کھسوٹ اور کرپشن ہے انہوں نے نہ صرف یہ کہ ۵۳ سال میں اسلام نافذ نہیں کیا بلکہ جو کالونی سسٹم مسلط تھا اس میں بھی کوئی چینج (تبدیلی) نہیں لائے یہاں نہ عدالت کا نظام ہے کہ لوگوں کو انصاف مل جائے نہ غریبوں کو روزگار اور بنیادی ضروریات مل رہی ہیں کرپشن اور لوٹ مار میں سارا ملک دھنستا چلا جارہا ہے ہم عوام سے کہتے چلے آرہے ہیں کہ یہ سیاستدان آپ کی تقدیر نہیں بدل سکتے مگر وہ نہیں سمجھ رہے تھے اب ان کا سیاہ چہرہ ایسے سامنے نظر آیا کہ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ اگر یہ دینی قیادتیں آ گئیں تو ہماری تقدیر شاید بدل جائے اور عام شہریوں کے مسائل کچھ حل ہو جائیں۔

<u>نیوکلیئر میں صرف مسلمان قابل گردن زدنی کیوں؟</u>

س۔ واشنگٹن میں لوگوں کو خدشہ ہے کہ پاکستان اب نیوکلیئر طاقت بن چکا ہے تو خدشہ ہے کہ اگر یہاں کچھ تبدیلی آئی تو جو نیوکلیئر صلاحیتیں ہیں وہ مذہبی رہنماؤں کے ہاتھ میں چلی جائیں گی اور اس سے بڑی گڑبڑ ہو جائے گی۔

ج۔ آپ ان سے کہیے کہ جب انڈیا کے ہاتھ میں نیوکلیئر پاور آئی وہاں انتہائی بدترین قسم کے جنونی لوگ جو مذہب کے علمبردار تھے۔ راشٹریہ سیوک سنگھ، بی جے پی واجپائی کی حکومت انتہا پسندانہ بنیاد پرست گورنمنٹ ہے اور اسرائیل جو ہم پر انتہائی ظالمانہ جارحیت کر رہا ہے چین اور روس جو آپ کے خلاف بھی تھا اور ہمارے خلاف بھی ہے مذہب کا بھی دشمن ہے تو آپ کو چین کے ایٹم بم سے یہ خطرہ نہیں محسوس ہوا اور روس جو کہ کمیونزم کا علمبردار تھا اور وہ سارے مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتا تھا آپ کو یہ خطرہ محسوس نہیں ہوا کہ وہ تعصب میں آ کر بم استعمال کر دے گا تو بھارت میں انتہائی متعصب ہندو اور اسرائیل جیسی متعصب حکومت جو جزیرۃ العرب کے لئے ناسور بنا ہوا ہے اس سے آپ کو یہ خطرہ نہیں ہے تو ہمیں حیرت ہے کہ خطرہ صرف ہم سے کیوں محسوس ہو رہا ہے ہم نے تو کہیں ایٹم بم نہیں استعمال کیا امریکہ نے خود استعمال کیا۔ ناگاساکی اور ہیروشیما میں، ہمیں بہت دکھ ہوا کہ ہم نے اسلامی بم کی اصطلاح سنی کیونکہ بم نہ تو مسلمان ہوتا ہے نہ عیسائی۔ تو میرے خیال میں اگر ہمارے ہاتھ میں بم آ جائے گا تو آس پاس سارے اطراف محفوظ ہو جائیں گے اسلام نے بہت بڑی

شرائط اور حدود مقرر کئے ہیں کہ ایک چھری بھی غلط استعمال نہ ہو ۔اگر کوئی چاقو بھی مذاق میں آپ پر لہرائے تو حضور ﷺ نے کہا اس سے ایمان کو خطرہ ہے۔

امریکہ دوہرا معیار چھوڑ کر دوستی قائم کرے:

س۔ انکے خوف کی وجہ یہ ہے کہ مذہبی جماعتیں تو پہلے ہی امریکہ کو للکار رہی ہیں؟

ج روس کے خلاف پورا عالم اسلام امریکہ کو اپنا دوست سمجھ رہا تھا اب پتہ نہیں کس غلط فہمی سے امریکہ نے محاذ آرائی کی صورت پیدا کی یہ خلیج میں سمجھتا ہوں کہ فوراً کم ہونی چاہیے ورنہ یہ چیز سب کو تباہی کی طرف لے جائے گی یہ مس انڈرسٹینڈنگ بھی نہیں۔عموماً امریکہ کا معیار مسلمانوں کے حق میں دوہرا ہے کشمیر کا معاملہ ہو' بوسنیا کا ہو' فلسطین کا ہو روس سے ہم جنگ لڑ رہے تھے ہم نے قربانیاں دیں آپ نے دیکھ لیا کہ وہ تباہ ہو گیا اب ایک ریاست بیچاری چیچنیا کی ہے وہاں کے عوام کہتے ہیں کہ ہمیں بھی آزادی دو مگر امریکہ کی ہمدردیاں اس وقت روس کے ساتھ ہیں۔انڈونیشیا میں ایک سٹیٹ الگ ہو رہی تھی تو امریکہ نے فوراً اسے عملی شکل دے دی مشرقی تیمور کو الگ کر دیا۔ لیبیا' عراق اور افغانستان کے بارے میں اقوام متحدہ کو متحرک کر دیتا ہے اس کی قراردادوں کو جبری منواتا ہے لیکن جہاں مسلمانوں پر ظلم ہوتا ہے تو وہاں امریکہ ظالم کیساتھ ہوتا ہے امریکہ کی دوغلی پالیسیاں اتنی متضاد اور آشکارا ہو چکی ہیں کہ اب بچہ بچہ سمجھتا ہے کہ امریکہ ہمارے ساتھ دوہرا معیار رکھتا ہے اور میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ خدارا امریکہ اپنی پالیسی بدل دے اور پورے عالم اسلام کے ساتھ اپنی دوستی قائم کرے۔ دنیا سکھ سے رہے گی۔یہ غریب پسماندہ ممالک ہیں تو یہ مس انڈرسٹینڈنگ اگر ہے بھی تو خود بخود ختم ہو جائے گی دیکھئے طالبان کا کیا گناہ ہے طالبان نے اوران کے بزرگوں نے بہت بڑی قربانیاں دیں ملک کو آزاد کیا۔طالبان اپنے ملک کو بنانا چاہتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ ہم سنٹرل ایشیا یا کسی ملک پر جارحیت نہیں کریں گے تو ایک ملک کی تعمیر آپ کو کیوں اچھی نہیں لگتی۔اگر وہ اپنا ایک نظام نافذ کرتے ہیں۔امریکہ کو کیا نقصان ہے تو یہی چیز ہماری غلط فہمیوں کو تقویت دیتی ہے خدا کرے کہ امریکہ جو بہت بڑی طاقت ہے وہ اس صورت حال کو سمجھ لے اور غریب ملکوں میں مداخلت چھوڑ دے۔

امریکہ سے دشمنی کیوں:

س۔ آپ امریکہ کو اپنا دشمن کیوں سمجھتے ہیں؟

ج۔ امریکہ کو ہم اپنا دشمن نہیں سمجھتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ دنیا میں مسلمانوں کو کوئی اور مخلوق سمجھتا ہے حالانکہ امریکہ ایک عیسائی سٹیٹ ہے اور ہمارے مذہب نے کہا ہے کہ یہود وغیرہ مذاہب کے مقابلہ میں عیسائی تمہارے قریب ہیں پھر ہم تو امریکہ پر قبضہ نہیں جما سکتے اور نہ امریکہ کے پیٹرول اور گیس پر، تو اسے ہم سے کیا خطرہ ہے اگر کہیں ایسی مثال قائم ہوتی کہ امریکہ پر ہم نے جارحیت کی ہوتی تو پھر اس کے بعد اسکو حق ہوتا کہ جو کہے۔

اسامہ کو پناہ دینے کی وجہ:

س۔ جارحیت ہو رہی ہے امریکہ کے خلاف یہ جو طالبان اور افغانستان نے پناہ دے رکھی ہے ایک ایسے آدمی (اسامہ بن لادن) کو جس نے ہماری ایمبیسی پر حملہ کیا اور ہمارے بندے مارے جارحیت ہو رہی ہے تو آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ جارحیت نہیں ہو رہی ہے۔

ج۔ وہ ایک جہادی شخصیت ہے اس نے روس سے بڑی جنگ لڑی جب وہاں روس کو شکست ہوئی تو اب امریکہ کو خطرہ ہوا کہ یہ جا کر کسی اور ملک میں جہاد کا سپرٹ پیدا کرے۔ تو ساری دنیا اس کے پیچھے پڑ گئی۔ اس نے کسی دھا کہ کا اعتراف نہیں کیا۔ صومالیہ سے سوڈان سے بھی نکالا گیا تو وہ بھاگ کر افغانستان آیا اپنی جان بچانے کیلئے اس نے افغانستان میں پناہ لی اور اس وقت طالبان کی حکومت نہیں تھی بلکہ ربانی حکمت یار اور یہی احمد شاہ مسعود تھے ان کا کنٹرول تھا انہوں نے ان کو پناہ دے دی جب طالبان آ گئے تو وہ تو ان کو ورثہ میں مل گئے اب طالبان کہتے ہیں کہ اس شخص نے ۱۵، ۲۰ سال ہمارے لئے سب کچھ قربان کیا ہے اور ہمارا مہمان ہے اور اسلام، اخلاق سب کچھ ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ ہم ایک محسن کو ایک ایسی طاقت کے حوالہ کریں کہ وہ ان کو شوٹ کر دے۔ رہا اس کی دہشتگردی کا معاملہ تو طالبان نے ہر بار یہی کہا ہے کہ پہلے اس بات کو ثابت کرو کہ اگر ''دہشت گرد'' ہے تو ہم انہیں حوالہ کر دیں گے انہوں نے یہاں تک کہا کہ افغانستان پاکستان سعودی عرب کے ٹاپ کے علماً کی ایک کمیٹی اور عدالت قائم کی جائے اگر ثابت ہو جائے کہ وہ دہشت گرد ہے تو ہم اس کا دفاع نہیں کریں گے۔ اتنی پاورا سکی نہیں ہے کہ جہاں بھی گولی چلے تو یہ کہا جائے کہ یہ اسامہ کر رہا ہے، تو مسلمان ان لوگوں کو دہشت گرد نہیں بلکہ عظیم مجاہد سمجھتے ہیں۔

روس کی طرح امریکہ کے خلاف بھی ''جنگ'' جہاد ہے:

س۔ امریکی سفارتخانوں کے حملہ میں وہ ملوث تھا یا نہیں؟

ج: دیکھئے بنیادی وجہ اس کی کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر روس افغانستان پر قابض ہوا اور اس نے قبضہ جمایا تو اس وقت ہمارے لئے سب کچھ جائز تھا' فائٹنگ (لڑائی) بھی جائز تھی 'بمباری بھی جائز تھی تو جب اسی طرح ہمارے ساتھ امریکہ نے کیا۔ عرب ممالک پر امریکہ نے قبضہ جمایا اور ہمارے پٹرول ہماری گیس ہمارے تمام سورسز اس کے قبضے میں ہیں وہ جانتا ہے کہ ہمارے بچے بھوک سے تڑپتے ہیں لیکن ہم اپنے پٹرول کو اندازے سے زیادہ نہیں نکال سکتے ہیں' میرے بچے پیاس سے تڑپ رہے ہوں اور میں اس کے لئے نلکے سے پانی کے لئے بھی امریکہ سے اجازت لوں ایک گلاس دو گلاس بھرنے کے لئے' تو اسامہ کہتا ہے کہ میرے مقدس شہروں پر بھی امریکی فوج بیٹھی ہوئی ہے مکہ مکرمہ' مدینہ طیبہ اس کی زد میں ہیں ایک ایک امریکی فوجی پر ان کا اتنا خرچہ ہو رہا ہے جو غریب ملکوں میں کسی گورنر پر ہوتا ہے اسامہ کہتا ہے کہ روس کے خلاف جب میں سب کچھ کر رہا تھا تو وہ تو جہاد تھا تو اب وہی کام امریکہ سعودی عرب میں کویت میں عرب امارات میں کر رہا ہے تو اس کے خلاف اگر میں آواز اٹھا رہا ہوں تو یہ ٹیریرزم کیسے ہو گیا۔

کیا امریکہ صرف اسامہ پر اکتفاء کرلے گا:

س۔ آپ یہ کہہ رہے تھے جو بن لادن کر رہا ہے وہ منصفانہ ہے؟

ج۔ اسامہ نے کچھ نہیں کیا اس کو انوال کر دیا گیا افغانستان وغیرہ میں وہ انتہائی پر امن بیٹھا ہوا ہے طالبان نے اس کو کنٹرول کیا ہوا ہے۔ سنا ہے کہ اہم میڈیا کی چیزیں اس سے واپس لے لی ہیں اور وہ اس بات پر بہت ناراض بھی تھا کہ جہادی بیانات سے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ وہ طالبان سے زیادہ ہم لوگوں کا لحاظ رکھتا ہے۔ ہم نے کہا کہ خدارا ! آرام سے بیٹھو طالبان کیلئے مسائل بنائے جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسامہ بن لادن کو ایشو بنایا گیا۔ امریکہ نے اپنے مقاصد کے لئے افغانستان سے ہر وقت ٹکر لینے کا ایک بہانہ ہاتھ میں رکھا ہے۔ آپ تو بڑے جرنلسٹ ہیں' بڑا تجربہ رکھتے ہیں میں آپ سے واضح طور پر سننا چاہتا ہوں میں آپ سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ اگر آج اسامہ بن لادن کو اٹھا کر امریکہ کے حوالہ کر دیا جائے تو کیا امریکہ کی طالبان سے محاذ آرائی ختم

ہو جائے گی؟ اور وہ ان کو بالکل آزاد چھوڑ دے گا کہ جو بھی نظام نافذ کر سکیں۔ اگر آپ مجھے یہ لکھ کر دے دیں تو ہم طالبان سے کہیں گے کہ اسامہ کو امریکہ کے حوالہ کردو دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ افغانستان میں امن نہیں ہے اگر آج طالبان کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد سات لیڈر جنھوں نے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجائی وہی حالت پھر واپس نہیں آئے گی؟ ملک پھر تباہ و برباد نہیں ہوگا؟ تو امریکہ کو ان حقائق کو سمجھ کر ان پر غور کرنا چاہیے اسامہ بن لادن کو ایک ہوّا بنا کر وہ عرب ممالک کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ وہاں کنگڈم (بادشاہت) محفوظ رہے حکمران لرزتے رہیں کہ اسامہ کھا جائے گا حالانکہ اسامہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ہزاروں عرب تھے جنھوں نے جہاد میں حصہ لیا اسامہ کو انہوں نے بہت بڑا ایشو بنایا ہے کہ امریکیوں کو بھی کنٹرول کر سکے۔ حکمرانوں کو بھی دباتا ہے اور میرا اندازہ یہ تھا کہ پہلے عراق کے صدام کو بھی اسی طرح استعمال کیا گیا دانستہ یا غیر دانستہ وہ اس کام میں پھنس گیا اور اس کے نتیجہ میں امریکہ نے آکر عرب ممالک میں ڈیرے جمالئے اب تو صدام کا کویت وغیرہ پر قبضہ نہیں ہے تو امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ اسے جواز فراہم رہے اور پٹھو حکمران ڈرتے رہیں کہ اسامہ ہمیں ختم کردے گا میرے دل میں جو کچھ ہے صاف گوئی کے ساتھ آپ سے کہہ رہا ہوں آپ محسوس نہ فرمائیں اور اس پر غور فرمائیں۔

<u>اگر اُسامہ کو کچھ ہو گیا:</u>

س۔ اگر بن لادن قتل ہو گیا یا پکڑا گیا تو پاکستان کا کیا ردعمل ہوگا؟

ج۔ اصولی طور پر تو یہ افغانستان کا اندرونی معاملہ ہے لیکن آپ لوگوں نے اسامہ کو اتنا بڑا ہیرو بنا دیا ہے کہ اس وقت پوری امت مسلمہ کے ایک ارب مسلمانوں کو تکلیف ہوگی اور اگر اسامہ کو اس طرح کچھ ہو جائے جس طرح امریکہ نے پہلے کروز میزائل استعمال کیے تو پھر ہمیں پاکستانی حکومت سے بھی بہت بڑی جنگ لڑنی ہوگی کیونکہ ہماری فضا ہماری سرحدات ہماری زمین کو کسی ملک کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت ہم کسی حکومت کو بھی نہیں دے سکتے ہیں اور اگر خدانہ کرے اسامہ کو کچھ ہو گیا تو پھر تمام مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھیں گے یونہی دنیا میں امریکی مفادات کو خطرات ہوں گے ہمیں مذہب یہ تعلیم دیتا ہے کہ غیر مسلم اور غیر ملکی لوگ انتہائی محترم ہیں ان کی جان و مال کی حفاظت ہم پر لازم ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ایک شخص کے جرم میں دوسرا بے گناہ مارا جائے لیکن یہ بات پھر فتوی

اور مسئلہ کی نہیں ہوگی کہ جب آگ بھڑک اٹھے تو پھر اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی۔ پھر سیاست آ جاتی ہے۔

جنگ سے امریکہ کیلئے مسائل بڑھ جائیں گے:

س۔ اگر طالبان یا اسامہ بن لادن پر حملہ کیا گیا تو امریکہ کے اس خطہ میں پرابلم ختم ہو جائینگے یا زیادہ؟

ج۔ امریکہ کے اس خطہ میں مسائل بہت زیادہ بڑھ جائیں گے کیونکہ امریکہ کی دشمنی کھل کر سامنے آ جائے گی۔ طالبان اور اسامہ ایک طرح سے حالتِ جنگ میں ہیں امریکہ ان کے خلاف برسرپیکار ہے اسامہ سمجھتا ہے کہ امریکہ نے میرے ملک کو غلام بنا رکھا ہے تو اس حالت میں دشمن سب کچھ کرتا ہے ہم جنگ میں بمباریاں کرتے ہیں پورے شہر کے شہر تباہ ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ہزاروں افراد کو قتل کرتے ہیں تو اگر ایسی کوئی حرکت ہو بھی گئی تو جنگ مزید تیز ہو جائے گی اس کا توڑ یہ ہے کہ جنگ ختم کی جائے جنگ کا علاج یہ نہیں ہے کہ جنگ اور بھڑکائی جائے۔

اسامہ کو انصاف کی عدالت میں لایا جائے:

س۔ اگر ایسا ہوا کہ اسامہ بن لادن مارا جائے تو حکومت پاکستان غیر مستحکم ہو جائے گی۔

ج۔ ایک حکومت نے افغانستان کے ساتھ' طالبان کے ساتھ تعلقات خراب کرنے کا ارادہ کیا' واشنگٹن کی مرضی اپنائی اور کشمیر و کارگل میں کلنٹن کے سامنے جھک گئی تو وہ چلی گئی میں سمجھتا ہوں کہ پورے خطہ میں اس طرح کوئی حرکت کرنے سے حالات غیر مستحکم ہوں گے امریکہ کے حق میں بھی آپکے جو تعلقات ہیں دوستیاں ہیں اس کو دھچکا لگے گا چلئے میں ایک بات کہتا ہوں اسامہ افغانستان میں بیٹھا ہوا ہے آپ ایک بہت بڑی اعلیٰ عدالت قائم کریں جس میں ہم لوگوں کو بھی بٹھائیں اور اس عدالت میں آپ ثابت کریں انصاف سے کہ وہ دہشت گرد ہے تو ہم اس کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں گے۔

دنیا امریکہ کو دہشت گرد سمجھتی ہے:

س۔ امریکہ سمجھتا ہے تو ثابت بھی کرے گا؟

ج۔ اس طرح تو عالم اسلام کی بہت بڑی اکثریت صاف بات ہے کہ کھل کر امریکہ کو دہشتگرد

سمجھتی ہے۔ اسرائیل کے ذریعہ کشمیر کے ذریعہ' مشرقی تیمور کے ذریعے اور افغانستان عراق' لیبیاء سوڈان ان سب کے ذریعہ سے امریکہ دہشتگردی کرتا ہے اور یہ تمام ممالک آپ نے ہائی جیک کئے ہیں اور ہم بالکل بے دست و پا ہیں کوئی چینج (تبدیلی) اپنے ملک کے نظام میں ہم نہیں لا سکتے اپنے وسائل ہمارے کنٹرول میں نہیں ہیں تو آپ ایک فرد کو دہشت گرد سمجھتے ہیں اور دنیا سارے امریکہ کو۔

غیر جانبدار عدالت کے قیام کی ضرورت:

س۔ جیسا کہ آپ نے کہا تو اگر امریکہ اسامہ کی دہشتگردی ثابت کردے تو کیا آپ اسکی حمایت سے دستبردار ہو جائیں گے۔

ج۔ امریکہ ایک فریق ہے اسامہ بھی فریق ہے ہم کہتے ہیں کہ کوئی غیر جانبدار عدالت جو کہ امریکی اثر سے آزاد ہو اور ہم سب کو اطمینان ہو جائے کہ واقعی یہ آزاد ہے تو مسئلہ حل ہو سکے گا اس طرح تو آپکی عدالتوں نے بیٹھتے ہی ایمل کانسی کو سزا سنوادی یکطرفہ سب کچھ ہوا

س۔ اگر کوئی غیر جانبدار یہ ثابت کردے تو کیا آپ طالبان کو کہیں گے؟

ج۔ طالبان خود ہی مان جائیں گے مگر اب آپ بتائیں کہ غیر جانبدار عدالت کی شکل کیا ہوگی۔

س۔ ایک غیر جانبدار عدالت کیسی اور کون سے ملکوں میں ہوگی کس کو آپ نیوٹل ملک مانیں گے؟

ج۔ غیر جانبدار عدالت وہ ہوگی جن پر دونوں فریق مطمئن ہو جائیں دونوں فریقوں کو اطمینان ہو جائے کہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی وہ آپکے کنٹرول میں نہ ہو۔ واضح رہے کہ اقوام متحدہ غیر جانبدار نہیں رہ سکتا وہ تو آپکا آلہ کار ادارہ ہے۔ اس کو ہم غیر جانبدار عدالت نہیں سمجھتے اسی وجہ سے ۱۲۔ ۱۳ سال تک افغانستان کا مسئلہ الجھ رہا ہے۔

س۔ اب آپ کن کن ملکوں کی عدالتوں کو مانیں گے یعنی کچھ ملکوں کے نام لیجئے گا

ج۔ جب یہ تجویز سامنے آئے گی اسکو بھی عملی شکل دینے میں کافی محنت کرنی پڑے گی ہم کوشش کریں گے کہ پوری دنیا میں ایسے لوگوں کو جو امریکہ کے کنٹرول میں بھی نہیں ہیں ۔ طالبان کے بھی بالکل فریق نہیں ہیں لیکن میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا کہ پھر بھی مسئلہ حل نہیں ہوگا اسامہ کو مجرم بھی قرار دیا جائے پھانسی پر بھی لٹکا دیا جائے لیکن طالبان کا جب تک افغانستان پر کنٹرول ہے آپ نہیں مانیں گے۔

س۔ ان ملکوں کے نام بتائیں جن کو آپ سمجھتے ہیں کہ امریکہ کے تسلط سے آزاد ہیں۔

ج۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ جن ممالک کو آپ دہشت گرد ٹیرارسٹ سمجھتے ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے تسلط سے آزاد ہیں لیبیا ہے' عراق ہے' ایران' افغانستان اور ایسے بھی ہیں مثلاً سعودی عرب امارات اور ترکی' مصر' الجزائر جو آپ کے کنٹرول میں ہیں تو ان میں غیر جانبدار ملکوں کو تلاش کرنا پڑے گا۔

س۔ آپ کی نظر میں ایک غیر جانبدار عدالت ہے کیا؟

ج۔ غیر جانبدار عدالت کے لئے جو ممالک امریکہ کے کنٹرول سے آزاد ہوں نیوٹل ہوں امریکہ کا ہولڈ ان پر نہ ہو۔ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ جج بھی ہوں اور علماً بھی ہوں سعودی عرب' افغانستان' پاکستان کے یا کسی اسلامی ملک کے جید علماً بھی ہوں کھلی ٹرائل ہو ساری دنیا اسکو دیکھے اگر ایسی غیر جانبدار عدالت کہیں ممکن ہے جو بظاہر مجھے نظر نہیں آتی کیونکہ امریکی ہولڈ اتنا سخت ہے اس کی گرفت سے بہت کم آزاد ہوں گے الغرض آپس میں مل بیٹھ کر کوئی راستہ نکل سکتا ہے۔

<u>ایسے لوگ امت کے خیر خواہ ہیں:</u>

س۔ آپ اسامہ کو کیسا سمجھتے ہیں؟

ج۔ ہم اس کو مسلمانوں کا بہت بڑا ہمدرد خیر خواہ اور آزادی کے لئے جد و جہد کرنے والا ہیرو سمجھتے ہیں۔ آپ ابراھام لنکن کو کیا سمجھتے ہیں؟ اپنی جنگ آزادی لڑنے والوں' امریکہ کو بنانے والے کو ہیرو سمجھتے ہیں اسی طرح ایک شخص نے روس کے خلاف اٹھ کر آرام اور راحت سب کچھ قربان کیا فریڈم کیلئے' کسی ظالم حکومت کو حق نہیں ہے کہ کسی غریب ملک کو گرفت میں لے اگر ایسے لوگوں کی آپ اور ہم سب قدر نہ کریں دنیا کو درندوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔ تو دنیا جہنم بن جائے گی۔

<u>امریکی چہرہ نکھر جائے گا:</u>

س۔ یہ جو آپ نے کہا کہ اگر امریکہ نے جارحیت کی تو اس کا ردعمل خوفناک ہوگا تو کیسے خوفناک ہوگا؟

ج۔ سب سے بڑے خوفناک نتائج تو یہ ہیں کہ تقریباً ایک ارب مسلمان اس کشمکش سے نکل جائیں گے کہ امریکہ اچھا ہے یا برا ایک بہت بڑی تعداد یہ سمجھتی ہے کہ امریکہ ہمارے ساتھ نہیں' ہمار

اخیر خواہ نہیں ہے اور کچھ لوگ اب بھی ایسے ہیں کہ وہ امریکہ کی دوستی کو ضروری سمجھتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں ایک ارب مسلمانوں کی دوستی سے ہاتھ دھو بیٹھنا کتنا بڑا نقصان ہے پھر لازماً ہر جگہ امریکی جان و مال کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں جسے آپ دہشت گردی کہیں گے۔

س۔ اگر ایسا ہوا تو کیا آپ اپنے ماننے والوں کو کہیں گے کہ جا کر امریکی مفادات پر حملہ کریں؟

ج۔ ہمارے پاس تو اتنی طاقت اور وسائل نہیں ہیں جارحیت کا راستہ ہم نے کبھی اختیار نہیں کیا۔ اس وقت بھی روس بلاوجہ دھمکیاں دے رہا ہے طالبان کے ساتھ معاملات میں ٹانگ اڑانا چاہتا ہے تو یہ تو سپر پاورں کا شیوہ بن گیا ہے۔

لازمی بات ہے کہ امریکہ میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان بھی ہیں پچھلے دنوں دس لاکھ سے بھی زیادہ ایک جگہ جمع ہوئے انکی دوستی بھی آپ کھو بیٹھیں گے اس کے نتائج کچھ بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

<u>پاکستانی اور افغانی طالبان:</u>

س۔ آپ کے جو طالبان ہیں اور افغانستان کے جو طالبان ہیں ان میں آپ کو کچھ فرق نظر آتا ہے یا دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

ج۔ وہ طالبان عملاً بالکل میدان جنگ میں ہیں اور بہت بڑی قربانیوں اور دقت اور مصائب سے دوچار ہیں خدانخواستہ اگر ہم پر یہاں پاکستان میں بھی ایسی حالت مسلط ہوگئی اور کسی ملک نے ایسی جارحیت کی روس نے امریکہ نے یا بھارت نے تو ہمارے یہاں کے طالبان بھی وہی فرنٹ لائن ثابت ہوں گے۔

س۔ آپ اپنے مدرسہ کے کن لوگوں کو جہاد کے لئے وہاں بھیجتے ہیں؟

ج۔ ہم اپنے مدرسہ سے کسی کو بھی نہیں بھیجتے ۔ ہمارے ان مدارس میں افغانستان کے طالبان بھی پڑھتے ہیں جب ان کو محسوس ہو جاتا ہے کہ اب وہاں حالات متقاضی ہیں کہ ہم وہاں جائیں وہ خود اپنے جذبہ سے جاتے ہیں تعلیم چھوڑ کر چند دنوں کے لئے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں کہ ہم انہیں وہاں بھیجیں ان کی اپنی لیڈر شپ ان سے اپیل کرتی ہے کہ آؤ اور عموماً جو طالبان افغانی یہاں سے گئے ہیں وہ جنگ میں بھی نہیں زیادہ ایڈمنسٹریشن وغیرہ کیلئے صوبوں وغیرہ میں انتظامی کام سنبھال لیتے ہیں۔

طالبان؛ امریکہ اور روس کی پالیسیوں سے پیدا ہوئے:

س۔ آپ سمجھتے ہیں کہ امریکی حکومت پاکستان سے کہہ رہی ہے کہ آپ جیسے لوگوں کا قلع قمع کر دیا جائے۔

ج۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ ایسا کر رہا ہے کیونکہ آئے دن ان کے بیانات بھی آ جاتے ہیں فارن آفس کے لوگوں کے کہ وہ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ خوب سمجھتا ہے کہ کسی مدرسہ میں دہشت گردی یا جنگی تربیت نہیں ہو رہی ہے البتہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان مدرسوں کی تعلیم سے اسلامی سپرٹ زندہ ہے جہاد کا جذبہ زندہ ہے۔ تو جان بوجھ کر ان کو بدنام کر رہے ہیں۔

میں نے کلنٹن کو کسی بھی مدرسہ کے وزٹ کی دعوت دی:

کلنٹن کا جب پاکستان کا دورہ تھا تو میں نے مذاق میں کہا تھا کہ کلنٹن پاکستان کے جس مدرسہ میں چاہے اچانک وزٹ کر سکتا ہے خود آ کر دیکھ لے یہ ہمارا دارالعلوم ہے اسکو آپکے پریس والے وار ئیر سکول لکھتے ہیں لیکن اس کی کوئی باؤنڈری نہیں ہے چوبیس گھنٹے کھلا ہے ہر وقت لوگ آتے جاتے ہیں۔ اور نماز کے وقت ٹریفک رکتی ہے نماز کیلئے لوگ آتے ہیں۔ ہم ان طالبان کو چاقو رکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ جبکہ سرکاری سکولوں یونیورسٹیوں میں ان کے پاس پستول اور کلاشنکوفیں بھری ہوتی ہیں ہاسٹلوں میں۔ اس پورے دارالعلوم میں کسی کے پاس آپ کو پستول نہیں ملے گا۔ ابھی آپ نے ٹرین کی آواز سنی۔ ٹرین کو گزرتے ہوئے دیکھا ساری ٹریفک دارالعلوم کے اندر سے گویا گزر رہی ہے ٹرین بھی اور جی ٹی روڈ پر تمام ٹریفک بھی تو کیا یہ لوگ جنگلوں اور صحراؤں میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ ٹریننگ حاصل کریں۔ افغانستان کے طالبان کو جنگی تربیت خود روس نے دی ہے اور امریکہ نے دی ہے پچھلے ۱۵-۲۰ سال میں انہوں نے آنکھیں کھولیں تو آگ اور خون اور ٹینکوں میں اور بکتر بند گاڑیوں میں؛ بمباری میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں انہوں نے ہر چیز وہاں سیکھی ہے جب ضرورت پڑتی ہے۔ تو وہاں جا کر ہتھیار اٹھا لیتے ہیں ان کو ٹریننگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ روس اور امریکہ کا فطری ردعمل ہے

فوج کو دینی قوت کے ساتھ لڑانے کی سازش ہو رہی ہے:

س۔ آپ نے کہا کہ امریکہ دباؤ ڈال رہا ہے پاکستان پر تو آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی صورتحال بھی

آ سکتی ہے کہ امریکہ آپ کی گورنمنٹ کو اتنا مجبور کرے کہ آپ کے مدرسے بند کردے۔

ج۔ ہمارے مدرسے بند نہیں ہوسکتے ہیں مدرسہ بلڈنگ کا نام نہیں ہے عمارتوں کا اور کلاس روموں کا نام نہیں ہے۔انگریز کے دور میں بھی انہوں نے پابندی لگائی تو ایک استاد درخت کے نیچے بیٹھ جائے گا اور پانچ دس بچے محلے کے جمع ہوکر دینی تعلیم حاصل کریں گے وہ جو آپ چاہتے ہیں کہ جو چیز ختم ہوجائے وہ نہیں ختم ہوسکتی ہے۔

یہاں ٹیچر تنخواہ کے لئے کام نہیں کرتا اور طالب علم عہدہ منصب اور دنیاوی فائدے کیلئے علم حاصل نہیں کرتا میرا خیال ہے کہ دیگر مما لک اور پاکستان میں آپ کو فرق محسوس کرنا چاہتے الجزائر' ترکی' مصروغیرہ اور پاکستان میں فرق ہے۔ یہ بہت بڑا حساس علاقہ دوڈھائی سو برس سے لوگ جنگ سے گزرے ہیں اور اسلامی اقدار سے بہت سخت وابستہ رہے ہیں اسی طرح افغانستان کو کوئی حکومت دبا نہ سکی۔اسی طرح پاکستان میں بھی کوئی طاقت ان چیزوں کو بند کرنے کی جرأت کرے گی تو وہ حکومت قائم نہیں رکھ سکے گی۔

ہم چاہتے ہیں کہ فوجی حکومت اپنے سات نکاتی ایجنڈے کو پورا کرے کرپشن کا خاتمہ ہو اور جنہوں نے کرپشن کی ہے ان کو کیفر کردار تک پہنچائے اور ہمارے انتخابی سسٹم کو صاف اور شفاف بنائے اور صحیح صاف جمہوریت کے قیام پر پوری توجہ دے اب اگر وہ مذہبی جماعتوں کے ساتھ محاذ آرائی میں پڑ جاتی ہے تو اصل ایجنڈا رہ جائے گا یہاں کرپٹ سیاستدان اور لادین لابیاں ڈر کی وجہ سے خود آگے نہیں آسکتے فوجی حکومت کے خلاف تو وہ لوگ بڑی چالاکی کے ساتھ فوجی حکومت اور دینی قوتوں کو لڑانا چاہتے ہیں اور بڑی تیزی سے سازشیں ہورہی ہیں کہ فوجی حکومت اور دینی قوتوں میں محاذ آرائی ہو اور وہ کسی حد تک شروع ہوگئی ہے کیونکہ جرنیلوں کے اردگرد ایسے لوگ ہیں جو اس سٹ اپ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی فوج کو احساس ہوجائے کہ دینی قوتیں ناراض ہورہی ہیں' یہاں کی فورس جو ہے پاکستان کی فوج وہ تمام دنیا کے اسلامی مما لک کی افواج سے زیادہ مذہبی ہے اور وہ ساری جدوجہد کو جہاد سمجھتی ہے اب اگر کوئی جرنیل ایسی حرکت کرے گا تو پوری فوج کی ناراضگی مول لے گا ان معاملات میں وہ عوام سے زیادہ حساس ہے۔

بین الاقوامی جہاد:

س۔ جب آپ بین الاقوامی جہاد کی بات کرتے ہیں تو آپکا کیا مقصد ہوتا ہے؟

ج۔ ہم تو بین الاقوامی جہاد کی بات اس طرح کرتے ہیں کہ ہر ملک اپنے ملک کے تحفظ کے لئے جدو جہد کرے یہ ہمیں اسلام نے سبق سکھایا ہے کہ کسی بھی اسلامی کنٹری (ملک) کو کوئی مصیبت آئے اس کے حقوق غصب ہوں اس ملک کو غلام بنایا جارہا ہو تو تمام دنیا کے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس کی اخلاقی مدد کرے اور اگر ان کو ضرورت ہے تو جانی و مالی کسی قسم کی بھی مدد فرض ہو جاتی ہے۔

اسلام نے یہ تصور دیا کہ جس سرزمین پر دشمن کا قبضہ آیا پہلے اس کا فرض ہے اگر وہ خود سنبھال سکے اگر اس سے نہیں ہوسکتا تو پڑوس میں جو اسلامی ملک ہے اس پر لازم ہے اور پھر نہ ہوسکا تو اسکے ساتھ والے ملک پر یہاں تک کہ مغرب سے مشرق کے آخری سرے تک تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جائے گا۔

تربیت اور اسلحہ:

س۔ مسلح افراد کتنے ہیں؟

ج۔ مسلح افراد سے آپکی کیا مراد ہے؟

س۔ وہ افراد جن کے پاس اسلحہ ہوتا ہے اور لڑتے ہیں لیکن فوجی نہ ہوں؟

ج۔ جہاں تک افغانستان، بلوچستان اور صوبہ سرحد کے قبائل وغیرہ ہیں یہ اسلحہ انکے کلچر میں شامل ہے وہ جنگ کے لئے نہیں ہے۔ جیسے ایک زیور استعمال ہوتا ہے یہ صدیوں کی روایات ہیں کہ وہ آنکھیں کھولتے ہی اسلحہ کا استعمال سیکھتے ہیں جنگ کے لئے تربیت نہ حکومت نے کسی کو دی ہے نہ مدارس دیتے ہیں

البتہ افغانستان پر روسی جارحیت کے دوران ۱۵ ۔۲۰ سال جہاد جاری رہا اس کے اثرات بہت سے لوگوں پر پڑے اسی طرح اگر کشمیر میں سات لاکھ بھارتی فوجی ظلم و ستم جاری رکھیں گے تو لازماً کئی تنظیمیں اور ادارے اپنی طرف سے کوشش کریں گے اپنے بچاؤ کے خیال سے کہ کل اگر بھارت آجائے تو تیار رہیں۔

کیا آپ صحافی ہیں یا امریکی سی آئی اے کی ڈیوٹی پر ہیں؟

س۔ کتنے لوگ مسلح ہوں گے؟

ج۔ ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہے خاص سروے تو نہیں کیا ہے۔

س۔ کوئی اندازہ ہے؟

ج۔ تو کیا آپ صحافت سے زیادہ امریکی سی آئی اے کی ڈیوٹی پر ہیں۔آپ جنرل پرویز مشرف سے ملے ہیں کیا آپ نے ان سے پوچھا تھا۔ مجھے تو پورے پاکستان میں کوئی ایک مدرسہ بھی معلوم نہیں ہے کہ جہاں جنگی تربیت دی جارہی ہو ہم نے تو حکومت کو بار بار چیلنج دیا ہے کہ ہمیں بتائیں کہ کونسا مدرسہ ایسا کررہا ہے ہم خود جا کر اسکے ہاتھ پکڑیں گے یہ اسلامی تعلیم ایک سپرٹ اور جذبہ ہے آپ اس سے گھبرا رہے ہیں یہ جذبہ غلط جگہ استعمال نہیں ہونے دیں گے کوئی ہمارے ساتھ امن سے رہے ہمارے حقوق کا تحفظ کرے اسکو جان و مال ہر چیز کی گارنٹی ہوگی۔ یہ غلط فہمیاں اگر یورپ اور امریکہ کے دل سے نکل جائیں تو میدان بہت صاف ہو جائیگا ان کو کھلے دل سے آنکھیں کھول کر دماغ کھول کر سٹڈی کرنی چاہیے کہ ہماری تعلیمات کا پیغام کیا ہے

سپین کا معروف اخبار ABC

انٹرویو : 2001ء

Televisio de Catalunya

Carles Porta (Reporter)

Carrer de la TV3

08970 Sant Joan Despi

Tel: 93 499 93 24 - 93 499 93 42 __ Fax: 93 473 36 26

یہ صلیبی جنگ ہے:

س: کیا یہ سب کچھ اسامہ کی کارستانی ہے؟

ج: ہرگز نہیں! موجودہ تشویشناک صورتحال میں دنیا کے سارے مسلمان امریکہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور امریکہ نے جس انداز میں حملہ کیا ہے تو اس کی مخالفت اور اس کے خلاف احتجاج صرف اسامہ کی بات نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کے دل کی یہی آواز ہے۔ اور عالمِ اسلام میں ہر جگہ منبر و محراب سے یہ آواز اٹھ رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو اٹھ کھڑا ہونا چاہیئے اور دنیا بھر کے مفتیوں نے فتوٰی دیا ہے کہ جہاد لازم ہو گیا ہے۔ خود صدر بش نے اس کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دیا ہے۔ اگر کل اسامہ نے کہا ہے کہ یہ صلیبی جنگ ہے تو اس سے پہلے بُش نے کہا ہے۔ پھر وہ تردید کرتا رہا لیکن دل کی جو بات تھی وہ اس کے منہ سے نکل گئی ہے۔ اور یہ ہے بھی ان کی پلاننگ پورے عالم اسلام کے خلاف صرف افغانستان ٹارگٹ نہیں ہے۔

جہاد بھی ایک عبادت ہے:

س: جہاد کی کال کیسے اور کب دی جا سکتی ہے؟

ج: دیکھئے روس نے جو اٹیک کیا تو مسلمانوں پر فرض تھا کہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ کریں' امریکہ بھی بڑا خوش تھا۔ تو کسی بھی چھوٹی قوم پر بڑی قوم حملہ کرتی ہے تو اس قوم کو حق ہوتا ہے کہ اس ظالم کے خلاف جدوجہد کرے۔ اسی کو جہاد کہتے ہیں' دیکھیں اسلام میں جہاد کا فتویٰ ضروری نہیں ہے' یہ بات ہی غلط ہے کہ فتویٰ ہوگا تو جہاد ہوگا فتویٰ نہیں ہوگا تو جہاد نہیں ہوگا بلکہ جیسے نماز' روزہ' حج زکوٰۃ' عبادات ہیں اس سے بھی زیادہ اہم عبادت جہاد ہے۔ کیا مولوی مجھے کہے تو تب میں نماز پڑھوں گا؟ اور اگر نہ کہے تو میں نماز نہیں پڑھوں گا؟ نہیں! نماز ہر حال میں پڑھنی چاہیے اسی طرح جہاد بھی ہر حال میں جاری رکھنا چاہیے اور بعض حالات میں تو جہاد بھی ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔

س: پاکستان کی حکومت بھی مسلمانوں کی ہے' اگر اپنے ملک میں جہاد ہوگا تو یہ مسلمان کی مسلمان کے خلاف لڑائی ہوگی تو جہاد امریکہ کے خلاف کیسے ہوا؟

ج: حکومت کا جو فیصلہ ہے وہ غلط ہے۔ عوام نے اسکو ریجیکٹ (مسترد) کیا ہے۔ کسی بھی ملک میں حکمران عوام کی مرضی کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو وہ فیصلہ قابل قبول نہیں ہوتا۔ اس صورتحال میں وہ مسلمانوں کا ترجمان نہیں ہے' اسوقت وہ کافروں کا ساتھی ہو گیا ہے اور اسلام اس کو بھی اسکے اتحادیوں کے صف میں شمار کرتا ہے۔

س: حکومت کے خلاف جو مظاہرے آپ کر رہے ہیں ان کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

ج: ہم تو پرامن مظاہرے کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنی پالیسی کو بدل دے اور ڈیموسٹریشن تو یورپ میں بھی چل رہا ہے۔ امریکہ میں بھی چل رہا ہے اور اس ڈیموسٹریشن میں لوگوں کو امریکہ کے خلاف جہاد کیلئے تیار کر رہے ہیں' کیونکہ امریکہ کا اصل ہدف ٹارگٹ پاکستان ہے' وہ اسکو بالکل ختم اور کرش کر کے ادھر بھی وہی کچھ کرے گا۔ اس وقت ہماری قوم اگر بیدار نہ ہوئی تو پھر ہمیشہ کے لئے ذلت اور غلامی میں رہیں گے۔

جرنیل ملک کی حفاظت کریں حکمرانی عوام کا حق ہے:

س: جہاد تو امریکہ کے خلاف ہے اور حکومت کے خلاف آپ مظاہرے کر رہے ہیں۔ کیا آپ

ان مظاہروں سے حکومت تبدیل کرنا چاہتے ہیں؟

ج: ہمارا پہلا ٹارگٹ یہ ہے کہ حکمران پالیسی تبدیل کردیں۔ 11 ستمبر سے پہلے والی پوزیشن پر حکومت آ جائے۔ اور اگر یہ پالیسی نہیں تبدیل کرتے تو ہم حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے کہ یہ حکومت ہٹ جائے۔ ویسے بھی کسی ملک میں کسی جرنیل کو جبراً مسلط ہو کر بیٹھنے کا حق نہیں ہوتا۔ وہ عوام کے جذبات کی ترجمانی نہیں کرسکتا۔ ہم چاہتے ہیں کہ پارلیمنٹ اور عوام کے اداروں کی بالادستی ہو تو پھر ہم اپنے مطالبات منوا سکیں گے۔ مطلق العنانی کی وجہ سے سب کا نقصان ہوتا ہے۔ قوم ایک جنرل پر بہت بڑا پیسہ خرچ کرتی ہے تا کہ وہ ملک کی آزادی کا تحفظ کرے۔ یہ نہیں کہ ملک کو چاندی کی پلیٹ میں رکھ کر کسی دشمن کے حوالے کردے۔

<u>جب مسلمان کفار کے ساتھ ایک صف میں کھڑا ہو:</u>

س: ترک حکومت نے اعلان کیا ہے کہ ہم بھی افغانستان فوج بھیجیں گے تو طالبان کے سفیر نے کل اسلام آباد میں کہا ہے کہ ہم افغانی اور آپ ترکی بھی مسلمان ہیں لیکن جب ترک فوجی بھی ہم پر اٹیک کریں گے تو ہم انہیں بھی دوسروں کی طرح دشمن سمجھیں گے۔

ج: مسلمان جب کافر کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑا ہو گیا تو پھر وہ کیسے مسلمان رہ سکتا ہے اور مسلمان تو قوم و نسل کا نام نہیں ہے۔ اسلام نام ہے ایک مضبوط نظریہ کا جبکہ جغرافیہ اس نظریہ میں حائل نہیں ہوسکتا تو مسلم ممالک میں امریکہ کے خلاف مسلمانوں کے جذبات بہت سخت ہیں۔ وہ امریکہ کے ساتھ نہیں ہیں۔ اگرچہ حکمران ان کی پشت پر ہوتے ہیں۔ ترکی کا بھی یہی حال ہے۔ وہاں اگر جمہوریت کو ذرا اجازت دے دی جائے تو وہاں بھی اسلامی قوتیں آگے آسکتی ہیں۔

س: افغانیوں نے روس کی عظیم طاقت کو شکست دے دی اور روس ٹوٹ گیا۔ تو آپ کا کیا خیال ہے امریکہ کو بھی یہ ختم کریں گے؟

ج: جس بڑی طاقت کی موت قریب آتی ہے۔ اس کا ظلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو اس دنیا میں خدا ان کے لئے افغانیوں کی صورت میں اور مجاہدین کی صورت میں جہنم بنا دیتا ہے۔ سالہا سال تک برطانیہ افغانستان میں لڑتا رہا ہے۔ وہ بھی نیست و نابود ہو گیا۔ اس سے پہلے سکندر اعظم وہاں سے ناکام لوٹا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال تک انگریز نے مسلسل کوشش کی۔ وہ بھی تباہ و برباد ہو گیا۔ اور پھر

روس کا حال آپ نے دیکھا۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کا آخری وقت آیا ہے اور تباہی کے لئے اللہ نے ان کو وہاں بھیجا ہے' دنیا نے انہیں کہا کہ بھائی ! اپنے ملک میں امن وامان سے رہو۔ سب نے اس کو کہا لیکن اس نے روس کے تجربہ سے سبق نہیں سیکھا۔

اب حملے کو ایک مہینہ ہو گیا ہے' اس ایک مہینہ میں اس کو کیا حاصل ہوا ہے' دوڈھائی ہزار آدمیوں کو قتل کرنا' غریب مساکین' بے گناہ لوگوں پر آگ برسانا یہ تو بہادری نہیں ہے۔ تو افغانی شدت سے انتظار کر رہے ہیں' کہ کب یہ اندر آئیں گے' خود اگر امریکیوں میں غیرت ہے' بہادر ہیں تو مردوں کی طرح اندر گھس جائیں۔

س: اسامہ بن لادن کو چاہئے تھا کہ دنیا کو بتلاتا کہ میں اس دہشت گردی کا ذمہ دار نہیں ہوں جو امریکہ میں ہوئی ہے۔ لیکن اس نے بھی نہیں بتایا؟

ج: وہ ہزار دفعہ کہہ چکا ہے کہ Trade Centre کے واقعہ سے میرا کوئی تعلق نہیں اگر اس واقعہ کے آدھا گھنٹہ بعد امریکہ نے بغیر کسی ثبوت کے یہ اعلان کر دیا تھا کہ اسامہ اس حادثے کا ذمہ دار ہے۔ مسئلہ یہاں اسامہ کا ہے ہی نہیں' امریکہ ڈرامہ کر رہا ہے' اسامہ پہلے سے وہاں موجود تھا' طالبان سے بھی پہلے وہاں آیا تھا' امریکی اور افغانیوں نے ان کو ایک معزز مجاہد قرار دیا تھا۔ انہوں نے اسے پناہ دی تھی' اب وہ طالبان کو کسی طرح ختم کرنا چاہتے ہیں' چار' پانچ سال سے وہ مسلسل یہ مذموم کوشش کر رہے ہیں لیکن کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ وہ تو ایک بہانہ ڈھونڈھ رہے تھے۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ اگر یہ اسامہ کو پکڑ بھی لیں' اس کو ختم کر دیں' پھانسی چڑھا دیں' مگر وہ پھر بھی افغانستان کو نہیں چھوڑیں گے۔ دراصل وہ اسی آڑ میں ایک اسلامی ملک کو دہشت گرد قرار دے کر کرش کرنا چاہتا ہے' یہ لوگ ہماری آنکھ میں دھول جھونکتے ہیں اور مسلمانوں کو بلیک میل کر رہے ہیں۔

اسامہ ایک سچا مسلمان:

س: آپ تو ذاتی طور پر اسامہ کو بھی جانتے ہیں اور ان سے ملاقات بھی ہوئی ہوگی؟

ج: اسامہ کوئی آسمان سے نہیں آیا۔ وہ ۱۲ سال سے روس کے خلاف جنگ میں شریک تھا' اور پشاور میں رہتا تھا' ہزاروں عرب اور بھی تھے۔ یورپ سے بھی آئے تھے' دنیا بھر سے مسلمان آئے تھے۔ اسوقت سے جان پہچان ہے۔ ہم لوگ اسے ایک مجاہد سمجھتے ہیں' رشین وار میں ہم نے اس کے

ٹیررازم کا کیس کہیں نہیں دیکھا۔ وہ تو بہت زیادہ شریف اور بہادر مسلم ہے۔ شر پسندی اور فساد اس کی طبیعت میں نہیں ہے۔ ٹیرارسٹ تو عیاشی کے لئے یا شہرت کے لئے دہشت گردی کرتا ہے۔ اس کے پاس دولت کی کیا کمی تھی' بنگلے' محلات' اربوں روپے کا مالک ہے۔ وہ چاہتا تو آپ کے ملک کے کلبوں میں آپ کے ساتھ عیاشی کرتا تو سب کچھ راحت چھوڑ چھاڑ کر خندقوں میں اس نے جوانی گزاری۔ ایک سپر پاور ایک ظالم کے خلاف وہ لڑا تو اس سے زیادہ مسلمان اور کیا ہو سکتا ہے۔

<u>امریکی پروف' کروز میزائل ہیں:</u>

س: امریکہ اگر اسامہ بن لادن کے ثبوت سامنے لے آتا ہے تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: سارے لوگ چیخ رہے ہیں' افغانستان بھی طالبان بھی' اسامہ بھی' ہم بھی کہ بھائی! ثبوت پیش کرو۔ ثبوت اس کے پاس ہوتے بھی تو وہ نہیں پیش کرے گا کہ یہ مسئلہ ختم نہ ہو جائے امریکہ نہیں چاہتا کہ اس ایشو کو ختم کرے پھر اس کے بڑے لمبے مقاصد کیسے پورے ہوں گے۔

س: اگر پروف (ثبوت) آجائیں تو پھر آپ کا کیا خیال ہوگا؟

ج: پروف تو روزانہ کروز میزائلوں کی شکل میں بھیج رہا ہے اور بڑی بیوقوف مخلوق ہے۔ ایک ملین ڈالر کا کروز وہ دس ڈالروں کے خیمے پر گراتے ہیں وہاں ہے کیا؟

جرمنی کا نیشنل ٹی وی

انٹرویو: 2001



دارالعلوم حقانیہ اور مغرب کا پروپیگنڈہ:

س: مغرب اور امریکہ میں آپ کے ادارہ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں بڑا پروپیگنڈہ ہے؟ حقیقت کیا ہے؟

ج: جی ہاں یہ ظالم لوگ سب کچھ دیکھ کر بھی حقائق مسخ کرتے اور غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں، وہاں اسے واریئر سکول کہتے ہیں، ایک صحافی جیفری گولڈ برگ نے واشنگٹن پوسٹ میں گیارہ صفحات لکھے ہیں، یہاں انٹرویو بھی کرتا رہا، دو تین دن مجھے تنگ کرتا رہا مشہور آدمی ہے، یہاں دو تین دن آیا گھومتا پھرتا رہا، ایک دفعہ رات بھی یہاں رہا تھا، اور پھر میں یہودیوں کے بارے میں کوئی بات کہتا تو وہ کہتا کہ میں بھی یہودی ہوں تو میں نے کہا کہ تم یہودی ہو پھر بھی میرے مہمان ہو ہم تمہارا بھی احترام کرتے ہیں یہ سب سلوک اس نے دیکھا یہ پیار و محبت، طلباء سے ملا، کلاسوں میں پھرا، اور اس کو معلوم ہو گیا کہ یہاں تو چاقو رکھنے کی بھی اجازت نہیں پھر بھی اس نے اخبار میں عنوان یہی دیا کہ ''واریئر سکول'' تو واریئر سکول کا مطلب ان کے ہاں یہی ہے اسلام کا جذبہ جہاں سے ابھرے گا تو وہ یہ چاہیں گے کہ یہ سسٹم

ختم کردیں۔مگر یہ جذبہ ختم نہیں ہوسکتا اسی وجہ سے دین زندہ ہے۔اگر اللہ تعالیٰ نے دین کو ختم کرنا ہے قیامت سے پہلے تو پھر یہ سسٹم بھی خدا خود ختم کردے گا' اگر اللہ نے "انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون" کا اعلان کیا ہے' تو یہ سسٹم ختم نہیں ہوگا اور اگر اللہ نے یہاں یہ جذبہ جہاد ختم کردیا تو پھر ہم بھی تاشقند' سمرقند' اسپین کی طرح ہو جائیں گے' یہ سنٹرل ایشیاء کی ریاستیں آج تڑپ رہی ہیں' اسی طرح سپین کی حالت آپ دیکھیں تو اسی سسٹم سے یہ اسلامی تشخص قائم ہے ہمارے لوگ نہیں سمجھتے مگر مغرب اور دشمن سمجھ چکا ہے تو بڑی بے دردی سے یہ سب کچھ کرش کرنا چاہتا ہے' ہمارے ہاں انگریز آیا تو انگریز کو اس کی اہمیت کا احساس نہیں ہوسکا بے وقوف کو' اس نے سمجھ لیا کہ مولوی مفت کھانے پینے میں لگ گیا۔مسجد میں سبق پڑھا رہا ہے ورد کررہا ہے چلئے ان کو مسجدوں میں رہنے دو یہ اپنے مدرسے چلائیں تو وہ خوش ہوا کہ ہم نے کالج سے یونیورسٹی سے اسلام نکال دیا ہے اور اب مزاج مسلمانوں کا نہیں بنے گا' سارا تعلیمی سسٹم بدل گیا تو انہوں نے سمجھا کہ چند لوگ ہیں چٹائیوں پر بوریوں پر بیٹھے ہوئے ہیں' مگر اس کے اثرات اور اہمیت بعد میں ان کو محسوس ہوگئی' جب سارے مدرسے ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔تحریکیں جو آزادی کی چلیں' وہ بھی اسی سے تھیں امریکہ کو بھی افغانستان کے جہاد سے پتہ چل گیا اور بھی واضح طور پر کہ ہمارے لئے اصل خطرہ یہی لوگ ہیں تو ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ ان کو ختم کرو۔

<u>افغان قوم کی ایک خصوصیت:</u>

س: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالات میں امریکہ حملہ نہیں کرسکتا؟

ج: بظاہر تو یہی ہے سنا ہے کہ سیاف کی اور باقی لوگوں کی رائے بھی کافی بدل گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارا رابطہ نہ بھی ہوسکے تو امریکہ ایسا کرکے خود ان کو متحد کررہا ہے' افغان قوم میں سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ جب باہر سے کوئی قوت آتی ہے تو پھر وہ پورے ایک ہوجاتے ہیں امریکی اگر آ گئے اللہ نہ کرے تو پھر پوری قوم ایک ہوجائے گی' تھوڑی بہت جوگڑبڑ کریں گے' تو لوگ ان سے خود نمٹ لیں گے۔مشاورت' جرگے' اور ساری محنتیں انہوں نے کرلی ہیں' لیکن ان کے پیچھے اتنی بڑی قوتیں لگی ہیں کہ انہیں اکٹھا نہیں ہونے دیتیں۔

س: ان حالات میں سیاف صاحب جو سوچ رہے ہیں' اسکے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: جی ہاں اسکی بھی خبریں ہیں اچھی آ رہی ہیں اور میں نے پہلے بھی اسکی بڑی کوششیں کی تھیں۔

س: کیا طالبان بھی اس کی کوشش کر رہے ہیں؟

ج: طالبان کی تو پہلے بہت کوشش تھی کہ یہ سب ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور معاملات طے کر لیں، مگر وہ کہتے تھے کہ ہم طالبان کو تسلیم ہی نہیں کرتے 'ملا عمر کو بھی تسلیم نہیں کرتے تو وہ کہتے ہیں' جب ہم کسی کو امیر المومنین ہی تسلیم نہ کریں تو اس کے ساتھ کیسے چلیں یہ تو ممکن نہیں ہے۔

<u>اگر طالبان، افغانستان کو جنت بھی بنا دیں تو:</u>

س: ورلڈ میڈیا کہتا ہے کہ یہ حکومت بہت ظالم ہے عورت پر بڑا تشدد کرتی ہے یعنی ملا عمر کی حکومت؟

ج: یہ بد بخت نہیں سمجھتے کہ جب طالبان نہیں تھے تو خواتین کی عزت نیلام ہوتی تھی۔ اتنا بڑا ظلم تھا، طالبان کی حکومت اسی لئے بنی کہ کوئی خوبصورت لڑکی باپ کے ساتھ گاڑی میں اگر بیٹھی ہوتی یا شوہر کے ساتھ یا بھائی کے ساتھ تو بعض نام نہاد کمانڈروں نے پھاٹک بنائے ہوئے تھے۔ گاڑی روک کر اس کو اٹھا لیتے تھے، باپ تڑپتا رہ جاتا کہ اس کو ریپ نہ کرو، نکاح کر لو تو وہ کہتے کہ نہیں ہمیں حرام ہی سے سروکار ہے، تو باپ کو شوٹ کر دیا جاتا، لڑکی کو اٹھا کر لے جاتے، عورت باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ جب طالبان آئے تو عورت ایسی محفوظ ہوگئی کہ یہاں دن اور رات کو کوئی شخص عورت کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تو کیا یہ ظلم ہو رہا ہے عورت پر یا عورت بچ گئی انہوں نے عورت کو جس طرح ایک کھیل بنایا ہوا تھا وہ کھیل اب نہیں ہو سکتا یورپ کو اس سے تکلیف ہے اور وہ بہت غلط تصویر پیش کر رہا ہے اگر طالبان افغانستان کو جنت بھی بنا دیں، تب بھی وہ پروپیگنڈہ سے باز نہیں آئیں گے۔

<u>حکومت پاکستان کا منافقانہ کردار:</u>

س: گیارہ ستمبر کے بعد آپ کا جو موقف ہے کیا حکومت پاکستان نے آپ پر اسے بدلنے کے لئے کوئی دباؤ ڈالا ہے۔؟

ج: حکومت کی مختلف کوششیں ہیں اخبارات میں بھی ہمارے خلاف سب کچھ آ رہا ہے، کل یہاں کے گورنر نے کہا تھا کہ یہ فتوی فروش ملا ہیں اور معین حیدر صاحب جب سے آیا ہے علماء کے خلاف لگا ہوا ہے۔

س: کیا کہتا ہے؟

ج: یہی کہ علماء تخریب کار ہیں' اور دہشت گرد ہیں پوری مہم حکومت نے چلائی ہے اب بھی جاری ہے۔ آج بھی مشرف کا بیان ہے کہ میں انہیں اسلحہ دیتا ہوں (یعنی مولانا سمیع الحق کو بھی) یہ جا کر لڑیں' یہ تو بیان دینے والے ہیں لڑنے والے نہیں؟ یہ طعن اور طنز ان کا ہم پر جاری رہتا ہے۔

<u>دفاع افغانستان کونسل:</u>

س: طالبان رشتے میں تمہارے کیا لگتے ہیں؟ اور دفاع افغانستان کونسل کا کردار کیا ہوگا۔

ج: طالبان تو ہمارے شاگرد ہیں' روحانی اولاد ہیں۔ علماء اور سمیع الحق کی روحانی اولاد ہزاروں کی تعداد میں افغانستان میں شہید ہوئی ہے' دینی مدارس کے طالب علم تو مولانا عبدالحقؒ اور سمیع الحق کے جگر گوشے ہوتے ہیں' روحانی اولاد ہوتی ہے' تین تین ہزار اجتماعی قبروں میں دفن ہو گئے ہیں۔ ہماری ساری جدوجہد ان کے حق میں ہے' یہاں کوئی حکومت ملک کو بچانے والی ہوتی' مخلص ہوتی تو وہ ہماری ساری جدوجہد پر خوش ہوتی اگر ہم نہ ہوتے تو امریکہ بارہ ستمبر کو آ چکا ہوتا اتنی سی واضح حقیقت بھی یہ نہیں سمجھتے' اندھے ہیں۔ ہماری قوم سراپا شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہے۔ دفاع افغانستان کونسل کو میں نے صاف کہہ دیا ہے کہ بھائی! ہماری یہ جدوجہد جمہوریت وغیرہ قائم کرنے کے لئے نہیں ہوگی' داخلی مسائل سے ہمارا تعلق نہیں ہوگا وہ ہمارا ایک الگ محاذ ہے۔ ہم نے کہا کہ یہ پلیٹ فارم ان جھگڑوں سے پاک ہونا چاہیے' مسلمانوں کے خلاف عالمی دہشت گردی کا مقابلہ اس کا ہدف ہوگا تو حکومت کو اس سے کیا خطرہ ہے، ہم تو کوئی داخلی انتشار پیدا نہیں کر رہے ہیں میں تو جمہوریت کو بھی اس ملک کا حل نہیں سمجھتا کہ یہ سب کیا کرایا نام نہاد جمہوری حکومتوں کا ہے۔ پھر فوج ہم سے کیوں پریشان رہتی ہے۔ سرحدوں کی حفاظت کرنا ان کا کام ہے اس میں ہم ان کی مدد کر رہے ہیں لیکن وہ دشمن کے لئے چوپٹ دروازے کھولنا چاہتے ہیں پھر غدار ہمیں کہا جاتا ہے۔ روزانہ یہ بات اخبارات میں لکھتے ہیں کہ یہ کانگریسی تھے فلاں تھے جبکہ اس وقت بھی ہم ملک کو بچا رہے تھے جب یہ لوگ آ گئے تو انہوں نے ملک کو توڑا' جو بنانے کے دعویدار تھے انہوں نے تو ٹکڑے ٹکڑے کرایا اب ہم پھر کہتے ہیں کہ ملک کو غلام نہ بناؤ۔ مشرقی پاکستان کا المیہ تھا' ایک اسلامی ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ وہ تو دو آزاد ملک بن کر قائم رہے لیکن یہ تو ایک ملک کو ہی صفحۂ ہستی سے مٹانا ہے۔ جس طرح انگریز نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی

al-003

شکل میں آ کر قبضہ کیا' تو میں نہیں سمجھتا کہ ایک اسلامی ملک سے طیارہ اٹھے اور دوسرے اسلامی ملک پر حملہ کرے اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا میں تو یہاں تک کہوں گا کہ امریکہ اگر یہاں سے اپنے طیارے اڑا کر دہلی پر حملہ کرنا چاہے تو بھی ہم اس کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

آخری دم تک جہاد جاری رہے گا:

س: اگر حکومت نے انہیں اجازت دے دی اور اگر امریکہ کے طیارے یہاں سے اڑتے اور اترتے ہیں تو آپ کی مزاحمت کیا ہوگی؟

ج: لاکھوں ہزاروں لوگ نکلیں گے' اور ہمیں بھروسہ ہے اللہ پر جس طرح اللہ نے نہتے افغانیوں کو فتح دی روس کے ہزاروں جہاز آئے تھے جو ہمارے شاگرد ہیں' مولوی یونس خالص وغیرہ بیچارے وہ پیٹرول کی بوتلوں سے اور مٹی کے تیل سے ٹینکوں کو اڑاتے تھے گویا اسلام نے قرآن نے ہمیں یہ سبق سکھایا ہے کہ فتح اور نصرت ظاہری اور مادی اسباب پر نہیں ہوتی اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے اور انشاء اللہ اللہ کی راہ میں آخر دم تک جہاد جاری رہے گا۔

سارا الزام اسامہ بن لادن پر کیوں؟

س: یہ ساری صورتحال جو خراب ہوئی واشنگٹن پر حملہ کے بعد ہوئی اور سارا الزام اسامہ بن لادن پر ہے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

ج: یہ تو پہلے سے بھی الزامات لگا رہے ہیں کسی بلی کی آہٹ بھی ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ اسامہ بن لادن کی کارروائی ہے۔ آپ نے ایک ہزار واقعات سنے' ایک سال میں دو سال میں جہاں بھی جو کچھ ہوا' کہا یہ اسامہ نے کیا اور کہا جاتا ہے کہ وہاں اسامہ کا ساتھی پکڑا گیا یہاں پکڑا گیا کوئی پروف نہیں' کوئی ثبوت نہیں' شواہد نہیں' انہوں نے کوئی FIR بھی کہیں درج نہیں کرائی۔ پوری دنیا میں اس کے خلاف' طالبان سے کئی باران کی بات چیت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم ہر چیز کیلئے تیار ہیں' کئی آپشن انہوں نے تین سالوں میں دیئے کہ شواہد پیش کرو ایک عدالت قائم کرو شرعی عدالت یعنی مسلمانوں کی عدالت ہو اور اس میں سعودی عرب کے جج بھی جو تمہارا دوست ہے اور پاکستان کے بھی جج شامل کر دینگے لیکن ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

ہوئے تم دوست جس کے:

س: اخبارات میں یہ بات آئی ہے کہ اسامہ کو دوسرے ملک میں شفٹ کرنے کے لئے از خود طالبان نے کہہ دیا کیا یہ بات درست ہے؟

ج: اخبار میں جب یہ بات آئی تو افغانی علماء اور مجاہدین میں بڑی پریشانی پھیل گئی ان کا جو مسئلہ سامنے آیا تو ہر جگہ بڑا اشتعال پھیل گیا کہ یہ طالبان نے کیا کہہ دیا ہے تو طالبان نے ساری صورتحال واضح کردی اور کہا کہ اس میں تو ہم نے انہیں کوئی حکم نہیں دیا ہے' کہ نکلو ہم نے فیصلہ نہیں دیا ہے' کوئی حکم نہیں دیا ہے' فتویٰ نہیں دیا ہے' نہ فتویٰ کا اس مسئلے سے کوئی تعلق ہے کہ کوئی کسی ملک میں رہے یا نہ رہے' یہ تو ہم نے اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ پہلے بھی وہ ایک آزاد شہری تھا' مہمان تھا' ہم نے اس کو تو روکا نہیں تھا' نہ پابندی لگائی تھی' کہ جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ' اب بھی وہ جہاں جانا چاہے ہم انہیں منع نہیں کریں گے اور اگر یہاں رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے دونوں باتیں تھیں تو طالبان نے اتنی پیش رفت کرلی ورنہ وہ کہہ سکتے تھے کہ ہم نے اسے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کوئی مائی کا لال ہم سے انہیں لے سکے تو لے لے انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا مہمان ہے کہیں بھی جانا چاہے تو جا سکتا ہے اسوقت صدر بش اور امریکہ کو کہنا چاہیے تھا کہ یہ تو انہوں نے بڑی لچک پیدا کردی مگر بیان داغ دیا' دس منٹ کے بعد کہ مجھے زندہ چاہیے یا مردہ میرے حوالے کردو اور یہ بھی تھا کہ میرے حوالے کرو' تب بھی میں افغانستان پر حملہ کروں گا' وہ غرور اور گھمنڈ میں آداب جہانبانی بھی بھول چکا ہے وہ ہمارے پریذیڈنٹ کو کہتا ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو کہتا تم تو تھے ہی دشمن تم دوست کب بنے تھے۔ تو میں نے کہا: ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

حکومتی مزاحمتیں:

س: آپ کی تحریکیں بڑی ٹھیک ٹھاک چل رہی ہیں' ہر جگہ مظاہرے ہو رہے ہیں کہیں کوئی مزاحمت حکومت کی طرف سے بھی ہے؟

ج: مزاحمت یہی ہے کہ آج مجھے پشاور جاتے ہوئے جمعہ کے مظاہرے کے لئے بارہ جگہ پر' قدم قدم پر پولیس روک رہی تھی۔ یہاں بھی پولیس آئی انہوں نے کہا آپ جلوس میں طلبہ کو نہ لے جائیں۔ آگے ترناب فارم کیساتھ تو بالکل سختی سے روک دیا' سرکاری کا نوائے آئی تھی کہ یہ لوگ نہیں

جائیں گے۔ ہم حکام کو فون پر فون بھی کرر ہے تھے کہ یہ طلبہ پرامن ہیں ان کے ساتھ نہ لاٹھی ہے نہ جھنڈا ہے یہ ایک جلسے میں جانا چاہتے ہیں' حکومتی رکاوٹوں کے پیش نظر ۱۲۔۱۳ گاڑیاں میری نہ پہنچ سکیں اس طرح ہر جگہ انہوں نے ایسا کیا جب میرے سامنے وہ اتنی جرأت کرر ہے تھے تو پورے اطراف میں انہوں نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا ہم نے کہا ہے کہ ہمارے مظاہرے پرامن ہوں گے آخر تک میری اپیل یہی ہے مگر حکومت اپنی حرکات جاری رکھتی ہے۔

ملا عمر کی بصیرت واستقامت:

س: ایک الزام یہ بھی ہے کہ یہ دفاع کونسل کے شرکاء اور دینی جماعتیں حکومت یا ایجنسیوں کے ایماء پر جمع ہیں؟

ج: حکومت تو سب کچھ کرتی رہتی ہے۔ لیکن الحمدللہ ابھی تک کوئی ایسی صورت سامنے نہیں آئی کچھ مولوی آپ کو نظر آ گئے ہوں گے کچھ مولوی نما چہرے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر حکومت میں یہی کردار ادا کرتے ہیں خواہ انگریز آئے۔ ویسے قندھار جانے کی حکومت کی خواہش کے موقع پر پرسوں میں نے کہا تھا کہ اگر کوئی معقول تجویز ہمارے ذہن میں آجائے یا ان کی طرف سے ایسی تجویز سامنے آجائے' کوئی امکان ہو' کوئی بھی تیسرا راستہ آسانی سے نکل سکے' تو ہمیں قندھار جانے میں کوئی تردد نہیں ہوگا۔ ہم خود اصلاح کی کوشش کو فرض سمجھتے ہیں۔ طالبان کے ساتھ ہمارا آنا جانا عرصے سے جاری ہے' مذاکرات بھی جاری رہتے ہیں' بہت سی باتیں وہ تسلیم کر لیتے ہیں اب اگر حکومت ہمیں کہے کہ آپ جائیں ہم کوئی معقول تجویز بھی ان کے سامنے نہ رکھیں اور ان (طالبان) کے سامنے ہم ایک ایسی بات کہہ دیں کہ وہ ان کے بس میں نہ ہو یا وہ بالکل امریکہ کے ایجنڈا کے مطابق ہو تو پھر وہ نہ تو اس کو تسلیم کریں گے اور نہ ہماری کوئی حیثیت رہے گی اور امریکہ مزید شور مچا دے گا۔ دیکھو یہ لوگ کسی کی نہیں مانتے اپنے اہم ترین اساتذہ اور علماء کو بھی انہوں نے مسترد کر دیا۔ ان کے خلاف ہمارے نام پر ایک اور فرد جرم عائد کر دیں گے۔ مطالبات ایسے ہوں گے کہ وہ ملا عمر کے بس میں بھی نہیں ہوں گے کہ پورا افغانستان ہمارے حوالہ کر دو ہم ٹیمیں بھیجیں گے اور مبصرین بھیجیں گے تو یہ ایک آدمی کی بات نہیں ہے۔ ملا عمر چھوٹے موٹے مدرسوں میں پڑھا ہوا ہے۔ زیادہ وقت ان کا جہاد میں گزرا ہے ابھی تو تیس چالیس سال کی عمر کا ہے لیکن بصیرت آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کا ایمان اور استقامت دنیا ایک

al-003

طرف ہے اور وہ دوسری طرف۔

ایران اور طالبان کا باہمی اختلاف بلا جواز ہے:

س: کیا ایران سے کوئی خطرہ ہے کہ وہ بھی طالبان کیخلاف امریکہ کا ساتھ دے؟

ج: نہیں۔ ایران کی طرف سے بہت اچھی بات آئی ہے کہ یہ امریکہ نے کیسے تصور کرلیا کہ میری قوم کا ایک فرد یا زمین افغان عوام کے خلاف استعمال ہوگی۔ خود میں نے ایرانیوں کو بار بار کہا تھا کہ ایسا وقت آنے والا ہے یہ خطرہ تم دونوں کے سروں پر منڈلانے والا ہے ابھی سے تم دونوں ایک ہو جاؤ کیونکہ دونوں امریکہ کے دشمن ہیں۔ ایران کا طالبان کے ساتھ بگاڑ کا کوئی جواز بنتا ہی نہیں تھا۔ اب یہ پرابلم جو درپیش ہے تو دونوں نے مل جل کر چلنا ہے۔ امریکہ نے اگر ہم سے توقع بھی رکھی تو یہ بھی ہمارے لئے بے غیرتی اور ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ مگر شمالی اتحاد کو ہم اب بھی یہی کہیں گے کہ یہ ایران نے اتنی اچھی بات کہی تو اب تم بھی ہوش کے ناخن لو۔ ایران سے کہتا ہوں کہ اتنی اچھی بات کہنے کے بعد مسئلے کا حل یہی ہے کہ شمالی اتحاد طالبان کے ساتھ مکمل تعاون کرے اور مل بیٹھ کر آپس کے جھگڑے حل کرلیں۔ وہاں تو شیعہ سنی مسئلہ بھی طالبان نے نہیں اٹھایا۔ طالبان نے ایک مثال قائم کی ہے کہ فرقہ واریت وہاں نہیں ہے، دیوبندیت اور بریلویت کے جھگڑے وہاں نہیں ہیں۔ کئی علاقوں پر فارسی زبان والوں کی حکومت رہی ہے۔ بڑی تعداد میں گورنر وغیرہ کے عہدوں پر صوبوں میں فارسی زباں والے ہیں۔ یہاں اکثر پڑھنے والے ہیں سمنگان کے، تخار کے تھے، یہ ملا غیاث الدین حقانی سپریم کونسل کے ممبر ہیں شمالی ہیں۔ ہماری حکومت نے کہا ہے کہ ہم افغانستان سے تعلقات نہیں منقطع کریں گے کیونکہ کوئی ایک ذریعہ رابطوں کا تو ہو۔ ہماری حکومت نے سعودی عرب اور عرب امارات سے زیادہ سوجھ بوجھ کا ثبوت دیا ہے۔ تو حکومت کے یہ رابطے اور یہ علماء کے وفود کا آنا جانا اچھا ہے۔ انہیں بھی تسلی ہوگی کہ پاکستان ہم سے بالکل دست بردار نہیں ہوا ہے۔ بہرحال اگر وفد بھیجا ہے تو اچھا کام ہے ہمیں بھی پتہ چل جائیگا کہ وہاں جانے کا فائدہ ہے یا نہیں لیکن یہ سب ہمارے لوگ ہیں یہ سب طالبان کے استاد ہیں۔ البتہ میں نے اس وفد میں جانا بوجوہ مناسب نہیں سمجھا اور جانے سے انکار کردیا اور کہا کہ ملا عمر اور طالبان جب خود ہمیں آنے کی دعوت دیں تو جانے سے انکار نہیں ہوگا تب اس کا کوئی فائدہ بھی ہوگا۔

دارالعلوم میں داخلوں کا سسٹم:

س: آپ کے مدرسہ میں داخلہ کیلئے طالب علم کی مجموعی اہلیت کیا ہونی چاہیے؟

ج: دوسرے سکولوں اور یونیورسٹیوں میں اس کے ابتدائی کلاسوں میں تو صلاحیت ہم دیکھتے ہیں' امتحان لیتے ہیں مثلاً وہ کہے کہ پچھلی کلاسوں میں کیا پڑھ چکا ہے تو جس طرح سکول سے کالج اور کالج سے یونیورسٹی طالب علم جاتا ہے تو اس کی پچھلی صلاحیت دیکھی جاتی ہے۔ وہی سسٹم ہے یہاں۔

دارالعلوم کا تعلیمی معیار:

س: طالبان زیادہ تعداد میں یہاں کیوں پڑھتے ہیں؟

ج: بات یہ ہے کہ یہ جگہ افغانستان کے زیادہ قریب ہے ایک تو وہاں مدرسوں کا سسٹم نہیں تھا' دوسری وجہ یہ کہ صرف طالبان نہیں بلکہ ان کے جو بزرگ تھے جو روس کے خلاف لڑے ہیں' پچاس پچپن سال میں وہ بھی یہیں پڑھتے تھے جتنے بھی علماء افغانستان گئے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر گئے ہیں اب انہوں نے اپنے بچوں کیلئے بھی یہی مناسب سمجھا کہ یہ ایک معیاری سکول ہے۔ اس کا سٹینڈرڈ اچھا ہے۔ یہاں کوئی اور خاص بات نہیں ہے۔ تعلیم وہی ہے جو اور مدرسوں میں ہے اور کورس وہی ہے مگر' اساتذہ' کا معیار اونچا ہے۔ ماحول اچھا ہے۔

۱۱ ستمبر کے اٹیک پر ردعمل:

س: ۱۱ ستمبر کو امریکہ پر جو اٹیک ہوا ہے اس پر آپ کا ردعمل کیا ہے؟

ج: اٹیک تو ساری دنیا میں ہو رہے ہیں۔ فلسطین میں اٹیک روزانہ ہوتے ہیں' کشمیر میں روزانہ اٹیک ہو رہے ہیں' اور چیچنیا میں روزانہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ بوسنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ امریکہ کا کیا ردعمل ہے ان سب اٹیکوں کے بارے میں اس نے کبھی اپنا ردعمل ظاہر کیا ہے وہ ہم سے ہمارا ردعمل کیوں پوچھتا ہے۔ وہ ریاستی دہشت گردی کر رہا ہے۔ ریاست کے ذریعے مسلمانوں کو بھون رہا ہے۔ اور یہ تو کسی خفیہ ہاتھ نے کیا ہے۔ چور بھی ان کو معلوم ہے اپنے دشمن بھی معلوم ہیں اپنے اوپر اس حملے پر تو اس نے بہت بڑا طوفان مچایا ہے اگر وہ ہمارے ان تمام پرابلم کو اور جو لوگ مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں اگر امریکہ اسرائیل اور بھارت کے بارے میں اپنا ردعمل ظاہر کرے تو پھر ہم بھی ظاہر کر دیں گے۔

افغانستان پر حملے کا ردعمل:

س: اگر امریکہ افغانستان پر اٹیک کرے گا تو اس کا کیا ردعمل ہوگا؟

ج: جو ردعمل تھا افغانستان پر' روس کے اٹیک کے وقت اب بھی وہی ردعمل ہوگا جو اسرائیل کے ردعمل میں فلسطین نے کیا ہے' جو بھارت کے ردعمل میں کشمیر میں ہو رہا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر امریکہ پر کوئی اٹیک کرے تو آپ کا کیا ردعمل ہوگا۔ وہی ردعمل جو آزاد قوموں کا ہوتا ہے مگر مسلمان تو ان کو انسان ہی نہیں لگتے اس لئے پوچھتے ہیں کہ ردعمل کیا ہوگا ہر قوم پر جب ایک ظالم مسلط ہوتا ہے تو وہ قوم اٹھ کھڑی ہوتی ہے سب کچھ قربان کرتی ہے آپ نے امریکہ کی آزادی کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ آزاد رکھنے کے لئے برٹش گورنمنٹ سے آپ لڑے ہیں اسی طرح یہی معاملہ ہے ساری قوموں کا۔

اسامہ تو ایک بہانہ ہے:

س: اگر امریکہ اسامہ کو مانگے تو؟

ج: مسئلہ اگر صرف اسامہ کا ہوتا تو یہ حل ہو جاتا۔ مذاکرات سے یا کسی دوسرے راستے سے۔ مگر یہ ایک بہانہ ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ کو زندہ رکھنا ہے اسلئے اس کو قائم رکھا ہے اس ایشو کو قائم رکھ کر ہر روز نیا ایشو نکالتا رہے گا ایک کے بعد دوسرا' دوسرے کے بعد تیسرا آخری ایشو اس کا یہ ہے کہ افغانستان ہمارے کنٹرول میں آ جائے اور پورے علاقہ کی ہم وہاں سے نگرانی کر سکیں۔ وہ اپنے مقاصد اور مفادات چائنا میں' سنٹرل ایشیا میں' ایران میں اور تمام پڑوسیوں میں پورا کرنا چاہتے ہیں وہ اس ایشو کو ختم نہیں کرنا چاہتے اس کو زندہ رکھ کر ہی وہ اپنی پالیسی چلا سکتے ہیں ورنہ یہ مسئلہ تو کبھی کا حل ہو چکا ہوتا۔

اسامہ کے اعمال واقوال:

س: آپ تو اسامہ سے ملے ہوئے ہیں آپ کے کیا خیالات ہیں وہ کس قسم کے انسان ہیں۔ امریکی یہ سوچتے ہیں کہ وہ بہت بڑا ٹیررسٹ ہے؟ آپ کا اپنا کیا خیال ہے کہ وہ کس قسم کے خیالات کا انسان ہے۔

ج: صرف میں نے نہیں ساری دنیا نے اس کو ہمیشہ دیکھا ہے جانا پہچانا ہے وہ بارہ سال سے

al-003

سوویت یونین کے خلاف افغانستان کے لئے لڑتا رہا ہے' امریکی بھی اٹھتے بیٹھتے تھے ساری دنیا دیکھتی تھی کہ وہ ایک عام اور شریف اور بہادر انسان ہے ایک غریب متواضع مسکین طبیعت کا ایک انسان ہے' ہمیں تو اس کے اقوال میں اور احوال میں ٹیرارسٹ ہونے کے کوئی آثار نہیں دکھائی دیئے۔

س: جب آپ پہلی مرتبہ ملے تھے تو آپ کے کیا خیالات تھے؟

ج: وہ تقریباً دس پندرہ سال رشین وار کے دوران پشاور میں رہتے تھے' اسوقت روس کیساتھ جنگ تھی اسمیں بہت سارے عرب تھے۔ الجزائر' مصر' شام دنیا بھر کے عرب آتے تھے۔ امریکہ بہت خوش ہوتا تھا کہ یہ میرے دشمن کیخلاف لڑ رہے ہیں قربانی دے رہے ہیں۔ اسوقت ہم بھی ان لوگوں کو جانتے پہچانتے تھے صرف ہم نہیں بلکہ یہاں کے علماء طلباء اور سارے مجاہدین اور شہری اسکو جانتے تھے

س: آپ کی پہلی مرتبہ کب ان سے ملاقات ہوئی؟

ج: پہلی دفعہ تقریباً چودہ پندرہ سال پہلے ہوئی تھی پشاور میں۔

س: اس کی عمر کیا تھی؟

ج: اندازے سے کہتا ہوں ۲۵' ۲۶ سال تھی' جہاد کے لئے آئے تھے' اور میں نے انہیں بڑا ملنسار پایا' مہمانوں کو وہ خود ہاتھ دھلاتے تھے' مہمانوں کے پاؤں دباتے' اس حد تک بااخلاق پایا۔ حالانکہ امیروں کی اولاد ہے۔ ٹیرریزم وہ کیوں کرے گا۔ ٹیرارسٹ تو اس لئے کچھ کرتا ہے کہ مال نہ ہو' عیاشی نہ ہو' محلات نہ ہوں' کوٹھیاں نہ ہوں' تو وہ سب کچھ کرتا ہے' مگر اسامہ اقتدار نہیں چاہتے اس کو ورثہ میں مال و دولت ملی ہے یورپ کے کلبوں میں کوئی ڈانس اور عیاشی کرنا چاہے اور مال نہ ہو تو اسکے لئے وہ ڈاکے ڈال سکتا ہے' مگر اسامہ کے پاس تو خدا کا دیا وہ سب کچھ تھا مگر اس نے غاروں میں' پہاڑوں میں آ کر ڈیرے ڈالدیئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اپنی زندگی اس نے اپنے بچوں کو بیوی کو' اولاد کو قربان کیا' کیا ٹیرارسٹ ایسا ہوتا ہے؟ ڈاکو دہشت گرد ڈاکہ ڈالتا ہے تاکہ اس کی جیب گرم ہو جائے اور شراب کی بوتل خریدے اور کلب میں جائے مگر اس کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرے ملک اور قوم کو آزاد چھوڑ دو۔

پاکستانی قوم کا ردعمل:

س: اگر امریکہ افغانستان پر حملہ کرے تو پاکستان میں اور پشاور میں کیا ردعمل ہوگا؟

ج: وہی ردعمل ہوگا جو بارہ سال روس کے حملہ کے بعد تھا اور پورا پاکستان افغانستان کی پشت پر تھا روس کے خلاف جنگ میں پوری قوم قربانیاں دے رہی تھی' اور مہاجرین کو سنبھال رہی تھی۔ اخلاقی' سیاسی' مالی ہر طرح کی مدد پاکستانی قوم نے عرصہ تک افغان قوم کے ساتھ کی ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک ظلم کے خلاف لڑ رہے تھے اور افغانستان کو ہڑپ کرنے کے بعد پاکستان پر اس کی نگاہیں تھی۔ تو یہ اپنی بقاء کی بھی جنگ لڑ رہے تھے۔ یہی صورتحال اب بھی ہے اگر امریکہ آئے گا تو ایک ظالم قوت آئے گی اور پھر اس کا بھی ارادہ صرف افغانستان تک محدود نہیں ہوگا' وہ آئے گا تو یہاں بھی آئے گا بعد میں پاکستان کو بھی نشانہ بنائے گا بالکل وہی صورتحال ہے اور ویسا ہی مقابلہ کرنا ہوگا ہمیں مل کر۔

امتِ مسلمہ کو تمام مسلمان بھائیوں کی مدد کرنی ہوگی:

س: آپ اپنے مدرسے کے طالب علم کو افغانستان جنگ کے لئے بھیجیں گے؟

ج: نہیں یہ وہ طالبعلم ہیں جو اس ملک کے باشندے ہیں' جنہوں نے یہاں سٹڈی کی ہے' دنیا بھر کے طالبعلم یہاں آتے رہتے ہیں۔ افغانستان کے سارے نوجوان اپنے ملک کے دفاع کیلئے اٹھے ہیں۔ ہمیں بھیجنے کی ضرورت نہیں آئیگی اور اگر آئے گی تو ساری امت مسلمہ کو انکی مدد کرنی پڑیگی صرف ہمیں نہیں بلکہ الجزائر' مصر اور شام اسلام کا حکم یہ ہے کہ تمام ملتِ مسلمہ پر اپنے بھائیوں کی بھرپور مدد کرنی ہوگی۔

مسئلہ کا حل:

س: اس مسئلے کا حل کیا ہوگا؟

ج: حل یہی ہے کہ امریکہ اور جو اس کی پشت پر ممالک ہیں اور امریکہ کے اتحادی ہیں وہ اس مسئلے سے اپنا ہاتھ اٹھالیں' افغانستان کو اور اس کے جو باشندے ہیں ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیں' ان کو اپنی مرضی سے ملک چلانے دیں' امریکہ ساری دنیا پر داداگیری کررہا ہے کم از کم اس ایک ملک پر تو خدا کیلئے اس پر رحم کرے' اس کو آزاد چھوڑ دیں طالبان خود اس مسئلے سے نمٹ لیں گے لیکن دشمنی کی وجہ یہ ہے کہ طالبان کا افغانستان واحد ایک ملک ہے جو امریکہ کے رحم و کرم اور اشاروں پر اٹھتا بیٹھتا نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ ہم آزاد قوم ہیں' ہم جو چاہیں گے وہ نافذ کریں گے' جو طور طریقے ہمارے ملک کے لئے مناسب ہیں اسی کے مطابق کریں گے تو جیسے اونٹ کی ناک میں نکیل ڈالی جاتی ہے تو طالبان

نے ان کو نکیل ڈال دی ہے' ہم امریکہ سے یہی درخواست کریں گے کہ تم ہم سے بے فکر ہو جاؤ لاتعلق ہو جاؤ۔ اپنے پرابلم حل کرو طالبان کی جب تم مدد نہیں کر رہے ہو اور امریکی کہتے ہیں کہ طالبان ہماری مدد کے محتاج بھی نہیں ہیں تو پھر ان کو تباہ و برباد کیوں کر رہے ہو مسئلہ کا حل تو یہی ہے۔

جرمن قوم سے اپیل:

س: کیا یورپ اس مسئلے میں ہماری مدد کر سکتا ہے ؟

ج: میں نے یورپ کو یہی کہا ہے کہ ہر جگہ اور جرمنی کو بھی کہ آپ کے خلاف یہ سارے ظالم متحد ہو گئے تھے لیکن آپ زبردست بہادری سے آگے آئے اور جنگ لڑی جرمن قوم نے ایک مثال قائم کی اور ساری سامراجی قوتوں کو بالآخر شکست دی پھر آپ اپنے ملک کی تعمیر میں لگ گئے اور ملک کو دوبارہ از سر نو آباد کیا دنیا کی کوئی قوم ایسا نہیں کر سکتی اسی طرح طالبان بیچارے بڑی قوت کی لائی ہوئی مصیبت سے نکل گئے۔ اب جس طرح جرمن قوم کو یورپی یونین نے کھلا چھوڑا اس کی مدد کی' اس کو دوبارہ تعمیر کرنے میں' اسی طرح یورپی یونین امریکہ کا آلہ کار نہ بنے۔ (مذاق میں) یہ افغانی اور یہ پٹھان جو ہیں یہ جرمنوں کے ساتھ' شکل و شباہت' اخلاق' بہادری' نقش و نقوش میں بہت ملتے جلتے ہیں اس کو اپنی حکومت سے کہیں کہ آپ یورپی یونین کو سمجھائیے کہ امریکہ کی ہاں میں ہاں نہ ملائے۔ یہ آپ کی مدد ہے۔ امریکہ کے ساتھ بھی کہ اس کے شیطانی ارادوں میں کمی آئے گی۔

قندہار ڈیلی گیشن:

س: یہ جو ڈیلی گیشن اب قندہار گیا یہ کوئی مسئلے کا حل نکال سکتا ہے؟

ج: مسئلہ ایسا ہے کہ لاینحل ہے اور ان کے بس میں نہیں ہے' نہ ملا عمر کے بس میں ہے نہ طالبان کے بس میں ہے اور جانے والے بھی وہ ہیں جو طالبان کے حمایتی ہیں تو مجھے یقین نہیں ہے کہ ایک وفد کے جانے سے اتنا بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا البتہ پاکستان دنیا کو ظاہر کراتا ہے کہ میں کوششوں میں لگا ہوا ہوں اور میرے مذاکرات بھی جاری ہیں میرے رابطے بھی جاری ہیں تو ہم خوش ہیں کہ ایسے رابطے جاری رہنے چاہئیں۔

غیر ملکی میڈیا اور پی ٹی وی

انٹرویو: 27-7-2002

روس اور امریکہ دونوں کے عزائم ایک ہیں:

س: آپ بتائیں کہ افغانستان کے مسئلہ کو 24 سال ہوگئے ہیں اور جب مجاہدین روس کے خلاف لڑ رہے تھے اس وقت تو وہ ویسٹ (مغربی ممالک) کے ہیرو تھے' پھر اس کے 11 سال بعد پھر وہی لوگ تھے جو طالبان بنے' اور آج وہ ٹیرارسٹ (دہشت گرد) بھی ہیں' اور وہ ہٹ لسٹ پر بھی ہیں۔ان حالات وواقعات کی روشنی میں آپ کیا دیکھتے ہیں؟

ج: یہ دو بڑی استعماری طاقتیں تھیں ایک امریکہ اور ایک سوویت یونین (روس) تو دونوں کے عزائم ایک جیسے تھے' غریب اقوام کو' پسے ہوئے لوگوں کو اور خاص طور سے جو مسلمان ہیں' ان کو تسلط میں لایا جائے' ان کے ملکوں پر قبضہ کیا جائے' اور ان کے تمام انسانی حقوق اور اقتصادیات اور سیاسیات اور وسائل سب پر قبضہ کیا جائے۔تو ایک سپر پاور (روس) نے بڑے ظالمانہ طریقہ سے ایک پڑوسی ملک افغانستان پر قبضہ کیا۔اسکے مقابلے میں افغان قوم ایک مجاہد قوم ہے' ایک حریت پسند قوم ہے۔تاریخ سے جہاں تک ہمیں معلوم ہے' اسکندر اعظم تک ان کو فتح نہ کرسکا تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے کسی کی غلامی قبول نہیں کی اگرچہ وہ بالکل بے کس و بے بس تھے' ان کے پاس وسائل نہیں تھے' اسلحہ نہیں تھا' بیرونی امداد بھی نہیں تھی' لیکن وہ ظالم حملہ آور کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔اللہ کا نام لے کر جہاد شروع کیا (جہاد کا مطلب اپنے ملک اور مظلوموں کو دوسروں کی غلامی سے اور تسلط سے بچانا) جو قومیں انسانی حقوق کو پامال کرتی ہیں ان کے خلاف اٹھنا ضروری ہوتا ہے' تو افغان قوم اٹھ کھڑی ہوئی' شروع کے دو تین سال انہوں نے سرد جنگ لڑی' وہ خالی ہاتھ تھے' ہتھیار بھی نہیں تھے' پتھروں سے اور بوتلوں میں تیزاب ڈال کر اور مصنوعی بم بنا کر انہوں نے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کا مقابلہ کیا اور امریکہ دور

سے تماشا دیکھ رہا تھا' پھر امریکہ سمجھ گیا کہ یہ تو بڑے سخت جان لوگ ہیں' اور یہ جنگ لڑ سکتے ہیں تو وہ اپنے مقاصد کے لئے بیچ میں آ گیا۔ اور اپنی امداد کے خزانے کھول دیئے۔ اس کا مقصد افغانستان سے کوئی ہمدردی کرنا نہیں تھا' بلکہ وہ ایک سپر پاور (روس) کو گرانا تھا امریکہ نے اپنے مقاصد کے لئے افغانستان کی جنگ میں حصہ لیا۔

<u>ہم نے جہاد افغانستان میں امریکہ کو استعمال کیا:</u>

س: لیکن انہوں نے مجاہدین افغانستان کو اس وقت استعمال کیا' ان کو سپورٹ (مدد وامداد) کیا ان کو ٹریننگ کروائی' ان پر اپنا پیسہ لگایا' اس وقت آپ لوگ مجاہدین اور اسلامی گروپ کہاں تھے؟ جب امریکہ آپ کی مدد کر رہا تھا۔ اور آپ کا انکے ساتھ ایک قسم کا کوآرڈینیشن (اتحاد) بھی ہوتا تھا؟

ج: دیکھیں ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں تھا کہ اپنے مقاصد کے لئے کوئی آتا ہے اور بیچ میں کودتا ہے' ہمارا مقصد تو یہ تھا کہ ایک سپر پاور (روس) کو شکست دی جائے تو اگر ان نیک مقاصد میں امریکی آ گئے تو مجاہدین کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں تھا کہ امریکیوں کا ہاتھ روکیں۔ دنیا بھر سے لوگ آ رہے تھے اور امریکہ ان کو شاباش کہہ رہا تھا' یہ عرب بھی اس وقت کے آئے ہوئے ہیں۔ اسامہ بن لادن بھی اسی وقت کا آیا تھا' عبداللہ عزامؒ (عالم عرب کے مشہور مجاہد رہنما جو پشاور میں کار بم دھماکے میں شہید ہو گئے) بھی اسی وقت کے آئے ہوئے تھے۔ امریکہ افغانستان میں اپنے مقاصد کے لئے لڑ رہا تھا اور ہم اپنے مقاصد کے لئے مصروف کار تھے لیکن ایک طرح سے امریکہ بھی روس کو ٹکڑے کرنا چاہتا تھا' اور ہم بھی افغانستان کو روس کے چنگل سے نکالنا چاہتے تھے' اس جنگ میں مجاہدین کے بیس پچیس لاکھ افراد نے اپنی جان کی قربانی دی۔ ہمیں اندازہ تھا کہ امریکہ بعد میں منہ پھیرے گا لیکن ہم نے امریکہ کو افغانستان پر تسلط کرنے نہیں دیا' بلکہ ہم نے تو امریکہ کو استعمال کیا۔

<u>شکستِ روس کے بعد افغانستان میں خانہ جنگی امریکہ نے کرائی:</u>

س: لیکن بعد میں جو مجاہدین میں آپس میں افراتفری پڑی اور خانہ جنگی شروع ہو گئی؟

ج: میں ساری بات تفصیل سے عرض کرتا ہوں' ان شاءاللہ آپ کے ذہن میں کوئی سوال نہیں رہے گا۔ ہمیں امریکہ سے کوئی سروکار نہیں تھا' امریکہ نے بھی چالاکی کی اور کچھ اسلامی ملکوں کو آگے کیا' وہ ڈائریکٹ سامنے نہیں آیا بلکہ عرب امارات' مصر اسلامی ممالک اور سعودی عرب ان سب کے ذریعہ

سے اوران کی مدد سے اس نے مجاہدین کی پشت پناہی شروع کی' اور جنگ بہت بڑی طویل تھی' سب سے بڑی چیز جنگ میں جان کی قربانی ہوتی ہے' اور وہ ہمارے مجاہدین کرر ہے تھے' خلاصہ یہ ہے کہ اچانک جب روس کو شکست ہوگئی تو امریکہ جیسے اس کی عادت ہے کہ تمام دنیا سے وہ آنکھیں پھیر لیتا ہے خصوصاً اپنے محسن سے' یہ سارے خدشات ہمارے سامنے تھے۔

<u>میں نے شملہ معاہدہ کی پارلیمنٹ کے بند اجلاس میں شدید مخالفت کی:</u>

چنانچہ شملہ معاہدہ کے وقت بھی میں پارلیمنٹ میں تھا' تو میں واحد شخص تھا کہ جس نے ضیاء الحق صاحب اور جونیجو صاحب کے ساتھ بند کمرے میں پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا' میں نے وہاں بھی جونیجو صاحب کی سخت مخالفت کی۔ اوران سے کہا کہ اس وقت شملہ معاہدہ کو تسلیم نہ کریں کیونکہ یہ خونریزی کا سلسلہ جاری رکھنا چاہتے ہیں اور اب امریکی ایسی سازش کرر ہے ہیں' کہ جب روس شکست کھا گیا ہے' تو اب یہاں آئندہ نہ ختم ہونے والی جنگ جاری رہے۔ جب تک حکومت نہ بن جائے اور سارے مجاہدین مل کر حکومت میں شامل نہ ہو جائیں' یہ جنگ جاری رہے گی۔ بہر حال جونیجو نہیں مان رہا تھا۔ اس کو اپنی پاور کا اندازہ بھی نہیں تھا کہ میں اتنا زوردار وزیر اعظم نہیں ہوں۔ اس نے معاہدہ کروایا' ضیاء الحق اس پر راضی تھا میری اس مخالفت پر اس نے اسی دن میرے والد صاحب مولانا عبدالحق مرحوم سے ملاقات کے دوران بے حد خوشی کا اظہار کیا جب وہ سی ایم ایچ راولپنڈی میں مولانا کی عیادت کے لئے گئے' اور اسی وجہ سے اسے ہٹا بھی دیا۔ چنانچہ اس کے بعد مجاہدین کی آپس کی جنگ شروع ہوگئی کوئی ڈھانچہ انہوں نے حکومت کے لئے تشکیل نہیں دیا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں ملک کے آزاد کرانے کے وہ سارے مقاصد پس پشت چلے گئے' اور جو بہت بڑی قربانی دی گئی تھی وہ ضائع ہونے لگی' یہ چھ سات سال آپس میں جو جہادی یونینوں نے جنگ کی ہے افغانستان کو انہوں نے تباہ کر دیا ہے۔ امریکہ بھی اس تباہی میں شامل تھا' شمالی علاقوں کی پشت پناہی کر رہا تھا' اور وہ بہت خوش تھا کہ یہ جنگ جاری رہے گی' عین وقت پر انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا۔

<u>دورۂ واشنگٹن:</u>

یہاں تک کہ میں ان دنوں اتفاق سے واشنگٹن بھی گیا تھا تو میں نے وہاں ان کے بڑے بڑے کانگریس مینوں سے' سینٹ کے بعض بڑے بڑے ممبران سے ملاقاتیں کیں اور کئی گھنٹے ان سے

بھی لڑا کہ بھائی! تم زیادتی کر رہے ہو۔ اب افغانستان کو جنگ کی حالت میں چھوڑ رہے ہو اور اپنا مقصد پورا کر لیا ہے' اب افغانستان کو بناؤ' ان کی مدد کرو' اور وہ تمہاری حلیف قوت رہے گا' مجاہدین نے بڑی قربانیاں دی ہیں' تم اس کی تعمیر نو میں حصہ لو۔ وہ ممبران پارلیمنٹ بھی مجھ سے اتفاق کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ امریکہ کی پالیسی کسی اور کے ہاتھ میں ہے اور اشارہ یہود (اسرائیل) وغیرہ کی طرف تھا کہ اسلام دشمن قوتیں امریکہ کو اپنے شکنجے میں رکھے ہوئے ہیں' بہر حال پھر ہم نے چھ سات سال بڑی کوشش کی کہ یہ جنگ آپس میں ختم ہو جائے' مصالحتی اخوت بڑھے۔

مجاہدین کے اتحاد کی مساعی:

یہاں تک کہ ان متحارب گروہوں کو یہاں سے اٹھا کر مکہ معظّمہ لے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا' وزیراعظم نواز شریف صاحب کا زمانہ تھا' تو وہاں آٹھ یا نو دس جتنے بھی لیڈر تھے۔ وہاں تین چار دن حرم شریف میں ان کو ٹھہرایا گیا' اور خود خادم الحرمین شاہ فہد بھی ان مذاکرات میں شریک تھے۔ بالآخر غالباً ۲۷ رمضان کی رات ان کو خانہ کعبہ لے گئے' اور ان سے عہد و پیمان لئے کہ اب خدا کیلئے مل بیٹھ کر جمہوری طریقہ سے حکومت قائم کرو' رفسنجانی ایران کے صدر سفر کے دوران انہوں نے بھی کہا کہ ہمارے ہاں بھی آ جائیں' پھر ہم پاکستان پہونچ کر دوسرے دن ایران بھی گئے' رمضان میں پوری رات وہاں گزاری' یہ سارے مراحل ہوتے رہے' لیکن افغانستان میں جاری خانہ جنگی نہیں رکی' کچھ طاقتیں انکی پشت پر تھیں کسی کی پشت پر امریکہ اور کسی کی پشت پر روس تھا اور بھارت بھی چاہ رہا تھا کہ یہ جنگ جاری رہے' اور یہ افغانستان سنبھل گیا تو یہ ایک بہت بڑی قوت بن جائے گی' جو اس علاقہ میں مسلمانوں کی شہہ رگ ہے سنٹرل ایشیا اور پاکستان کے درمیان معاشی اور تجارتی روابط کا ذریعہ ہے

طالبان کا پس منظر:

ایک بات یاد رکھیئے کہ طالبان کسی منصوبے سے نہیں اٹھے تھے اور نہ کسی کے اشارے پر کمر بستہ ہو گئے تھے وہ اسی قوم کے بچے تھے' یورپ ان کو طالبان طالبان کہہ کر بدنام کرنا چاہتا ہے ورنہ ان کو سٹوڈنٹ کہتے اگرچہ ان کو پتہ تھا کہ طالبان کے معنی سٹوڈنٹ ہے کوئی نئی مخلوق نہیں ہیں۔ وہ سٹوڈنٹ کا لفظ اسی وجہ سے استعمال نہیں کرتے ہیں کہ سٹوڈنٹ کی وجہ سے ان کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو جائے گی' تو سٹوڈنٹ اٹھے کہ ہمارے ظالم لیڈر کسی بات پر راضی نہیں ہوتے نہ خدا کا خوف' نہ رسولؐ

کی ناراضگی کا ڈر' نہ خانہ کعبہ کے اندر کیئے گئے معاہدوں کی پاسداری کی فکر بلکہ ملک کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔طالبان نے کہا کہ ہمارا جہاد بھی انہوں نے تباہ کر دیا ہے' پھر کوئی کسی شہید کا بھانجا تھا' کسی کا بیٹا تھا' کسی کا بھتیجا تھا یہ سارے وہ لوگ تھے جو اصل جہاد کے میٹریل (مواد) تھے۔

<u>طالبان کس طرح آئے؟</u>

س: لیکن سٹوڈنٹ مدرسوں کے تھے اور آپ لوگوں پر الزام ہے کہ ان کو مدرسوں میں ٹریننگ دی' آپ سے مراد صرف آپ نہیں بلکہ دوسرے مدارس بھی تھے۔تو اس الزام کو آپ کیسے ڈیفنڈ (Defend) کریں گے؟

ج: اس بگڑتی ہوئی صورتحال میں جب وہاں کے نوجوان طالبان اٹھ کھڑے ہوئے تو بھی امریکہ خوش تھا' اور یہ سمجھ رہا تھا کہ مزید اور خانہ جنگی پیدا ہو جائے گی' وہ اسے مذاق سمجھا کہ قندہار کے پچاس ساٹھ لڑکے اٹھ کر پورے ملک میں کیسے امن قائم کر سکیں گے' لیکن جب وہ اٹھے تو افغانستان کے لوگ مصیبتوں میں بالکل ڈوبے ہوئے تھے' زخمی زخمی تھے' ان سب نے لبیک کہا' ویلکم کہا کہ تم ہمارے بچے ہو' آؤ اور امن قائم کرو۔اپنے اسلحہ کے سارے انبار ان کے قدموں میں ڈال دیئے۔ اب امریکہ سمجھا کہ یہ دوسری طاقت آ گئی ہے' اور بہت خطرناک طاقت آ گئی ہے جس کو ملا کہتے ہیں' وہ سمجھتا تھا کہ یہ سخت جان تو قابو میں نہیں آئیں گے۔ جب طالبان امریکہ کے کنٹرول میں نہیں آ رہے تھے تو پھر ان کے خلاف انہوں نے ایک طوفان اٹھایا کہ یہ مدرسوں سے آئے ہیں' اور دہشت گرد ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ طالبان نے قدم جمالئے تو پھر انہوں نے کوشش کی کہ طالبان کو اپنی مرضی پر ڈال دیں' اور اپنے کنٹرول میں لے آئیں' بہرحال جب طالبان برسر اقتدار آ گئے تو انہوں نے اسلامی اقدار کو فروغ دینا تھا' جس کیلئے بیس لاکھ افراد کی قربانی دی گئی تھی انہوں نے کہا کہ ہمارا جہاد صرف زمین کے لئے تو نہیں تھا' اللہ کے دین کو اپنی روایات کے مطابق ہم نافذ کریں گے' اور وہ اس پر ڈٹ گئے' امریکہ نے ان کو قابو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن انہوں نے کہا کہ اس ملک کو سنوارنا ہمارا کام ہے' یہ ہمارا ملک ہے ہم نے خون کی ندیاں بہا کر یہاں آزادی حاصل کی تم یہاں کون ہو' ہماری ڈائریکشن (ہدایات) کے لئے۔امریکہ سمجھ گیا کہ یہ تو ہمارے خلاف ایک نئی قوت ابھر رہی ہے' جو سمجھتی ہے کہ جہاد ایک بہت بڑی قوت ہے۔اگر اس جہاد سے روس جیسی سپر پاور تہس نہس

ہوگئی ہے تو امریکہ کیسے بچے گا' یہ بھی اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا۔انہوں نے یک دم طوفان بدتمیزی سر پر اٹھایا اور پروپیگنڈے کے دروازے کھول دیئے۔طالبان کے خلاف میڈیا وار (جنگ) شروع کی۔یہ حالات چار پانچ سال سے ہمارے سامنے ہیں اور طالبان کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے لگ گئے کہ وہاں عورتوں پر یہ لوگ ظلم کر رہے ہیں' وہاں بنیادی حقوق غصب کر رہے ہیں' وہاں لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا ہے اور تعلیم پر پابندی لگا دی ہے' یہ سب کا سب پروپیگنڈہ تھا' خرافات تھے' وہاں یہ لوگ جاتے تھے دیکھتے تھے کہ وہاں کی عورتوں کو تو پہلی دفعہ تحفظ مل گیا ہے جو وہاں گھر سے نہیں نکل سکتی تھیں' بیٹے کے ساتھ ماں ہوتی تھی' یا شوہر کے ساتھ بیوی ہوتی تھی۔وہ دو میل جاتے' تو غنڈے ان کو اتار لیتے تھے اور باپ کے سامنے اس کی بیٹی کو چھین لیتے تھے' یہ ہزاروں واقعات وہاں ہوتے تھے' لیکن امریکہ چپ خاموش تھا' اگر انہوں نے کسی لڑکی کو برقعہ میں دیکھا تو طوفان اٹھایا کہ طالب علموں نے عورتوں کو پردہ میں پابند کر دیا ہے۔حالانکہ وہاں کی روایات بھی پردے کی ہیں۔اب جب طالبان چلے گئے ہیں تو اب بھی آپ روزانہ ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ وہ برقعوں میں ہیں' اب ان کو کس نے برقعہ پہنایا۔امریکہ ہر روز کوشش کر رہا ہے کہ برقعے اتروادے۔اس کا بس چلے تو کپڑے بھی اتروادے۔کیونکہ یہ بے حیائی خود ان کی ثقافت ہی ہے۔تو طالبعلموں نے ان باتوں کی پروا نہیں کی۔اور ڈٹ گئے پھر ان کے خلاف یہ طوفان اٹھوایا کہ یہ بیرونی طاقت ہے جو پاکستان سے اور باہر سے ہم پر مسلط کی گئی ہے۔اور اس کی بنیاد یہ بیان کی کہ یہ وہاں کے مدرسوں میں پڑھے ہوئے ہیں ان کو سکھاتے ہیں' ان کو ٹریننگ دیتے ہیں' ان کو بھیجتے ہیں' حالانکہ دنیا کی تاریخ میں یہ بدترین جھوٹ تھا۔طالبان صرف ان مدرسوں کے پڑھے ہوئے ہیں' افغانستان میں تقریباً ۱۰۰ سال سے مدرسوں کا کوئی انتظام نہیں تھا' مدرسے نہیں تھے' دارالعلوم نہیں تھے' تو وہاں کے لوگ پڑھنے پڑھانے کیلئے پاکستان اور ہندوستان آتے رہے برصغیر میں دیوبند بڑا مدرسہ ہے' دہلی' لکھنؤ جاتے وہ علم حاصل کرنے کیلئے ان مدارس میں آتے تھے اور یہ کوئی عیب نہیں ہے' دنیا بھر کے لوگ یورپ جاتے ہیں' تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ جاتے ہیں' لندن' آکسفورڈ جاتے ہیں' ایک شہرت ہوتی ہے۔اب اگر ہمارے ملک میں دس ہزار لوگ بھی امریکہ میں پڑھے ہوئے ہوں تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ یہ امریکہ میں پڑھے ہوئے ہیں اور انہوں نے وہاں ان کو ٹریننگ دی ہے اور تیار کیا۔دراصل اپنے ملک کے حالات

درست کرنے کے لئے جوان اٹھتے ہیں' چین کا انقلاب بھی انہی سٹوڈنٹ کی وجہ سے آیا اور فرانس کا انقلاب بھی انہی کی وجہ سے آیا' دنیا میں جہاں بھی بڑے بڑے انقلابات آئے ہیں انہی نوجوانوں کی وجہ سے آئے ہیں۔ یہ انقلاب بڑے لوگوں سے نہیں آتا' وہ لوگ اقتدار کی جنگ میں لگ جاتے ہیں' یہی صورتحال افغانستان میں بھی پیش آئی۔ پاکستان کے قیام کے بعد ہندوستان جانا بند ہوگیا' چونکہ یہ اکوڑہ خٹک پہلا مدرسہ تھا' جو ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا۔ میرے والد حضرت مولانا عبدالحقؒ دارالعلوم دیوبند میں پڑھاتے تھے۔ پابندی لگنے کی وجہ سے یہ لوگ وہاں نہیں جاسکتے تھے' تو جمع ہو گئے تھے کہ ہمیں پڑھانے کیلئے یہاں کچھ سلسلہ شروع کریں جب انڈیا جانے کے راستے کھل جائیں گے' تب وہاں جائیں گے۔ بہرحال رمضان ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوا اور دو مہینے بعد شوال ذی القعدہ میں طالب علم آ گئے یہاں پڑھنا پڑھانا شروع کیا' والد صاحب سے دیوبند میں بھی افغانی علماء پڑھ چکے تھے' شہرت پہلے سے تھی' تو افغانستان کے لوگ بھی تعلیم حاصل کرنے کیلئے یہاں آ گئے' پھر اس مدرسہ کے بعد اور مدرسے بن گئے' اسکی شاخیں بھی بنیں بلوچستان میں' سرحدات میں اور قبائل میں کئی ہزار مدارس اور ان کے چلانے والے بہت سے علماء اسی دارالعلوم کے سند یافتہ ہیں۔

<u>ایک الزام کی تردید:</u>

س: باقی ملکوں کے لوگ بھی تو یہاں ٹریننگ لیتے ہیں ' جیسے سنٹرل ایشیاء' ملائیشیا' انڈونیشیا' وہ بھی تو آپ کے پاس آتے تھے؟

ج: میں پھر عرض کرتا ہوں کہ ٹریننگ والی بات بے بنیاد اور سراسر غلط ہے' مغربی دنیا کی بے بنیاد بکواس ہے' ٹریننگ کا مطلب ہے جنگی تربیت دینا' تلوار چلانا' پستول چلانا' کلاشنکوف چلانا' ان مدارس میں تو اس کا تصور بھی نہیں ہے' ان مدارس نے تو صرف قرآن وسنت اور اسلامی علوم کی تعلیم دی ہے' علماً بنائے ہیں' اور دنیا بھر سے جہاں سے بھی لوگ آئے ہیں' ہم ان کو قبول کرتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں کہ علم حاصل کرو' یہاں چاقو رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے بلکہ ہم نے پابندی لگائی ہے۔ عام پستول کا بھی تصور نہیں' مدرسے میں کوئی خلاف ضابطہ کام نہیں ہوگا' اب یہ افغان سٹوڈنٹ وہاں اٹھے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ تو مدارس سے آتے ہیں' یہ ٹینک کیسے چلاتے ہیں' اور میزائل کیسے چلاتے ہیں' حالانکہ وہ اندھے ہیں' جھوٹ بولتے ہیں' حقیقت میں تو انہوں نے خود ہی ان کو ٹریننگ لینے پر مجبور

al-003

کیا۔روس نہ آیا ہوتا افغانستان میں اور امریکہ افغانستان کی پشت پر کھڑا نہ ہوا ہوتا اور اسلحہ کے ڈھیر نہ لگائے ہوتے تو وہاں افغانستان میں یہ سب کچھ نہ ہوتا۔20 سال سے یہ حالت ہے کہ جب بچے پیدا ہوتے ہیں اور انکی آنکھ کھلتی ہے تو کلاشنکوفوں اور ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں میں کھلتی ہے انکے پیدائش کے 20 سال سے جنگ جاری ہے' ان کو ٹینک چلانے کی اور کلاشنکوف چلانے کی تربیت کی ضرورت ہی نہیں' یہاں ان مدارس میں انہوں نے قرآن وسنت اور اسلامی علوم حاصل کئے ہیں' ہم نے ان لوگوں کیلئے علم کے دروازے کھولے ہیں' یہاں CNN کا سب سے بڑا ذمہ دار آیا' امریکی صدر کے لوگ آئے' دوسرے سینکڑوں لوگ آئے' ہم نے کہا کہ یہ دارالعلوم ہے نہ اسکا گیٹ ہے نہ اس کی چار دیواری ہے سڑک پر ہے' مین روڈ پر ہے۔آپ گھومیں پھریں' اور یہ الزام ثابت کردیں کہ یہاں طلباء کو ٹریننگ دی جاتی ہے واشنگٹن ٹائمز کا رپورٹر آیا' اس نے دو تین دن میں پورا دارالعلوم دیکھا اور طلبا کے چلنے پھرنے' بودوباش' نشست و برخواست کا معائنہ کیا' تو وہ خود اعتراف کرنے لگا کہ یہ کتنے مہذب اور پرامن لوگ ہیں' وہ انتہائی متاثر ہو کر جاتے تھے' کہ ان پر لگائے گئے الزامات تو بے بنیاد ہیں۔

کفر' اسلام کو اپنا مدّ مقابل سمجھتا ہے:

لیکن جا کر گیارہ صفحات کا مضمون میرے خلاف اور مدرسہ کے خلاف لکھ دیا۔اب بھی گیارہ صفحے کا مضمون ایک انگریزی اخبار میں آیا ہے' دو مہینے پہلے ایک یہودی یہاں آیا تھا اس نے جھوٹ کا پلندہ تیار کیا' اوپر عنوان دیا وارئیر سکول (جنگجو مدرسہ)۔ بات یہ ہے کہ ان کو اسلام اور اس کی مقدس تعلیمات کے سچے اصل رخ یعنی اسلامی غیرت اور دفاع اسلام کے جذبوں کی بات کریں گے تو وہ سٹپٹا جاتے ہیں کہ یہ کیوں ڈٹے ہوئے ہیں' اسلام کے بچانے میں۔دوسری بات یہ ہے کہ وہ اسلام کو اپنا مدمقابل اور حریف سمجھتے ہیں' یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اور کسی غریب قوم کا کوئی حق نہیں ہے جو ڈٹ کر سامراجی قوتوں کے مقابلے میں کھڑی ہو انکے عزائم یہ ہیں کہ اب ہم واحد سپر پاور ہیں۔ دنیا پر حکمرانی کا حق صرف ہمیں ہے' یہ ان کا نیو ورلڈ آرڈر ہے۔جس کا مقصد در پردہ یہ ہے کہ پوری دنیا پر امریکہ اور اس کے حلیفوں کا کنٹرول ہوگا' اور تمام دنیا پر انکا کالونی سسٹم دوبارہ آجائیگا' اگرچہ اسکا اعلان نہیں ہوگا' لیکن تمام اسلامی ممالک اور غریب اقوام پھر غلام بنا دیئے جائیں گے' اور ان کی اقتصادیات پر بھی ہمارا کنٹرول ہوگا' قرضوں اور بینکوں پر بھی اور انکی سیاست بھی ہمارے

کنٹرول میں ہوگی، جیسے آپ دیکھتے ہیں کہ کسی کو ہٹاتے ہیں اور کسی کو لاتے ہیں، انکے عزائم یہ ہیں کہ اسلامی ممالک کے حکمران اور سب سے زیادہ یہ کہ سارے وسائل اور سورسز ان کے کنٹرول میں آجائیں، سنٹرل ایشیاء کے وسائل ان کی نظروں میں ہیں، سب کچھ ہمارے قبضے میں ہوگا دنیا پر صرف ہماری اجارہ داری ہوگی۔ جیسے فرعون کہتا تھا کہ انا ربکم الاعلی ''ہم ہیں سپر پاور'' ان کا تصور بھی یہی ہے کہ ہم ساری دنیا کو کنٹرول کریں، مگر بدھ مت والے اور ہندو، سکھ اور یہودی وغیرہ تو ان کے مقابلے میں ڈٹ نہیں سکتے، انکے مذہب میں جان بھی نہیں ہے، ہمارا مذہب تو الحمدللہ جامع ہے دین اور دنیا کی اسمیں تفریق نہیں ہے۔ ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہے، اور مسلمان کو یہ درس دیتا ہے کہ وہ ظالم کے خلاف ڈٹ جائے اور سرنگوں نہ ہو۔

<u>یہودی سازشیں:</u>

س: مسلمان آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں۔؟

ج: میں اسی طرف آرہا ہوں کہ ایک تو اسلامی تعلیمات بہت جاندار ہیں، اسلامی تعلیمات ایمان اور یقین کا جذبہ پیدا کر دیتی ہیں، کہ خالی ہاتھ بھی لڑا جا سکتا ہے، ۲۵ سال کی نوجوان سوکھی لڑکی ایک خوبصورت، پاکباز خاتون، پتلون میں اپنے ساتھ بم باندھ کر جاتی ہے اور اللہ اکبر کہہ کر فدائی حملہ کر بیٹھتی ہے۔ آپ نے فلسطین کا یہ واقعہ سنا ہوگا۔ ان کو یہ جرات کون سکھا سکتا ہے، یہ صرف اسی غریب کی ایمانی قوت ہے تو اس کو پہلے دن سے یہ دشمن سمجھ رہے ہیں پھر یہودی اسلام کے سب سے بدترین دشمن ہیں، قرآن نے بھی کہا ہے کہ یہود بدترین دشمن ہیں، بہ نسبت عیسائیوں کے، تو عیسائیوں کو سوچ لینا چاہیے تھا کہ ہمارے لئے زیادہ خطرناک مسلمان ہیں یا یہودی ہیں، لیکن وہ ان کے چکر میں آ گئے اور یہودیوں کے چنگل میں مکمل پھنس گئے، یہودیوں کا ایمان یہ ہے کہ کوئی اور مذہب دنیا میں نہ ہو، حضرت عیسیٰؑ کو بھی انہوں نے سولی پر چڑھایا، اللہ کے سچے نبی کو، تو یہودیوں نے امریکہ کا رخ مسلمانوں کی طرف پھیر دیا ہے۔ امریکہ کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں، اور امریکہ ہر محاذ پر ہمارے خلاف جنگ لڑ رہا ہے، آپ نے تو اس کی طرف اشارہ بھی کیا، تو ایک محاذ یہ ہے کہ ان کو آپس میں لڑاؤ اس کے در پردہ بھی آپ دیکھ لیں کہ ساری سازششیں پس پشت جاری ہیں۔ عراق کا اور لیبیا کا اور عرب ممالک کا اور اسلامی دنیا کا معاملہ ہے ان میں وہ کسی کو بھی ایک دوسرے کے قریب

نہیں آنے دیتے' اسی طرح سیاسی پارٹیوں کے ذریعہ بھی وہ کام کروا رہے ہیں' کسی کی پشت پناہی کررہے ہیں' یہ خانہ جنگی کچھ تو ہماری بدقسمتی سے ہے اور کچھ ہماری عقل کی کمزوری ہے اور ہم ان کی چالوں میں آ گئے ہیں' اور دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ کسی بھی موقع پر ہمیں سر اٹھانے نہیں دے رہا ہے۔ ہمیں ان سب محاذوں پر نظر رکھنی ہوگی' لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے حکمران اور عالم اسلام کے حکمران ان کے رحم وکرم پر ہیں' ہماری خرابی یہ ہے کہ ہمیں ان کی سوچ والا حکمران مل جاتا ہے کوئی راسخ العقیدۃ غیور حکمران نہیں ملتا' ہمارے حکمران ان کی غلامی سے آزاد ہوتے اور ان کی مرضی پر نہ چلتے' تو پھر سارے معاملات ٹھیک ہوتے۔

مخلص قیادت کا کارنامہ:

ایک مُلاّ اٹھا جس کا نام ملا عمر تھا اور اس نے ڈٹ کر کہا کہ میں مغربی اقوام کے آگے نہیں جھکوں گا' سازشیں اس نے نہیں آنے دیں' تو پورے افغانستان میں گزشتہ پانچ چھ سال میں ایسا مکمل امن رہا کہ واشنگٹن' نیویارک میں بھی ایسا امن نہیں ملے گا۔ کوئی جھگڑا نہیں' نہ پارٹیاں تھیں نہ لیڈر تھے' ایک لیڈر کے زیر سرپرستی سب جمع ہوگئے' وحدتِ فکر پیدا ہوگئی' المیہ یہ ہے کہ مخلص اور سچا قائد پورے عالم اسلام میں اس وقت نہیں ہے' خواہ حسنی مبارک ہو خواہ عرب امارات کے شیوخ ہوں خواہ ہمارے حکمران ہوں' یہاں پر بھی امریکہ کے زیر اثر لوگ مسلط ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی قوت کو پارہ پارہ کردیں۔ ان کا یقین ہے کہ حکومت تب ملے گی جب امریکہ کو خوش رکھیں گے' یہی حال ہے موجودہ صورتحال کا۔

طالبان کو ٹرینڈ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا:

س: کیا طالبان کو ٹرینڈ کرنے میں یا اسامہ بن لادن کے ساتھ آپ کی کوئی ایسوسی ایشن (تعاون) نہیں رہی' آپ کبھی ان سے نہیں ملے؟

ج: کوئی تصور ہی نہیں ہے' طالبان کو ٹرینڈ کرنے کا۔ مجھے خود پستول چلانا بھی نہیں آتا شاید زندگی میں مَیں نے پستول سے فائر کیا ہو' اگر ایسی بات ہوتی کہ ہم انہیں سکھاتے تو پھر سب سے پہلے میں جہاز اور ٹینک چلاتا' دراصل نظام تعلیم انہوں نے تقسیم کرلیا ہے' دینی تعلیم یونیورسٹیوں میں نہیں رہی' کالجوں میں نہیں رہی' انگریز کا یہی فلسفہ تھا تو ہم نے یہ مدرسے قائم کئے کہ دینی تعلیم کا کوئی ذریعہ

al-003

ہو۔تو مسلمانوں کے ٹکے ٹکے کے چندے سے ہم نے یہ نظام بنایا۔

مدارس کے ساتھ عامۃ المسلمین کا تعاون ہے:

س: کوئی کہتا ہے کہ سعودی عرب فنڈ (امداد) کررہا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ملائیشیا کررہا ہے؟

ج: یہ سب الزامات ہیں آج تک کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاسکا' ہمیں تو کوئی ثابت کرے کہ کسی اسلامی ملک نے ایک روپیہ بھی دیا ہو۔ بھائی! عام مسلمان یہ دس روپے پندرہ روپے بچا کر منی آرڈر بھیجتے ہیں' چیک بھیجتے ہیں' چندہ بھیجتے ہیں' اگر یہ مدرسے نہ ہوتے تو پاکستان بھی سپین کی طرح ہوتا۔ سنٹرل ایشیاء میں مدرسے نہیں تھے۔ وہی سمرقند اور بخارا جہاں سے دنیا میں اسلام پھیلا تھا' دینی مدارس نہ ہونے کی وجہ سے صورتحال یہ ہے کہ وہاں ان کے بچوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہمارا مذہب کیا ہے' تو ان مدرسوں کا ایک بہت بڑا کردار ہے' ہمارے اساتذہ کی تنخواہ معمولی ہے۔ ہزار بارہ سو روپے۔ زمینوں پر بیٹھ کر انہوں نے زندگی تعلیم کے لئے وقف کی' ان کو سرکاری اور دیگر اداروں میں ہزارہا ہزار روپے بھی بے شک مل سکتے ہیں' پیشکش ہوتی ہے کہ دس ہزار روپے ہم دینگے مگر انہوں نے کہا کہ نہیں قوت لا یموت (جس کو کھا کر انسان زندہ رہ سکے) ہمارے لئے کافی ہے لیکن اللہ کا دین پڑھا کر ہم دنیا سے چلے جائیں تو یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

س: اب آپ افغانستان کا کیا مستقبل دیکھتے ہیں' وہاں اب بھی حالت ٹھیک نہیں ہے۔

ج: حالات وہاں بالکل صحیح نہیں ہوں گے' یہ خود ان کے پیدا کردہ ہیں۔ طالبان کی مضبوط حکومت تھی' وہ لوگوں کو ساتھ ملا رہے تھے۔ انہوں نے ان کو ایک دن بھی سکھ سے رہنے نہیں دیا' بمباری بھی جاری رہی' کروز میزائل بھی جاری سازشیں بھی جاری رہیں' پھر اقوام متحدہ نے پابندی لگوا دی' بھوک اور پیاس سے بچے مر رہے تھے اور یوں بم اور بارود کے زور سے وہاں کی ایک پرامن حکومت کو ختم کر دیا گیا۔

al-003

مائیک کیلیٹ وائٹ

ڈپٹی بیورو چیف برائے پاکستان اینڈ افغانستان

انٹرویو: 16 اگست 2002ء بروز جمعہ

REUTERS
Mike Collett - White
Deputy Bureau Chief, Pakistan& Afghanistan
REUTERS Limited
St,15, Hse.125, Wazir Akbar Khan,
Kabul, Afghanistan
Ph: +873 761 282 391
Mobile: +93 70 275 944
email: mikecollettwhite@hotmail.com
Fax: +873 761 282 393

مدارس کے بارہ میں حکومتی اصلاحات کی مخالفت کیوں:

س: مدارس کی اصلاحات کے حوالے سے حکومت کا جو ارادہ ہے آپ اس کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں اور وہ کون سے خاص وجوہات ہیں؛ جس کی وجہ سے آپ اس کی مخالفت کر رہے ہیں؟

ج: انگریز کے آنے کے بعد تعلیمی نظام تقسیم ہو گیا تھا' اس وقت کالجوں اور یونیورسٹیوں کو قائم کیا گیا۔ جن میں اسلامی علوم کو نصاب سے یکسر باہر کر دیا گیا۔ تو مسلمانوں نے از خود درسِ نظامی کا یہ متبادل نظام قائم کیا۔ یعنی دینی مدارس کا۔ اس کا بنیادی مقصد اسلامی علوم اور اسلامی فقہ' قرآن وسنت کا جو ایک مکمل نظام ہے' اس کا محفوظ کرنا' اس کا پھیلانا مدارس کا مقصد ہے اور سو ڈیڑھ سو سال سے مسلمان اپنے طور پر دینی مدارس چلا رہے ہیں؛ جو حکومتوں کے عمل دخل سے آزاد ہیں۔ ہم تو تقسیمِ تعلیم کے قائل نہیں ہیں' لیکن بیرونی قوتوں نے اس میں تفریق کر دی ہے۔ سرکاری یونیورسٹیوں نے اپنے نظام تعلیم میں اسلام علوم کا کوئی باقاعدہ شعبہ ہی نہیں رکھا اور جو رکھا وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ ایک بنیادی بات ہے۔ اور ہم خود نئے حالات کا' نئے چیلنجوں کا' اور نئی ضروریات کا احساس رکھتے ہیں۔

ہمارے دینی مدارس کے اپنے بورڈ ہیں' وہ اس کے نصاب میں' سیلبس وغیرہ میں جدید چیلنجوں کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے رہتے ہیں۔ جغرافیہ' سائنس' انگلش اور بنیادی مضامین معاشرتی علوم خود پڑھا رہے ہیں۔ کمپیوٹر کے بھی شعبے ہیں انٹرنیٹ کے بھی نظام قائم ہیں۔ لیکن مغربی قوتیں ان مدارس کی آزادی کو سلب کرنا چاہتی ہیں کہ ان سے اصل روح اسلامی علوم کی نکل جائے۔

اگر مغرب اپنی پالیسیاں بدل دے:

س: آپ بھی یہ جانتے ہیں کہ یہ پرابلم ہے ان مدارس کی وجہ سے طالبان اور القاعدہ کا مسئلہ ہے وہ کہتے ہیں کہ مدرسہ میں جب طالب علم جاتے ہیں' تو وہ تشدد اور جنگ کرنا سیکھتے ہیں تو یہ ان کے لئے' مغرب کے لئے پرابلم ہے؟

ج: یہ پرابلم (مسئلہ) مغرب خود اپنے لئے پیدا کر رہا ہے' پورے عالم اسلام میں اس کی جو پالیسیاں ہیں' پورے مسلمانوں کے ساتھ اس کے جو متضاد رویئے ہیں اس کے ردعمل میں مسلمان اپنے تحفظ کے لئے کوشش کر رہے ہیں مغرب کو تو انہوں نے کچھ نقصان نہیں پہنچایا۔ مغرب اگر اپنی پالیسیاں بدل دے تو امن وسکون سے دونوں قوتیں آپس میں رہ سکتی ہیں۔

مغرب کی یکطرفہ مسلم دشمن پالیسی:

س: آپ بتائیں گے کہ کون سی پالیسی؟

ج: دنیا میں جہاں بھی مسلمانوں کو مشکلات درپیش ہیں وہاں مغرب مسلمانوں کے دشمن کے ساتھ کھڑا ہے اور ان کی پشت پناہی کر رہا ہے مثلاً کشمیر میں وہ ہندوؤں کے ساتھ ہے فلسطین میں اسرائیل کے ساتھ ہے' چیچنیا میں وہ روس کے ساتھ ہے' بوسنیا میں اس کی اپنی مسلم دشمن پالیسیاں ہیں۔ افغانستان میں بھی اس نے پرامن حکومت کو تباہ کرنے کا قدم اٹھایا۔ طالبان مخالف شمالی اتحاد کا پورے ویسٹ (مغرب) نے اور پوری دنیا نے ساتھ دیا۔ بے چارے پُرامن لوگوں کو تباہ کیا گیا' تو اس کے ردعمل میں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔

امریکی یلغار سے خود امریکی ایشو کمزور پڑ جائے گا:

س: طالبان کی حکومت کے بعد القاعدہ کیخلاف امریکہ نے جو کچھ کیا تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اسلامی قوت اس سے کمزور پڑی ہے یا خطرہ ہے کہ اور زیادہ بڑھے گی؟

al-003

ج: امریکہ خود اس قوت کو مضبوط تر بنا رہا ہے کیونکہ القاعدہ کا کوئی نام نہیں تھا اور یہ ایک من گھڑت افسانہ ہے۔ ہر جگہ مداخلت کا ایک جواز پیدا کرنے کے لئے امریکہ اس کو ایشو بنا چکا ہے۔ مگر اس کی وجہ سے پوری امت مسلمہ میں بیداری پیدا ہو رہی ہے' کیونکہ ہر جگہ ہر شخص خطرہ محسوس کرتا ہے' فلپائن کے جنگلوں میں بھی اگر مسلمان ہیں ان کو اس الزام کی آڑ میں بھی آرام سے نہیں چھوڑا گیا کہ یہ القاعدہ والے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں میں نفرت پیدا ہوئی۔ وہ عسکری قوت بن جائیں گے بالآخر۔

مسئلہ کشمیر:

س: جنرل مشرف نے جو آج بعض دینی جماعتوں کو بین (Bane) کیا ہے اور باقی جو اقدامات مدارس کے حوالے سے وہ کر رہا ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ان اقدامات کی وجہ سے جہاد کشمیر اور باقی جو مومنٹ ہیں وہ کمزور پڑ جائیں گی؟

ج: دیکھیں کشمیر کا مسئلہ اگرچہ کشمیریوں کا مسئلہ ہے' مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک سات لاکھ بھارتی فوج ان پر مسلط ہے اور دنیا ان کو ٹیرارسٹ (دہشت گرد) قرار دے رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ کشمیری دہشت گردی کو پال رہے ہیں' تو اس طرح مغرب والے کشمیریوں کو ابھار رہے ہیں' اور مجبور کر رہے ہیں کہ وہ ہر حربہ اختیار کریں' یہ تو محض پروپیگنڈہ ہے کہ پاکستان کی جہادی قوتیں وہاں سب کچھ کر رہی ہیں' امریکہ خواہ مخواہ جواز پیدا کر رہا ہے' اس سے اصل تحریک تو نہیں دب سکے گی۔ جب تک سات لاکھ ہندو وہاں بیٹھے ہوں' جب تک کشمیر کا مسئلہ آپ لوگ حل نہیں کرتے' تو یہ ممکن نہیں کہ ایک کروڑ لوگ اپنی آزادی و سالمیت سے دست بردار ہو جائیں۔

اسلام اپنی بقاء و سالمیت کے لئے جہاد کی تعلیم دیتا ہے:

س: آپ کے اپنے مدرسہ میں یا آپ کے متعلق جو مدارس ہیں کیا آپ اپنے طالب علموں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ یہ جو عالمی جہاد ہے اس میں شہید ہوں اور اس کا حصہ بنیں؟

ج: یہاں عملی جہاد کا کوئی مستقل چیپٹر (باب) نہیں ہے۔ کہ ہم انہیں عملاً ٹریننگ دیں' اسلام کی ساری تعلیمات مسلمانوں کو اپنی آزادی کی جنگ' اپنی خودمختاری کی بقاء اور اپنی سپرمیسی (برتری' فوقیت) کو برقرار رکھنے کی تلقین کرتی ہیں۔ سارے اقوام سارے ادیان اور سارے مذاہب کی بھی

یہی تعلیم ہے کہ ظلم کو برداشت نہ کیا جائے۔اور ظلم کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ظالم کو اپنے اوپر مسلط ہونے کا موقع نہ دیا جائے تو یہ تو ہر قوم اور ہر مذہب کی تعلیمات میں شامل اوران کا حق ہے۔اسلام نے بھی اپنی تعلیمات میں اس پر زور دیا ہے کہ ظالم کا ہاتھ روکا جائے ظلم و جبر اور فساد کے خلاف جدوجہد کو جہاد کہتے ہیں' اگر ظالم ظلم نہ کرے تو سب اپنی جگہ آرام سے بیٹھے رہیں گے۔تو ظالم کو روکنا چاہیے کہ بھائی! تم اپنی جگہ آرام سے بیٹھو لوگوں کے حقوق' لوگوں کی خودمختاری' لوگوں کی آزادی سلب مت کرو۔مغربی اقوام فرانس امریکہ اور برطانیہ پر کوئی ظالم مسلط ہو اور ان کی آزادی سلب کرے تو یہ اقوام کیا کریں گی خود ان سے پوچھو۔

جہاد احساس خودی ہے نہ کہ احساس محرومیت:

س: آپ کے مدرسہ اور باقی مدارس میں جو طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں' وہ اپنے اندر احساس محرومیت محسوس کرتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ وہ اسلحہ اٹھائیں؟

ج: نہیں۔ اصل میں بات احساس محرومی کی نہیں' یہ اپنی خودی کو سمجھ رہے ہیں۔تو جہاں اور جن اداروں میں آپ انگریزی کورس پڑھا رہے ہیں' یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اس نصاب نے لوگوں میں اصل روح ہی نہیں چھوڑی۔ان کے ذہن غلامی پر راضی ہو چکے ہیں' جبکہ دینی مدارس کے طلبہ غلامی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔یہ ذہن آزاد ہیں اور وہ ذہن غلام ہیں۔اب آزادی پر مر مٹنے والا تو سب کچھ کرتا ہے اور اس احساس خودی سے آپ لوگ پریشان ہیں کہ دینی اداروں سے ایسے لوگ کیوں نکلتے ہیں۔افغانستان میں کسی نے کلاشنکوف احساس محرومی کی وجہ سے نہیں اٹھایا' بلکہ روس جبراً آیا اوران پر مسلط ہو گیا اور اس نے ایک قوم کو آزادی سے محروم کر دیا۔تو یہ سوال روس سے کرنا چاہیے کیا وہ احساس محرومی میں مبتلا تھا کہ پوری دنیا کو کنٹرول کرنے کے چکر میں تھا۔آج اگر امریکہ بحر اٹلانٹک سے ہو کر یہاں آتا ہے' تو احساس محرومی میں تو وہ مبتلا ہے' اس کو بھوک ہے' ہوس ہے کہ ساری دنیا کو ہڑپ کر لے۔

امریکہ کو کامیابی اور تسلط کی غلط فہمی ہے:

س: کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ افغانستان اب موجودہ صورتحال میں مقبوضہ ہے اوراس پر امریکی تسلط ہو گیا ہے؟

ج: نہیں! امریکہ اپنے دل کو بہلا رہا ہے کہ میں وہاں اتر چکا ہوں اور میرا قبضہ مضبوط ہو گیا ہے۔ وہ کوشش کر رہا ہے کہ قبضہ مزید مستحکم کرلوں' لیکن افغان قوم کی تاریخ اس نے پڑھی نہیں ہے۔ ہزاروں سال سے لوگوں نے کوشش کی ہے مگر اس پر کوئی قبضہ نہیں کر سکا۔

س: آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ اس مرتبہ قبضہ کرنے کی امریکی کوشش بھی ناکام ہوگی۔ اور مزاحمت جاری رہے گی ؟

ج: جی ہاں! سارا افغانستان پھر ایک ہو رہا ہے' ایسے وقت میں ان کی آپس میں نسلی اور لسانی نفرتیں سب ختم ہو جاتی ہیں۔ روس بھی آیا تو ساری قوم نے پشتون' فارسی وغیرہ سب نے مل کر آزادی کی جنگ لڑی۔ اور کامیاب ہو گئے۔

س: ابھی جو افغانستان کی موجودہ حکومت ہے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ اسی طرح کی حکومت ہے جو سوویت یونین نے 1970ء میں مسلط کی تھی ۔ اب امریکہ اس کی پشت پناہی کر رہا ہے؟

ج: بالکل سیم وہی صورتحال ہے اس وقت کٹھ پتلی حفیظ اللہ امین کو تخت پر بٹھایا گیا تھا یہ بے چارہ کرزئی اس سے بھی بے بس اور کمزور ہے۔

<u>اصل ٹارگٹ پاکستان ہے:</u>

س: کیا پاکستان پر بھی قبضہ کرنے کے لئے یہ کوشش کی جارہی ہے؟

ج: ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ساری کوشش پاکستان کو کنٹرول کرنے کیلئے ہے۔ افغانستان دروازہ تھا اس کو توڑ کر اس کا اصل ٹارگٹ (نشانہ) پاکستان ہے' اس کا بہت لمبا پروگرام ہے۔ اس کا نشانہ پاکستان ہے' اور بن چکا ہے۔ سارے سنٹرل ایشیا پر تقریباً کنٹرول کی پوزیشن میں ہے۔ مستقبل میں سارے سورسز (ذرائع) پر بھی اس کی نظر ہے۔ چین کی پاور (Power) روکنا چاہتا ہے۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ ان مقاصد کے لئے اتنی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ اب امریکہ دلدل میں پھنس گیا ہے اور اب یہ سوچ پیدا ہو چکی ہے کہ کیا کریں' واپس جائیں یا کون سا راستہ اختیار کریں! ہم نے پہلے ان کو مشورہ دیا تھا اور مخلصانہ طور پر سوچ سمجھ کر کہا تھا کہ یہ اقدام آپ کو مہنگا پڑے گا۔ روس کی جاری بارہ سالہ لڑائی سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ وہ اب بھی اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں اور مفاہمت اور دوستی اور کچھ باہمی اعتماد و معاونت سے کام لیں ایک دوسرے کو سمجھیں مگر امریکہ اپنی ضد

al-003

پر اڑا رہا۔

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد کیا ہونا چاہیے؟

ج: یہ کہ افغانستان کے لوگوں کو آزاد چھوڑ دیں، وہ اپنے نظام کو نافذ کریں، جرگہ سسٹم بنائیں یا جو بھی کریں امریکی اپنا قبضہ یہاں سے ہٹائیں، انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم امریکہ کے خلاف جنگ لڑیں گے، طالبان کا یہ ارادہ ہی نہیں تھا کہ کسی ملک پر جارحیت کریں گے، اور وہ ٹیرارزم ان کے تصور میں بھی نہیں تھا، جس کے پروپیگنڈے کا طوفان اٹھایا گیا ہے۔

<u>مسلمانوں اور مدارس کے طلبہ کیوں جہاد کرتے ہیں:</u>

س: ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے طالب علموں کو جہاد کی تعلیم دیتے ہیں، لیکن کس طرح وہ جہاد میں لگے ہیں اور عملاً امریکہ کے خلاف لڑتے ہیں؟

ج: دیکھیں جب .T.V پر ہر روز وہ مسلمانوں کا قتل عام دیکھتے ہیں، بچوں کو تڑپ تڑپ کر مرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ان کے گھروں پر بلڈوزر چلتے ہیں، میڈیا اور اخبارات میں وہ یہ مناظر دیکھتے ہیں۔ تو مسلمان فدائی حملہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے، فلسطین کے نوجوان ماڈرن یورپی لباس میں جو انگریزی اداروں اور یونیورسٹیوں سے فارغ ہیں 25 سال وہاں تعلیم حاصل کی تو اس کو کس ملک نے کہا کہ جاؤ بم باندھ کر تم اپنے آپکو شہید کر دو۔ انہوں نے کس مدرسہ میں تعلیم پائی۔

<u>تمہارے نامزد ٹیرارسٹ تو مدرسوں سے نہیں پڑھے:</u>

ایک دوسری بات بھی آپ کو بتا دوں کہ دنیا میں جتنے بھی بڑے ٹیرارسٹ آپ کی نظروں میں ہیں، (اگرچہ وہ حقیقت میں ٹیرارسٹ نہیں بلکہ حق پسند اور مجاہد ہیں) اسامہ بن لادن اور فلاں فلاں دنیا بھر کے جو ٹاپ کے ٹیرارسٹ ہیں۔ آپ کے خیال میں، تو ان میں سے تو کوئی بھی دینی مدرسہ میں نہیں پڑھا۔ یہ جو شیخ عمر ہے آپ نے کیس میں ملوث کیا ہے، یہ تو برطانیہ میں پڑھا ہوا ہے۔ آپ کے ٹاپ کے کالجوں میں پڑھا ہوا ہے۔ کوئی دو ہزار صحافی تین چار سال سے یہاں دارالعلوم حقانیہ آرہے ہیں، ہم ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں، ان کو یہاں ٹھہراتے ہیں، یہاں لان میں کھڑے رہتے ہیں، اور پورے دارالعلوم میں انہیں کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ کیا کسی نے ان پر انگلی تک اٹھائی ہے اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم نے انہیں عملی ٹریننگ حاصل کرتے دیکھا ہے؟ مگر واشنگٹن اور نیویارک ٹائمز

نے یہ بھی کہا کہ یہ واریئر سکولز ہیں' ابھی جولڑ کی افغانستان گئی اور پھر گرفتار ہوگئی' وہ سارا دن ہمارے گھر میں رہی تھی' میں نے سنا ہے کہ واپس جانے سے پہلے پورا ایک دن طالبان کے ساتھ گزارا اوران کو دیکھ دیکھ کر وہ مسلمان ہوگئی تھی' تو ہم نے تو اسے نہیں کہا تھا کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔

<u>دارالعلوم اور غیر ملکی امداد:</u>

س: آپ کے مدرسہ میں کتنے طالب علم ہیں؟

ج: دو ڈھائی ہزار کے درمیان۔

س: کیا آپ کے پاس ذاتی پیسہ ہے؟ یا حکومتوں کا؟

ج: ہماری پالیسی اور مدرسہ کی بنیاد میں یہ شامل ہے کہ ہم حکومت کی کوئی مدد قبول نہیں کریں گے۔ پورے برصغیر کے مدارس کی یہ پالیسی ہے۔

س: یہ کہتے ہیں کہ ریال آپ کو ملتے ہیں؟

ج: ہمیں آج تک کسی حکومت نے ایک ریال بھی نہیں بھیجا ہے' دیکھیں پاکستانی جہاں بھی رہتے ہیں' وہ اپنے ملک کو زکوٰۃ بھیجتے ہیں؟ امارات میں دوسرے ملکوں میں غریب مسلمان دینی مدارس کی سرپرستی کرتے ہیں ہم اپنی حکومت کی مدد نہیں قبول کرتے تو باہر کے ریال کہاں سے ملیں گے اور ہم کیونکر قبول کر سکتے ہیں؟

س: آپکا کیا خیال ہے کہ 11 ستمبر کے بعد خیراتی اداروں کی طرف سے امداد زیادہ ہوگئی ہے؟

ج: نہیں' سارے مسلمان مشکلات میں ہیں۔ کفار کسی کا ایمان تو سلب نہیں کر سکتے۔ لیکن مجبوریاں تو سب کی ہیں۔ مسلمانوں کے دینی اداروں کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں ہیں۔ جیسے عیسائی اپنے مشنری اداروں کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے' یہودی بھی سب کچھ کر رہے ہیں دنیا کے تمام مذاہب اپنے اپنے مشنری ادارے چلا رہے ہیں' بہرحال اس وقت مسلمانوں میں پرابلم اور مشکلات بہت زیادہ ہیں امریکہ نے خواہ مخواہ ایک بہت بڑی تعداد سے محاذ آرائی شروع کی ہے۔ جبکہ ہم ہر ایک کو اپنا دوست سمجھتے تھے' دنیا میں امن کی ضرورت ہے آپ اس میں پیش رفت کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ مزاحمت مقابلہ نہ ہو اور مسلمانوں کو کرش کرنے کی پالیسی ترک ہو۔

مسلمانوں کے مذہبی اقدار کے خلاف عالمی سازشیں:

س: کیا ان کے خلاف یہ عالمی سازشیں ہیں؟

ج: سب کچھ ایجنسیاں کروا رہی ہیں' دباؤ جاری رکھنے کے لئے۔ جس طرح 11 ستمبر کو امریکہ نے اپنا ورلڈ ٹریڈ سنٹر خود اڑا دیا' ایک فرانسیسی مصنف نے یہ بات تمام شواہد کے ساتھ تمام دنیا پر عیاں کر دی ہے کہ یہ پوری اسکیم اور ڈرامہ مسلمانوں پر دباؤ ڈالنے کیلئے کیا گیا ہے۔ آج کے اخبارات کی یہ ہیڈ لائن (سرخی) ہے کہ پاکستان میں ۵۵ سال تک مسجد اور مدرسے ساتھ ساتھ رہے ہیں' کبھی ہمارے تصور میں بھی نہیں آیا تھا کہ مدرسہ و مسجد میں تفریق لائے جائے گی۔ مگر اب CIA سب کچھ کر رہا ہے اور مسلمانوں کے مذہبی اقدار کو بھی تباہ کرنے کی عالمی سازش تیار ہو چکی ہے۔

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ جو کیا جا رہا ہے اپنے اقدامات کا جواز پیدا کرنے کیلئے؟

ج: جی ہاں! ایک تو دباؤ جاری رکھنے کیلئے دوسرا بھارت اسرائیل بھی یہ سب کچھ چاہتا ہے' اور امریکہ بھی کہ اپنی موجودگی کا اپنے سسٹم کا اور اپنے دباؤ کو مستقل جواز فراہم کرے

س: اب جن لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے' تو ان کے جو بڑے گروپ ہیں ان کا حملوں سے کوئی تعلق ہے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ غلط باتیں ہیں یا حقیقت ہے؟

ج: یہ متضاد باتیں ہیں' آج حکومت نے اعلان کیا ہے اور ابھی تمام T.V چینلو میں بھی آیا اور اخبارات میں بھی کہ لشکر جھنگوی کا ان حملوں سے کوئی تعلق نہیں۔ سربراہ نے کہا کہ پولیس کبھی کچھ کہتی ہے اور کبھی کچھ۔ امریکہ ان کے سامنے جو بیان رکھ دیتا ہے وہی بیان یہ پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

س: آپ کے بچے بھی مدرسہ میں جاتے ہیں' ان طالب علموں میں آپ کی اپنی اولاد بھی ہے؟

ج: میری اولاد اسی مدرسہ (دارالعلوم حقانیہ) میں بھی پڑھتی ہے اور انگریزی سکولوں میں بھی پڑھتی ہے' ہم اس تعلیم کی اہمیت کو بھی سمجھتے ہیں' اب میرے بعض بچے ابتدائی سالوں میں سرکاری سکولوں میں پڑھ رہے ہیں' اور ساتھ ساتھ یہ دینی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں۔

س: تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی یہ تعلیم ان کے لئے کافی نہیں ہے کہ آپ ان کو اسکول بھی بھیجتے ہیں؟

ج: یہ ایک شعبہ ہے علوم کا' دین و دنیا کی تقسیم ہمارے اندر نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی سے

یونیورسٹیوں میں دینی علوم کی کوئی جگہ نہیں چھوڑی گئی اس لئے دونوں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

ہاتھی اور چیونٹی کی جنگ:

س: **آخری سوال! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ CIA وغیرہ اسلام کونشانہ بنا رہے ہیں تا کہ تعلقات کوخراب کیا جائے؟**

ج: میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ تعلقات خراب ہو جائیں' کچھ کچھ مذہبی لوگ اگر انتہا پسند بھی ہیں تو وہ جبر اور ظلم کی وجہ سے انتہا پسند ہو گئے ہیں۔ وہ اس طرح کرنا نہیں چاہتے' ایک ہاتھی ہے اور ایک چیونٹی' تو ہاتھی چیونٹی کو روند بھی رہا ہے اور ڈرتا بھی ہے کہ یہ چیونٹی کہیں مجھے کاٹ نہ لے اور وہ چیخ بھی رہا ہے کہ چیونٹی ٹیرارسٹ (دہشت گرد) ہے۔

جاپان ٹی وی آشاہی کے

اچیرو اوہیرا (پروگرام ڈائریکٹر)

اور بی بی سی نیوز کی سوسینا پرائس

انٹرویو: 22 اگست 2002ء

TV Asahi
Asahi National Broadcasting Co., Ltd.

ICHIRO OHIRA
Program Director, "NEWS STATION"

1-1 ROPPONGI, MINATO-KU,TOKYO,106-8001 JAPAN
PHONE:(03) 3587-5775 FAX: (03) 5563-9022)
Email: ohhirai@tv-asahi.co.jp

British Broadcasting Corporation
PO Box 1151, Islamabad, Pakistan
Tel: (9251) 2651146-7 Fax (9251) 2651149
email: bbc1@comsats.net.pk

B B C News

Susannah Price
Islamabad Correspondent

امریکہ اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرے:

س: یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ امریکہ کی جو کارروائی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہے تو کیا ان

al-003

کے ساتھ صدر پرویز مشرف کام کررہا ہے؟

ج: جو بھی ان کا ساتھ دے رہا ہے ہم اسکی پالیسیوں کو خطرہ سمجھتے ہیں خود امریکہ کے لیے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس کی اسلام دشمن پالیسیوں سے مسلمانوں کے ساتھ بلاوجہ ایک محاذ آرائی شروع ہو جائے گی اور یہ خلیج بھی بڑھتی جائے گی اس میں امریکہ کا سراسر نقصان ہے اس کو چاہیے کہ اپنی پالیسیاں تبدیل کرے اور ٹھنڈے دل سے مسلمانوں کے ساتھ مذاکرات اور اچھے دوستوں کی طرح تعلقات کا آغاز کرے۔ مسلمان اس کیلئے کوئی خطرہ نہیں ہیں اپنے ملکوں میں وہ آزادی سے جو نظام لانا چاہیں جو سیاست چلانا چاہتے ہیں' امریکہ ان کے ساتھ ایک بڑے اچھے دوست کی حیثیت سے تعلقات کا آغاز کرے۔ اسی میں سارے عالم انسانیت کی فلاح و بہبود ہے افغانستان کو دیکھ لیا گیا اور تجربہ کرکے آزمالیا کچھ نہیں ہوسکا امریکہ کو کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ امریکہ اب مسلسل پھنستا جارہا ہے' امریکہ کو نقصان ہوتا جارہا ہے' اقتصادی لحاظ سے امریکہ دیوالیہ ہورہا ہے وہ فوراً پالیسیوں پر نظر ثانی کرسکتا ہے اگر وہ دوستی کا ہاتھ بڑھائے تو ہم بھی اس سے زیادہ گرم جوشی سے ہاتھ بڑھائیں گے۔

س: لیکن آپ کی حکومت کا مسئلہ جو ہے؟

ج: ہماری حکومت تو دباؤ میں ہے اگر وہ پالیسیاں تبدیل کرلے تو حکومت بھی دباؤ سے آزاد ہوجائیگی

<u>دینی مدارس آرڈیننس:</u>

س: گیارہ ستمبر سے پہلے اور گیارہ ستمبر کے بعد جنرل مشرف میں کوئی فرق آیا ہے؟

ج: جنرل مشرف پہلے بھی دینی مدارس کے ساتھ مدد نہیں کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہے' نہ ہم قبول کرتے ہیں البتہ سارے مدارس کو کنٹرول کرنے کے لیے' انہیں سرکاری بورڈ کے حوالے کرنے کے لیے اس نے آرڈیننس مرتب کیا ہے۔ ہم نے گورنمنٹ کے لوگوں کے ساتھ مذاکرات کرکے انہیں سمجھایا' میں نے بھی صدر پرویز مشرف کو اپنی ملاقات میں یہی کہا کہ اس منصوبہ سے نصاب کی تبدیلی غرض نہیں ہے بلکہ مدارس کو مکمل طور پر ختم کرنے کا پروگرام ہے اس کے لیے ہم تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس آرڈیننس پر اب دوبارہ غور کریں گے۔

س: کیا گیارہ ستمبر سے پہلے وہ آپ کے مدرسوں کے یا آپ کے سپورٹر تھے؟

al-003

ج: گیارہ ستمبر سے پہلے ویسے کچھ باتیں چل رہی تھیں کہ مدرسوں کو منظم کرنا ہے اور دائرے میں لانا ہے لیکن سپورٹ وغیرہ پہلے بھی اس کی نہیں تھی۔

س: جنرل مشرف کے فیصلے کے بارے میں عام پاکستانی کے کیا خیالات ہیں؟

ج: بُش کو عام پاکستانی پسند نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ نے اس وقت بھی کچھ امداد نہیں کی بلکہ وہ ہماری امداد کا صلہ یہ دے گا کہ یہاں قدم جمارہا ہے کنٹرول کررہا ہے اس کے سارے اداروں کے فوجی ادھر ادھر چھاپے مار رہے ہیں عوام اس ملک کی آزادی کو سلب ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔

س: تو زیادہ تر عوام مشرف صاحب کے فیصلے کے خلاف ہیں؟

ج: زیادہ تر لوگ خلاف ہیں اور مشرف سے ناراض ہیں۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ ملک کو گروی کردیا گیا' ہاتھی یا اونٹ اگر خیمے میں داخل ہو جائے تو اس کو نکالنا پھر مشکل ہوتا ہے۔

س: گیارہ ستمبر کے بعد یہ ایک آپشن تھا پرویز مشرف کو کہ وہ طالبان کو سپورٹ کرتے؟

ج: نہیں گیارہ ستمبر سے پہلے ہی حکومت کی پالیسی طالبان کے ساتھ بدل گئی تھی یعنی جو امریکہ کہتا یہ وہی کرتے رہتے تھے۔

طالبان مشرقی اقوام کا دست و بازو تھے:

سوال: ہم لوگ یعنی جاپانی قوم یہ سوچ رہی تھی کہ طالبان کے دور میں افغانستان میں اچھے اچھے کام ہوئے بہت اچھی اچھی تبدیلیاں آئیں مگر آپ ہماری پالیسی کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں؟

جواب: ہم یہی سوچتے ہیں کہ جاپانیز سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے اس معاملے میں۔ ہم نے بارہا کہا تھا کہ جاپانیوں کا اور ہمارا سب کا مسئلہ ایک ہے، ہم مشرقی اقوام ہیں۔ غرض ہم سب امریکہ کا ایک ہی طرح ٹارگٹ ہیں امریکہ ہم سب کا دشمن ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے اس کا پہلا نشانہ پاکستان ہے اور ٹیکنالوجی اور اقتصادی لحاظ سے جاپان ہے۔ تو ہمیں مل جل کر اس مسئلے کا سامنا کرنا چاہیے تھا۔ اگر طالبان کی حکومت ہوتی تو یہ ایک بہت بڑی قوت ہوتی جاپان کے لیے بھی' چین کے لیے بھی اور کوریا کے لیے بھی۔ یہ تو ایک آزاد اور واحد قوم تھی اور ایک آزاد طاقت تھی جو امریکہ کے سامنے ڈٹ گئی تھی تو ہم نے گویا اپنے دست و بازو کو خود کاٹ دیا۔

اب افغانستان بکھر گیا ہے:

سوال: طالبان کے کام اور ان کے منصوبے آپ کے ذہن کے مطابق کیسے تھے اچھے یا؟

جواب: یہ تو ظاہر بات ہے کہ ان کے ملک میں بہت بڑی قتل و غارت گری تھی' خون ریزی تھی ملک روسیوں کے ہاتھوں تباہ ہو گیا تھا۔ اب وہ ملک میں امن قائم کرنا چاہتے تھے اور ملک بنانا چاہتے تھے۔ جیسے جاپان بہت بڑی تباہی کا شکار ہوا' ہیروشیما ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے گئے تو انہوں نے مجبوراً جوانوں کو تعلیم دی پھر اس قوم کے وہی نوجوان یعنی طالبان سٹوڈنٹ نے جاپان کے لئے کتنا بڑا کام کیا۔ یہی کام طالبان کرنا چاہتے تھے کہ اپنے ملک کو دوبارہ اٹھانا چاہتے تھے' بنانا چاہتے تھے اور یہ ہر خودمختار قوم کا حق ہے۔ مگر سامراجی قوت نے بلاوجہ ایک بہت بڑا ظلم کیا' ظاہر بات ہے کہ اب وہاں نہ کوئی امن ہے نہ کوئی مرکزیت ہے نہ کوئی حکومت ہے سب سلسلہ بکھر گیا ہے۔

امریکہ اگر سوسال قابض رہے:

سوال: اب حالات جتنے خراب ہو گئے ہیں اس میں آپ کا کوئی پیغام ہوگا؟

جواب: ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کو اب وہاں سے نکل جانا چاہیے۔ جب تک امریکہ وہاں بیٹھا رہے گا اس کا نقصان ہوتا رہے گا اس لئے کہ افغان قوم کسی بھی بیرونی قوت کو کبھی بھی قبول نہیں کرتی۔ یہی خانہ جنگی جاری رہے گی اور قتل و غارت گری ہوگی اور سوسال تک بھی امریکہ بیٹھا رہے تو ایک دن بھی امن سے نہیں بیٹھ سکتا نہ افغانستان میں امن قائم ہو سکے گا امریکہ نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب اگر وہ نکل جائے تو سارے حالات پھر تبدیل ہو جائیں گے اس مسئلہ میں بڑا کردار ادا کر سکتا ہے' وہ کہے کہ ہم آپ کے اس بلا جواز قبضہ کی تائید نہیں کریں گے اب افغانستان کا مسئلہ وہاں کے عوام کو حل کرنے دو۔ اب تو افغانستان کی بالکل وہی حالت ہے کہ روس نے آ کر یہاں کی جو صورت بنائی تھی' قتل و غارت گری اور خانہ جنگی کو تو روس کی جگہ اب امریکہ نے لے لی ہے۔ افغانستان کو روس بیس سال تک قابو نہیں کر سکا ہے تو امریکہ کہاں قابو کر سکے گا۔ وہ تو ان کی سرحدات سے ملا ہوا تھا اور بہت قریب تھا یہ تو بحر اٹلانٹک کو پار کر کے آیا ہے اور اسے زبردست جانی و مالی نقصانات ہونگے تو جاپان کو اس صورتحال میں بڑا رول ادا کرنا چاہیے۔

سوال: یہ حالت جو بنی ہے اس میں کیا طالبان کی طرح کسی پاور کے ابھرنے کے کوئی امکانات

ہیں؟

جواب: سراسر پوری افغان قوم طالبان بن جائیگی اور پوری افغان قوم کی تاریخ یہ ہے کہ کسی بیرونی طاقت کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتی۔ تمام قوم اب بیدار ہورہی ہے۔ پہلے تو ایک طبقہ تھا طالبان کا لیکن اب طالبان کے ساتھ ساری افغان قوم آخر بیدار ہوگی اور اٹھے گی ان کو اب محسوس ہوگا کہ ہم تو بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔

<u>مسلمانوں میں بیداری کی لہر:</u>

سوال: گیارہ ستمبر کے بعد جو حالات پیدا ہوگئے ہیں اس میں امریکہ نے اسلام کے خلاف بہت بڑی اور گہری سازشیں کی ہیں اس سے پوری دنیا میں جگہ جگہ کچھ لوگ جو پہلے مسلمان نہیں تھے وہ بھی مسلمان بن گئے ہیں کیا آپکے بھی جو مدرسے ہیں ان میں سٹوڈنٹ بڑھ گئے ہیں یا کم ہوگئے ہیں؟

جواب: ساری دنیا میں بیداری نظر آرہی ہے' اسلام کی طرف لوگ متوجہ ہوگئے ہیں کچھ یورپین لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام کیسی بڑی قوت ہے' اس نے کیا ولولہ پیدا کیا ہے۔ اسلام تو آزادی اور خودمختاری کی تعلیم دیتا ہے تو لوگوں کا رخ ادھر زیادہ بڑھ رہا ہے ہمارے مدرسوں کی طرف بھی بڑی تعداد میں لوگ مزید متوجہ ہوگئے ہیں امریکہ کے پروپیگنڈے اور اقدامات نے مسلمانوں میں غفلت اور جمود کو توڑ دیا ہے وہ بیدار ہورہے ہیں۔

سوال: مدارس میں سٹوڈنٹس بڑھ گئے ہیں یا کم ہوگئے ہیں؟

جواب: ہر مدرسے میں بہت زیادہ تعداد آرہی ہے لیکن ہمارے پاس وسائل بہت کم ہیں تاہم جتنی گنجائش ہے اسکے مطابق داخلہ دیتے ہیں ہاسٹل نہیں ہیں' وسائل نہیں ہیں اس طرح سارے مدرسوں میں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ ہیں اور اب جب حکومت نے امریکہ کے کہنے پر مدرسوں کو کنٹرول کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور ان کی آزادی سلب کرنا چاہتی ہے تو مدرسے اور زیادہ قوت سے بیدار ہوگئے ہیں۔

<u>حکومت کا مجوزہ دینی مدارس آرڈیننس مسترد:</u>

سوال: مشرف صاحب کی جو مدرسوں کے خلاف پالیسی ہے اس میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: وہ مجبور ہے۔ مدرسوں کے بارے میں اس پر دباؤ بڑھ رہا ہے وہ چاہتا ہے کہ کچھ اقدامات

کرے لیکن اس کیلئے ممکن نہیں کیونکہ ہماری بھاری تعداد میں مدرسوں کی قوت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئی ہے۔ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔سُنی ،شیعہ، بریلوی، دیو بندی، اہلحدیث کے علیحدہ علیحدہ پلیٹ فارم کے بجائے سب ایک ہو گئے ہیں کہ مدرسوں کا تحفظ کرینگے اور انکی آزادی سلب نہیں ہونے دینگے اور اسمیں حکومت کی مداخلت کو برداشت نہیں کریں گے۔رہا کورس تو ہم خود اسکو دیکھتے رہتے ہیں غور کرتے رہتے ہیں اسمیں تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں نئے زمانے کے مضامین سائنس،حساب، ٹیکنالوجی وغیرہ کی اہمیت کا ہمیں احساس ہے لیکن وہ ہمارا اپنا اندرونی کام ہے اسلئے ہم نے حکومت کے مجوزہ آرڈیننس کو مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔

ہمیں کسی بھی پڑوسی کے خلاف کسی کی خاطر استعمال نہیں ہونا چاہیے

ریڈیو فرانس کو انٹرویو

ملاقات : برونو ڈیروکس

انٹرویو: 22 اگست 2002ء

Radio France International

Bruno Daroux

M6, Avenue du Prisident Kennedy
75 M6 Paris

<u>جہاد دینی طلبہ کا نہیں پوری قوم کا مسئلہ ہے:</u>

س۔ آپ کے جو مرید ہیں یا طالب علم ہیں جب انہیں آپ کہیں گے تو کیا وہ باقاعدہ جہاد میں حصہ لیں گے؟

ج۔ نہیں نہیں بلکہ پورے چودہ کروڑ عوام سارے اسے اپنا جہاد سمجھیں گے کہ پاکستان کی زمین اگر استعمال ہوئی اور پڑوسی اسلامی ملک پر حملہ کیا گیا تو صرف ہمارے مدرسوں کے طلباء کی بات نہیں

بلکہ یونیورسٹیوں کالجوں کے اور ساری قوم اٹھ کھڑی ہوگی آپ انہیں بتائیں کہ وہ سٹوڈنٹ ہم سے زیادہ تیز ہیں جو کہ پینٹ اور جینز پہنے ہوئے ہیں وہ بھی ملک کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دیتے ہیں کالجوں کے یونیورسٹیوں کے اور قوم کے ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر اس پر کوئی ظالم مسلط ہو تو وہ اس کی مدافعت کرے۔ آج اگر فرانس پر یا جرمنی پر یا کسی اور ملک پر کوئی بڑی طاقت حملہ کرے تو آپ ان قوموں کو تو حق دیتے ہیں کہ اٹھ کر اپنا دفاع کریں اسی دفاع کو ہم جہاد کہتے ہیں اور اسٹرگل کہتے ہیں بات تو ایک ہی ہے۔

کسی کی خاطر بھارت کے خلاف بھی استعمال نہیں ہونا چاہیے:

س۔ اگر امریکہ افغانستان پر حملہ کرے اور وہ پاکستانی سہولیات اور وسائل استعمال کر کے افغانستان پر حملہ کرے تو پاکستانیوں کا کیا ردِعمل ہوگا؟

ج۔ اس کی ہم ہرگز اجازت نہیں دیتے ہمارا تو حکومت سے یہی جھگڑا ہے کہ وہ کسی سے ایسی دوستی نہ کرے اور اپنے ملک کو کسی پڑوسی ملک کے خلاف استعمال کرنے کا موقع نہ دے یہاں تک کہ اگر بھارت کے خلاف بھی امریکہ ہمیں استعمال کرنا چاہے بھارت تو ہمارا ازلی دشمن ہے لیکن ہم یہ حق بھی نہیں دیں گے کہ امریکہ ہمارے پڑوسی ملک کے خلاف ہمیں استعمال کرے۔ چائنا کے خلاف، ایران کے خلاف بھی ہمارا یہی موقف ہے۔ افغانستان تو ہمارا بہت محترم پڑوسی ہے اور مقدس اس لئے ہے کہ اس نے بہت بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں قربانیاں دی ہیں آزادی کیلئے۔

امریکی حملے کے خلاف احتجاج:

س۔ اگر ایسا ہوا تو آپ کا ردِعمل کیا ہوگا؟

ج۔ ہم تو پوری کوشش کرینگے مختلف طریقے ہوتے ہیں، عوام سے سٹرائیک کروائینگے، سڑکوں پر لوگ نکلیں گے تو امریکی مفادات کو لازماً نقصان پہنچے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم یہاں سے ہوائی جہاز چلائیں ٹینک چلائیں اور جوابی کاروائی کریں تو یہ تو ہمارے بس میں نہیں۔ ہماری قوم بڑی غیور ہے اس سے امریکیوں کو بہت بڑے مسائل پیدا ہونگے۔ باقی رہا افغانستان تو ہمیں اطمینان ہے کہ وہ خود اس کو سنبھال لیں گے۔

س۔ کیا اس صورتِ حال میں ملک میں خانہ جنگی کا خطرہ ہے؟

al-003

ج۔ یہاں قوم میں مکمل یکجہتی ہے. 100فی صد قوم اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ہے وہ کسی کی جارحیت برداشت نہیں کرتی تو خانہ جنگی کیسے پیدا ہوگی پرابلم حکومت کو ہوگا عوام میں دورائے نہیں۔

مدارس کے سٹوڈنٹ اور جہاد:

س۔ یہاں سے کتنے سٹوڈنٹ افغانستان میں جہاد کے لئے جاچکے ہیں؟

ج۔ یہاں سے کوئی نہیں جاتا یہ مغرب کا پروپیگنڈا ہے یہ تو ایجوکیشنل ادارہ ہے.سٹوڈنٹ آتے ہیں دنیا بھر سے' سبق پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں ایسا نہیں کہ کسی کو ہم یہاں سے بھیجیں وہاں تو پوری قوم افغانستان کی جنگی تربیت یافتہ ہے.ان کو ٹریننگ ہم نے نہیں دی ان کو روس نے جارحیت کر کے بہت بڑی ٹریننگ دی ہے اور اسلحہ وہاں امریکہ نے بھیجا ہے بہت پہلے۔

دینی مدارس میں تعطیلات کا سسٹم:

س۔ اگر ملاّ عمر نے کہا کہ ہماری مدد کے لئے سٹوڈنٹ بھیج دیں تو کیا آپ بھیج دیں گے؟

ج۔ ایسی بات نہیں چھٹیوں میں لوگ اپنے اپنے ملکوں کو جاتے ہیں. پہلے بھی چھٹیاں تھیں تو طلباء گئے تھے۔اب ہمارے مدرسے رمضان شریف کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہو جائیں گے.آپ لوگ پھر شور مچائیں گے کہ طالبان انہوں نے بھیج دیئے سسٹم یہ ہے ہمارے پورے برصغیر میں دو مہینے چھٹیاں ہوتی ہیں آگے شعبان آرہا ہے پھر رمضان تو ہماری چھٹیاں گرمیوں سردیوں کے حساب سے نہیں ہوتیں.ہندوستان میں پاکستان میں بنگلہ دیش میں پورے برصغیر میں شعبان رمضان میں چھٹیاں ہو جاتی ہیں تو اب چھٹیاں ہونے والی ہیں ہمارے یہ آخری دو ہفتے ہیں پھر جو افغانستان کے طلبہ ہیں وہ اپنے اپنے ملک چلے جائیں گے اور جو دوسرے ملکوں کے ہیں وہ اپنے ملک چلے جائیں گے وہاں ان کے ملک کے اپنے حالات ہیں۔ ہماری طرف سے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔اپنے ملک کے پرابلم کو وہ خود حل کریں گے۔

س۔ آپ کے مدرسے میں کتنے افغانی طالب علم ہیں؟

ج۔ کوئی دو چار سو ہوتے ہیں زیادہ اپنے ملک میں پڑھتے ہیں۔

س۔ وہ طلباء چلے گئے ہیں؟

ج۔ نہیں ابھی تو کورس چل رہا ہے کوئی نہیں گیا ہے ان پر امریکی دھمکیوں کا کوئی اثر نہیں ہے کوئی

al-003

پریشانی نہیں کہ امریکہ کیا کر رہا ہے وہ یہ سارا مذاق سمجھتے ہیں۔

س۔ اگر وہ اجازت چاہیں کہ ہمیں واپس بھیج دو ہمیں جانا ہے تو کیا کرینگے؟

ج۔ نہیں ہم سالانہ امتحان سے پہلے کسی کو اجازت نہیں دیتے ابھی پیپرز ہونگے دو ہفتے بعد پھر وہ آخری فنکشن ہوگا جو سالانہ ہوتا ہے دستار بندی کا پھر چھٹیاں ہو جائیں گی اس سے پہلے کوئی بھی گیا تو ہم اس کو پھر خارج کر دیتے ہیں اور ڈگری بھی نہیں دیتے۔

س۔ آپ کے قریبی تعلقات طالبان کے ساتھ ہیں؟

ج۔ شاگرد اور استاد کا رشتہ ہے۔ جو بڑا قابل احترام لائق استحکام اور مضبوط روحانی رشتہ ہے۔

جرمنی کی ٹیم

انٹرویو: اگست 2002

DR. CHRISTOPH MULLER

Head of Division for South Asia
(Referat 308)

Auswartiges Amt
Werderscher Markt 1
10117 Berlin

Postal Address:110313 Berlin
Phone: 01888/17-3320
Fax: 01888/17-2801

امریکہ کا اصل ہدف:

س: افغانستان میں بالکل امن نہیں ہے خود ان کے صدر مملکت حامد کرزئی غیر ملکی فورس کی حفاظت میں ہیں۔ کوئی امریکی محفوظ نہیں ہے۔ اس کے عوام میں بے چینی، اشتعال اور پریشانی بڑھتی جا رہی ہے لگتا ہے وہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ آپ کے خیال میں امریکہ اسامہ بن لادن اور ملا عمر کو واقعی ڈھونڈ رہا ہے یا صرف اپنے قدم جمانے کے لیے کر رہا ہے؟

جواب: ہم سمجھتے ہیں کہ ملا عمر اور اسامہ ان کا ٹارگٹ نہیں تھا۔ ایک مستحکم افغانستان جس میں امن تھا جس میں اسلامی اقدار اور قوانین نافذ کئے جا رہے تھے امریکہ کا اصل مقصد وہی تھا طالبان کو ختم کرنا مٹانا تاکہ وہ قدم جما سکے اور اس کے بعد وہ سنٹرل ایشیاء اور سارے علاقوں کو اپنے مفادات میں لے کر کنٹرول کر سکے اور اسامہ ان کا اصل ٹارگٹ ہوتا تو وہ اس کو شاید اب تک گرفتار کر چکے ہوتے وہ اس کو ایشو بنا چکے ہیں وہ اس ایشو کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ اس کی آڑ میں سارے علاقے میں اپنے

مقاصد اور منصوبہ جاری رکھ سکے سازش یہی تھی کہ افغانستان کو نشانہ بنا کر طالبان کو وہ ختم کرنا چاہتے تھے کہ اپنے مقاصد پورے کر سکے۔

امریکی ایشو:

سوال: آپ کے خیال میں اب اسامہ اس وقت کہاں ہے؟

جواب: امریکہ کے پاس بہت بڑے وسائل ٹیکنالوجی میڈیا اور انٹیلی جنس ہے ان کا دعویٰ ہے کہ ہم گاڑی میں بیٹھے ہوئے گاڑیوں کے نمبر پلیٹ نوٹ کر سکتے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ امریکہ کو اس کا ٹھکانہ کیوں معلوم نہیں ہے ان کو اسامہ سے دلچسپی ہی نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے سر چاہیے زندہ یا مردہ لیکن وہ اس مسئلے کو ٹال رہے ہیں تا کہ امریکہ بیٹھا رہے' وہاں اب تک کیا القاعدہ کا اتنا بڑا وجود ہے اور تحریک ہے اور تنظیم ہے وہ تو ان کو بڑھا چڑھا کر پوری دنیا میں مسلمانوں کو تنگ کرنے کیلئے ایشو قائم رکھنا چاہتا ہے۔

امریکہ دنیا کو جہنم کدہ بنا دے گا:

سوال: آپ کے خیال میں جہاد مومنٹ بہت زیادہ سٹرانگ ہوگی کیونکہ ابھی تک امریکہ کے رویہ میں کوئی ایسی نمایاں تبدیلی نہیں آئی؟

جواب: امریکہ کی اسلام دشمن پالیسیاں جب تک چلتی رہیں گی وہ پالیسیاں تبدیل نہیں کرتا بلکہ شدومد سے سینگ مار رہا ہے مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لیے اب وہ اعلان کر رہا ہے کہ امریکہ غیر معینہ مدت تک افغانستان میں رہے گا حالانکہ اس کا کوئی جواز نہیں ہے جب وہاں سے طالبان کی حکومت ختم کر دی گئی اور وہاں ان کی مرضی کی حکومت بھی آ گئی ہے اب ان کو افغانستان خالی کرنا چاہیے۔ دوسری طرف وہ اعلانات کر رہا ہے کہ میں عراق پر حملہ کر رہا ہوں ایک ایک ملک کو چن چن کر بلا جواز حملے کا سوچ رہا ہے یہ مزاحمتی اور جہادی تنظیموں کو سوچنا چاہیے کہ اس ہاتھی کو کب تک کھلا چھوڑیں گے کہ یہ روندتا رہے گا۔ اگر اس کا بس چلے تو جرمنی کو بھی معاف نہیں کریگا۔ ہمیں اور آپ کو مل کر اسے روکنا چاہیے۔ ورنہ دنیا کو اور انسانیت کو وہ سارا جہنم بنا دیگا۔

امریکی حملہ سے جذبہ جہاد ابھرے گا:

سوال: آپ کے خیال میں اگر پھر سے افغانستان میں جہاد شروع ہوا تو امریکن فورسز کے خلاف کیا

آپ اپنے سٹوڈنٹ کو افغانستان بھیجیں گے؟

جواب: ہم نے پاکستانی سٹوڈنٹ کبھی نہیں بھیجے اس جہاد میں بھی جب طالبان کی تحریک چل رہی تھی یہ تو افغانستان کے جو یہاں پڑھنے والے لوگ تھے وہ اپنے ملک کی بچاؤ کیلئے چلے گئے اب یہ صورتحال ہو گی تو افغانستان میں ظاہر بات ہے کہ اس کے ردعمل میں ری ایکشن میں جہاد کا جذبہ اور ولولہ اور زیادہ بیدار ہو گا۔

امریکیوں کا ہاتھ روکا جائے:

سوال: آپ کے خیال میں جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو جہادی مومنٹ کا کس حد تک ردعمل ہو گا؟

جواب: ظاہر بات ہے کہ اس وقت تو پورا نقشہ بدلا ہوا ہے پورے عرب ممالک میں بھی اور افریقی ممالک نے بھی اعلان کیا ہے کہ یہ حملہ بلا جواز ہو گا تو میں سمجھتا ہوں اس طرح وہ حملہ کر کے دنیا کو اپنا مخالف بنائے گا۔ تو اس کو کھلا نہیں چھوڑنا چاہیے صرف جہادی تنظیموں کا مسئلہ نہیں بلکہ یورپی یونین اور جرمنی کا بھی مسئلہ ہے اور سارے افغانستان میں جنگجو موجود ہیں وہ خود ان کے لیے کافی ہونگے ہم نے پہلے بھی نہیں بھیجے تھے اور نہ اب ان کے معاملات میں کوئی مداخلت کرتے ہیں لیکن پوری دنیا میں ایک نفرت بیدار ہو گی اور کوشش کریں گے کہ ہر جگہ سے مسلمان پہنچ کر امریکیوں کا ہاتھ روک سکیں۔

جاپانی کثیرالاشاعت اخبار مائینچی‘
جاپانیوں سے کھری کھری باتیں

ٹوکیو جاپان کے صحافی مسٹر ہائیڈیوکی نی شیو

ترجمان : جناب ظفر ملک‘ جنگ گروپ

MAINICHI

HIDEYUKI NISHIO
Islamabad Bereau Chief

The MAINICHI Newspapers (Japan)
House No 10. Ast.31/F8/1 Islamabad Pakistan
Tel: 051-228-1508 Fax: 051-228-1509
http://mdn.mainichi.co.jp/
email: hnishio@nifty.com

طالبان کی فلاحی ریاست اور خواتین

س: طالبان کی حکومت کا نقشہ کیا ہے‘ بالخصوص خواتین کے حقوق کے بارے میں آپ بتائیں؟

ج: طالبان سے پہلے عورت کی عصمت محفوظ نہیں تھی‘ بیوی شوہر کے ساتھ‘ بیٹی باپ کے ساتھ‘ اور بہن بھائی کے ساتھ راستہ پر نہیں جا سکتی تھی‘ اور ان کو سر عام لوٹا جاتا تھا‘ جان و مال محفوظ نہیں تھے‘ سینکڑوں لوگ ہر روز مرتے تھے‘ طالبان کے آنے کے بعد اب خواتین کو جو تحفظ ملا ہے دنیا میں کوئی اس کی مثال نہیں ملتی‘ تشدد ہوا ہی نہیں‘ صرف اسلامی نظام کی بات ہوئی ہے‘ آپ طورخم سے لے کر ہرات تک کسی خاتون کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے اور وہاں پر کوئی بھرے ہوئے بریف کیس نہیں چرا سکتا‘ کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے‘ پورے ملک کو ایک امن مل گیا‘ تحفظ مل گیا‘ عصمت مل گئی۔ اب پتہ

al-003

نہیں کہ انہوں نے کس چیز کو تشدد سمجھا ہے

اسلامی اور مغربی تہذیب میں فرق:

اسلامی نظام وہ تہذیب وثقافت نہیں ہے جو یورپ کی ہے' اتنا فرق ہے کہ وہ عورت کو بالکل ننگا تڑنگا بیچنے والی چیز سمجھتے ہیں اور اسلام کہتا ہے کہ یہ بہت قیمتی اور محفوظ چیز ہے ہماری اور اسلامی ثقافت یہ ہے کہ عورت حجاب کے دائرہ میں رہے گی' وہ کہتے ہیں کہ یہ سیکرٹری ہوگی مونیکا ونسکی صدر کلنٹن صاحب کی اور طالبان کہتے ہیں کہ ملا عمر کے ساتھ بھی ہم ایسی سیکرٹری نہیں بٹھا سکتے ہیں۔ انکی تہذیب ساری ہم سے مختلف ہے تو وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں ہم تو عورت کو ہر شعبہ میں کام کا موقع دیتے ہیں تعلیم میں' اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت عورت کی تعلیم کی ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ مخلوط اور ننگے کلب کی طرح معاشرہ ہو اور سکڈ پہنی ہوئی ہو یہ طالبان کا اور اسلام کا کلچر نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ لوگوں کو علی الفور انصاف پہنچاؤ۔ یہ وہاں پر ہو رہا ہے' ان کے سامنے تو ایک مکمل فلاحی ریاست کا نقشہ ہے لیکن لوگ چلنے نہیں دیتے ظالم قوتیں سب اسکی تعمیر نو میں حصہ نہیں لے رہی ہیں' وہاں ایک ملبے کا ڈھیر بنا ہوا ہے' تعلیم وہاں مردوں کو بھی نہیں دی جاسکتی کہ وسائل نہیں ہیں تو عورتوں کو الگ تعلیم کہاں سے دیں گے۔

مغرب خواتین کے حقوق سلب کر رہا ہے:

مثلاً اگر آج فرانس میں ایک لڑکی پر تشدد کیا جاتا ہے کہ وہ سکارف کیوں پہنتی ہے' حق تلفی وہ کرتے ہیں' انسانی حقوق کی' عورت کو جبری ننگا کرانا ان کا حق سلب کرنا ہے' عورت کہتی ہے کہ میرا مذہب کہتا ہے کہ میں پردہ کروں لیکن وہ کہتے ہیں کہ نہیں' ترکی میں ایک خاتون مسلمان ذرا حیادار اور پردے کے لباس میں پارلیمنٹ آتی ہے تو اس کو باہر پھینک دیتے ہیں اور اس کی ممبری سلب ہو جاتی ہے۔ تو وہ حق سلب کر رہے ہیں۔

پگڑی' داڑھی اور سکارف پر پابندی مگر صلیبی نشان پر نہیں:

ہمارے افسران' ہمارے بیوروکریٹس' ہمارے فوجی کے لئے یونیفارم کو لازم قرار دیا گیا ہے' جو اسلام کا یونیفارم نہیں ہے' تو وہاں طالبان کہتے ہیں کہ عورت کا بھی ایک یونیفارم ہوگا یا ایک عالم پگڑی باندھے گا' تو ٹائی پر جو کہ صلیب کی نشانی ہے' ہم احتجاج نہیں کرتے اور اگر پگڑیوں کو باندھیں تو

al-003

قیامت آ جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سکارف نہیں پہنے گی تو زیادتی تو یہ لوگ کرتے ہیں انہوں نے جبری ہماری داڑھیوں کو منڈوایا ہے' یہ فوج میں ہو رہا ہے۔ یہاں ایک خط آیا تھا' پچھلے دنوں جو کہ جاری کیا گیا تھا کہ کوئی فوجی افسر داڑھی نہیں رکھے گا' تو دو تین سو سال سے یہ لوگ مسلمانوں پر سنت رسولؐ منڈوا رہے ہیں اب طالبان کہہ رہے ہیں کہ سنت ہے رکھ لو تو ہمیں تو چاہیے تھا کہ ہم انگریزوں کو بھی داڑھی رکھوائیں جبری کیونکہ انہوں نے ہماری داڑھیاں جبری یعنی تعلیم و تربیت اور ثقافت کے ذریعہ تباہ کی ہیں آج اگر پورے یورپ میں کوئی داڑھی والا ہو تو کہتے ہیں کہ یہ پاگل ہے' تو کیا یہ کوئی حق تلفی نہیں ہے۔

<u>طالبان سے افغانستان کے ہندو بھی مطمئن ہیں:</u>

س: طالبان کی جو پالیسیاں ہیں؟ کیا یہ دنیا میں سخت موقف والے اسلام کو فروغ نہیں دیتے؟

ج: دیکھئے وہ نشاندہی کریں کہ کون سی چیز سخت ہے۔ براہ راست عدل و انصاف ایک لمحے میں مل جاتا ہے۔ ایک قاتل کو سزا ملتی ہے' تو ڈاکو اور چور اپنے جرائم سے بالکل تائب ہو گئے' لڑکیوں کو تعلیم کے فروغ کے لئے وہ الگ ادارے قائم کر رہے ہیں اور عورتوں کو صحت اور کالج میڈیکل تمام شعبوں میں موقع مل رہا ہے ابھی دو لڑکیوں کو پائلٹ بنانے کی ٹریننگ' ہیلی کاپٹر چلانے کی باقاعدہ اجازت دی گئی ہے تو یہ اسلام اگر متعارف ہو جائے گا تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اسلام انتہائی متوازن اور اعتدال و نرمی کا دین ہے' اسلام نے خود سختی سے روکا ہے' کہ لوگوں پر جبر نہیں ہو گا غیر مسلم کو دلائل سے اور حکمت اور علم کے زور سے قائل کرایا جائے ان کی عبادت گاہ کو نہیں چھیڑا جائے گا' غیر مسلم اپنی عبادت جس طرح چاہیں کریں گے۔ کابل میں بہت بڑی تعداد میں ہندو تھے تو مسلمانوں سے زیادہ اب ہندو خوش ہیں' ہندو کہتے ہیں کہ اب ہم آرام سے سوتے ہیں' پہلی دفعہ بیس سال کے بعد دروازہ کھلا بھی ہوتا ہے تو ہمیں اطمینان ہوتا ہے کہ رات کو کوئی نہیں آئے گا۔

<u>جھگڑے کا حل اسلام کا غیر جانبدارانہ مطالعہ ہے:</u>

س: طالبان کی سخت پالیسیوں سے مغربی دنیا میں شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں' پاکستان اور اسلام کے بارے میں' آپ لوگ یعنی اسلامی ممالک کیسے مغربی ممالک سے رابطہ کر کے انکے اس تاثر کو ختم کر سکتے ہیں؟

al-003

ج: اس کا بنیادی علاج یہی ہے کہ اسلام کے بارے میں شکوک کی بجائے اسلام کا براہ راست مطالعہ کیا جائے۔اور یہاں طالبعلموں کو بھیجا جائے میں نے یہاں کہا بھی تھا' کچھ امریکن وغیرہ صحافی آئے ہیں' میں نے کہا وہ بار بار پوچھتے تھے' پامیلا کانسٹیبل وغیرہ کہ یہ نکتہ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ایسا کریکٹر کس طرح پیدا ہوتا ہے' بے لچک کہ ساری دنیا ایک ہو جائے لیکن وہ جھکتے نہیں ہیں' تو یہ کریکٹر کی مضبوطی جو ہے یہ مضبوطی اچھی ہے' غیر مسلم اقوام کے سامنے یہ پہلی دفعہ ایک گروپ ایسا آیا ہے کہ وہ ڈٹ گیا ہے کہ نہیں ہم بھی اصول رکھتے ہیں' تو یہ لوگ اس انداز پر حیران ہو رہے ہیں کہ یہ بے لچک اور مضبوط کردار کس طرح پیدا ہوتا ہے

مغرب اپنے طلبہ یہاں سٹڈی کے لئے بھیج دیں کہ حقیقت سمجھ سکیں:

میں نے کہا کہ میں آپ کو یہ بات کتابوں میں نہیں سمجھا سکتا ہوں۔آپ 70-80 لڑکوں کو یورپ سے منتخب کر لیں عیسائیوں کو یہودیوں کو اوران کو یہاں بھیج دیں ہم ان کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کریں گے وہ صرف یہاں رہ کر خود سٹڈی کریں۔یہ نصاب وکورس' بودوباش' یہ تعلیمات دیکھیں پھر ان کو پتہ لگ جائے گا کہ ان تعلیمات میں کیا ہے جو کریکٹر کو بناتا ہے' بات یہی ہے کہ یورپ اور مغربی اقوام کو چاہئے کہ اسلام کی پوری سٹڈی کریں' جنگ صلیبی کے بعد بہت بڑے خلیج بنائے گئے جان بوجھ کر بہت بھیانک تصویر دہشت گردی کی اور اسلام کی رکھی گئی' اگر وہ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اسلام وہ نہیں جو یورپ نے ان کے سامنے پیش کیا ہے۔ان کو یہ بھی خطرہ ہے کہ اسلام تیزی سے پھیلتا جارہا ہے' امریکہ میں اب مسلمانوں کی تعداد 70 لاکھ ہوگئی اب ایک کتاب آئی ہے' بہت تحقیق کے بعد اس میں کہا گیا ہے کہ اب تعداد 70 لاکھ ہوگئی۔

اسلام پھیلنے کے خوف سے بھیانک نقشہ بنایا جاتا ہے:

امریکہ اس کو روکنا چاہتا ہے۔کہ اس طرح اسلام کی بھیانک تصویر اسلام کے ایسے قصے کہانیاں پھیلاؤ کہ مسلمان ایسے ہیں جنگلی ہیں' وحشی ہیں' جانور ہیں' کہ ہمارے اقوام اسلام لانے سے رک جائیں حالانکہ وہاں کسی ایک مخالف کو بھی قطعاً قتل نہیں کیا گیا۔یہ دنیا میں واحد ملک ہے جہاں طالبان سے پہلے سینکڑوں لوگ قتل ہوتے تھے' سیاسی مخالفین ہیں مگر کوئی سیاسی مخالف قتل نہیں ہوا دس آدمی بھی اس انقلاب میں انہوں نے نہیں مارے۔جبکہ دوسری طرف سات آٹھ ہزار طالبان

دھوکے سے قتل کئے گئے' ان قاتلوں کو تو امریکہ بلا رہا ہے یورپی یونین میں خطاب کروانے کیلئے کہ آؤ خطاب کرو اور جو ایک بت اور پتھر توڑ دیتے ہیں تو امریکہ وغیرہ چیختے چلاتے ہیں' اور زندہ انسان اشرف المخلوقات ساڑھے آٹھ ہزار قتل کئے گئے اس پر نہ صرف خاموش بلکہ ان قاتلوں کو پذیرائی مل رہی ہے۔

ملت کو طالبان نے نہیں مغرب زدہ گریجویٹوں نے تباہ کیا ہے:

س: میں نے سنا ہے کہ طالبان ساتویں صدی کا اسلام لانا چاہتے ہیں' زیادہ تر طالبان جو ہیں وہ دنیا کی پالیسیوں اور معیشت کو نہیں سمجھتے کیونکہ وہ رفیوجی کیمپوں میں پلے بڑھے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے؟

ج: یہ جو غیر طالبان اسلامی دنیا پر مسلط ہیں مسٹر اور تعلیم یافتہ اور گریجویٹ جو خیموں میں نہیں رہ رہے ہیں بلکہ آکسفورڈ اور کیمرج میں رہے ہیں انہوں نے عالم اسلام کا حلیہ ہی بگاڑ دیا گروی کر دیا اقتصادی لحاظ سے جو معیشت کو سمجھنے والے تھے انہوں نے اپنے سارے خزانے اور سورسز سب یورپ کے حوالے کر دیئے۔ یہ جاہل ہیں خودکشی انہوں نے کروائی' پوری ملت کے خزانوں اور معدنیات اور سورسز کو ان کی جھولیوں میں ڈال دیا اور طالبان کہتے ہیں کہ ہم سوکھی روٹی کھائیں گے لیکن ان سے اقتصادی امداد نہیں لیں گے' قرض نہیں لیں گے تو معیشت کو وہ سمجھتے ہیں یا پورے عالم اسلام کے خزانوں کو کافروں اور غیر مسلموں کی جھولی میں ڈال دینے والے' یہ ہمارے وزراء خزانہ جو امریکہ اور ورلڈ بینک نے ہم پر مسلط کئے ہیں' ہمیں تو ان روشن خیال گریجویٹوں نے تباہ کیا ہے' تو اگر یہ لوگ جاہل ہیں تو اچھے ہیں۔

طالبان نے مغرب کی منافقانہ پالیسیوں کو بے نقاب کیا:

انہوں نے دنیا کی منافقانہ پالیسیوں کا پردہ چاک کر دیا۔ امریکہ اور اقوام متحدہ کے چارٹرڈ کو بے نقاب کیا یہ واحد ملک ہے جو آزاد ہے اور مقروض نہیں ہے اور ڈٹے ہوئے ہیں کہ ہم بھوک برداشت کریں گے' پابندیاں برداشت کیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ تمہاری غلامی میں ہم نہیں آئیں گے طالبان کیمپوں میں نہیں رہے ہیں' طالبان انتہائی روشن خیال اسلامی یونیورسٹیوں میں پلے بڑھے ہیں یہ دار العلوم آپ کے سامنے ہے' چودہ چودہ علوم انہوں نے حاصل کئے ہیں۔

جاپان کو مشرق کی نمائندگی کرنی تھی:

جاپانی بھی ان سے مرعوب ہو گئے' جاپانیوں کو تو پوری قیادت کرنی چاہیے تھی' مشرق کی نمائندگی کرنی چاہیے تھی' دارالعلوم حقانیہ میں جو طالبعلم 8 سال گزارتا ہے تو وہ آکسفورڈ اور کیمرج کی پالیسیوں سے اونچی پالیسیاں بناتا ہے وہ سمجھتا ہے انہوں نے کس طرح متوازن بات کرنی ہے۔ جذبات اور غصے میں کوئی بات نہیں کرتے۔

دینی طالب علم کا متوازن کردار اور اس کی مثالیں:

انڈیا کا جو جہاز اغواء ہوا تھا' اس میں آپ لوگوں نے ان کا کردار دیکھا تو پوری دنیا کو انہوں نے ہلا کر رکھ دیا ایسی جچی تلی بات ان کی آتی ہے کہ اگر آپ تجزیہ کرائیں اس کا لیبارٹریوں میں لوگ حیران ہیں خود جنرل اسلم بیگ نے کہا ہماری کونسل کے اجلاس میں کہ ہم نے دنیا بھر کے جنگی ماہرین دیکھے ہیں اور خود کالجوں میں پڑھتا رہا ہوں' حربی تمام امور سے واقف ہوں لیکن یہ اسٹریٹیجی میں نے دیکھی ہی نہیں ہے کہ یہ کس طرح جنگ کرتے ہیں اور کس طرح بار بار اس نے کہا اور اخباروں میں بھی دیکھا یہ کیسے کیمپوں میں رہنے والے جاہل ہیں جنہوں نے روس جیسے سپر پاور کو جنگی اور حربی پالیسیوں سے بالکل تہس نہس کر دیا۔

مغربی تہذیب کا خلاصہ:

س: اسلام اور مسلمان تو بڑی حکمت والے ہیں' لیکن طالبان اتنی سختی اور تنگ نظری کیوں کرتے ہیں؟

ج: آپ بار بار ایک ہی سوال کرتے ہیں' طالبان بیچارے کیا ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی عورتوں کے کپڑے نہیں اتروا سکتے ہیں کہ بازاروں میں نہیں پھرا سکتے ہیں' انگریز کہتے ہیں کہ عورت ہماری شاملات ہے۔ شوروغوغا یہی ہے اس تہذیب کا خلاصہ ننگا کر کے پوری امت کے انسانوں کو ننگا کرانا ہے کہ عورت بالکل ایک مبتذل چیز ہو اور انجام دیکھ رہے ہیں کہ معاشرہ تباہ ہو گیا ہے۔ گھر نہیں ہے۔

مخلوط معاشرے کا انجام:

میں ان کو کہتا ہوں کہ اس مقابلہ میں آپ کی ثقافت کا جو نتیجہ ہے' مخلوط معاشرے کا تو سارا

گھرانہ آپ کا تہس نہس ہوا ہے۔ یہاں ایک جاپانی آیا بوڑھا تھا اور چیخ رہا تھا اور اس نے میری بات سنی تو کہا کہ بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں' جاپانی نے ایک فحش جملہ کہا جسے دہرانا بھی مشکل ہے مگر کہا کہ میری عورت مجھ سے آسودگی نہیں پا سکتی ہے' اس نے یہ فحش جملہ بھی کہا کہ درجنوں آدمیوں سے ملے بغیر صبح تک وہ گھر نہیں آتی وہ رو رہا تھا اس طرح کے معاشرہ کی تو اسلام اجازت نہیں دے سکتا' ہماری ساتویں صدی کے جو پاکیزہ اور مقدس اصول ہیں وہ اٹل ہیں سائنس ٹیکنالوجی نے اسے پرکھا جو طب کے اصول تھے جو تجارت کے اصول تھے جو سیاست کے اصول تھے وہ سب آسمانی وحی پر مبنی ہیں۔

بہرحال ایسی کوئی بات تو نہیں ہے' سخت وہ نہیں ویسے ہی شور مچایا جاتا ہے' لیکن اگر طالبان کے اندر بھی کچھ معتدل مزاج کے لوگ پیدا ہو گئے تو خوشی کی بات ہوگی۔ آپس میں ایک دوسرے کو اعتدال میں رکھنے کا فائدہ ہی ہوگا۔ بہرحال آپس میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

<u>اسلام میں قیادت کی وحدت ضروری ہے:</u>

اسلام میں امیر المومنین کا معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ مشاورت کرتا ہے سب کو اعتماد میں لیتا ہے' لیکن پھر فیصلہ ایک ہی ہوتا ہے کامیابی وہاں اسی لئے ہے کہ ان کا لیڈر ایک ہے اور ہمارے سارے اسلامی ممالک میں یہ پالیسی چل رہی ہے کہ باہر کی طاقتوں نے ہمارے لیڈر بہت بنا دیئے ہیں۔ اسلئے وہ اکٹھے نہیں ہوتے۔

<u>خدائی اصول اور نیوورلڈ آرڈر:</u>

یہ اصول اللہ کی طرف سے ہو اور اللہ پر کسی کا ایمان ہو کہ خدا نے یہ کہا ہے تو اگر خدا پرانا نہیں ہوتا تو اس کی تعلیمات بھی پرانی نہیں ہوتی ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے چاند نہیں بنایا ہے' سورج نہیں بنایا ہے' اور آسمان و زمین نہیں بنائے ہیں' یہ کیا پرانی ہو گئی ہیں یہ کم بخت کیوں شور نہیں مچاتے ہیں کہ ہمارے دل پرانے سورج اور چاند سے بھر گئے ہیں' ہزاروں سال سے یہ ہم پر مسلط ہے' اب ذرا ایک نیا چاند لایا جائے' نیا سورج لایا جائے' تو ایسی چیزیں تبدیل ہی نہیں ہو سکتیں۔ اسلئے ہم نیوورلڈ آرڈر کے لفظ کے خلاف ہیں کہ وہ ورلڈ آرڈر نیو کہاں سے ہو ورلڈ آرڈر تو پرانا ہوتا ہی نہیں ہے۔

<u>مسلمانوں سے دوستی کے بجائے دشمنی کو ترجیح دینا بیوقوفی ہے:</u>

س: طالبان میں کچھ لوگ معتدل ہیں جو کہ مغربی دنیا کے قریب آنا چاہتے ہیں آپ کا اس کے

بارے میں کیا تاثر ہے؟

ج: مغربی دنیا قریب نہیں آنا چاہتی ہے وہ یہ جھگڑا جاری رکھنا چاہتی ہے' کسی طرح بھی اس نظام کو اور افغانستان کے استحکام کو وہ نہیں برداشت کرتی ورنہ یہ اب تک ہو چکا ہوتا' امریکہ تو تھا ہی قریب۔ سب کچھ تمام قربانیوں کا ثمر اس کی جھولی میں گرا تھا وہ واحد سپر پاور ہو گیا' اب اس نے اس چیز سے فائدہ اٹھا کر افغانستان کی تعمیر نو میں حصہ لینا تھا' اور طالبان کو بالکل قریب کرنا تھا' لیکن وہ منافق ہے اس نے فوراً پالیسی بدل دی' اور سوچا کہ اب ہمارا مقصد پورا ہو گیا اب یہ اسلامی نظام کی بات کریں گے۔ اور جہاد کی بات کریں گے' حالانکہ طالبان کے دماغ میں کوئی جارحیت نہیں ہے' نہ چین پر اور نہ سنٹرل ایشیاء پر ایسا تصور ہی نہیں ہے' لیکن امریکہ دور بیٹھا ہوا بھی اس کو یہ خطرہ ہے کہ میری جمعداری پورے عالم اسلام پر قائم نہیں ہو سکے گی' میرا نیو ورلڈ آرڈر یہ مولوی لوگ نہیں چلنے دیں گے' طالبان تو افغانستان میں ہیں' یہاں ہمارا وجود ان کو برداشت نہیں ہو رہا ہے' ہم نے اس کا کیا بگاڑا ہے' ہمارے مدرسوں کے پیچھے پڑ گیا ہے' ہماری دینی قوتوں' جہاد اور جہادی قوتوں کے بارے میں یہاں امریکی سفیر ایسی باتیں کرتا ہے' جیسے وہ یہاں وائسرائے ہو وہ کہتا ہے کہ کشمیر بھی آزاد نہ ہو' وہ کہتا ہے کہ جہادی قوتیں نہ ہوں تو ہندوستان کو فائدہ ہوگا۔

<u>ہمارا اسلام اور جاپان کی ٹیکنالوجی یکجا ہو تو دنیا کو قیادت مل جائے:</u>

میں نے ان کو (جاپانیوں) کہا ہے کہ تم تو تباہ ہوئے ہو' ہیروشیما اور ناگاساکی کو کیوں بھولتے ہو تو ہم سب ظلم کا شکار ہیں' آؤ ہم سب مل کر اس کا مداوا کریں۔ اللہ نے آپ کو ٹیکنالوجی میں ایسی ترقی دی ہے کہ مغرب لرز اٹھا ہے' ساری مارکیٹ آپ کے ہاتھ میں آ گئی ہے' پھر وہ آپ کی اقتصادیات کو تباہ کر رہا ہے' آپ ہماری ٹیکنالوجی میں امامت کریں ہم دین میں' اسلام میں' اور اللہ کی تعلیمات میں آپ کی امامت کریں گے' پھر دیکھئے ساری دنیا پر ہماری حکومت آتی ہے یا نہیں' امریکہ اور یورپین اقوام کو ہوش آ جائے گا' ہمارے دین کی صداقت اور اسلامیت اور تمہاری ٹیکنالوجی اگر دونوں اکٹھے ہو جائیں تو پھر آپ دیکھئے کیا نتائج نکلتے ہیں۔ امریکہ آپ کو استعمال کر رہا ہے' اور مجھے بہت زیادہ پریشانی اس بات پر آتی ہے کہ جاپان سب سے زیادہ وکیل بنا ہوا ہے' سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرانے کے لئے کبھی وزیر اعظم آتا ہے اور کبھی کون اور کبھی کون۔

جاپانیو! غیرت کرو:

تمہیں سبق حاصل نہیں ہوا ہے، ہیروشیما اور ناگاساکی سے آپ کو تو چاہیے کہ ایک ایٹم بم بنا کر ہمارے حوالہ بھی کرتے، آپ میں اگر غیرت اور حیا ہوتی، بے غیرتو! تمہارے تو شہروں کو اس نے اڑا دیا، ابھی تک ماتم کرتے ہو ہر سال، اس کا علاج یہ تو نہیں کہ ہم امریکی رحم و کرم پر رہیں کہ کراچی اور اسلام آباد بھی اور کعبہ و مدینہ و مکہ بھی ناگاساکی بن جائے۔

چین اور جاپانیوں کو اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے:

س: کہا جا رہا ہے کہ جاپان میں لوگ ڈرتے ہیں کہ اگر اسلام پھیل گیا تو پھر وہ سیاہ دور آئے گا۔

ج: اسلام کی غلط تصویر وہاں پیش ہوئی ہے، اگر ویسا ہی دور پھر آ گیا خوشی ہوگی، اور انسانیت آرام و سکھ اور چین کا سانس لے گی اس کا علاج یہ ہے کہ اسلام کا مطالعہ کریں، صحیح اسلامی اصول، اس کی بنیادیں اس معاشرے کا نقشہ خدوخال اسلام کی تعلیمات رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں تو پھر ان کو پتہ چل جائے گا کہ اسلام کتنا امن و سکون اور عافیت کا دین ہے اور فلاحی نظام ہے تو اسلامی معاشرت دیکھئے کتاب و سنت دیکھئے تعلیمات دیکھئے اور اسلام سے قبل و مابعد کے حالات دیکھئے۔ کم از کم تم لوگ خدا کے لئے امریکہ کے چکر میں مت آؤ، ہماری بڑی نظر آپ پر ہے، چین اور جاپان بھی اگر مغرب کے چکروں میں آ گئے تو ساری دنیا اور انسانیت کا بیڑا غرق ہو جائے گا تم دونوں ٹھیک ہو جاؤ اسلام ہمارا ہو اور ٹیکنالوجی تمہاری تو پھر دیکھیں کہ ساری دنیا میں انسانیت کو امن ملے گا، اور پھر تائیوان کے ساتھ تھائی لینڈ کے ساتھ اور انڈونیشیا کے ساتھ اقتصادی حالت تباہ کرنے کا کھیل نہیں کھیل سکے گا۔ یہ بدمعاشی تو وہ کر رہا ہے کہ پوری جاپانی معیشت کا پٹہ بٹھا دیا۔

al-003

مغربی میڈیا اور مغرب کا بدترین تعصب

غیرملکی مغربی میڈیا سے انٹرویو

اسلام کی مختصر تشریح:

س: مولانا اسلام کی مختصر تشریح کیا ہے؟

ج: اسلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم سب ایک اللہ تعالیٰ کے بندے بن جائیں باقی کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شہنشاہیت، ملوکیت اور معبودیت میں شریک نہ کریں۔ یہ شہنشاہیت، یہ جبر، یہ آمریت اور یہ ڈکٹیر شپ کہ انسان دوسرے انسان کو غلام سمجھے۔ اسلام اس کو ختم کرنا چاہتا ہے اسلام کی نظر میں دنیا کے سب انسان برابر ہیں چاہے وہ کافر، ہندو اور عیسائی ہو۔ متی استعبدتم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احرارا۔ بحیثیت انسان کوئی امتیاز نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ ہیں ان کے دور میں ایک شخص نے دوسرے شخص پر جو کہ اس کا ملازم تھا اور نوکر تھا ظلم کیا، زیادتی کی تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تم نے انسانوں کو غلام کب سے بنانا شروع کر دیا ہے؟ جب کہ ماؤں نے تو ہر انسان کو آزاد جنا ہے۔ جب ہر ماں انسان کو آزاد جنتی ہے تو کسی کو کیا حق ہے کہ کسی کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے اور آزاد بچے کو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنائے اور غلام بنائے۔

ہمیں اپنی بقاء و آزادی کا حق حاصل ہے:

س۔ جب آپ انسانوں کو غلامی سے نجات دلانے کی بات کرتے ہیں اور اس کے لئے جنگ کرتے ہیں تو کیا اس کا نام جہاد ہے؟

ج: ہاں جو آمر، جابر دوسرے انسانوں کو غلام بنا کر رکھتے ہیں تو غلامی سے لوگوں کو نجات دلانے کے لئے ان آمروں سے بات چیت کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اگر وہ آمر، جابر اور ظالم بات چیت پر

راضی ہو جائے تو فبہا ونعمت ۔ اگر وہ راضی نہیں ہوتا اور ہتھیار اٹھا لیتا ہے ہمیں روکتا ہے دباتا ہے تو پھر مجبوراً اپنی بقا اور آزادی کا ہمیں حق ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کو ظلم نہ کرنے دیں۔

مسلمانوں نے سو سال میں کہیں جارحیت نہیں کی۔

میں چودہ سو سال کی تاریخ میں نہیں جاتا یہ جو گزرنے والی صدی ہے اس صدی کی مثال آپ سامنے رکھیں کہ کیا پورے عالمِ اسلام میں کہیں مسلمانوں نے کسی غیر مسلم ملک پر ہتھیار اٹھائے ہیں، جارحیت کی ہے اور غلام بنانے کی کوشش کی ہے جبکہ ہم پر غیر مسلم دنیا ڈیڑھ دو سو برس تک مسلط رہی ہم نے کہا ہمیں آزادی چاہیے اس کالونی سسٹم سے ہم نے انگریز کے خلاف برطانیہ اور فرانس کے خلاف آزادی کی جنگ شروع کی جو جنگ ہم نے لڑی وہ آزادی کی جنگ تھی کہ ہمارا ملک آزاد ہو اور آزادی جیسا کہ روس، امریکہ اور چین کا حق ہے ہمارا بھی حق ہے۔

مسلمانوں کو آپس میں دشمن لڑاتے ہیں:

س۔ عرب نے تو اسرائیل کے خلاف جنگ کی ہے؟

ج: یہ جو ہمارے آپس کے جھگڑے ہوتے ہیں اس کے پسِ پردہ بھی غیر مسلموں کی سازشیں ہوتی ہیں. دشمن ایک کو دوسرے کے خلاف استعمال کرتا ہے. طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے. طالبان اٹھے ہیں اپنے ملک کو بچانے کے لئے امن قائم کرنے کیلئے اور 90% علاقہ پر انہوں نے امن قائم کر دیا. لیکن کچھ لیڈروں کو دشمن استعمال کر رہا ہے کہ تم کرسی کیوں چھوڑتے ہو. ہم تمہاری پشت پر ہیں. آپ کو پتہ ہے کہ احمد شاہ مسعود کے پیچھے کون کونسی طاقتیں ہیں اگر یہ طاقتیں اس کی پشت پر نہ ہوتیں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آج افغانستان کے سو فیصد علاقے میں امن نہ ہوتا. اسرائیل تک ان کے ساتھ ہے. اس کے باقاعدہ ثبوت موجود ہیں ان کا اسلحہ پکڑا گیا ان کی جیپیں اور کاریں پکڑی گئیں. روس، بھارت اور مغربی طاقتیں آج بھی ان کی پشت پر ہیں میرے پاس دلائل ہیں۔

امریکہ! ہمیں جینے کا حق دے:

س۔ جناب آپ نے جیپ کا ذکر کیا ہے؟

ج: ایسے جدید ترین آلات جیپوں کی طرح کے ان کے پاس ہیں کہ وہ انڈر گراؤنڈ سراغ لگا لیتے ہیں اگر ان طاقتوں کی سرپرستی اور امداد نہ ہوتی تو احمد شاہ مسعود بیچارا ایک فرد ہے وہ کچھ بھی نہیں

کر سکتا۔ میں واضح کر دیتا ہوں کہ امریکہ اپنا ذہن صاف کر لے اور سب سے بڑی بنیادی بات یہ ہے کہ وہ ہمیں جینے کا حق دیں اگر ہم اپنے جینے کے لئے ایک ظالم کے خلاف لڑ رہے ہیں ۔ مثلاً ہندوستان میں کشمیریوں پر انڈیا ظلم کر رہا ہے چار سو برس سے ان کو جبری غلام بنایا ہوا ہے تو امریکہ اگر مدد نہیں کرتا تو کم از کم ان کی جدوجہدِ آزادی کو دہشت گردی تو نہ کہے۔ ہمارا جہاد امریکہ کے خلاف تو نہیں ہے ہم تو ظالم اور مظلوم کی جنگ لڑ رہے ہیں. کشمیر، بوسنیا اور چیچنیا کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، اگر امریکہ مظلوم کی مدد نہیں کر سکتا تو کم از کم ظالم کی مدد تو نہ کرے۔

دیکھئے اس وقت دنیا میں دو قوتیں ہیں مسلم اور غیر مسلم .اب جہاں مسلمان مظلوم ہے تو اس کا بنیادی حق ہے کہ وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھائے ،ظالم کا ہاتھ روکے امریکہ کا حق ہے اور فرض ہے کہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر وہ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرے۔ ہماری امریکہ کے ساتھ ریلیشن شپ خود بخود قائم ہو جائے گی وہ اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈے کو دور کرے ہمارے قریب آئے. ہمیں اپنا دشمن نہ سمجھے کیونکہ ہم نے بڑی طاقتوں کی لڑائی کے وقت اپنا وزن امریکہ کے پلڑے میں ڈالدیا تھا۔ اگر ہماری امریکہ کے خلاف جنگ ہوتی تو روس کے خلاف ہم امریکہ کا ساتھ نہ دیتے۔ آج اگر امریکہ سپر پاور ہے اور سوویت یونین تہس نہس ہو گیا ہے تو یہ جہاد کی برکت ہے اگر جہاد کا جذبہ نہ ہوتا اور لاکھوں افراد شہید نہ ہوتے تو آج افغانستان سمیت پاکستان اور متحدہ عرب امارات بھی روس کے غلام ہوتے اور گرم پانیوں پر روس کا قبضہ ہوتا۔

س۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ جہاد امریکہ کے لئے تھا؟

ج: اگر امریکہ ہمارے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کرے تو ہمارا سارا جہاد جو روس کے خلاف ہے بھارت کے خلاف ہے اسرائیل کیخلاف اسکا سارا فائدہ امریکہ کو پہنچتا ہے۔

کلنٹن کا دورہ پاکستان:

س۔ امریکہ کے صدر کلنٹن کا جو دورہ ہوا ہے اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: ہمارا اندازہ پہلے سے یہ تھا کہ وہ ہمارے فائدے کی نہیں سوچے گا اور اس دورے میں ہمیں کچھ نہیں دے گا کیونکہ ماضی میں امریکہ کی یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ سخت وقت میں پاکستان کا ساتھ نہیں دیتا۔ لوگ شور مچا رہے تھے کہ وہ تھوڑے وقت کے لئے آرہا ہے۔ ہم نے کہا وہ دس دن بھی یہاں

رہےتو کچھ نہیں دے گا بلکہ لے گا اور اپنے مقاصد، سی ٹی بی ٹی، کشمیر کا مسئلہ، جہاد کا مسئلہ، دینی مدارس، اسامہ بن لادن اور افغانستان اور افغانستان کے مسئلے پر اپنے فائدہ کی سوچے گا کیونکہ یہ اس کے اصل ٹارگٹ ہیں ہمیں تو یہ امید تھی کہ وہ ان مسائل پر اپنے ہدف کی تکمیل کر کے جائے گا لیکن ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ وہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

اگر صدر کلنٹن دارالعلوم حقانیہ آتا:

س: یہ صرف آپ کی پارٹی کا خیال تھا یا پورے پاکستانی عوام کا؟

ج: یہ پورے پاکستانیوں کے دل کی آواز تھی کہ امریکہ ہمیں کچھ نہیں دے گا۔ہم نے صدرِ امریکہ بل کلنٹن کو دعوت دی تھی کہ کسی بھی دینی مدرسے کا چیلنج وزٹ کرو اور دیکھو کہ دہشت گردی ہورہی ہے یا نہیں۔ ہمارے مدرسہ میں تو ریوالور تو کجا چاقو بھی نہیں ہے۔

س: فرض کریں اگر صدرِ امریکہ آپ کے مدرسہ میں آجاتا تو آپ اس کو کس طرح بٹھاتے؟

ج: ہم اسے آپ سے زیادہ آزادی سے بٹھاتے بات کرتے بلکہ میرا جذبہ تھا کہ اگر ایسا موقع ملتا تو میں اس کو اسلام کی دعوت دیتا۔

س: یہ جو طلباء مفتی کورس کررہے ہیں اس میں آپ صدر کلنٹن صاحب کو جانے کی اجازت دیتے۔

ج: صرف اجازت نہیں ہم اس سے تقریر بھی کرواتے، لیکچر دلواتے اس سے سوال و جواب کی نشست رکھتے۔

س: کیا مدرسے کے طلبا اسے دیکھ کر غصہ نہ کرتے؟

ج: بالکل نہیں ہمارے ہاں امریکن، کینڈین اور یورپین لوگ آتے ہیں کئی ممالک کے سفیر آتے ہیں ہمارے طلباء ان سے عزت واحترام سے مصافحہ کرتے ہیں ملتے ہیں ان کا اکرام کرتے ہیں کیونکہ مہمان کا اکرام شرعاً ضروری ہے اگر صدرِ امریکہ آتا ہمارے قریب بیٹھتا تو اس کی غلط فہمیاں دور ہوجاتیں۔

س: سی آئی اے اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ج: یہ سب غلط فہمی کا نتیجہ ہے.کلنٹن کے بجائے آپ جیسے لوگ جوان کے ترجمان ہیں جرنلسٹ

ہیں آپ کا فرض ہے کہ آپ خود دیکھیں پرکھیں۔

س۔ کیا آپ کے مدرسے میں واقعی کوئی گن اور اسلحہ نہیں ہے؟

ج: یہاں میں عرض کر چکا ہوں چاقو تک نہیں ہے گن تو بڑی بات ہے یہاں بی بی سی کی ٹیم آئی تھی دو تین دن رہی کہ طالبان کیسی مخلوق ہیں ان کا تصور کچھ اور تھا جب پروپیگنڈا ہو تو اس کا علاج یہی ہے کہ آپ لوگ خود جائیں دیکھیں اور دنیا کو صحیح نقشہ دکھائیں تاکہ یہ خلیج ختم ہو جائے اور فاصلے مٹ جائیں۔

مغربی میڈیا کی جانبداری:

س۔ میں ملا عمر سے ملا ہوں ان سے بھی کہا کہ لوگ آپ کے بارے میں کچھ اور تاثر رکھتے ہیں کہ طالبان کسی اور دنیا کی مخلوق ہے؟

ج: اگر آپ نے ملاقات کی ہے تو آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ طالبان کیسے لوگ ہیں خود میں نے ملا عمر سے کہا کہ آپ چاردیواری سے باہر نکلیں اس خول سے نکل کر دنیا کے سامنے آئیں تاکہ دنیا آپ کو قریب سے دیکھے سمجھے تو امیر المومنین ملا عمر صاحب نے فرمایا ہمیں اس بارے میں بہت تلخ تجربے ہوئے ہیں۔ ہم کھل کر سامنے بھی آ گئے تو مغربی میڈیا ہماری صحیح تصویر پیش نہیں کریگا بلکہ لوگوں کو مس گائیڈ کرے گا۔

ہمارے دارالعلوم حقانیہ میں ایک ٹیم آئی انہوں نے پورا دن گذارا۔ تہذیب وتمدن، تعلیم وتعلم اور رہن سہن کے طریقے سب کچھ دیکھے. جب طلباء کے کھانے کا وقت آیا تو یہ کچن کی طرف گئے جہاں طالب علم ترتیب سے کھڑے ہو کر کھانا لیتے ہیں تو وہاں اتفاقاً ایک دو طالب علم لڑ رہے تھے انہوں نے فلم بنائی اور صرف طلباء کی وہ لڑائی دکھائی. کیا صرف انہوں نے یہ دیکھا تھا پورے مدرسے میں۔

سی ٹی بی ٹی کی حقیقت:

س۔ سی ٹی بی ٹی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج: بات یہ ہے ہر ملک کو اور ہر قوم کو اللہ تعالیٰ نے دفاع کا حق دیا ہے ایک بکری کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو اپنے دشمن سے دفاع کیلئے سینگ عطا کر دیئے کہ وہ دشمن سے اپنی حفاظت کر سکے اس طرح ہر قوم ہر ملک کو ظالم سے بچاؤ کیلئے اپنے دفاع کا حق حاصل ہے یہ حق امریکہ اور مغربی دنیا بھی

اپنے لئے ضروری سمجھتی ہے امریکہ نے اسی حق کے لئے ایک ہزار ایٹمی تجربے کئے ہیں۔تو جب ہم امریکہ کے خلاف نہیں بلکہ اپنے دفاع کا سوچتے ہیں تو کیا یہ ظالمانہ تفریق نہیں کہ امریکہ فرانس کو جاپان کو چین کو بھارت کو اور اسرائیل کو تو یہ حق دیتا ہے اور ایک اسلامی ملک جو مگرمچھوں کے جبڑوں میں پھنسا ہوا ہے اس کو حق کیوں نہیں دیتا کہ وہ اپنا دفاع کرے۔ یہ کیا ہے؟ یہ فلسفہ آپ ہمیں سمجھائیں.سی ٹی بی ٹی تو ہمارا دفاعی حق ہے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر کے آپ ہمیں اپنے اس بنیادی حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔

<u>مغربی دنیا کا بدترین تعصب:</u>

س۔ یہ دفاع کے حق کا مسئلہ نہیں دفاع کا حق تو آپکو حاصل ہے یہ تو ہتھیاروں کے پھیلاؤ کی بات ہے؟

ج: دفاع ہتھیاروں سے ہی کیا جاتا ہے آپ نے بم بنایا ہم نے نہیں کہا کہ کافر بم ہے جب ہم نے بم بنایا تو آپ نے اسلامی بم کے نعرے لگا کر آسمان سر پر اٹھالیا بم کیسے مسلمان اور کافر بن جاتا ہے یہ مغربی دنیا کا تعصب ہے. بھارت کے پاس بم تھا کسی نے شور نہیں مچایا ہمارے پاس بم آ گیا ہے تو پابندیوں کی قراردادیں پاس ہونے لگیں۔

س۔ امریکہ نے تو انڈیا پر بھی ایٹمی تجربے کے بعد پابندی لگائی تھی.صرف پاکستان پر تو پابندی نہیں لگی۔

ج: ایسی پابندیاں برائے نام اور غیر موثر ہیں.انڈیا کے پاس ایٹم بم نہ ہو تب بھی انکی اور ہماری نسبت دس اور سو کی ہے۔

<u>امریکی بڑے بے وفا ہیں:</u>

س: نیوکلئیر بم کو استعمال کرنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ کیا اس کا جہاد میں استعمال جائز ہوگا؟

ج: جہاد تو دفاع کا نام ہے اگر مخالف استعمال کرے گا تو لامحالہ ہمیں بھی استعمال کرنا پڑے گا' لیکن اگر ہمارے پاس بم ہو تو وہ قطعاً استعمال کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔اور اپنا دفاع کرنا عین اسلام ہے۔ایک بات میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ مغربی دنیا کا اسلام کے بارے میں دشمنی کا تصور غلط ہے

اب انہیں عالم اسلام کے قریب آنا ہوگا' ہم نے سرد جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا لیکن امریکہ نے ہمیشہ وقت آنے پر بے وفائی کی ۔ جب جہاد افغانستان میں اس کے مقاصد پورے ہو گئے' روس کو شکست ہوگئی تو امریکہ نے جہاد سے ہاتھ اٹھا لیا' اور افغانستان میں خانہ جنگی شروع کرادی' اس زمانے میں اتفاقاً میں پرائیویٹ دورے پر امریکہ گیا' کچھ سینٹرز کے ساتھ میری ملاقات ہوئی میں نے ان کے سامنے یہ صورتحال رکھی کہ امریکہ کیا کر رہا ہے' یقین کریں سب نے کہا کہ ہم امریکی بڑے بے وفا ہیں۔

<u>ہیرو سے زیرو:</u>

س: اسامہ بن لادن کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج: امریکہ کا یہ وتیرہ ہے جب مطلب نکل جاتا ہے تو ہیرو سے زیرو بنا دیتا ہے۔ اسامہ بن لادن روس کے خلاف جنگ میں مجاہد تھا' اور آج امریکہ سعودی عرب میں وہی کچھ کر رہا ہے جو روس نے افغانستان میں کیا' سعودی عرب کے تمام وسائل پر اس کا قبضہ ہے اگر اسامہ امریکہ کے خلاف بات کرتا ہے تو مجاہد سے دہشتگرد کیسے بن گیا۔

س: سعودی عرب نے تو خود امریکہ کو بلوایا ہے؟

ج: امریکہ نے سعودی عرب کو صدام کا ہوّا دکھایا' اسامہ سے ڈرایا کہ تمہیں صدام اور اسامہ کچا چبانا چاہتے ہیں' تو سعودی عرب نے ڈر کی وجہ سے امریکہ کو بلوایا۔

<u>دشمن کی نہیں ایجنٹ کی ضرورت ہے:</u>

س: کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ کو ایک ایسے دشمن کی ضرورت ہے جس کا نام مسلمانوں والا ہو؟

ج: دشمن کی نہیں ایجنٹ کی ضرورت ہے' اسے استعمال کرنے کے لئے غلام چاہیے جیسے احمد شاہ مسعود وغیرہ۔

<u>غیر مسلم سے اسلام کا رویہ:</u>

س: اسلام غیر مسلموں سے سلوک کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج: اس سوال کا بہترین جواب یہ ہے کہ آپ ایک دن یہاں دارالعلوم حقانیہ میں گزاریں تب

آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہاں کے مسلمان طلبہ آپ سے کیا معاملہ کرتے ہیں۔

س: کیا یہ حقیقت ہے کہ آپ افغان طلباء کو ورغلا کر جہاد میں بھیج دیتے ہیں کہ جاؤ ان سے کرسی چھین لو؟

ج: یہ سارا غلط پروپیگنڈہ ہے وہ بیچارے تو کئی سال سے روس کے جبر اور ظلم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں' روس نے ظلم کی انتہاء کر دی انہیں اپنے مذہب سے قرآن سے' تہذیب وتمدن سے دور کر دیا' تو وہ یہاں علم حاصل کرنے اور اپنے دینی تہذیب وتمدن سے رشتہ جوڑنے آتے ہیں' قرآن وحدیث کا علم حاصل کرتے ہیں اور بس۔

س: کیا تاجکستان اور ازبکستان کی جو سیکولر حکومتیں ہیں ان کا تختہ الٹنے کا مقصد؟

ج: قطعاً نہیں' وہ یہاں قرآن وحدیث کی تعلیم کے لئے آتے ہیں جب وہ علم حاصل کریں گے تو خود سوچیں گے کہ روسی بلاک ٹوٹ گیا' کمیونزم ختم ہو گیا' اور کسی ریاست میں کمیونسٹ حکمران نہیں ہے ماسوائے ان چھ سات ریاستوں کے جو اسلامی ریاستیں ہیں وہاں جبراً کمیونسٹ حکمرانوں کو بٹھا دیا گیا' اگر وہاں کوئی اس ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو کیا وہ غلط کرتا ہے اس کا انصاف آپ کریں۔

---

al-003

بی بی سی نیوز کی ٹیم

چینل (۳) بی۔ بی۔ سی

اتوار 16 مارچ 2003ء

British Broadcasting Corporation
PO Box 1151, Islamabad, Pakistan
Tel: (9251) 2651146-7 Fax (9251) 2651149
email: bbc1@comsats.net.pk

BBC News

Paul Anderson
Islamabad Correspondent

دارالعلوم کا بنیادی نصاب تعلیم:

بنیادی مضمون ہمارا اسلامی علوم ہیں لیکن اب جو سائنس کا زمانہ آیا اور جدید سائنس کا زمانہ آیا ٹیکنالوجی کا، انگلش زبان کا، حساب کا الغرض یہ سب علوم ہمارے کورس میں داخل ہیں۔ ہمارے ہاں ہائی سکول بھی ہے۔ وہ سارے جدید علوم جو سکولوں میں چلتے ہیں، وہ سب یہاں پڑھائے جاتے ہیں مگر دارالعلوم کی اصل بنیاد اور محور اسلامی علوم ہوتے ہیں کیونکہ اسلامی علوم کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائے نہیں جاتے یہاں تقریباً چودہ علوم پڑھائے جاتے ہیں آپ کو اس کا سلیبس دے دیں گے مثلاً یونانی فلسفہ تھا اس زمانے میں، یا جغرافیہ یا فلکیات کا جو علم تھا یہ بھی ہمارے کورس میں شامل ہیں چودہ سو سال میں جو ترقی درجہ بدرجہ علوم نے کی ہے منطق، فلسفہ، ریاضی، فلکیات تقریباً سارے علوم اس میں شامل ہیں تاکہ سب سامنے رہے اب جبکہ دنیا ترقی کر رہی ہے تو ہم جدید علوم کے کورس بھی رکھتے ہیں

اور مطالعہ کرتے ہیں۔ پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں۔

<u>دینی اور دنیوی تعلیم کا امتزاج:</u>

س: دینی مدارس میں طلباء زیادہ تعداد میں داخل ہیں یا کم تعداد میں؟

ج: نہیں! ان کی شرح تو بہت کم ہے یعنی تمام ملک میں تقریباً (۹۰) فیصد لوگ یونیورسٹیوں میں سکولوں اور کالجوں میں جاتے ہیں۔ دینی مدارس میں آنے والے طلبہ ملکی طلباء کی نسبت سے پانچ فیصد بھی نہیں ہیں۔ معاشرے کے جو لوگ اسلامی علوم کی طرف آتے ہیں ان کو بڑی قربانی دینی پڑتی ہے للّٰہیت کے جذبے سے آنا پڑتا ہے کیونکہ آگے جا کر عملی زندگی میں انہیں وہ اہمیت نہیں دی جاتی جو سائنس اور انجینئرنگ پڑھنے والوں کی دی جاتی ہے۔ سرکاری عہدوں پر بھی ان کو بٹھاتے ہیں اور ڈاکٹر بھی وہ ہوتے ہیں لیکن اسلامی علوم کا شعبہ ایسا شعبہ ہے اس کے لیے بڑے جذبے سے لوگ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ اسلامی علوم صرف پانچ دس فیصد لوگ پڑھتے ہیں۔ جبکہ اب لوگوں کا رجحان تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے' شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر عام لوگوں کی نسبت سے دیکھیں تو وہ اکثریت سکولوں میں کالجوں میں یونیورسٹیوں میں جدید نظام تعلیم میں مصروف ہیں اس لئے ہم نے یہ ضرورت محسوس کی کہ ہم بھی جدید تعلیم کو ملحوظ کریں اور اگر یونیورسٹیوں اور کالجوں میں یہ تعلیم تقسیم نہ ہوتی تو نصاب' دین اور دنیا دونوں کا یکجا پڑھایا جاتا اور اسلامی علوم کے ساتھ سائنس اور عصری علوم کا سارا کورس بھی ہوتا اسلامی علوم بھی ہوتے تو پھر ان مدرسوں کی الگ ضرورت نہ رہتی۔ مغربی دنیا کو یہ غلط فہمی ہے کہ یہ کوئی الگ قسم کے ادارے ہیں ان میں کوئی دہشت گردی یا ٹیرارزم سکھائی اور پڑھائی جاتی ہے حالانکہ یہ خالص اسلامی علوم کا ایک الگ نظام ہے۔ کیونکہ اگر حکومتیں کورس کو تقسیم نہ کرتیں ایک سیکولر کورس نہ بناتیں تو پھر ہمیں علیحدہ مدارس بنانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ ہم مسلمان ہیں ہمارے پاس نظام کے سورسز ہیں قرآن ہے سنت ہے فقہ ہے عربی علوم ہیں عربی زبان ہے تو اس کی حفاظت اور اس کو سمجھنا مسلمانوں کا بنیادی فریضہ ہے تو یہ خالص ایجوکیشنل ادارے ہیں اور غلط پروپیگنڈا بہت زیادہ کیا گیا نہ ہم جدید ترقی کے خلاف ہیں نہ اسلامی سائنسی علوم کے خلاف ہیں ہم ہر دور میں جدید علوم کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اب اگر یورپ دینی مدرسوں سے ڈرتا ہے تو نظام تعلیم کو ایسے ڈھانچہ میں ڈالوائے کہ اس میں قرآن اور حدیث بھی شامل ہو۔ ہم نے کسی اور مقصد کے

لیے یہ مدارس نہیں بنائے بلکہ اسلام اور مذہب کا تقاضا ہے کہ ہم قرآن اور سنت اور اسلامک ذرائع اور ان علوم کو سمجھ لیں۔

مدارس میں دینی علوم پر ترجیحی توجہ کیوں؟

س: آپ کہتے ہیں کہ دین اور دنیا دونوں چاہییں تو آپ کے خیال سے آپ جب مذہبی تعلیم کے ساتھ یہ دنیاوی علوم پڑھاتے ہیں تو ان کا مستقبل میں کیا بنے گا؟

ج: دین کے ساتھ دنیا کی اہمیت اسلام کی نظر میں سب سے زیادہ ہے دنیا نے جو بھی ترقی کی ہے دنیاوی میدانوں میں مثلاً علم کیمیا ہے' سرجری ہے' سائنس ہے' فلسفہ ہے جس وقت دنیا جاہلیت اور قرون مظلمہ میں تھی۔ ساری دنیا اندھیرے میں تھی تو اسلامی علوم اور اسلامی اداروں نے یہ راستہ دکھایا آج ابن سینا، فارابی وغیرہ یعنی جو اسلام کے حکماء ہیں اور سائنس دان ہیں یورپ بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ ہماری اسلامی یونیورسٹیوں نے بہت بڑی اہمیت دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کو بھی دی۔ مگر اب چونکہ جدید علوم سرکاری سطح پر پڑھائے جارہے ہیں۔ اس لئے ہم ڈاکٹر تیار نہیں کرتے جو ڈاکٹری کریں' سائنس دان تیار نہیں کرتے۔ انجینئر تیار نہیں کرتے اس کے لیے ہمارے ہاں سرکاری یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں' ادارے ہیں کالج ہیں وہ سارے شعبے ان لوگوں کو بنا رہے ہیں اور وہ جا کر زندگی کے ان شعبوں میں رہ نمائی کر رہے ہیں ہمارا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلامی علوم سے بھی دنیا خبردار ہو جائے علماء جائیں اور دنیا کو سمجھائیں کہ قرآن وسنت اور اسلام اس مسئلہ میں کیا رہ نمائی کرتے ہیں بنیادی کام ہمارا یہ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ جب ان کو لیکچر دینے کی ضرورت ہوگی انگریزی سمجھنے کی ضرورت ہوگی اور بات کرنے کی ضرورت ہوگی اور معاشرتی علوم' بنیادی سائنس اور حساب وغیرہ بنیادی ضرورتوں کو بھی سمجھتے ہوں اس لیے ہم وہ بھی پڑھاتے ہیں تاکہ یہاں کے فضلاء جا کر اسلام کی صحیح ترجمانی کر سکیں۔

طالبان کا نظام عدل وامن:

س: آپ جب یہاں پر دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم بھی پڑھاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ یہاں سے جو طلباء پڑھ کر افغانستان گئے انھوں نے وہاں پر شدت اور سختی سے اسلام نافذ کیا؟

ج: طالبان کا معنی ہے سٹوڈنٹ۔ طالبان کوئی نئی قسم کی مخلوق نہیں ہے سٹوڈنٹ ہیں جن کو ہماری

al-003

پشتو زبان میں طالبان کہتے ہیں اور عربی میں طلباء کہتے ہیں تو افغانستان کی صورت حال الگ تھی ہمارے سٹوڈنٹ مصر میں بھی جاتے ہیں شام بھی جاتے ہیں دنیا بھر میں پھیل جاتے ہیں ہندوستان بھی جاتے ہیں اور پاکستان بھی آتے ہیں یہ سٹوڈنٹ ہی اٹھ رہے ہیں پاکستان میں' ہندوستان میں' مصر میں' شام میں ہزاروں یونیورسٹیاں ہیں اسلامی کالج ہیں وہاں سے سٹوڈنٹ نکلتے ہیں اسلام پھیلاتے ہیں اچھی باتیں کرتے ہیں برائیوں سے منع کرتے ہیں ملک کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں سٹوڈنٹ ہر جگہ جوان خون ہونے کے پیش نظر کام کرتے ہیں افغانستان کی صورت حال کیساتھ اسے دیکھیں افغانستان میں تو تباہی اور بربادی آئی تھی ظالموں نے اس کو کھنڈر بنالیا تھا کیونکہ لڑائی ختم نہیں کر رہے تھے تو طالبان نے کنٹرول سنبھال لیا تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے اور امن قائم ہو جائے وہ سٹوڈنٹ یہاں دوران تعلیم سات سال تک انتظار کرتے رہے انکو اقتدار پر قبضہ کرنے کا کوئی شوق نہ تھا مجبوراً جب خانہ جنگی ختم نہیں ہو رہی تھی اور حکمت یار اور ربانی سارے لیڈر ایک دوسرے کیساتھ لڑ رہے تھے انہوں نے سوچا کہ ہماری ساری قربانی برباد ہو گئی ۲۰ لاکھ لوگ بھی شہید ہو گئے افغانستان آزاد کرانے میں ہمارے باپ دادا ماموں اور خاندان کے بزرگ شہید ہوئے تو کیوں نہ ہم خود آگے بڑھیں چنانچہ عَلَمِ امن وعدل لیکر آگے بڑھے۔ چین میں بھی انقلاب سٹوڈنٹ لائے ہیں اور فرانس میں بھی اور برطانیہ میں بھی تو یہی نوجوان لڑکے تھے انہوں نے سختی سے ظلم کو روکا مگر خود کوئی ظلم نہیں کیا انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی تھی؟ عورت کی عزت محفوظ نہ تھی؟ کسی کی جان محفوظ نہ تھی؟ طالبان نے یہ جرم کیا کہ حفاظت دی انسانی حقوق محفوظ کر دیئے کوئی عورت کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا ہے کوئی چوری نہیں کر سکتا تھا ڈاکے اور قتل وغارت گری ختم ہو گئی اب تو یورپ کو شاباش دینی چاہیے تھی پورے مغرب کو ان کو ہیرو تسلیم کر لینا چاہیے تھا لیکن ہم کو سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیوں انکے پیچھے پڑ گئے۔

القاعدہ اور طالبان کے نام پر امریکہ کی عالمی بلیک میلنگ:

س: طالبان جو یہاں سے گئے تھے اور فارغ ہوئے تھے اور وہاں حکومت میں تھے اور ملک کو چلا رہے تھے اور پھر انہوں نے لوگوں کو پناہ دی جیسا کہ القاعدہ والے وہ تخریب کاری کرتے تھے پوری دنیا میں اور پھر طالبان نے ان کو پناہ دی تو اس کے بارے میں آپ کیا وضاحت فرمائیں گے؟

ج: یہ محض ایک ڈھونگ ہے امریکہ نے من گھڑت ڈرامہ کھڑا کیا دنیا کے آنکھوں میں دھول

جھونکنے کے لیے' القاعدہ کا نام بھی ہم نے تو نہیں سنا تھا اس جنگ سے پہلے نہ ہمیں القاعدہ معلوم ہے یہ اسامہ بن لادن اور عرب سارے پاکستان میں ہوتے تھے ادھر ہوتے تھے اور اب یہ طالبان کی پناہ کی وجہ سے افغانستان میں ہیں۔ طالبان سے بہت پہلے اسامہ بن لادن افغانستان آیا ہے۔ ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھا کر روس کے خلاف جہاد میں ان کی سرپرستی کی گئی عرب آ رہے تھے' عجم آ رہے تھے' افغانستان میں روس کے خلاف جنگ تھی تو امریکہ ان کو ہیرو بنا رہا تھا اور امریکہ ڈالروں کی بارش برسا رہا تھا کہ دوسری سپر پاور ختم ہو جائے اور میں اکیلے رہ جاؤں اب انہی پہاڑوں میں وہی مجاہد ہیں جنہوں نے مسلسل ۱۵ سال روس کے خلاف جنگ لڑی اب امریکہ کو ڈر لگ گیا کہ یہ ہمارے پیچھے نہ پڑ جائیں اسامہ بن لادن تو طالبان کے آنے سے کئی سال پہلے افغانستان آیا ہے ربانی وغیرہ کی حکومت میں امریکہ سب کچھ دیکھ رہا تھا ۱۵ سال سے جو اسامہ کر رہا تھا روس کے خلاف مال اور جان کی قربانی دے رہا تھا تو مجاہد کے حیثیت سے ہمارا ہیرو تھا۔ طالبان کے ختم ہو جانے کے بعد امریکہ کو ڈر ہے کہ پھر طالبان آ جائیں گے اس لیے وہاں پر القاعدہ کا ہوّا کھڑا کیا گیا وہ اپنی امریکی قوم کو ڈرا رہا ہے بلیک میل کر رہا ہے کہ دیکھو اسامہ آ جائے گا القاعدہ والے یہ کریں گے وہ کریں گے بش کی پالیسیاں ایسی شرمناک ہیں کہ وہ اپنی قوم کو اندھیرے میں رکھ رہا ہے دوسری طرف وہ سعودی عرب' امارات' ترکی' الجزائر اور اسلامی ملکوں پر قبضہ کئے ہوئے ہے ان کو ڈرا رہا ہے کہ ابھی اسامہ آ جائے گا اور تمہیں کھا جائے گا۔ اس لیے مجھے اپنے ساتھ چمٹا کر رکھو تو یہ سارا ایک بہت بڑا کھیل ہے کم از کم برطانیہ کو اور مغربی دنیا کو یہ کھیل سمجھنا چاہیے ہم بہت خوش ہیں کہ اب یورپ کی آنکھیں کھل رہی ہیں وہ حقیقت سمجھنے لگا ہے اب جو صدام کے ساتھ ڈرامہ کیا جا رہا ہے تو یہ بھی سارا کھیل ہے اور مفادات کے لیے ہے۔ فرانس کو اور برطانیہ کو اور جرمنی کو اور یورپ کو ہوش آ گیا ہے کہ یہ ہمیں بلیک میل کر رہا ہے اور سارے ذرائع' سارے وسائل' ساری گیس' سارا تیل' سارا سرچشمہ امریکہ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے اگر اب بھی ان کو اپنے مفادات کی فکر پڑ گی تو ہمیں خوشی ہوگئی کہ یورپ اس ساری سازش اور اس ساری چال کو سمجھ جائے افغانستان میں بھی بنیادی بات ان کا سنٹرل ایشیا کے سارے ذرائع کو کنٹرول کرنا ہے اور اس میں کوشش کر رہا ہے کہ کامیاب ہو جائے۔

مسلم امت کی امریکہ سے نفرت بڑھ گئی ہے:

س:	کیا جب امریکہ ایسے عزائم لے کر آگے بڑھے گا تو مسلمان دنیا اس کے خلاف ہو جائے گی؟ یہ بالکل صحیح تجزیہ ہے آپ کا کہ امریکہ اپنے مفادات کے لیے ساری دنیا پر کنٹرول کرنا چاہتا ہے؟

ج:	اس کے دماغ میں واحد سپر پاور ہونا سمایا ہوا ہے اس کو یہ پتہ ہے کہ رکاوٹ میرے لئے مسلمان زیادہ بنے ہیں کیونکہ مسلمان کو خودداری اور آزادی اور سب کچھ قربان کرنے کی تعلیم دی گئی ہے مسلمان اپنی آزادی کا تحفظ سمجھتا ہے وہ اسے ایک دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتا ہے دیگر قوموں میں ایسا جذبہ نہیں ہے امریکہ پہلے سے اسلام کو ٹارگٹ بنانا چاہتا ہے کہ اسلام بیچ سے نکل جائے وہ اس پر ٹیرارزم اور دہشت گردی کا جھوٹا الزام لگا کر اسلام کو مٹانا چاہتا ہے اسلامی نشانات' مدارس' جہاد' دینی تنظیموں کو وہ سمجھتا ہے اس طرح راستہ صاف ہو جائے گا لیکن یہ اس کی غلط فہمی ہے وہ دشمنی اور نفرت بڑھا رہا ہے ورنہ ہم مسلمانوں کے نزدیک تو سارے مذاہب میں عیسائی زیادہ قریب سمجھے جاتے ہیں۔ جب روس متحد تھا تو امریکہ بھی اسی پالیسی پر چل رہا تھا اور مغربی دنیا بھی کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ رہیں اور مسلمان بھی ان کے ساتھ دوستی کرنا چاہتے تھے تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ یہ دشمنی کی پالیسی چھوڑ دے ایک خوددار دوست کی طرح ہمارے ساتھ تعلقات رکھے اس وقت کالونی سسٹم کا زمانہ نہیں ہے وہ دور گزر چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ کو کیا فائدہ ہوا ایک تو اپنے ساتھ نفرت پیدا کر دی سارے مسلمانوں کی اور جو بالکل سوئے ہوئے تھے ان کو جگا دیا۔ پوری مسلم امت اندر اندر سے سلگ رہی ہے' بھڑک رہی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو نہ دیکھئے حکمران تو ان کے پٹھو ہیں امریکہ نے مسلمانوں میں بیداری بھی پیدا کر دی اور اس کے علاوہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوا اکیلا رہ گیا اس وقت بش اور امریکہ تنہا ہے پوری مسلم دنیا اندر اندر سے اس کے خلاف ہے پورا ایسٹ سمجھتا ہے کہ یہ ہمارا سب کچھ تباہ کرنے والا ہے یہ صرف شمالی کوریا کا مسئلہ نہیں ہے اندر سے جنوبی کوریا تائیوان ہو جاپان ہو یہ ساری پٹی خوب سمجھ گئی ہے کہ یہ تو ہم سب کا دشمن ہے اور یورپ سارا اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے خود امریکہ میں برطانیہ میں لاکھوں افراد مظاہرے کر رہے ہیں امریکہ کی ان پالیسیوں کے خلاف' تو خود بش کو اور امریکی قوم کو سمجھنا چاہیے کہ بش نے ہمیں کہاں لا کھڑا کر دیا ہے۔

۱۱ستمبر کی دہشت گردی کا ذمہ دار امریکہ ہے:

س: امریکہ کے خلاف تخریب کاری کے بارے میں آپ کا کیا ردعمل ہے اور آپ کی کیا رائے ہے امریکہ کے خلاف ۱۱ستمبر کو جو دھما کہ ہوا اس تخریب کاری کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: ہم نے گیارہ ستمبر کے واقعے کو فوراً کنڈم کیا تھا اس کی مذمت کی تھی اور ہم نے کہا کہ اسلام ان باتوں کی اجازت نہیں دیتا اور اس میں مسلمان ملوث نہیں ہیں اس کے پیچھے بہت بڑی سازش ہے کچھ طاقتیں ہیں امریکہ کو بھی معلوم ہے جو امریکہ کے اندر اس کی صفوں میں بیٹھی ہوئی ہیں جو عالم اسلام کو تاراج کرنا چاہتی ہیں۔ ابھی تک امریکہ کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ یہ کام مسلمانوں کا تھا لیکن امریکہ فوراً اس حادثے کے ایک گھنٹہ بعد اعلان کرتا ہے کہ یہ اسامہ بن لادن اور عربوں نے کیا ہے۔ ہم دہشت گردی اور تخریب کاری کے خلاف ہیں لیکن امریکہ اگر سب کچھ کر رہا ہے وہ ڈیزی کٹر بم گراتا ہے مسلمانوں کو اور نہتے عوام کو تباہ کرتا ہے۔ فلسطین میں جو کچھ ہو رہا ہے معصوم شہریوں' عورتوں اور بچوں کو بلڈوز کر کے مکانات کے اندر گھس کر ظلم بر پا کیا جارہا ہے' لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اسرائیل نہیں ہے یہ بھی امریکہ ہے چیچنیا میں مسلمانوں کا قتل عام ہوتا ہے اس کے پشت پر بھی امریکہ ہے افغانستان میں جو کچھ ہوا دنیا نے دیکھ لیا تو پھر کس کس کو روکا جائے گا' ایک مسلمان ایک نوجوان جذبے والا مظلوم بے چارہ اٹھتا ہے اور اپنے ساتھ بم باندھتا ہے پچیس سالہ ایک فلسطینی خاتون جو یونیورسٹیوں کی جدید تعلیم والی ہے اور ان جدت پسندوں کے ماحول میں رہتی ہے وہ اٹھتی ہے بم باندھ کر اللہ کی راہ میں خود کو شہید کر دیتی ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں وہ کیوں بیدار ہوتی ہے تو اسکی وجوہات کو روکنا اور کنٹرول کرنا تو امریکہ کا کام ہے عین اس وقت جب وہ عراق کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور عراق پر حملہ کرنے کیلئے پر تول رہا ہے اور اب وہ صدام کے بیڈروم تک پہنچ گئے ہیں اور زمین کے اندر بھی سراغ لگا کر سونگھ رہے ہیں ان حالات میں بھی امریکہ نے نئے بم کا تجربہ کیا جس کا نام ''بموں کی ماں'' رکھا گیا جو کئی ہزار ٹن وزن کا ہتھیار اور کیمیائی مواد ہے اور دنیا کو سیاہ کرنے والا ایک خطرناک بم ہے امریکہ اس کا بھی تجربہ کرتا ہے بڑے فخر سے اعلان کرتا ہے ایک طرف تو اس کا یہ رخ ہے دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے لیے وہ نئے نئے ہتھیار بنا رہا ہے جبکہ عراق کے بارے میں بار بار اس کے معائنہ کار اور اس کے انسپکٹرز سب بتا رہے ہیں کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے اور سونگھتے بھی ہیں کوئی چیز ہمیں نہیں ملتی

مگر امریکہ ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا امریکہ پوری امت مسلمہ کو دہشت گردی کی طرف لے جا رہا ہے اس کا انجام کیا ہوگا خود امریکہ کو سوچنا چاہیے کل کوئی سوچے گا کہ یہ بم ہم پر گرنے والا ہے ہمارے پاس جواب نہیں ہوگا تو سب سوچیں گے۔ بم گرنے سے پہلے ان کو اڑا دیں جوابی کارروائی اپنے تحفظ کیلیے انسان سب کچھ سوچتا ہے۔ پھر کر ڈالتا ہے۔

بش کی پالیسیاں اسلام عیسائیت بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہیں:

س: امریکہ کی پالیسی اور اسلام یہ دونوں اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

ج: امریکہ کی پالیسی سراسر ناانصافی پر مبنی ہے وہ انسانی حقوق کی جو بات کرتا ہے تو اپنے لیے انسانی حقوق ہیں باقی مسلم دنیا کے انسان اس کے نزدیک انسان ہی نہیں' عراق اور کشمیر کے بارے میں اس کی اور پالیسی ہے' اور اسرائیل کے بارے میں اور پالیسی ہے۔

اقوام متحدہ کو وہ غلط استعمال کر رہا ہے انسانی حقوق جہاں غصب کرنے ہوں تو پھر اقوام متحدہ کو استعمال کرتا ہے اور جہاں انسانی حقوق دینے کی بات ہوتی ہے وہاں سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کے بارے میں علی الاعلان کہتا ہے کہ مجھے ان کی کوئی پروا نہیں ہے اگر وہ اجازت نہ بھی دیں تو میں حملہ کروں گا چند دنوں میں اقوام متحدہ کی قرارداد مشرقی تیمور کے سلسلہ میں پاس کرائی گئی اور نافذ کرائی گئی۔ وہی قرارداد اقوام متحدہ کی ۴۷ء ۴۹ء سے کشمیر کے بارے میں ہے مگر آج تک اسکا پوچھا تک نہ گیا۔ بش کی پالیسیاں صرف اسلام کے خلاف نہیں بلکہ عیسائیت کے بھی خلاف ہیں انسانیت کے بھی خلاف ہیں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے خلاف ہیں کیمونزم کے بھی خلاف ہیں سیکولرازم کے بھی خلاف ہیں اب وہ علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ مجھے سلامتی کونسل اجازت نہ بھی دے تو میں اس کی اجازت کا محتاج نہیں ہوں اس کے بعد اب کیا کہا جا سکتا ہے یہی کہ وہ انسانیت کی سطح سے نیچے آ گیا اور درندہ بن گیا۔

مسلم شہریوں سے دوسرے درجے کا سلوک

س: مسلمان چاہے برطانیہ میں ہوں یا جہاں بھی ہوں اگر اسلام کے خلاف جنگ ہو تو کیا جہاد ان کے لیے جائز ہے؟

ج: جو لوگ مسلم ممالک کے وہاں رہ رہے ہیں اور وہاں ان کو شہریت ملی ہے اور پرامن طور پر وہ

رہ رہے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو اپنے حالات اور مشکلات کو ملحوظ رکھنا چاہیے ان کو جذبات میں نہیں آنا چاہیے جو مسلم ملک آزاد ہیں اور کفار کسی مسلمان ملک پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں اور اس کی سوسائٹی ختم کرنا چاہتے ہیں تو مصر' شام' ایران الغرض تمام اسلامی ممالک کا فرض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا معاملہ ان کو کنٹرول کرنا چاہیے تلوار کی قوت سے اور بندوق کی قوت سے جس کو ہم جہاد کہتے ہیں ۔ غیر مسلم حکومتوں سے بھی ہم یہی کہیں گے کہ ہمارے ان شہریوں کے ساتھ جو باہر جا کر آباد ہوئے ہیں صرف اس جرم میں ان کو دوسرے درجے کا شہری نہ بنائیں کہ وہ مسلم ہیں ان کو یہ سزا نہ دیں اور اگر ان کا کوئی جرم ثابت ہوتا ہے اور تخریب کاری میں اور دھشت گردی میں کوئی شریک ہوتا ہے تو ان کو اپنے ملک کے قوانین کے مطابق جو سزا دینا چاہیے دیں لیکن ایک شخص کا کوئی جرم نہیں ہے صرف یہ کہ وہ مسلم ہے تو اس کو دوسرے درجے کا شہری نہ بنایا جائے' ایسا کرنا یہ مغرب کی تہذیب کے بھی اور انسانی حقوق کے بھی خلاف ہے۔

<u>غیر مسلموں سے ہمارا مثالی سلوک اور اس کی مثال:</u>

ہمارے ملک میں یورپ کے لوگ بھی پڑھ رہے ہیں امریکی بھی پڑھ رہے ہیں غیر مسلم ہزاروں لاکھوں ہیں کسی کے ساتھ دوسرے درجے کا سلوک نہیں کیا گیا بلکہ وہ جو باہر کے غیر ملکی ہیں یورپی ہیں امریکی ہیں ان کا بہت زیادہ لحاظ ہم رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے مہمان ہیں پاسپورٹ سے آئے ہیں اور ہم ان کی جان اور مال کی حفاظت کرنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں ہم ان کو ایک معزز مہمان اور احترام کا درجہ دیتے ہیں ہمارے طالبان نے حالت جنگ میں بھی ایک مغربی خاتون کو جو وہاں گئی تھی کیا درجہ دیا اس سے مغرب کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ عین حالت جنگ میں بھی مظلومیت میں بھی جب امریکہ ڈیزی کٹر بم پھینک رہا تھا' خاتون کو احترام کا درجہ دیا ہے وہ خاتون افغانستان جانے سے پہلے یہاں ہمارے پاس بھی آئی' سارا دن گھر میں رہی' ہم نے معزز مہمان کی طرح اسے رکھا۔ اس نے اپنے حالات بھی لکھے اور بیان کیے تو ہم ایسے حالات میں ایک ایسی خاتون کے ساتھ اچھا سلوک کر رہے ہیں بلکہ تمام غیر مسلم شہریوں کے ساتھ ہمارا سلوک اچھا رہا ہے مگر بلاوجہ امریکہ نے ایک طوفان اٹھایا ہے اور سو سو سال سے وہاں جو معزز شہری دو دو نسلوں سے رہ رہے ہیں ان سب کو امریکہ میں تنگ کیا جا رہا ہے تو یہ کہاں کی تہذیب ہے یہ تہذیب کا اور ماڈرن دور ہے مگر یہ سلوک تو پتھروں

کے زمانے میں کیا جاتا تھا امریکہ کیوں پتھر کے زمانے میں جارہا ہے وہ ہم کو دھمکیاں دے رہا ہے کہ پتھر کے زمانہ میں آپ کو لے جاؤں گا لیکن خود پتھر کے زمانہ میں چلا گیا اس نے عملاً خود پتھر کے زمانے کی تہذیب اختیار کی دنیا کو پتھر کے زمانہ میں لے گیا سو سال پہلے سے ایک شہری بیٹھا ہوا ہے آباد ہوا ہے اور اپنے جان و مال کو ان کے ملک کی خدمت میں وقف کیا ہے امریکہ کی تعمیر میں لگا ہے پاکستانی ہے یا کوئی بھی مسلمان ہے اس کی یہ سزا ہے کہ اس کو نکالتے ہیں۔

<u>عراق میں جاری ظلم کا مقابلہ تو بہر حال کرنا ہوگا:</u>

س: آپ کا کیا خیال ہے کہ پاکستان کے مسلمان عراق کی جنگ کیلئے جائیں گے؟

ج: تمام امت مسلمہ کو چاہیے کہ ایک آواز پر کھڑے ہو جائیں عراقی مسلمانوں کو بچانے کے لیے مسلمانوں کا فرض ہے کہ جہاں ایک مسلم ملک پر مصیبت آئے صدام کی ذات کی بات نہیں بات یہ ہے کہ ایک ظالم قوت اسلامی ممالک کو ایک ایک کر کے ختم کرنا چاہتی ہے۔ افغانستان کے بعد عراق پر اس کی نظر ہے عراق کے بعد سعودی عرب' اس کے بعد پاکستان۔ تو یہ تو اپنی بقاء کی جنگ ہے اس کو آپ جہاد نہ سمجھیں کیونکہ لفظِ جہاد آپ کو بہت بُرا لگتا ہے اگر امریکہ کی کسی ریاست پر کوئی قبضہ کرے پھر دوسری پر' تیسری پر' برطانیہ پر کوئی غیر ملکی قوت تسلط کرے کہ وہ تمہارے ہتھیار بھی ختم کرنا چاہتا ہو تمہاری ایٹمی توانائی چھیننا چاہتا ہو تو کیا ساری قوم اٹھ کھڑی نہیں ہوگی یا خود سارا امریکہ اپنے ملک کے دفاع کے لیے نہیں اٹھے گا۔ وہ کہے گا کہ ہمارا اٹھنا ضروری ہے اور جب ہم یہی بات کرتے ہیں تو دہشت گرد بن جاتے ہیں۔ وہی فرض ہمارا بھی ہے اگر بش کو یہ حق ہو سکتا ہے کہ عراق پر حملہ کرنے کے لیے اور افغانی قوم کو تباہ کرنے کے لیے پوری دنیا کو کہتا پھرے کہ میری مدد کرو وہ جرمنی اور فرانس سے بھی کہہ رہا ہے کہ میرا ساتھ دو روس اور چین سے بھی کہہ رہا ہے کہ میرا ساتھ دو ایک ملک کو تباہ کرنے کے لیے تو کیا عراقی عوام کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ ملک کو بچانے کے لیے ہم کو آواز دیں ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ عراق کو ظلم سے بچائیں۔ میں تو یہاں تک کہوں گا اگر برطانیہ پر اور امریکہ پر کوئی ایسا ظالم مسلط ہوگا جو ظلم کرتا ہے اور واقعتاً ظلم ہو ہم امریکہ اور برطانیہ کے حق میں بھی اسی طرح آواز اٹھائیں گے۔

سقوط بغداد

عالمی دہشتگردوں کے ہاتھوں عراق کی تباہی

27-03-2003

مورخہ ۲۷ مارچ ۲۰۰۳ء کو ایوان بالا سینٹ آف پاکستان میں مسئلہ عراق پر بحث کا آغاز کیا گیا۔ اسکے سرکردہ محرک سینٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ تھے جنہوں نے حسب سابق اپنی پارلیمانی تاریخ کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے نومنتخب ایوان میں عالم اسلام اور مسلمانان پاکستان کے جذبات کی ایوان میں موجود وزیراعظم پاکستان اور ارباب اقتدار کے سامنے بیباکانہ انداز میں ترجمانی کی۔ حالات اور واقعات کی مناسبت کی وجہ سے یہ اہم تقریر نذر قارئین ہے ....(ادارہ)

بسم اللہ الرحمان الرحیم' نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم و یابی اللہ ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون :

جناب محترم چیرمین صاحب! میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس عظیم منصب پر آپ کے فائز ہونے پر آپ کو اور آپ کے ساتھی ڈپٹی چیرمین صاحب کو مبارکباد دوں۔ اتفاق سے اس دن ہمیں یہ موقع نہ مل سکا اور یہ ایک بہت بڑا عظیم منصب ہے' پورے پاکستان کی سالمیت' استحکام اور وفاق کو سنبھالنا ہے' اللہ تعالیٰ آپ کو اس کو بہتر سے بہتر انداز سے چلانے کی توفیق دے' جس طرح ہم نے اس سے پہلے اپنے محترم جناب وسیم سجاد صاحب کے ساتھ بارہ تیرہ سال گزارے ہیں' جس انداز سے انہوں نے ایوان کو بحیثیت چیئرمین چلایا۔ ہمیں اس لحاظ سے بھی خوشی ہے کہ وہ سرکاری بنچوں کے قائد ایوان ہیں' تو انشاء اللہ ان کی صلاحیتوں سے اور بھی فائدہ ہوگا' آج

ہمیں خود تجربہ بھی ہوا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اپوزیشن نے اور حکومتی بنچوں کے سربراہوں نے آپس میں مل بیٹھ کر بہتر طریقے سے معاملے کو آگے بڑھانے کی بات کی اور ایک روایت جو سینٹ کی ہونی چاہیے' ایوان بالا کا وقار' توازن' اعتدال تدبر انشاء اللہ وہ ساری چیزیں پہلے دن سے یہاں محسوس ہورہی ہیں' اور بدقسمتی سے ایک دو حضرات نے اگر جذباتی انداز اختیار نہ کیا ہوتا تو اور بہتر ہوتا' لیکن بہرحال یہ نیک فال ہے اور خوشگوار آغاز ہے' انشاء اللہ آغاز ہے' انشاء اللہ آپ کی رہنمائی میں یہ ایوان ایک مثالی ادارہ ثابت ہوگا۔ اور حالات' تقاضوں اور وقت کی جو نبض ہے اس پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت ہے' میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم نے ایک اہم ترین' عظیم مسئلہ جو عالم انسانیت کو درپیش ہے۔ اسکے بارے میں اپنے باہمی جھگڑے کچھ حد تک موخر کر کے ایک اچھی روایت قائم کی ہے' اور یہی ہونا چاہیے' ہماری یہ خواہش تھی میری ذاتی طور پر بھی کہ قومی اسمبلی میں بھی اس انداز میں جب عالم اسلام پر آگ اور خون کی بارش ہورہی تھی اور عراق پر ہم اسی انداز میں سارے معاملات کو کچھ وقت کے لئے موخر کر کے اس مسئلے پر بحث شروع کرتے۔ بدقسمتی سے یہ افسوسناک صورتحال ہے کہ قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا' آپس میں کچھ تفاہم کا راستہ بھی نکلا لیکن اجلاس ملتوی کیا گیا۔ اب حقیقت معلوم نہیں ہے کہ اس کی پشت پر کیا ہے' لیکن وہ اجلاس جاری رہنا چاہیے تھا' اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک تو سڑکوں پر احتجاج ہے جو ساری دنیا میں ہورہا ہے' عالم اسلام میں بھی ہورہا ہے' پاکستان میں بھی ہورہا ہے' پاکستان کا ہر شہری مرد' عورت' بوڑھا اور جوان ان مناظر کو دیکھتے ہوئے ان کے دل زخمی زخمی ہیں' اور یورپ بھی اور عالم کفر بھی اس احتجاج میں شریک ہے لیکن پارلیمنٹ' اسمبلیوں کے ذریعے اور جمہوری اداروں میں سب سے پہلے ان باتوں پر توجہ دینی چاہیے۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ قومی اسمبلی سے بھی ایک متفقہ قرارداد پاس ہوجاتی۔ ہم ترکی سے تو گئے گزرے نہیں ہیں جو سامراج کے شکنجوں میں کسا ہوا ہے لیکن اس پارلیمنٹ نے اپنا فرض ادا کیا اور اس نے امریکی مذمت میں قرارداد پاس کی' پارلیمنٹ نے قرارداد پاس کی کہ امریکہ کے ساتھ تعاون نہ کیا جائے' کیونکہ پاکستان اسلام کا اولین اور عظیم مملکت ہے' اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے' اس میں بھی پارلیمنٹ کا پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ اس پر ساری توجہ مرکوز کرے' میں سمجھتا ہوں کہ اس اچھی مصلحت اور تفاہم کے انداز کے بعد ہمارے قائد ایوان اور وزیراعظم جمالی صاحب یہاں موجود ہیں قومی اسمبلی کا اجلاس بھی فوری طور پر بلایا جائے تا کہ اس میں

بھی یہ موضوع ڈسکس (Discuss) ہو سکے۔ اگر کچھ کوتاہی ہوگئی ہے تو اس کی تلافی ہونی چاہیے۔ دونوں ایوانوں کا مل کر کہ وہ پوری تفصیل سے اس مسئلے کا جائزہ لیں' تو اس کا ایک اچھا اثر پڑے گا' اور پارلیمنٹ کا ایک مشترکہ قرارداد بہت زیادہ موثر ثابت ہوگا' اس وقت پورے عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن یہی موضوع ہے۔

ہمارے سارے مسئلے مثلاً L.F.O وغیرہ ہم آپس میں افہام وتفہیم سے حل کرلیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آگ لگ گئی ہے' ایک شہر میں آگ داخل ہوگئی ہے۔ اب ہمیں گھر بچانے کی پہلے ضرورت ہے۔ ایک سیلاب بلا آرہا ہے' تو ہم چھوٹے چھوٹے برتنوں اوران چیزوں پر توجہ کریں یا پورے گھر کو بچانے کی کوشش کریں' یہ ہم نہیں کہہ سکتے' کہ سیلاب آئے گا اور فلاں فلاں گھر کو نشانہ بنائے گا' اور ہم بچ جائیں گے۔ عراق کا موجودہ مسئلہ ایک سیلاب ہے۔ یہ صرف عراق کا مسئلہ نہیں ہے' نہ یہ صرف صدام کا مسئلہ ہے' نہ یہ صرف عراقی نظام کا مسئلہ ہے۔ دنیا میں ڈکٹیٹر بھی ہیں اور سلاطین بھی ہیں اور کنگ بھی ہیں۔ امریکہ سب سے زیادہ بادشاہوں کی پشت پناہی کررہا ہے' سارے سلاطین کو وہ پال رہا ہے' سارے ڈکٹیٹروں کو وہ مسلمانوں کے دلوں پر مونگ دلنے کیلئے بٹھا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک سامراج اٹھ کھڑا ہوا ہے اور دنیا کو پھر اس حالت کی طرف لے جا رہا ہے۔ جو ڈھائی سو برس پہلے جس حالت میں تھی۔ کوئی فرانس کا غلام تھا' کوئی ڈچ والوں کا غلام تھا' کوئی امریکہ کا اور کوئی برطانیہ کا غلام تھا' ہم نے ڈھائی سو برس بدترین غلامی میں گزارے ہیں' اس کالونیز سسٹم سے ہم نے بہت بڑی قربانیوں کے بعد نجات حاصل کی ہے' ہمارے اکابرین پھانسی ہوئے ہیں۔ کالے پانی میں زندگیاں گزاری ہیں' جیلوں میں رہے ہیں' ہزاروں اور لاکھوں شہید ہوئے ہیں اس کے بعد ہمیں آزادی مل گئی' ان ساری چیزوں کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے' ان تفصیلات کی ضرورت نہیں ہے ہمارے فاضل مقررین' الحمدللہ پروفیسر صاحب انتہائی اعلیٰ شخصیت' مشاہد صاحب بھی موجود ہیں۔ تفصیلات' پروگرام' مسودات اور ثبوت یہ ساری چیزیں' اب انکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب گویا بلی تھیلے سے باہر آ گئی ہے اور خونخوار درندہ جنگل سے نکل کر آبادیوں پر حملہ آور ہو چکا ہے۔ اسکے ہاں اخلاقیات کی کوئی قدر نہیں ہے اس کیلئے اقوام متحدہ' سلامتی کونسل' مغربی اقوام اور یہ بین الاقوامی ادارے اور انسانی حقوق یہ سارا ایک مذاق ثابت ہوگیا ہے' وہ گھمنڈ میں ہے' فرعونیت اور اقتدار اسکے ذہن میں ہے وہ انسانیت کو پتھر کی دنیا

میں واپس لے جانا چاہتا ہے' اس نے پرویز مشرف کو کہا تھا کہ میں پتھروں کی دنیا میں آپ لوگوں کو لے جاؤں گا لیکن وہ اپنی مہذب دنیا کو' اپنی چکا چوند کرنے والی اور قمقموں سے روشن تہذیب کو درندگی اور خونخواری کی طرف لے جارہا ہے' وہ انسانیت کے نام اور تہذیب پر ایک دھبہ ہے' وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ جب افغانستان پر حملہ ہوا کہ ہم چیخیں چلائیں' طالبان کیلئے نہیں' نہ ملا عمر کیلئے نہ اسامہ بن لادن کیلئے نہ القاعدہ کیلئے۔

ہم نے کہا کہ یہ ریت اگر شروع ہوگئی تو بات کہاں جا کر رہے گی' مسئلہ طالبان کا نہیں ہے مسئلہ اس ملک کی آزادی کا ہے' بیس لاکھ افراد کا صحیح قربانیاں دے کر' بارہ سال جنگ لڑ کے اور اس سے بڑی تاریخی قربانیاں دے کر ملک کو آزادی حاصل کی ہے' لیکن ایک دفعہ وہ اگر گھس جاتا ہے تو پھر یہ رکے گا نہیں۔ اس خونخوار درندے کے منہ کو خون لگ جائے گا۔ ہم نے جنرل صاحب سے بھی کہا' ساری دنیا سے کہا کہ خدارا اس فریق کو وہاں روکو۔ یہ رُکے گا نہیں' یہ وہاں مستقل رہ کر ہمارا آہنی حصار توڑنا چاہتا ہے' وہ ڈر رہا تھا' افغانستان سے پہلے وہ طالبان سے ڈر رہا تھا اس اسلامی دنیا کے چوکیدار اس کو مفلوج کر رہے تھے۔ اس نے سوچا کہ چوکیدار کو پہلے مفلوج کر دو' ختم کر دو پھر میرا راستہ کھلا ہوگا۔

ہمیں کہا گیا کہ آپ لوگ ملک کے دشمن ہیں' آپ لوگ ملک کے مفادات کو نہیں دیکھتے ہیں ہم نے کہا کہ جب دروازہ اور قلعہ توڑ دیا جائے گا تو اندر آنے سے دشمن کو نہیں روکا جا سکے گا' بہر حال وہی ہوا' کاش اس وقت مغربی دنیا کو بھی اندازہ ہوتا' یورپ آج چیخ رہا ہے' روس کا وزیر اعظم بیان پر بیان دے رہا ہے کہ امریکہ ایسا مت کرو' مت کرو' چین بھی آج بول رہا ہے' مجھے خوشی ہے کہ وزیر اعظم جمالی صاحب اور چین کا مشترکہ اعلانیہ جس انداز میں آیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ کہ یہ کچھ مثبت پیش رفت ہے' میں سمجھتا ہوں کہ غلامی کی برف پگھل رہی ہے' ہماری غلامی کی برف پگھل جائے گی۔ اللہ کرے کہ یہ پوری پگھل رہی ہو۔ اللہ کرے کہ یہ پوری پگھل جائے۔

اس وقت اگر یورپی یونین نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا ہوتا' فرانس' جرمنی اور سب اس کے ساتھ تھے چین اور روس بھی اس کے ساتھ تھے' آج وہ سب چیخ رہے ہیں' ہم نے ان سب کو کہا تھا کہ بھئی مسئلہ انسانیت کا ہے' آزادی کی بقاء کا ہے' آپ لوگوں کی آزادی بھی سلب ہوگی' اگر یہ درندہ عالم اسلام سے فارغ ہوگیا تو فرانس اور جرمنی' کسی جگہ کے بارے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ محفوظ رہیں گے۔

کل ہی کولن پاول نے کہا ہے کہ ہم اب ایران اور شمالی کوریا کی بھی یہی حالت کر سکتے ہیں، ہمارا نام ابھی نہیں لیتا ہے صرف اس کی مصلحت ہے لیکن ہمارا نام سب سے پہلے ہے۔

اس وقت عراق کی ہمدردی ہمارے ساتھ نہ بھی ہو، صدام کے ہم مخالف ہوں، اور وہاں کی آمریت اور ان کے مظالم کے قصے کہانیاں سنے میں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں، اس وقت صدام کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے۔ وہ ساری ملت اسلامیہ کا واحد شخص ہے جو ڈٹا ہوا ہے عظیم جارحیت کے خلاف، وردیاں سب پہنتے ہیں، کاش ہمارے سب وردیاں پہننے والے صدام کی طرح ہو جاتے، پھر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا، وہ ہمارے محافظ بن جاتے۔ وہ ہمیں نجات دیتے، وہ ہماری آزادی کا تحفظ کرتے، اگر اس کا سودا کرتے ہیں تو شلوار والا ہو، قمیض والا ہو یا وردی والا ہو، اس سے کیا ہوتا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارے ڈکٹیٹر اب صدام نہیں۔ میں ساری اسلامی دنیا پر نظر دوڑاتا ہوں، سب کچھ ہو گیا، لیکن حکمران خاموش ہیں، کوئی تیل سپلائی کر رہا ہے، کوئی اڈے دے رہا ہے، اور کسی نے ان کے خلاف میڈیا کا طوفان اٹھایا ہوا ہے، ہمارے ان سے اختلافات ہیں، میں خود بھی اس کے بعض عقائد اور نظریات کے خلاف ہوں لیکن جس وقت ایک شخص جس انداز میں ایک بڑی طاقت کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے، کیا 55 حکمرانوں میں کوئی ایسا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ جیسے بھی ہیں ان کو چھوڑ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیلاب ہماری طرف آ رہا ہے، جب وہ ایران سے فارغ ہوگا، شمالی کوریا سے فارغ ہوگا تو پھر ہمیں سوچ آئے گی، میں کہتا ہوں کہ ہمیں ابھی سے سوچنا چاہیے، سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ میں بھی لگاتا ہوں، اور وہ یہی ہے کہ ابھی سے پاکستان کو بچانے کی فکر کرو۔ ابھی آپ کہتے ہیں کہ درندہ دور ہے، جنگل میں ہے، سیلاب ابھی یہاں نہیں پہنچا ہے، جب لگی ہوئی آگ ادھر آ جائے گی۔ جیسے مشاہد صاحب نے کہا کہ ابھی سے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں، ابھی سے یہ سوچیں کہ اگر یہ غلامی ہم پر مسلط ہو گئی تو ہم کیا کر سکیں گے، لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر حملہ نہیں ہوگا، میں کہتا ہوں کہ کیا امریکہ ہمارا سسرال ہے؟ کیا ہمارا ننھیال ہے؟ یا ہم انکے ماموں کے بیٹے ہیں یا وہ ہمارا خالہ زاد بھائی ہے۔ کہ ہم پر حملہ نہیں کریگا۔ وہ ابراہیم اور اسماعیل کی زمین پر تو حملہ کرتا ہے، لتاڑتا ہے، ابراہیم جو ساری ملتوں کا مقتدا ہے، عیسائیوں کا بھی مقتدا ہے، یہودیوں کا بھی مقتدا ہے، ہندوستان کے برہمن ہندو بھی ان کا نام عظمت سے لیتے ہیں، اس ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی زمین کیساتھ وہ کیا

al-003

کرر ہے ہے'؟ اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی سرزمین کیساتھ کیا کر رہا ہے؟ اسحاق اور یعقوب کی سرزمین کیساتھ کیا کر رہا ہے؟ وہ ان کے مقتدا ہیں' انکے مذاہب کے پیشوا ہیں لیکن ان کو کوئی ترس نہیں آتا ہے' عزت اور عظمت کا کوئی پاس نہیں ہے۔

وہ سیدنا علیؓ اور سیدنا حسینؓ کی سرزمین ہے۔ وہ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی سرزمین ہے۔ وہ حسن بصریؒ اور اولیا اللہ اور انبیاء کی سرزمین ہے۔ اس سے عیسائیوں کے جذبات، یہودیوں کے جذبات، انسانی تہذیبوں کے جذبات بھی وابستہ ہیں۔ انسانی تہذیب کا آغاز عراق کی سرزمین سے ہوا۔ انسانیت کی روشنی وہاں سے چلی۔ بابل اور نینوا تہذیب وہاں سے چلی۔ اب اسے ان چیزوں کی پروا ہی نہیں ہے۔ ہمیں تو اپنے گھر کی فکر ہونے چاہیے۔ اسے کوئی پروا نہیں ہے۔ ہم اس کے کوئی رشتہ دار تو نہیں ہیں کہ وہ ہم پر حملہ نہیں کرے گا۔ یہ ہمارے چند وزراء کی خوش فہمی ہے۔ کہ ہماری باری نہیں آئے گی۔ بھائی! کیا تمہارے ساتھ ان کا کوئی معاہدہ ہوا ہے! کوئی رشتہ ہے انکے ساتھ یا کوئی تعلق ہے۔ ہم ان کے کچھ بھی نہیں لگتے۔ خدا نے کہا ہے کہ یہ تمہارے رشتہ دار نہیں بن سکتے۔ یہ آپ پر حملہ آور ہوگا۔ اب ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمیں پاکستان کو کیسے بچانا ہوگا۔ ان کا مہلک ہتھیاروں کا ڈھنڈورا فرضی ڈھنڈورا تھا۔ عراق چیخ رہا ہے۔ اسے پتہ ہے کہ ہتھیار نہیں ہیں۔ لیکن اس نے شور مچایا۔ یہاں انسپکٹر بھیج دیئے گئے۔ دو تین سال سے یہاں انسپکٹر بھیجے گئے' وہ بے غیرت ڈرپوک تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کہیں ہتھیار ہیں یا نہیں۔ اب اسے یقین ہو گیا کہ ہتھیار نہیں ہیں۔ اس لئے اب وہ وہاں گھس آیا ہے' اگر اسے پتہ ہوتا کہ وہاں مہلک ہتھیار ہیں تو وہاں کبھی داخل نہ ہوتا' لیکن ہمارے بارے میں تو اسے قطعی یقین ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم ہے تو وہ اس ایٹم بم کو کیسے چھوڑے گا' میں آپ کا زیادہ قیمتی وقت نہیں لینا چاہتا' میرا خیال تھا کہ آج ہم بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے اور پھر اس پر اپنے خیالات کا تفصیلی اظہار کریں گے' بہر حال ہمارے دو فاضل مقررین نے تفصیل سے اس پر بحث کی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پاکستان کے تحفظ' بقاء' سلامتی' اور آزادی کا مسئلہ سمجھنا چاہیے۔ دشمن کو وہاں کس طرح روکا جائے' اس کے بارے میں پورے عالم اسلام کو سوچنا چاہیے۔

جناب والا! اگر ہم سربراہ کانفرنس بلا سکتے ہیں تو اسلامی ممالک کی سربراہی

al-003

کانفرنس بلائیں' پاکستان اس سلسلے میں پیش رفت کرے' ہمارے جمالی صاحب اس کے میزبان بنیں۔اس کے لئے کوشش کریں' تاریخ میں اپنی بقاء کا' اپنی عزت ووقار کو بچانے کا یہ ایک اہم موقع ہے۔اس وقت ہمارے دوسرے سارے مسائل ثانوی ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اب مزید جمہوری انداز میں آگے آئے اور اپوزیشن کے قریب آجائے۔ہمارے جو چھوٹے چھوٹے مطالبات L.F.O کے بارے میں ہیں ان کو فوری طور پر منظور کر لے تا کہ پوری یکجہتی' ہم آہنگی اور مکمل مفاہمت کے ساتھ' جسد واحد بن کر سارے حالات کا سامنا کر سکیں' میں یہاں یہ عرض کر دوں گا کہ اس مسئلہ پر جلد بازی نہ کی جائے یہ اجلاس جتنے دن چاہے جاری رکھیں' کسی نے کہا کہ یہ آج بارہ بجے تک چلے گا۔میں نے کہا کہ نہیں اسے چلنا چاہیے۔لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم اپنا فرض کس طرح پورا کرتے ہیں' اگر یہ اجلاس تین دن' چار دن' پانچ دن بھی چلانا پڑے تو چلائیں کیونکہ جب تک ہماری تشفی اور تسلی کے مطابق سب حالات پر بات نہ ہو جائے آپ اسے جاری رکھیں' بعد میں خدا کرے کہ ہم ایک متفقہ اور مشترکہ قرارداد پر راضی ہو جائیں' مجھے امید ہے کہ ایسا ہوگا اور ہم ایک متفقہ اور مشترکہ قرارداد پاس کریں گے۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

پاکستان عالمی دہشت گردی کے نرغے میں

امریکی ٹیلی ویژن پی بی ایس (PBS) کو دیا گیا انٹرویو

مولانا سمیع الحق کے داخلی خارجی صورتحال، ایٹمی سائنسدانوں کی تفتیش، پاک و ہند امن مذاکرات، مسئلہ کشمیر، صدر پاکستان پر قاتلانہ حملے، دینی مدارس اور تنظیموں پر پابندی وغیرہ حساس مسائل پر انٹرویو امریکہ کے شہرہ آفاق ٹی وی چینل پی بی ایس (پبلک براڈ کاسٹنگ سسٹم) کو انٹرویو معروف صحافیہ مس شرمین عبید نے لیا جو اس مقصد کے لئے مختصر دورے پر امریکہ سے آئی تھیں۔ یہ انٹرویو 11 فروری 2004ء کو مولانا کی رہائش گاہ پر لیا گیا۔

ملاقات: شرمین عبید اور ٹی وی ٹیم

انٹرویو: 11 فروری 2004ء

P B S	SHARMEEN OBAID
Public Broadcasting System	Writer/Documentary Producer
Tel: 610-248-7494(USA)	
0300-8228770 (Pak)	
sharmeenobaid@hotmail.com	

صدر پر قاتلانہ حملے:

س: مولانا! آپ بتائیں کہ صدر پرویز مشرف کی زندگی پر اتنے حملے کیوں ہو رہے ہیں؟

ج: وہ دوطرفہ دباؤ کے شکار ہیں' بیرون ملک جو اسلام دشمن قوتیں ہیں وہ سب عالم اسلام کے خلاف اکٹھی ہوگئی ہیں' خاص طور پر انہوں نے پاکستان کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اور وہ ہمارے صدر پرویز مشرف پر دباؤ ڈال رہے ہیں اور ان سے وہ کام کروانا چاہتے ہیں جو کہ ہمارے ملک کے مزاج' نظریہ' تاریخ اور اس ساری صورتحال کے ساتھ جوڑ نہیں کھاتے۔ اب ایک راستہ تو یہ تھا کہ صدر مشرف ڈٹ جاتے اور استقامت کی راہ اختیار کرتے اور وہ کہتے کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں' ہماری اپنی ایک شناخت اور تشخص ہے۔ آپ کے دباؤ پر ہم سب کچھ تبدیل نہیں کر سکتے۔ آپ ہمیں آزاد اور خوددار قوم کی حیثیت سے اپنے حال پر چھوڑیں' آپ کے ساتھ دوستی رہے گی لیکن ہم سے وہ کام نہ کروائیں جو ہمارے مزاج تشخص' دین' آزادی اور خودداری کے منافی ہوں۔ لیکن وہ بیچارہ یا تو اپنے آپ کو حالات میں پھنسا ہوا سمجھتا ہے۔ یا وہ سمجھتا ہے کہ موجودہ راستہ اختیار کر کے میں ملک کو بچا سکوں گا۔ دوسری طرف وہ طبقے ہیں جو ان اقدامات سے ناخوش ہیں' جنہوں نے افغانستان میں قربانیاں دیں' عراق کی صورتحال اور امریکی عزائم ان کے سامنے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح تو ہماری آزادی سلب ہو رہی ہے۔ وہ امریکہ کے ظالمانہ اور جارحانہ ظلم و بربریت کا شکار ہو رہے ہیں تو ایسے لوگ ردعمل میں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ مگر انہیں ابتک بے نقاب نہیں کیا جاسکا۔ یا پاکستان دشمن بیرونی قوتیں ہیں جو اس صورتحال سے فائدہ لینا چاہتی ہیں۔ اور پرویز مشرف کو نشانہ بناتی ہیں' تاکہ پاکستان میں عدم استحکام ہو اور رہا سہا سیاسی سٹ اپ بھی تہس نہس ہو جائے۔ چکی کے ان دو پاٹوں میں وہ بیچارہ پس رہا ہے۔ اس کو خودداری کا راستہ اختیار کرنا چاہیے تھا دشمن کو سمجھنا چاہیے تھا کہ ہمارے ہاں قوم کا ایک خاص مزاج ہے' دینی مزاج ہے اور دینی قوتیں ہیں' پارلیمنٹ ہے' اس سب کچھ سے بالا بالا ہم آپ کی مرضی پر نہیں چل سکتے۔ اس سے بھی پہلے یہ دباؤ تھا نواز شریف اور بے نظیر کے زمانہ میں حکمرانوں سے پالیسیاں بنوائی جارہی تھیں مگر وہ ذرا احتیاط سے اور قوم سے ڈرتے ہوئے کچھ اقدامات کرتے تھے۔ مگر موجودہ صدر صاحب کا انداز یہ ہے کہ وہ بہت جلد ہی ان کی باتوں میں او ردباؤ میں آجاتے ہیں یا انکا خیال ہے کہ اس طرح میں ملک کو بچالوں گا' ورنہ تو یہ ملک بھی کھنڈر بن جائے گا۔

پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اور درپیش خطرات:

س: آپ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ پاکستان کے نیوکلئیر سورسز پر نظریں جمائے ہوئے ہے؟

ج: اب سے نہیں بلکہ بہت پہلے سے جب پاکستان نے اس کے بنانے کا ارادہ کیا تھا اسی وقت سے امریکہ کو یہ برداشت نہیں تھا وہ کسی بھی اسلامی ملک کو دفاعی لحاظ سے مستحکم نہیں دیکھنا چاہتا اس کا جو پروگرام اور منصوبہ ہے پورے عالم اسلام پر قبضہ اور کنٹرول کرنے' اور غلام بنانے کا ہے تو وہ اب برداشت کرے گا کہ ہمارے پاس کوئی ایک بندوق بھی ہو' ایٹم بم تو بڑی بات ہے اسوقت بڑی حکمت عملی سے ہمارا یہ پروگرام چل پڑا' امریکہ کو پتہ بھی چلا لیکن وہ عالمی صورتحال اور افغانستان کے اندر رشین وار کے دوران سمجھتا تھا کہ پاکستان کو ناراض نہیں کرنا چاہیئے' بہر حال جو بھی حالات تھے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا ماحول بنایا کہ یہ سب کچھ امریکی سمجھتے ہوئے بھی پی گئے۔ لیکن وہ اس تاک میں تھے کہ کسی وقت اس سارے پروگرام کو سمیٹا جائے۔ اب ۱۱ ستمبر کے بعد کے حالات آپ کے سامنے ہیں کہ کہاں کہاں اس کے منفی اثرات پڑے ہیں' افغانستان تباہ و برباد ہو گیا اس کی آزادی چھین لی گئی یہ سب کچھ دنیا دیکھ رہی ہے اور سمجھتی ہے کہ زیادتی ہو رہی ہے۔ عراق کے ساتھ جو کچھ ہوا' عراق کو جبراً قبضہ کیا گیا نہ تو وہاں کوئی مہلک ہتھیار تھے نہ کچھ اور اب صدر بش بھی دبے الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ یہاں پر مہلک ہتھیار تو نہیں تھے مگر اس کے بنانے کی سوچ پیدا ہو گئی تھی یعنی کسی ذہن میں آنے والی چیز پر بھی وہ سیخ پا تھے اور اسے قابل ہلاکت سمجھتے تھے۔ ایسے حالات میں اگر یورپین اور امریکی اقوام باضمیر ہوتے اور بیدار ہوتے' ظلم کے خلاف آواز اٹھا سکتے تو انہیں بش کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہیے تھا کہ اب تو آپ کا اعتراف آ گیا کہ کچھ نہیں تھا تو کیوں ایک آزاد قوم کو آپ نے تباہ کر دیا اسکو ملزموں کے کٹہرے میں لانا چاہیے تھا۔

پاکستان کا تو سب کچھ چھن گیا:

بہر حال عراق کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ بھی دنیا نے دیکھ لیا لیکن پاکستان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ دنیا کو نظر نہیں آ رہا ہے اور نہ اس پر دنیا میں کوئی چیخ و پکار سننے میں آ رہی ہے جبکہ ہماری حالت افغانستان اور عراق سے بھی بدتر کر دی گئی۔ بغیر توپ و ٹینک اور بموں کے ہمارے ساتھ وہ کچھ ہوا جو دنیا محسوس نہیں کر رہی ہے جبکہ ہمارا تو سب کچھ چھن گیا۔ ہماری سالمیت' خودمختاری' آزادی

بالکل ختم ہوگئی۔عراق اور افغانستان سے زیادہ تباہی ہم پر آئی ہے۔ ۵۷ ہزار سے زیادہ پروازیں یہاں سے ہوئیں اورافغانستان کوتباہ و برباد کردیا گیا۔امریکہ کوخوش کرنے کے لئے ہم ایک ایک کو چُن چُن کر بے گناہ پکڑتے ہیں' کسی عدالت میں پیش نہیں کرتے اوراس کوگوانتانامو پہنچادیتے ہیں۔ خودحکومت یہ اعتراف کرتی ہے کہ تقریباً 600 آدمیوں کوہم نے امریکیوں کے حوالے کردیااور پھر F.B.I یہاں پردندناتی رہی۔ہمارے ایک درجن کے قریب چھوٹے بڑے ہوائی اڈے اب تک ان کے قبضے میں ہیں اور جہاں وہ چاہتے ہیں آپریشن شروع ہو جاتا ہے۔وانا اورقبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن آپ کے سامنے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ آزادی اورخودمختاری توبڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔وہ ساری چھن گئی اس کودنیادیکھتی ہی نہیں توہمارے ساتھ بھی بغیر گولی چلائے وہی سلوک ہوا ہے جوعراق اورافغانستان کے ساتھ ہوا۔اب اس ساری صورتحال کے پس منظر میں امریکہ چاہتا ہےاور اس کی ساری تگ ودووغوغا آرائی جو ہے یہ اس ایٹمی پروگرام کوبھی سلب کرنے کی ہے کبھی وہ موسم بہار کے آپریشن کی بات کرتا ہے کبھی کوئی اور ایک شخص (اسامہ بن لادن) کوآڑ بنا کراس نے پوری دنیا کو تباہ وبربادکرکے رکھ دیا اب بھی اسی شخص کی آڑ میں وہ کہتا ہے کہ بہت بڑا آپریشن کروں گا جسے بہار آپریشن کا نام دیا جارہا ہے اس وقت ایٹمی سائنسدانوں کے بارے میں جودباؤ ہے تو میں نے سنا ہے کہ ۱۵۔۱۶ سال سے امریکہ کوسب کچھ پتہ تھا تو وہ خاموش کیوں تھا اس نے کوئی شورنہیں مچایا نہ کسی حکومت پراعتراض کیا' اس کو پتہ تھا کہ حالات ایسے نہیں ہیں کہ میں پاکستان کا ایٹم بم اور ایٹمی صلاحیت سلب کرسکوں۔کسی موزوں وقت کے انتظار میں تھا کہ یہ وہ مسئلہ اٹھا سکے۔خود پرویز مشرف نے بھی کہا ہے کہ پندرہ سال سے ان کومعلوم تھا تو یہ کیوں خاموش رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ۱۵ سال تک اس لئے خاموش تھے کہ وہ اس مسئلہ کوچھیڑنے کی ہمت نہیں کرسکتے تھے نہ ایٹمی سائنسدانوں کورسوا کرسکنے کی جرات کسی کوہوسکتی تھی۔ پرویز مشرف کی پالیسیوں سے ان کوحوصلہ ملااورافغانستان و عراق کی تباہی کے پس منظر میں وہ سمجھ گئے کہ ایک اچھا موقع ہےاوریہی وقت ہے کہ جوکچھ کروانا چاہو مگر میں سمجھتا ہوں کہ آگے جاکرمختلف دباؤ ڈالیں گے' یہ وہ دباؤ ڈال کرکہیں گے کہ اچھا ہم ایٹمی صلاحیت کے ساتھ نہیں چھیڑتے لیکن یہ موسم بہار کا آپریشن اوراس طرح کے دیگرسب کاموں میں ہمارا ساتھ دواس میں امریکی فوجی آئیں گےاورپھرامریکی صرف افغانستان تک محدودنہیں رہیں گے'

وہ قبائل میں بھی گھسیں گے اور جیسا کہ فوج کا ایڈوانس جاری رہتا ہے وہی صورت پیدا ہوسکتی ہے پھر کیا گارنٹی ہے کہ وہ ہماری سرحدات کے اندر داخل ہو کر قریبی علاقے نہ لتاڑیں۔

یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا؟

جب یہ مقصد حاصل ہو جائے گا تو پھر دوبارہ متوجہ ہو جائیں گے کہ آپ یہ ایٹمی صلاحیت ہمارے حوالے کر دو کیونکہ سائنسدان بھی قابل اعتماد نہیں رہے۔ تمہارے اب تک کے سارے جرنیل اور حکمران بھی قابل اعتماد نہ تھے تو اب غیر محفوظ ہاتھوں میں ہے اور ہم اسے غیر محفوظ ہاتھوں میں نہیں چھوڑ سکتے تو نتیجہ بالآخر یہی ہوگا کہ دنیا کے ایک واحد اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت بالاخر سلب کر دی جائے گی اور چھین لی جائے گی یہ ایک واضح پلاننگ ہے۔ صدر صاحب اس ساری صورتحال کو کیوں نہیں سمجھ رہے ان کو اس بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ اچھالا گیا ہے جو اگر جرم تھا تو ساری دنیا میں ہو رہا تھا ایٹمی پھیلاؤ کا سلسلہ اور ساری دنیا میں جاری ہے اور اس پھیلاؤ میں سب سے زیادہ حصہ یورپین ممالک نے لیا ہے۔ آج ہی صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ خود امریکہ ایٹمی پھیلاؤ میں ملوث ہے۔ ایٹمی پھیلاؤ ہی تھا کہ اس نے اسرائیل کو ایٹمی صلاحیت دی پھر بھارت اور اسرائیل نے ایٹمی صلاحیت کے تبادلے کئے، روس بھی بیچ میں ان کے ساتھ برابر کا شریک تھا تو اگر یہ جرم تھا تو پھر یہ سارے مجرم کیوں نہیں پکڑے جاتے اور سوویت یونین کی شکست کے بعد مجھے معلوم ہے کہ پشاور اور کابل اور مختلف علاقوں میں لوگوں نے سروں پر سامان اٹھایا ہوا تھا اور پھر کر آوازیں دے رہے تھے کہ افزودگی کا سامان لے لو افزودگی کا سامان لے لو، سنٹرل ایشیا کی روسی ریاستوں، قازقستان، تاجکستان وغیرہ اور ان علاقوں میں ساری ایٹمی مواد اور وسائل گلی گلی بازاروں اور مارکیٹوں میں خفیہ اور اعلانیہ نیلام ہو رہے تھے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت یہ لوگ (امریکہ) بے مقصد ایک شور اٹھائے ہوئے ہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے اگر پاکستان کے ساتھ ایسا ہوا تو پھر عالم اسلام کے کسی بھی ملک کا مستقبل محفوظ نہیں ہوگا۔

اسلامی بم:

س: مولانا! آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان چونکہ اسلامی ملک ہے اس لئے وہ ہماری ایٹمی صلاحیت نہیں برداشت کرتے اور اگر ہم مسلمان نہ ہوتے تو پھر وہ ہمیں چھوڑ دیتے؟

ج: بالکل یہ بات واضح ہے کیونکہ جب یہ ایٹم بم بنا تو انہوں نے اسلامی ایٹم بم کا نام دیا اسی وقت ان کے اندر کی خباثت اور اسلام دشمنی باہر آ گئی۔ حالانکہ بم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا کیونکہ اس سے پہلے امریکہ کا بم بنا تھا تو اسے عیسائی بم نہیں کہا گیا' چین کا ایٹم بم بنا تو کمیونسٹ بم نہیں کہا' اسرائیل کا بنا تو یہودی بم نہیں کہا' بھارت نے بنایا تو ہندو بم نہ کہا اور جب ایک مسلمان ملک نے بنایا تو وہ ''مسلمان بم'' ہوگیا۔ اس وقت سے انہیں یہ ہضم نہیں ہو پا رہا۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کے بالکل بھیڑ بکریوں کی طرح ہاتھ پاؤں بندھے رہیں جب بھی ہم چاہیں تو انہیں ذبح کر دیں۔ ظاہر بات ہے کہ دشمن یہ نہیں برداشت کر رہا تھا مگر یہ تو اللہ تعالیٰ نے پاکستان پر ایک احسان کیا کہ اتنی بڑی نعمت ایٹمی توانائی کی دیدی مگر اس نعمت کی اگر ہمارے حکمران قدر نہ کریں تو یہ خودکشی ہوگی اپنے پاؤں خود کاٹنے والی بات ہوگی۔

موجودہ پالیسیاں اور پاکستانی قوم:

س: آپ کے خیال میں کیا پاکستانی عوام صدر مشرف سے خوش ہیں؟

ج: جو لوگ حکومت کے قریب ہیں اور اس میں شامل ہیں اور ان کے مفادات ہیں اور وہ دباؤ میں ہیں کہ اگر ہم مخالفت کریں گے تو احتساب کے نیب کا پھندا ہمارے گلے پڑ جائے گا اسی طرح جو کرپٹ لوگ ہیں اوپر کی سطح پر تو وہ بھی دل میں سمجھتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے اچھی پالیسی نہیں ہے۔ لیکن وہ مجبوراً اس کے ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ لیکن عوام جو ۹۵٪ ہیں وہ ان ساری پالیسیوں سے سخت بیزار ہیں وہ امریکی چالبازیاں اور سازشیں سمجھ چکے ہیں۔ CNN نے سروے کیا تھا اس میں ۹۰ یا ۹۵ فیصد لوگوں نے امریکی پالیسیوں سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر عبدالقدیر اور سائنسدانوں سے سلوک:

اس وقت جو ایٹمی سائنسدانوں کے ساتھ اور خاص کر ڈاکٹر عبدالقدیر کے ساتھ ہوا اس سے پوری قوم سکتے کی حالت میں ہے اور لوگ خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ آپ بازار میں جائیں یا کسی ہوٹل میں یا بار بر شاپ میں کہیں جائیں ہر جگہ یہی گفتگو ہو رہی ہے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے' ہمارا سب کچھ لٹ گیا اور آزادی سلب کی گئی کوئی بے بصیرت انسان بھی تو ایسا نہیں ہوگا جو کہ خود اپنے ہاتھ پاؤں باندھ لے اور دشمن سے کہے کہ آؤ جو کچھ کرنا ہے کرو۔ ایٹمی ہتھیار پھیلانے کی کچھ باتیں سامنے

آ ئیں گی تو میڈیا وار کا دور ہے تو ان کی طرف اپنی توپیں کھولنے کی بجائے اپنی طرف کھولیں ورنہ ان پر الزامی یلغار کیا جاتا کہ تم نے ان ان مواقع پر یوں یوں کہا' تمہارے سائنسدانوں نے یہ سب کچھ کیا ہے' یورپ نے ایٹمی ہتھیار اور جوہری صلاحیتوں کا بازار گرم کیا اور بروکر بن گئے۔ اور تم لوگوں نے اور اسلام دشمن قوتوں نے خود ایک دوسرے کو ایٹمی صلاحیت دی اس طرح جوابی وار ہونی چاہیے تھی۔

<u>پاک و ہند دوستی اور امن مذاکرات:</u>

س: آپ کے خیال میں انڈیا کے ساتھ دوستی کا جو سلسلہ چل رہا ہے تو کیا یہ یوں ہی چلتا رہے گا یا پچھلی دوستیوں کی طرح ختم ہو جائے گا؟

ج: اصل میں جو بنیادی چیز ہے جب تک وہ بیچ میں پڑی رہے گی۔ جو تنازعات کی بنیاد ہے۔ لوگوں کے جھگڑے ہوتے ہیں تو حل کرنے کے لئے پہلے وہ چیز لی جاتی ہے جس پر جھگڑا ہوتا ہے ایک کنویں میں جب تک پلید چیز پڑی رہے گی جس نے سارا ماحول خراب کیا ہوا ہے اور بدبو پھیلی ہوتی ہے اور پلیدی پانی میں سرایت کر گئی ہے۔ اب اس کنویں سے جتنے بھی ڈول نکالو یا واٹر پمپ لگاؤ اور جتنا بھی پانی نکالو مگر یہ کنواں پلید اور ناپاک ہی رہے گا جب تک وہ پلید چیز بیچ میں پڑی رہے گی۔ اور نکالیں گے نہیں تو آخر تک پلید رہے گا۔

<u>کشمیر اور بنیادی اصول سے انحراف:</u>

اسی طرح ہماری بنیادی وجہ نزاع کشمیر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مغرب اور ساری دنیا اصل چیز کے بارے میں نہیں سوچتی کہ ہمارا جھگڑا کس بات پر ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک زمین کے حدود متعین کرنے کا مسئلہ ہے یا بارڈر کا مسئلہ ہے یا جغرافیائی لحاظ سے جھگڑا ہے ایک جگہ پر وہ قبضہ کا دعوی کر رہے ہیں اور ادھر ہم کر رہے ہیں' لوگ اس مسئلہ کو اس حد تک محدود سمجھتے ہیں لیکن یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ بنیادی اصول کا اصولاً جب پاکستان بن رہا تھا تو خود انگریزوں اور تمام قوتوں نے فریقین سے یہ فارمولہ طے کیا کہ برصغیر میں جہاں مسلمان اکثریت ہوگی تو وہ مسلمانوں کے ساتھ ہوگا اور اگر ہندوؤں کی اکثریت ہے تو ہندوؤں کے ساتھ رہے گا۔ تو یہ فارمولہ طے پا گیا کہ جہاں جس قوم کی اکثریت ہوگی وہ حصہ انہیں دے دیا جائے گا۔ خود پاکستان میں بھی اسی بنیاد پر فیصلہ ہوا' صوبہ سرحد میں کانگریس کی حکومت تھی اور یہاں پر مسلمانوں کی اکثریت تھی تو اس فارمولے کے مطابق سرحد میں بھی

ووٹنگ ہوئی، ریفرنڈم ہوااور سرحد کےلوگوں نے اکثریت سے کہہ دیا کہ ہم نے پاکستان کے ساتھ رہنا ہے۔اسی فیصلہ کے مطابق سرحد پاکستان میں شامل ہوا۔سندھ میں بھی قرارداد پاس ہوئی۔اور سندھ اس بنیاد پر بھارت کے بجائے پاکستان کے ساتھ شامل ہوا' یہی بات کشمیر میں بھی ہونی چاہیے تھی لیکن وہاں اس فارمولے کو بالکل نظر انداز کیا گیا۔وہاں کا راجہ ڈوگرہ تھا' ہندو تھا' اس کا قبضہ اور تسلط تھا تو ہندو ہونے کی وجہ سے اس نے خود اپنی ریاست ہندوؤں کے حوالہ کردی۔اسطرح وہاں یہ فارمولہ پامال ہوا۔بات استصواب رائے کی ہوئی تھی وہ پاکستان میں بھی ہوااور بھارت میں بھی' لیکن کشمیر اسی طرح رہ گیا یہ ریاست ان کے حوالہ کردی گئی جبکہ مسلمان اکثریت میں تھے۔چنانچہ پاکستان سے ایک تحریک اٹھی کشمیر کے لئے لوگ چل پڑے اور جہاد شروع ہوا۔قیام پاکستان کے فوراًبعد قبائل اور یہ سرحدی ریاستیں اس کے لوگ تھے اس طرح ایک یلغار کشمیر پر ہوگئی اس نے کشمیر کے کافی علاقے لداخ' گلگت وغیرہ قبضہ بھی ہوگئے۔تب ہندوؤں کو سوچ آئی کہ اس طرح تو سارا کشمیر ہم سے چھن جائے گا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے تو بڑی عیاری سے جنگ بند کرادی گئی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے خود کہا کہ جنگ بند کراؤ میں خود اقوام متحدہ میں اس مسئلہ کو لے کر جاتا ہوں اس کے ذریعہ ہم فیصلہ کریں گے' وہ بڑے شاطرانہ طریقہ سے یہ مسئلہ ادھر لے گیا۔پھر اقوام متحدہ نے خود فیصلہ دیا کہ کشمیر میں بھی پاکستان اور ہندوستان کی طرح استصواب رائے ہونی چاہیے۔اس طرح سے یہ سلسلہ چلا مگر اب تک بنیادی اصول پائمال کئے جاتے رہے اور کشمیر پر وہ قابض ہیں لوگ چیخ رہے ہیں کہ اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کراؤ لیکن وہ تیار نہیں ہیں نہ مغرب اور نہ امریکہ دباؤ ڈالتا ہے امریکہ تین چیزوں کا بڑا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔

<u>امریکہ تینوں اصول پامال کررہا ہے:</u>

(۱) انسانی حقوق کا جہاں وائلیشن ہوتا ہے وہ طوفان مچاتا ہے یا ہوتا ہے یا نہیں خود جا کر وائیلیشن کرتا ہے۔انسانی حقوق کے تحفظ کے نام پر اس کیلئے بڑا چیختا چلاتا ہے' ہم کہتے ہیں کہ بڑی اچھی بات ہے انسانی حقوق کا تحفظ ساری انسانیت کا مسئلہ ہے۔

(۲) دوسری چیز جمہوریت ہے جس کا بڑا علمبردار بنتا ہے ۔ساری دنیا میں جمہوریت کا شوروغوغا ہے کہ جمہور جو کچھ چاہتے ہیں وہی ہونا چاہیے۔

(۳) تیسری چیز جسے اس نے بڑا بت بنایا وہ ایک بڑا معبود اور مقدس گائے وہ اقوام متحدہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ ساری دنیا میں فیصلے ان تین اصولوں کے ماتحت ہوں۔ انسانی حقوق کا وائیلیشن نہ ہو۔ دوسری بات یہ جمہوری طریقہ سے فیصلے ہوں۔ تیسری بات یہ کہ اقوام متحدہ کو مکمل اختیار ہو لیکن عملاً وہ ان تینوں اصولوں کو کشمیر کے سلسلہ میں پامال کر دیتا ہے۔ دیکھئے کہ انسانی حقوق کے اعتبار سے وہاں ۹۰ ہزار افراد شہید ہوئے' بچے یتیم ہوئے' عورتیں بیوہ ہوئیں' عورتوں کی عصمت دری ہوتی ہیں' اور کشمیری شکنجے میں ہیں۔ اسلام کو چھوڑ یئے ریاست کو چھوڑ یئے جو انسانی حقوق کا وائیلیشن ہو رہا ہے دنیا میں اس کی کوئی مثال ہے؟ سات لاکھ ہندو فوجی ان کے سینوں پر بیٹھے ہیں اور وہ جو کچھ چاہ رہے ہیں کر رہے ہیں اور آپ دیکھتے رہتے ہیں۔ دوسری بات آتی ہے جمہوریت کی' دنیا میں ہم جمہوریت اور ووٹنگ کے ذریعہ ہر فیصلہ کر سکتے ہیں' ساری دنیا کو یہ حق حاصل ہے تو کشمیریوں کو یہ حق کیوں حاصل نہیں ہے کہ وہ جمہوری اصولوں اور قدروں کے مطابق فیصلہ کرے جس کا نام استصواب رائے بھی ہے' خود اقوام متحدہ ۱۹۴۸ء میں فیصلہ دے چکا ہے مگر امریکہ کو اقوام متحدہ کا فیصلہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ قرارداد بہت پرانی ہو گئی اور یہ یہی اقوام متحدہ تھا جس کی قرارداد عراق کے بارے میں آئی اور امریکی مقاصد تھے تو عراق پر منٹوں اور سیکنڈوں میں پابندی لگ گئی' یہی قرارداد جب افغانستان پر پابندیاں لگانے کے بارے میں آئی تو دس بیس دنوں کے اندر یہ جبری لاگو بھی کر دی گئی۔ اور یہی قرارداد مشرقی تیمور کے بارے میں آئی تو وہ چند ہفتوں میں پاس کروا کے بندوق کی نوک سے اس کو نافذ کروایا گیا اور اپنا سب سے بڑا اسلامی سٹیٹ انڈونیشیا اس طرح سے دولخت کیا گیا اور جب یہاں قرارداد آئی تو یہاں کشمیر میں چونکہ مسلمان ہیں تو جس قرارداد سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ تو ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جاتی ہے۔ اور جس قرارداد سے اسلام دشمن قوتوں کو فائدہ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے وہ منٹوں میں لاگو کروایا جاتا ہے۔ اب کہا جا رہا ہے کہ یہ قرارداد کشمیر کے بارے میں ۱۹۴۸ء کی ہے جو بوسیدہ اور پرانی ہو چکی ہے جبکہ قرارداد ایک معاہدہ ہوتا ہے علوم عمرانی میں ہے کہ دو حکومتوں کے درمیان جو بھی باتیں اور معاہدے طے ہو گئے اس کو لاگو کرنا ہو گا۔ وہ جتنی پرانی کیوں نہ ہو جائیں پھر تو اس طرح کوئی تو جابر قوت ہر قرارداد کو روک دیا کرے گی۔ اگر اور قرارداد نافذ العمل کئے جا سکتے تھے تو اسے کیوں نافذ نہیں کروایا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاک بھارت جنگ ختم ہونی

چاہیے' دونوں کونقصان ہے' دونوں ملک افلاس اورغربت اورتباہی کی طرف جار ہے ہیں' دونوں ملکوں کی صلاحیت اوروسائل ۷۰ فیصد فوج کھارہی ہیں۔

قیام امن کی لاحاصل کوششیں:

جنگ ختم ہونی چاہیے اورامن قائم ہونا چاہیے لیکن امن تب ہوگا جب اصل مسئلہ حل ہوگا حال ہی میں سارک کانفرنس کے موقع پر واجپائی کے ساتھ بات چیت' ملاقاتیں ہوئیں' معانقے اور دعوتیں ہوئیں یہ سب کچھ ایک دباؤ کا نتیجہ تھا لیکن بنیادی بات چھیڑی ہی نہیں گئی تو جب تک بنیادی بات بیچ میں نہیں لائی جائے گی تو وہ قوم جسے غلام بنایا گیا ہے کس طرح آرام سے بیٹھے گی وہاں تو پھر بھی تحریک جاری رہے گی۔ہم دستبردار بھی ہو جائیں لیکن اصل مسئلہ تو کشمیری قوم اورایک ریاست کی غلامی کا ہے' وہ تو تحریک چلاتے رہیں گے' اور بھارت پھر پاکستان پر الزام لگائے گا کہ یہ دہشت گردی اور دراندازی ہے' پھر تعلقات خراب ہوں گے تو ساری مشقت اورایکسرسائز بے فائدہ ہو جائے گی۔ تو اب خدا کیلئے انکو سوچنا چاہیے کہ بنیادی مسئلہ حل کیا جائے' جہازوں' ٹرینوں' ریلوں اوربسوں کے آنے جانے سے تو جھگڑے حل نہیں ہوتے۔اس حالت میں تو ۵۰۔۵۵ سال گزرے۔اس وقت ہمیں معلوم نہیں کون کون سے آپشن زیرتجویز ہیں لیکن اگر یہ سب کچھ امریکی دباؤ پر ہورہا ہے اور امریکی ایجنڈا ہے تو وہ ہمارے لئے سراسر گھاٹے کا سودا ہوگا ہمیں خطرہ ہے کہ کشمیر کے ایک حصہ کو آزاد چھوڑ کر امریکہ اسے اپنی سازشوں کی آماجگاہ بنادے گا اور جیسا کہ اسرائیل مشرق وسطی میں عربوں کیلئے ایک ناسور بنادیا گیا کشمیر میں بھی ایک دوسرا ناسور آس پاس کے ممالک کیلئے پیدا کردیا جائے گا جس سے چین تک کے علاقے نشانہ بنائے جاتے رہیں' یہ صورتحال پاکستان کے لئے تو ہے ہی خطرناک بھارت بھی ہروقت امریکی دباؤ اورسازشوں کی زد میں رہے گا۔

مظلوم دینی اور جہادی قوتوں کو دبانے کا ردعمل:

س: صدرمشرف نے بہت ساری جہادی تنظیموں کے آفسوں پر تالے لگوا دیئے بہت سارے لوگوں کو گرفتار بھی کیا مگر پھر بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اور بھی زیادہ تنظیمیں بن رہی ہیں اورلوگ بھی اس میں شامل ہورہے ہیں تو یہ کیوں ہورہا ہے؟

ج: دو طبقے ہیں ایک ظالم اور دوسرا مظلوم۔اس وقت امریکہ اور ساری مغربی قوتیں ایک ہوگئی

ہیں وہ ظالم ہیں اور ہم لوگ مسلمان جو آزاد ملک ہیں' حکمرانوں سے ہٹ کر عوام وہ سراسر مظلوم ہیں ان کے ساتھ ظالم قوت جو کچھ کروانا چاہتی ہے کرتی ہے اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو آلہ کار بنایا گیا ہے انہی کے ذریعہ کرواتی ہے ڈاکہ بھی ڈالتی ہے تو ہمارے گھر کے چوکیداروں کو ساتھ ملا دیتی ہے۔ تو مظلوم کو جتنا بھی دباؤ گے تو ظلم کے خلاف اس کی چیخ و پکار اسکی جدو جہد اور سٹرگل مزید بڑھے گی اگر بلا وجہ ایک طبقہ کو ایک تنظیم کو دشمن کے کہنے پر دبایا جائے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ مظلوم قوم جب تک زندہ ہے اور جب تک انسان انسان ہے تو وہ غلامی کیلئے اتنی آسانی کیساتھ تیار نہیں ہو سکے گا۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا معافی نامہ

س: ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ٹی وی پر جو معذرت کی تھی کہ اس نے نیوکلیئر سیکرٹ بیچے تھے تو کیا اس سے ملک شرمندہ ہو گیا ہے؟

ج: نہیں عوام سمجھتے ہیں کہ اس سے یہ سب کچھ جبری کروایا گیا۔ پہلے اس کو رسوا کروایا پھر یہ خود دلدل میں پھنس رہے تھے تو اپنے آپ کو بچانے کے لئے جو ملبہ ان پر گرنے والا تھا انہوں نے نیچے غریب سائنسدانوں پر ڈال دیا ان پر ملبہ آتا ہے تو کبھی مسجد کے مولوی پر اور کبھی مدرسہ پر کبھی جہادی تنظیم پر ڈالتے ہیں' خود بچ جاتے ہیں۔ اب جو سارے راز اور چیزیں پھیل گئیں تو جرنیلوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ان کو آگے کر کے قربانی کا بکرا بنوایا۔ اس شخص کا بہت بڑا ظرف اور حوصلہ ہے کہ اتنی طویل قربانیاں ان سائنسدانوں نے دیں تو انہوں نے ملک کو مزید دلدل میں پھنسنے اور جرنیلوں کو بچانے کے لئے خود اپنے سر پر سارا الزام لے لیا۔ یہ ہے عوامی تاثر اور یا ان کو ڈرایا دھمکایا گیا کہ جو کچھ ہم کہلوائیں وہی کہیں ورنہ آپ کے لئے بھی گوانتانامو کے پنجرے تیار ہیں اور آپ کو بھی امریکہ کے حوالہ کر دیں گے۔ اور آپ کا بھی وہی حشر ہوگا۔ تو عوام سمجھتے ہیں کہ ہمارے سائنسدانوں نے ہمیں بہت بڑی عزت دی ہے اور تحفظ دیا ہے ورنہ یہ حقائق اب کھل کھل کر آرہے ہیں۔ کل لیبیا کا اعلان آیا ہے کہ ہم نے تو ان کا نام نہیں لیا' میرے پاس یہاں ایران کا سفیر آیا اور پھر دوسرے دن قونصلر جنرل بھی آیا' انہوں نے مجھے کہا کہ ہم نے بار بار تردید کی ہے کہ فارن آفس نے بھی اور فارن آفس کے ترجمان نے بھی کہا ہے کہ ہم آپ کے سامنے حلفاً کہتے ہیں کہ ہم نے پاکستانیوں کا نام نہیں لیا ہے تو یہ ساری چیزیں آہستہ آہستہ سامنے آرہی ہیں۔ میرے خیال میں شمالی کوریا والوں نے بھی کہہ

دیا ہے کہ ہمیں انہوں نے نہیں دیا ہے۔تو یہ سب کچھ چیزیں نظر انداز کر دی گئیں۔تحقیقات اور پوچھ گچھ سے پہلے ایک شخص کو باندھ کر ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دینا اور اسے معافی مانگنے پر مجبور کرنا یہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ باب نہیں بنے گا؟ یہ تو وہ تاریخ میں ہے کہ بڑی بڑی قوموں نے اپنے حکماء اور علماء کو زہر کا پیالہ پلایا تھا۔ایتھنز میں ہوا یہ تو سقراط بقراط والی باتیں ہیں' تو اپنے محسنوں کیساتھ ایسا کرنا مناسب نہیں تھا۔

یہ تو بڑی سازش کی تمہید ہے:

س: تو آپ کے خیال میں کوئی سازش چل رہی ہے؟

ج: یہ تو سازش کی تمہید ہے۔میں نے بتایا کہ یہ سارا سلسلہ نہیں رک سکے گا جب تک کہ وہ یہ ایٹمی پروگرام کو لپیٹ کر اور سمیٹ کر نہیں لے جائیں گے اور جب تک یہ رول بیک نہ ہوگا تو ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ مستقبل میں ہمیں ایک غلام قوم کی طرح زندہ رہنا ہوگا یا نہیں۔

صدر مشرف ناکردہ گناہوں کا بوجھ کیوں اٹھاتا ہے:

س: آپ کے خیال میں آرمی جرنیل باخبر تھے کہ نیوکلیئر ٹیکنالوجی جارہی ہے؟

ج: اگر بالفرض جارہی تھی تو یہ تو ۱۵ سال پہلے کی بات تھی تو پرویز مشرف انہیں کہہ سکتا تھا کہ اس وقت کیوں مسئلہ نہ اٹھایا گیا' جو حکمران تھے اور ذمہ دار لوگ تھے ان سے محاسبہ ہوتا تو اب وہ کہہ سکتا تھا کہ ہر مصیبت میرے گلے کیوں ڈال رہے ہو' پرانے حساب کتاب اور بے ضابطگیوں کا میں تو ذمہ دار نہیں ہوں۔اس وقت وہ گڑے مردے اکھیڑنے ہی نہ دیتا وہ کہتا کہ اسوقت آپ نے خاموشی کیوں اختیار کی آپ نے عالمی سیاسی مصلحتیں اور مقاصد پورے کرنے تھے۔سوویت یونین کو بیچ سے اڑانا تھا تو یہ بے بصیرتی ہے کہ ہر مسئلہ اپنے سر پر لیا جائے۔وہ کہتا ہے کہ میں اس معاملہ کا ذمہ دار نہیں' اگر میرا قصور ہے تو مجھے بتاؤ۔

س: جو لوگ موجودہ سیاسی سیٹ اپ میں ہیں جیسے آپ بھی پارلیمنٹ میں ہیں اور دیگر بھی وہ صدر مشرف کے بارے میں کیا سوچتے ہیں کہ انہیں وردی اتارنی چاہیے اور ہٹنا چاہیے؟

ج: سارے سنجیدہ اور باشعور لوگ اور پارلیمنٹ کی سیاسی جماعتیں تو یہی سوچتی ہیں کہ یہ جو کچھ ہورہا ہے صحیح نہیں ہے۔امریکی سیاست کے ساتھ پیپلز پارٹی اور بعض دیگر پارٹیاں نرم گوشہ بھی رکھتی

ہیں تو وہ پرویز مشرف کی پالیسیوں کو درپردہ تائید بھی کرتی رہتی ہیں لیکن سائنسدانوں کے مسئلہ میں وہ سب ناراض ہیں۔

پاک آرمی دشمن کے عزائم سے باخبر ہے:

س: آپ کے خیال میں پاکستان آرمی میں سول وار کا کوئی خطرہ ہے:

ج: میرے خیال میں ایسی صورتحال ابھی نہیں ہے ہماری فوج بڑے حوصلے والی اور سمجھدار ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر سول وار خدانہ کرے شروع ہوگئی تو پھر تو دشمن کا سارا منصوبہ خودبخود پورا ہو جائے گا۔ جو ہماری دینی قوتوں کو مٹانا چاہتا ہے جو ہمارے ایٹمی اور دفاعی صلاحیت کو غصب کرنے کے درپے ہے تو ہر فوجی یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح تو ان کا کام ہم خود کردیں گے۔ اس وجہ سے ان شاء اللہ ایسی صورت پیدا نہیں ہوگی لیکن فوج کی جو پالیسی ساز ادارے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کب تک اس پریشان کن صورتحال کا سلسلہ جاری رکھیں گے اب تو اسے ختم کرنا چاہیے۔

پاکستان کے اسلامی تشخص کو سیکولر نہیں بنایا جاسکتا:

ہر نئی بات جو سامنے آتی ہے صدر صاحب اسے بڑے زور و شور سے آگے بڑھاتے ہیں وہ اس ملک کے اسلامی تشخص کو تبدیل کر کے سیکولر کروانے کی باتیں بھی بار بار کرتے ہیں۔ اس کو ترکی اور مراکش کی طرح ترقی یافتہ سٹیٹ بنانے کے خواب دیکھتا ہے جبکہ ترکی اور مراکش اور تھے' ہمارا تو بنیادی اساس یہی لا الہ الا اللہ تھا پاکستان بنا ہی نظریاتی بنیاد پر ہے اس کی کوئی سرحدات یا جغرافیہ یا قومی ونسلی کوئی جواز الگ کرنے کا نہ تھا' صرف یہی تھا کہ مسلمان ایک قوم ہے۔ تو ترکی اور مراکش کے طرز پر جو کوئی سوچتا ہے وہ اس ملک کے ساتھ اچھا نہیں کرتا اور اس طرح نہ یہ بن سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کامیاب ہوسکتا ہے' ہماری خواہش یہ ہے کہ وہ اس ملک کے مزاج اور اس کے تاریخی پس منظر اور تخلیق پاکستان کی جو اساس ہے اس سے وہ انحراف نہ کرے۔

دینی مدارس پر پابندیوں کی کوششیں:

س: دینی مدارس پر آج کل وہ چاہ رہے ہیں کہ کوئی پابندی آجائے اور ان کی اصلاح ہو جائے تو آپ اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں؟

ج: یہ ایک بڑا طویل سلسلہ ہے یہ آج کی بات نہیں ہے ان قوتوں کا سارا نشانہ اسلامی تعلیمات

ہیں۔اسلامی تعلیمات کے سرچشمے یہ دینی ادارے ہیں۔مسلمان دو چیزوں سے زندہ رہ سکتا ہے ایک تو نظریہ پر مسلمان زندہ رہے گا' نظریہ یہ ہے کہ اسلامی نظام و تعلیمات نظریاتی لحاظ سے مسلمان ایک الگ تشخص رکھتا ہے وہ اس کی بقاء کی بنیاد ہے۔ دوسری چیز ہے' دفاعی صلاحیت کہ وہ دشمن کا مقابلہ مادی طور پر کر سکے اب قوم کے زندہ رہنے کی ایک اخلاقی اور نظریاتی بنیاد ہے اور اس نظریاتی اساس کے سرچشمے ہیں' دینی ادارے' دینی تنظیمیں' مسجدیں' مولوی' خانقاہیں' مشائخ' اسلامی علوم اور کورسز اسی سے امت مسلمہ نظریاتی طور پر قائم ہے' تو ایک وار تو وہ اس پر کر رہے ہیں کہ یہ نظریاتی سرچشمے بالکل تباہ و برباد ہوں۔دفاعی صلاحیت میں بھی اسے نہیں بڑھنے دیا گیا لیکن خدا نے مدد کی کہ صرف پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے دفاعی صلاحیت دے دی۔اب وہ کہتا ہے کہ دفاعی صلاحیت بھی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ کسی دشمن سے اگر آپ اس کا نظریہ اور جذبہ بھی نکال دیں اور ہاتھ سے بندوق بھی چھین لیں پھر وہ بکری اور مرغی کی طرح آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔تو دشمن سمجھتا ہے کہ یہ دو چیزیں ان سے نکال لی جائیں' دفاعی صلاحیت مسلمانوں کے پاس نہ ہو اور دفاعی صلاحیت سے بھی زیادہ جو عقیدے کی بنیاد ہے جو جذبہ جہاد اور شہادت سے سرشار کرتا ہے ایک نوجوان لڑکی کو بھی فدائی حملے پر مجبور کرتا ہے جو کہ جا کر اپنے جسم کے پرخچے اڑا دیتی ہے۔سوٹیڈ بوٹیڈ جینز پہنی ہوئی کالج یونیورسٹی سے پڑھی ہوئی فلسطینی وفا نامی خاتون وہ کون سا جذبہ ہے۔جو کہ اسے خود کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسلام اس کو یہ نہیں کہتا ہے کہ اسے تخریب کاری کے لئے استعمال کرو' اسلام کہتا ہے کہ اگر کوئی تمہارے اوپر ظلم کرے اور تمہیں تباہ کرے' تمہارے گھر لوٹے' تمہاری جان عزت آبرو محفوظ نہ ہو تو پھر سب کچھ لٹا دو' لیکن یہ وہ تب لٹا سکتا ہے کہ اس کو آخرت کا تصور ہو کہ میں اس طرح زندہ جاوید ہوں گا۔اور شہادت کے بعد مجھے حقیقی زندگی حیات جاودانی ملے گی۔تو دشمن ایک تو اسکو ختم کرنا چاہتا ہے اور دوسری دفاعی صلاحیت وہ سارا سلسلہ آپ کے سامنے ہے

اسلامی نظریہ اور دفاعی صلاحیت دشمن کا نشانہ ہیں:

بالفرض اگر کسی مسلمان سائنسدان نے ایران' لیبیا اور کوریا سے تعاون کیا ہے تو کیا جرم کیا جب سارا یورپ ایک دوسرے کو ایٹمی معلومات دے رہا ہے تو سارے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کے پاس جو بھی صلاحیت اور علم آئے تو اسے دوسروں تک پہنچائیں' علم کسی کی جاگیر نہیں ہوتی۔اگر

جاپان ساری دنیا میں اپنی ٹیکنالوجی پھیلا سکتا ہے اور یورپ سارا دفاعی اور ایٹمی صلاحیت تقسیم کرتا پھرے ایک ایک کو بانٹتا پھرتا رہے۔ جرمنی بھی اور ہالینڈ بھی تو پھر مسلمانوں پر کیوں پابندی لگائی جاتی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالقدیر نے اگر ایسا کیا بھی تو شاید وہ سمجھتا ہوگا کہ سارے مسلمانوں کا دفاع اسی میں ہے کہ ۵۵ اسلامی ممالک کو جو علم ہاتھ آئے اسے تقسیم کرنا چاہئے' علم ایک روشنی اور نعمت ہے اس کو ایک بند کمرے میں نہیں رکھنا چاہیے۔ یا تو وہ بھی کہہ دیں کہ ہم ایٹمی صلاحیت سے دستبردار ہوتے ہیں اور تمام ایٹمی ذخائر تلف کرتے ہیں۔ وہ اس کی ابتداء اور آغاز کریں تو یہ انسانیت پر بہت بڑا احسان ہوگا پوری دنیا اس عذاب سے نکل جائے گی۔ مگر جب تک کوئی دشمن قوت میں رہے گا اور وہ کہتا ہے کہ میرے پاس ایٹم بم اور کلاشنکوف بھی ہوگا اور آپ کے پاس چاقو بھی برداشت نہیں کرتا تو یہ دوہرا معیار ہے اور کبھی بھی ظالم اور مظلوم کی تاریخ میں ظالم کامیاب نہ ہوسکا۔

<u>ایٹمی صلاحیت پھیلانے والوں کا محاسبہ مغرب میں کیوں نہیں ہورہا:</u>

س: تو آپ کے خیال میں یہ لیبیا اور ایران کو جو ایٹمی صلاحیت دی گئی اور یہ بات بھی آئی ہے کہ سعودی عرب اور ملائیشیا کو بھی اس سلسلہ میں مدد دی گئی تو کیا یہ ٹھیک ہے؟ کیونکہ مسلمان ملک ایک دوسرے مسلمان ملک کی مدد کررہا ہے۔

ج: مدد کی ہے یا نہیں لیکن پروپیگنڈہ تو چل رہا ہے اب میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ اگر وہ ساری دنیا کو بانٹنے کا حق رکھتا ہے اور ایٹمی ہتھیار پھیلانے میں لگا ہوا ہے۔ اور بلیک مارکیٹنگ کرنے والے اور بڑے بڑے ادارے بروکر وغیرہ سارے یورپین اور غیر مسلم ہیں جو کہ خریدتے اور پھیلاتے ہیں۔ مسلمانوں کے اپنے سورسز نہیں ہیں کہ ان بروکروں کے بغیر کچھ کرسکیں۔ میرے خیال میں تو وہ ماچس بھی افغانستان جا کر صحیح طور پر نہیں بیچ سکیں گے۔ تو یہ لوگ بروکروں کو کیوں نہیں پکڑتے اگر ان کو حق ہے کہ ساری دنیا میں ایٹمی صلاحتیں پھیلتی رہیں اور تقسیم ہوتی رہیں تو پھر مسلمانوں اور مظلوم قوموں اور تیسری دنیا کی قوتوں کو بھی مفلوج نہ رہنے دے ان کو بھی نہ روکے۔

<u>بہادر دشمن خود مسلح ہو تو دوسروں کو بھی مسلح کرنے دیتا ہے:</u>

بہادر آدمی وہ ہے جو کہ دوسرے کو بھی کہے کہ تم بہادری سے مقابلہ کرتے رہو۔ آؤ تمہارے پاس بندوق نہیں ہے۔ تو لے لو پہلے زمانہ میں مقابلہ ہوتا تو اگر کسی کے پاس تلوار نہ ہوتی تو اسے تلوار

دیتے کہ بھئی تمہارے پاس بھی تلوار ہونی چاہیے جبکہ میرے پاس بھی ہے۔اب آؤ کشتی لڑتے ہیں پھر پتہ چلتا مگر یہ تو بڑی بخیل کمزور اور بزدل قوم کی بات ہے کہ میرے پاس تو سب کچھ رہے لیکن تمہارے پاس کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا پھر بھی نہیں اب وہ اپنے آپ کو ماڈرن اور روشن خیال اور تعلیم یافتہ قومیں کہتی ہیں کہ ان کو خود سوچنا چاہیے کہ عدل وانصاف کے ترازو پر یہ فیصلہ کیسا ہے۔

مسلمانوں پر خودکش حملوں کا کیا جواز ہے:

س: فلسطین میں جو لوگ اپنے آپ کو اڑا رہے ہیں وہ تو یہودی اور عیسائیوں کے خلاف ہو رہا ہے۔لیکن پاکستان میں جو پرویز مشرف پر خودکش حملے ہوئے یہ تو مسلمان مسلمان پر کر رہا ہے۔

ج: دیکھئے! یہ کسی کی اپنی ایک سوچ ہوگی ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ وہ اچھا کر رہے ہیں نہ وہ ہمیں معلوم ہیں اور نہ ہی ہم اس طریقے کو ایک اسلامی ملک میں مفید سمجھتے ہیں۔اس سے ہمارا ملک غیر مستحکم ہوگا اور انتشار کی راہ ہموار ہوگی ممکن ہے کہ یہ دشمن کروار ہا ہو یا کسی کے ذہن میں کوئی چیز ڈالی گئی ہو کہ ایسا کرنا تمہاری طرف سے ایک جہاد ہے اب ذہنوں پر تو پہرے نہیں لگائے جاسکتے۔ہر شخص دنیا میں جاگتا ہے۔اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے تو وہ کوئی تنظیم یا استاد یا ادارہ ان کو مجبور نہیں کرتا ہے۔پوری امت مسلمہ کے دلوں میں ایک آگ سلگتی ہے پتہ نہیں کتنے لوگوں کے دلوں میں یہ آگ سلگ رہی ہے کہ ہمارے حکمران کفر کا ساتھ کیوں دے رہے ہیں۔اگر حکمران بدقسمتی سے دشمن کی صفوں میں کھڑے ہو جائیں گے تو ان لوگوں کو تو کوئی نہیں سمجھا سکتا ہے جو کر بیٹھتے ہیں اچھا نہیں کرتے لیکن جو نشانہ بنتا ہے اس کو اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ یہ حملے کیوں ہو رہے ہیں۔امریکہ کو سوچنا چاہیے کہ ۱۱ ستمبر کا واقعہ کیوں ہوا اور اس کے پیچھے کیا عوامل تھے بجائے اس کے کہ وہ شور مچائے کہ پکڑو پکڑو اس کو ساری پالیسیوں پر سوچنا اور نظر ثانی کرنا چاہیے کہ آؤ بیٹھو تھنک ٹینک ہیں ان کو بٹھائیں سیمینارز منعقد ہوں پروفیسرز سائنسدان اور سیاستدان مل کر بیٹھیں اور سوچیں کہ یہ وجوہات کیا تھے کیوں ہم نے لوگوں کو اس حد تک مجبور کیا کہ وہ آئیں اور ہماری اتنے بڑی بڑی عمارتیں اڑائیں اور اپنی جانوں کو بھی قربان کر دیں۔پھر وہ اس نتیجہ پر پہنچتے کہ ہاں ہماری بھی کچھ غلطیاں ہیں ہمارا دوہرا معیار ہے ہم کچھ زیادتی مظلوم قوموں کے ساتھ کر رہے ہیں اور اس کی اصلاح کرتے پھر سب کچھ صحیح ہو جاتا۔

عالمی دہشت گرد ہماری ایٹمی اور دفاعی صلاحیت کو چھین رہے ہیں

ہماری ایٹمی اور دفاعی صلاحیت پر ڈاکہ

16-02-2004

ایٹمی مسئلہ اور سائنسدانوں کی ڈی بریفنگ کے سلسلہ میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے سینٹ میں تحریک داخل کی تھی جو کہ منظور کرلی گئی اس کے حق میں مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مورخہ 04-02-16 کو سینٹ کے اجلاس میں درج ذیل تقریر فرمائی جسے سینیٹ کے ریکارڈ کردہ آفیشل رپورٹ سے من وعن نقل کیا گیا.......................... (شفیق فاروقی)

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین صاحب، میں انتہائی اختصار کے ساتھ گزارش کروں گا، میرے محترم اراکین سینیٹ نے بڑے سیر حاصل طریقے سے بات کی ہے۔ اپنے سائنسدانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ہماری تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے، میرے خیال میں رہتی دنیا تک اسے نہ دھویا جا سکے گا، نہ مٹایا جا سکے گا، سقراط کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا آج تک دنیا اس قوم کا ذکر کر رہی ہے، جنہوں نے علم اور اپنی قوم پر احسانات کی پاداش میں ان کو تہہ خانوں میں ڈالا، نظر بند کیا، پھر آخر میں زہر کا پیالہ پلایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک وقتی مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ ہمارے محترم اراکین نے اشارہ کیا، یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ اگر آج بھی ہم اس پر بند باندھ سکیں اور اس

کوروک سکیں تو یہ ہماری اپنی آزادی، قوم وملک کی سالمیت کے ساتھ احسان ہوگا۔

امریکہ کو سازگار ماحول کی تلاش تھی:

میں سمجھتا ہوں کہ بہت پہلے سے غیر اسلامی قوتیں یہ برداشت نہیں کر رہی تھیں کہ کسی اسلامی ملک کے پاس جوہری توانائی کی قوت آجائے۔ پہلے ہی دن سے امریکہ اور اس کے حواری ہرگز برداشت نہیں کر سکے کہ پاکستان ایٹمی قوت بنے۔قدرت نے افغانستان میں ایسے حالات پیدا کئے کہ روس کے ساتھ سب جنگ میں لگ گئے اور پاکستان اس کی فرنٹ لائن میں تھا۔اس وقت امریکہ مجبوراً ان حالات کے وجہ سے پاکستان کے بارے میں جو کچھ بھی اس کو معلوم ہورہا تھا وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اس سے چشم پوشی کررہا تھا۔سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد مسلسل اس نے دباؤ ڈالنا شروع کیا، ابھی ہم نے دھماکہ نہیں کیا تھا کہ سی ٹی بی ٹی کے مسئلے اٹھائے گئے، قریب تھا کہ پارلیمنٹ اس کو پاس کرے، پوری قوم نے ایک آواز ہوکر اس کو مسترد کیا، الحمدللہ ہم اس پر دستخط کرنے سے بچ گئے۔اس کے بعد دھماکہ کرنے کا وقت آیا، تو کلنٹن خود بار بار ہر طریقے سے دباؤ ڈال رہا تھا کہ یہ سلسلہ آگے نہ چلے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور دھماکہ کیا گیا۔اللہ نے ہمیں یہ نعمت دی، یہ ہماری اہلیت سے زیادہ اللہ کا احسان تھا کہ امت مسلمہ کو بھی ایک ایٹم بم مل گیا۔

اسلامی بم:

دھماکے کرنے کے فوراً بعد اسے اسلامی بم کا نام دیا گیا۔حالانکہ اس سے پہلے امریکہ اور یورپ کا بم عیسائی بم نہیں تھا، جس نے ہیروشیما اور ناگاساکی کو تباہ کیا تھا۔ہندوستان نے بم بنایا تو اس کو ہندو بم نہیں کہا گیا۔اسرائیل کو بم بنا کر دیا گیا، اسے خود مسلح کیا گیا، ساری جوہری صلاحیتیں وہاں پہنچائی گئیں اس بم کو یہود بم نہیں کہا گیا۔چین کے بم کو بدھ مت بم نہیں کہا گیا۔روس کے بم کو کمیونسٹ بم نہیں کہا گیا۔حالانکہ بم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے لیکن جب پاکستان نے بم بنایا تو پوری دنیا میں طوفان اٹھا کہ یہ بم اسلامی بم ہے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پندرہ سال سے وہ سمجھ رہے ہیں اور یہ ساری چیزیں ان کے علم میں تھیں وہ مجبوراً حالات کی وجہ سے خاموش رہے۔اپنے لئے سازگار ماحول پاکستان میں دیکھنا چاہتے تھے۔

al-003

ہمارا تو سب کچھ چھن گیا:

بدقسمتی سے گیارہ ستمبر کے بعد ہمارے ساتھ وہ ہوا جو عراق اور افغانستان کے ساتھ ہوا ہے وہ کھل کر دنیا کے سامنے ہے۔ دنیا اس کے اوپر احتجاج بھی کر رہی ہے وہاں کے کھنڈرات' ان کی لاشوں کو دیکھ رہے ہیں' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ عراق اور افغانستان سے زیادہ ہمارے ساتھ سب کچھ ہو گیا ہے' جس پر دنیا خاموش ہے' ہماری تباہی اور بربادی ان کو نظر نہیں آتی۔ وہ ہماری چمکتی' زرق برق بلڈنگز کو دیکھ رہے ہیں' سڑکوں کو دیکھ رہے ہیں اور حکمران خوش ہیں کہ ہم نے پاکستان کو بچالیا ہے' لیکن افغانستان اور عراق کا تو اب بھی سب کچھ بچا ہے' وہ آزادی کی حمیت' ہے جذبہ جہاد ہے' ہمارے پاس وہ بھی کچھ نہیں ہے۔

ہم غیر اعلانیہ عراق اور افغانستان کی طرح غلامی میں آ گئے۔ ہمارے ایئرپورٹ ان کے قبضے میں ہیں' ہمارے ہاں FBI دندناتی پھر رہی ہے۔ ہماری intelligence کے تبادلے ان کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ ہمارے دینی ادارے اور مساجد تک محفوظ نہیں ہیں۔ ہماری جہادی قوتیں تخریب کار اور دہشت گرد قرار دے دی گئی ہیں۔ ہمارے ایٹمی سائنسدانوں کے ساتھ بھی رسوا کن سلوک ہو رہا ہے امریکہ سمجھ رہا تھا کہ اب میرے لئے یہاں بہت سازگار ماحول ہے یعنی امریکہ کے لئے موسم بہار ہے' پاکستان میں کہ جو کچھ بھی یہاں بونا چاہیں بو سکتے ہیں۔ وہ اس انتظار میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اب ایک ٹیلیفون پر ہمارا مدعا اور مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ اس لئے انہوں نے شور مچانا شروع کیا' جوہری قوت کے پھیلاؤ کا۔

یہ جوہری قوت سلب کرنے کی تمہید ہے:

یہ ایک منصوبہ ہے' ایک تمہید ہے اس جوہری قوت کو سلب کرنے کیلئے۔ اس سے زیادہ مناسب موقع انہیں مل نہیں سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہ ہم نے بہت بڑی زیادتی کی' اس مسئلے کو نہ ہم عدالت میں لے کر گئے' نہ پارلیمنٹ میں لائے' نہ جن پر الزام تھا ان کو قوم کے سامنے لایا گیا' ہم بار بار یہ کہہ رہے تھے اور میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر تڑپ رہے تھے کہ مجھے قوم کے سامنے بات کرنے دی جائے لیکن ہم نے ان کو قوم کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ نہ کسی عدالت میں انہوں نے اپنی صفائی پیش کی۔

نزلہ ڈاکٹر قدیر پر گرا:

جب مختلف طریقوں کو آزمایا گیا تو شاید یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اب جرنیل بھی ملوث ہوں گے اور اس زمانے کی فوج بھی اس کی لپیٹ میں آئے گی تو پھر انہیں قربانی کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ یہ عیدالاضحیٰ قربانی کے دن تھے' ہم نے اپنے ہیرو کو قربان کر دیا' جس کی تلافی اب میرے خیال میں قیامت تک ہم نہیں کر سکتے۔

ہم سائنس اور ٹیکنالوجی (Science and technology) پر تقریریں کرتے ہیں' اس پر زور دیتے ہیں اور مختلف وزارتیں قائم کر رہے ہیں' ڈاکٹر عطاالرحمٰن کا شعبہ ہم نے قائم کیا ہے۔ ہر جگہ لیکچر (Lecture) ہوتا ہے۔ مگر اب تو Science and technology سے لوگ توبہ کریں گے اور اپنی اولاد کو وصیت کریں گے کہ خدا کے لئے اس جرم کا ارتکاب نہ کریں' میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے لئے جو بھی ہوا ہے جیسے بھی ممکن ہو اس کی تلافی کریں۔ جنرل صاحب یہ بحران اگر اکیلے حل نہیں کر سکتے اور وہ مشکل حالات میں پھنسے ہوئے ہیں تو ہم سب ان کی مدد کے لئے تیار ہیں کیونکہ یہ قوم کی بقاء کا مسئلہ ہے' پاکستان کی آزادی کا مسئلہ ہے۔ اخلاص سے سارے سیاستدانوں کو بٹھائیں' باہر جو ہیں انہیں بھی بلائیں اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھیں کہ بھئی اس دلدل سے ہم کیسے نکلیں گے۔ ہمارے اس اعتراف نے دشمن کو یہ موقع دیا کہ وہ سمجھے کہ تمہارے پاس یہ چیزیں یہ جوہری صلاحیت غیر محفوظ ہے' تم اس کے اہل نہیں ہو' تم Corrupt ہو اور تمہاری حکومتیں بھی' جو پچھلے پندرہ یا بیس سالوں میں تھیں وہ بھی اس کا تحفظ نہیں کر سکیں۔ تو دشمن نے آج ہاتھ پکڑ لیا' پھر بازو پکڑ لیا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کل پرسوں وہ گلے میں بھی ہاتھ ڈال لے گا' گلا دبائے گا کہ بھئی یہ طاقت ہمیں دے دو' تمہارے ہاتھوں میں یہ محفوظ نہیں ہے۔ یہاں بنیاد پرستی ہے یہاں ٹیرر ازم ہے

جناب چیئرمین: اب ختم کریں۔

عقیدہ اور دفاع دونوں زد میں ہیں:

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! دو چیزیں ہماری بقا کا ذریعہ ہیں' امت مسلمہ کا ایک نظریہ' عقیدہ اور جذبہ جو پاکستان کی تخلیق کی بنیاد ہے اس پر بھی دشمن نے وار کرنا شروع کیا ہے۔ دینی تشخص کو وہ ختم کر رہا ہے' وہ اس ملک کو سیکولر اور لبرل اسٹیٹ (Secular and liberal

(state بنانے پر لگا ہوا ہے۔ مدارس کے پیچھے پڑ گیا ہے' جہادی تنظیموں کو ختم کر رہا ہے۔

دوسری چیز دفاعی صلاحیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دفاعی صلاحیت کا اگر ہم تحفظ نہ کر سکے تو پھر ساری قوم کو اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنا ہوں گے۔ امریکہ کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پورے افغانستان کو بمباری کر کے کھنڈرات بنا دے۔ ڈیزی کٹر بم (daisy cutter bomb) تھا یا کیا تھا پندرہ پندرہ ہزار ٹن کے بم اس نے وہاں گرائے۔

جناب چیئرمین: اب تقریر ختم کریں۔

مولانا سمیع الحق: ابھی اس نے ایک نئے بم کا تجربہ کیا اس کو ام القنابل یعنی بموں کی ماں (mother of all bombs) کا نام دیا گیا ہے۔ وہ بم ایک قیامت برپا کر دیتا ہے۔ تو کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں ہے۔ جیسے ایٹمی نگرانی کرنے والے ادارہ کے سربراہ البرادی نے کہا ہے کہ امریکہ بھی ہتھیار پھیلانے کے اس جرم میں ملوث ہے تو اس کو اپنے گھر سے آغاز کرنا چاہیئے' ہم سمجھتے ہیں کہ اگر امریکہ ابتدا کرے تو پوری اسلامی دنیا اس سے دستبردار ہو جائے گی۔ اور دنیا امن اور سکھ کا سانس لے گی۔

جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اتنا ہلکا نہیں لینا چاہیے اور میں یہ کہتا ہوں کہ شاید جنرل صاحب یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ یہ سب کچھ میرے دور میں تو نہیں ہوا ہے' ہر بوجھ اپنے سر پر لینے کی کیا ضرورت تھی؟ پندرہ سال کے واقعات ان سے پہلے کے تھے' وہ کہہ سکتے تھے کہ اس وقت کے جو حکمران تھے اس وقت کے جو جرنیل تھے' ان کے بارے میں اس وقت تم کیوں خاموش تھے۔ اس وقت سب کچھ ان کو معلوم تھا لیکن جنرل صاحب خواہ مخواہ سینگ اڑاتے ہیں اور ان کو خوش کرنے میں لگ جاتے ہیں اور وہ پھر سینگ واپس نہیں نکال سکتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کمیشن بھی بنائیں جیسا کہ ایک فاضل رکن نے تجویز دی لیکن ہم نے بہت کمیشن بھی دیکھے ہیں۔ ہم نے سقوط مشرقی پاکستان پر کمیشن بنایا' وہ کمیشن آج تک......

جناب چیئرمین! تقریر ختم کریں جی۔ ٹائم ختم ہو گیا۔

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! ہم نے سقوطِ مشرقی پاکستان کے مجرمین کو ٹی وی پر پیش نہیں کیا کہ وہ معافی مانگیں' ہم نے آئین کو توڑنے والوں کو کبھی پیش نہیں کیا۔ ہم نے اسمبلیوں کو توڑنے

والوں کو کبھی پیش نہیں کیا' ہم نے کرپٹ اور کروڑوں اربوں روپے لوٹنے والوں کو اور سوئیٹزر لینڈ (Switzerland) کے بینکس کو بھرنے والوں کو کبھی قوم کے سامنے پیش نہیں کیا۔(اس موقع پر تمام ایوان نے ڈیسک بجائے) کہ وہ قوم سے معافی مانگیں اور ایک نجات دہندہ جس نے ہمارے ملک کو اگر نجات نہ دی ہوتی تو آج ہم غلام ہوتے' بھارت یہاں آیا ہوتا۔

جناب چیئرمین صاحب! ایک طرف بھارت ہے۔ جو سرحد پر دیواریں (Boundry line) بنا رہا ہے۔ راتوں رات سو سو گز دیوار اٹھ رہی ہے' دوسری طرف ہندو وہاں آ کر بیٹھ گیا ہے اور امریکہ جو کچھ افغانستان میں کر چکا ہے وہ یہیں بھی کرنا چاہتا ہے۔ آپ کا ہتھیار چھیننا چاہتا ہے۔ پوری قوم' حکومت کو' پارلیمنٹ کو اس مسئلے پر ترجیحی بنیاد پر غور کرنا چاہیے کہ ہم اس ہتھیار کو کیسے محفوظ کر سکتے ہیں۔

بہت شکریہ جناب۔

---

al-003

دفاع افغانستان و پاکستان کونسل

اس کتاب میں مغربی میڈیا کے سوالات اور مولانا سمیع الحق کے جوابات میں جگہ جگہ اس کونسل کا ذکر آیا ہے۔ افغانستان پر عالمی دہشت گردی کے اس اہم موڑ پر یہ کونسل امت کی یکجہتی اتحاد اور مسلسل جدوجہد کا ایک اہم پلیٹ فارم ثابت ہوا مناسب ہے کہ اس کے محرکات اور تاسیسی اعلامیہ اور قراردادوں کو اس کتاب کا حصہ بنایا جائے۔(مرتب)

جنوری ۲۰۰۱ء کے آغاز میں جب سلامتی کونسل نے امریکہ کے دباؤ پر افغانستان کے مظلوم اور مقہور مسلمانوں پر اقتصادی پابندیوں کا اعلان کیا۔ تو افغانستان کے علماً طلبا اور عامة المسلمین کے ساتھ ساتھ پاکستان کے علماً 'طلباً اور عامة الناس میں اضطراب اور بے چینی کی لہر پیدا ہو گئی۔ علماً 'طلباً اور مسلمانان پاکستان اس المناک صورتحال پر سوچ رہے تھے لیکن کوئی مثبت اور اجتماعی نتیجہ سامنے نہ آسکا۔ اگرچہ دینی سیاسی اور جہادی جماعتوں کے قائدین نے انفرادی طور پر صدائے احتجاج بلند کرنا شروع کیا لیکن انفرادی کوششیں یقیناً زیادہ موثر نہیں ہوتیں۔

تو ان نازک حالات میں اکثر علماً اور دینی طبقات کی نگاہیں حسب سابق قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی شخصیت پر مرکوز ہو گئی تھیں۔ کیونکہ گزشتہ ادوار میں جب کبھی بھی دشمنانِ اسلام اور عالمِ استعمار کی جانب سے عالم اسلام کے خلاف کوئی قومی' بین الاقوامی اور ملّی واقعہ رونما ہوا تو اس کے خلاف قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے بروقت قدم اٹھایا۔ اور اس موقع پر تو خاص طور سے لوگ توقع کرر ہے تھے کیونکہ جہاد افغانستان اور تحریک طالبان میں مولانا سمیع الحق صاحب اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ تو لوگوں کو قوی امید تھی کہ مولانا

al-003

سمیع الحق اس عظیم ظلم و بربریت کے خلاف قدم اٹھائیں گے۔

لہذا قائد جمعیت نے حسب سابق اللہ کا نام لیکر ملک بھر کے دینی سیاسی اور جہادی تنظیموں سے رابطوں کا آغاز کیا اور متحدہ اسلامی کانفرنس کے نام سے ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء بروز بدھ صبح ۱۰ بجے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ایک اجتماع کا اعلان کیا۔ ان کی یہی سوچ تھی کہ عالمی استعماری مغربی قوتوں کا اور افغانستان کے اس بحران کا انفرادی طور پر مقابلہ مشکل ہے ویسے بھی قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قومی وملی امور پر الگ پرواز کرنے کے قائل نہیں ہیں ہمیشہ وہ اجتماعیت کو ترجیح دیتے ہیں اور ہوا بھی ایسا ہی کہ ہر موقع پر انہوں نے مسلکی اور جماعتی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ایک میز پر تمام دینی' جہادی اور سیاسی قوتوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ متحدہ شریعت محاذ' متحدہ دینی محاذ متحدہ علماء کونسل اور فرقہ واریت کیخلاف ملی یکجہتی کونسل کا قیام اسکا بین ثبوت اور واضح مثالیں ہیں جبکہ ان کی مخلصانہ اور دردمندانہ کاوشوں کو محسوس کر کے ملک کی دینی وملی جماعتوں اور مختلف مکاتب فکر نے فکری اور سیاسی اختلافات کے باوجود حضرت مولانا پر اعتماد کرتے ہوئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا۔

اس بار بھی مولانا سمیع الحق صاحب اس مقدس جدوجہد میں کامیاب ہو گئے اور الفضل للمتقدم کی سعادت حاصل کی اور پاکستان کی تمام دینی اور جہادی جماعتوں کے سربراہان بنفسِ نفیس اجلاس میں شریک ہوئے۔ بظاہر اس اجتماع میں قائدین کی شرکت زیادہ متوقع نہیں تھی اس لئے کہ یہ اجتماع دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں منعقد ہو رہا تھا جو ایک دورافتادہ علاقہ میں واقع ہے۔ اور پھر اتفاقاً اس دن شدید سردی اور دھند نے بھی پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ لیکن اللہ کے فضل وکرم سے تمام قائدین پہنچ گئے اور اجلاس تاریخ ساز حیثیت کا حامل ثابت ہوا۔ اس اجتماع میں قائد جمعیت نے ایک قومی اور ملّی مسئلہ ہونے کے ناطے پاکستان کی دو بڑی سیاسی جماعتوں مسلم لیگ کے اعجاز الحق' چوہدری شجاعت' راجہ ظفر الحق' میاں محمد اظہر' اور پی پی پی کے نصیر اللہ بابر وغیرہ سے بھی رابطہ کیا اور ان کو اس اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ لیکن ان دونوں دو جماعتوں نے امریکہ اور اقوام متحدہ کو ناراض کرنا گوارا نہیں کیا اور اجلاس میں شریک نہیں ہوئے۔ ایک دو جماعتوں کے سربراہان اکوڑہ خٹک کے اجلاس میں کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ مگر بعد کے اجلاسوں میں شرکت کر کے کونسل کے مستقل رکن بن گئے۔ یہاں کونسل کی اب تک کی کارکردگی' مقاصد' ایجنڈا اور

al-003

قراردادیں یکجا شائع کی جارہی ہیں تاکہ ملک وملت کے دردمندوں کے سامنے ساری تفصیلات آسکیں۔

دعوت نامہ

مخدومی ومحترمی جناب ______________ زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی بالخیر ہوں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ عالمی دہشت گرد امریکہ نے بالآخر افغانستان پر مزید ان گنت پابندیاں عائد کردیں اور اس کام میں سلامتی کونسل میں شامل روس ، بھارت، اسرائیل سب طاغوتی اسلام دشمن قوتوں نے مکمل اتفاق کا مظاہرہ کیا جبکہ کشمیر اور ارض مقدس میں فلسطین اور القدس میں مظلوم مسلمانوں کے قتل عام پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل نہ صرف خاموش بلکہ شریک جرم ہیں۔ اور ادھر پورا عالم اسلام اور اس کے نمائندے پوری بے بسی سے یہ تماشا دیکھتے جارہے ہیں۔ ارشاد نبویؐ الکفر ملة واحدة کا پورا ظہور اس طرح ہوا کہ افغانستان کے بارے میں دو ازلی دشمن امریکہ اور روس ایک ہو گئے۔ بھارت اسرائیل اور پورا یورپ بھی اس شیطانی گٹھ جوڑ میں اکھٹے اور پیش پیش ہیں یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے نہیں کہ وہاں ایک غیور مجاہد ملت مسلمۃ کی عزت رفتہ وشوکت کا نشان بن چکا ہے یعنی مجاہد اعظم اسامہ بن لادن کو طالبان نے پناہ دی ہے اور یا اس وجہ سے کہ وہاں طالبان کیوں حکمران بن گئے ہیں بلکہ وہ افغانستان میں نافذ ہونے والے اللہ کے دین شریعت اور اسلام کو ایک لحہ برداشت نہیں کرسکتے اور ہر قیمت پر خلافت کے منہج پر قائم ہونے والی نوزائیدہ سٹیٹ کو درھم برہم کرنا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے کہ طالبان کی حکومت عالمی استبداد کے علمبردار امریکہ کے مذموم مقاصد اور ہدایات کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیک رہے جبکہ باقی عالم اسلام عملاً سیاسی اقتصادی اور معاشرتی لحاظ سے غلام بن چکا ہے امریکہ عراق، لیبیا، اور دیگر ممالک پر بھی اس سے قبل ظالمانہ ہتھکنڈے استعمال کرتا چلا آرہا ہے مگر اس کی بنیاد تیل اور دیگر مادی وسیاسی مفادات تھے افغانستان بے بس مظلوم اور اجڑا ہوا کھنڈر ہے اس کے پاس نہ تیل ہے نہ دیگر وسائل مگر اس کا جرم صرف اور صرف نفاذ اسلام ہے۔

اب ایسے حالات میں ہم کو سوچنا ہے کہ کیا اس صورتحال سے نمٹنا صرف طالبان یا ان کے امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی ذمہ داری ہے یا عنداللہ۔ہم سب کی بھی کچھ مسئولیت خداوندی ہے اگر امارت اسلامی افغانستان کا یہ ابتدائی کمزور سا ڈھانچا عوام پر بے پناہ مصائب کے ڈھالنے کی وجہ سے زمین بوس ہوگیا اور تنفیذ اسلام کے نوخیز شجر مبارک کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیا گیا تو مستقبل قریب یا بعید میں کہیں بھی اس کے پھلنے پھولنے کی توقع کی جاسکتی ہے؟ وقت کا تقاضہ ہے کہ علماء مشائخ' زعمائے ملک وملت اور اسلام سے درد رکھنے والے تمام اہل حل وعقد اور ارباب دانش کہیں سر جوڑ کر بیٹھ جائیں۔اور سیاسی گروہی اور وقتی وابستگیوں سے بالاتر ہوکر اس کا جائزہ لیں اور اسکے توڑ اور تدارک کیلئے لائحہ عمل طے کرسکیں اگر پاکستان کے دینی اور جہادی زعما اہل دانش اور اصحاب درد نے اجتماعی نوٹس نہ لیا تو اسی صورتحال کا اولین نشانہ پاکستان کی اسلامی ریاست دینی تشخص اور خاص طور سے اسمیں قائم دینی ادارے مدارس' خانقاہیں اور جہادی قوتیں بنیں گی۔ولا فعلھا اللہ

ان حالات میں ناچیز نے وسائل نہ ہونے کے باوجود خالصتاً لرضاء اللہ سیاسی اور جماعتی وابستگی سے بالاتر ہوکر ملک کی اہم شخصیات اور جماعتوں کا اہم اجلاس منعقد کرنے کا ارادہ کرلیا ہے کہ ہم سب مل بیٹھ کر عنداللہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں۔یہ اجلاس ان شاءاللہ 10 جنوری ۲۰۰۱ء بروز بدھ صبح ۱۰ بجے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ہوگا۔اگرچہ دور افتادہ مقام ہونے کی وجہ سے شرکت میں کچھ دقت ہوگی مگر ایک اہم دینی تعلیمی ادارہ جہاد افغانستان اور طالبان سے بہت عمیق تعلق کی وجہ سے دارالعلوم میں ہونیوالے اجلاس کی دینی' روحانی' اور عالم کفر کیلئے ایک سیاسی اہمیت ہوگی۔اور اس زحمت کا آپ کو اجر ملے گا۔اس عاجزانہ مگر مخلصانہ دعوت کو قبول کرتے ہوئے شمولیت کی اطلاع سے نوازینگے۔

والسلام

(مولانا) سمیع الحق

سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان

مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

ایجنڈا

متحدہ اسلامی کانفرنس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء ۱۵ شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ بروز بدھ

کانفرنس میں زیر بحث نکات وموضوعات

۱۔ افغانستان پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی تازہ پابندیاں۔

۲۔ مسلمانوں کی امریکہ کے بارے میں ممکنہ جوابی اقدامات اور اس کیلئے لائحہ عمل۔

۳۔ افغانستان پر دوبارہ ممکنہ امریکی حملوں کی صورت میں ہمارے فرائض۔

۴۔ افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف عالم کفر (امریکہ، روس، بھارت، اسرائیل اور یورپ کا اتحاد اور ریشہ دوانیاں۔

۵۔ کیا عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کی حفاظت صرف طالبان کا یا پوری ملت مسلمہ کا فریضہ ہے؟

۶۔ فلسطین اور بیت المقدس میں اسرائیل کی پیہم جارحیت اور مظالم۔

۷۔ اقوام متحدہ (امریکہ) کی طرف سے لیبیا پر پابندیوں کی معیاد میں حالیہ توسیع۔

۸۔ چیچنیا اور سنٹرل ایشیاء کی اسلامی ریاستوں میں روس کے مظالم۔

۹۔ کشمیر میں بھارت کے جبر وظلم کا توڑ کیسے ہو اور تازہ صورت حال۔

۱۰۔ پاکستان کو عالم کفر کے سیاسی اقتصادی دباؤ سے نکالنے اور دفاعی صلاحیتوں سے محروم کردینے کی کوششوں کا توڑ۔

۱۱۔ پاکستان کے دینی مدارس جہادی تنظیموں اور دینی وملی تشخص کو قائم اور مضبوط رکھنے کیلئے لائحہ عمل

۱۲۔ اس اجتماع سے باضابطہ مثبت نتائج حاصل کرنے کی صورتیں۔

۱۳۔ عالم اسلام کے خلاف اس عالمی دہشت گردی کے بارے میں کوئی مشترکہ دفاعی کونسل' محاذ یا ادارہ قائم کرنے پر غور۔

خطبہ استقبالیہ

نحمدہ تبارک و تعالیٰ و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ و اصحابہ و أتباعه اجمعین۔

حضرات علماء کرام' مشائخ عظام' راہنمایان ملت اور زعماء قوم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ'

سب سے پہلے آپ سب بزرگوں' حضرات اور احباب کا شکر گزار ہوں کہ شدید سردی کے اس موسم میں گوناگوں مصروفیات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ملک کے دور دراز علاقوں سے ہماری دعوت پر اس دیہاتی ماحول میں تشریف لائے اور عالم اسلام کیخلاف استعماری قوتوں کے فرعونی عزائم کی سنگینی کومحسوس کرنے کیساتھ ساتھ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کے حوالہ سے دینی حمیت کا مظاہرہ فرمایا۔

مجھے احساس ہے کہ ہم آپ حضرات کے شایان شان میزبانی کا اہتمام کسی طرح بھی نہیں کرسکیں گے اس لئے تمام انتظامی کوتاہیوں پر معذرت چاہتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ آپ بزرگ اس عظیم مشن اور ہدف کی خاطر ہمارے ساتھ مکمل تعاون فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر سے نوازیں اور ہمارے اس مل بیٹھنے کو اسلام' عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے بہتر مستقبل کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

حضرات گرامی قدر!

اس وقت عالم اسلام کو دنیا کے مختلف حصوں میں جس قدر مشکلات' خلفشار اور مسائل و مصائب کا سامنا ہے انکو سامنے رکھا جائے تو ان سب کے پیچھے ایک بات قدر مشترک کے طور پر دکھائی دیتی ہے کہ امریکی استعمار اور اسکے حواری طے شدہ منصوبے اور منظم پروگرام کے تحت امت مسلمہ کو استعماری

شکنجے میں جکڑے رکھنے اور اس کو اپنے وسائل اور صلاحیتوں سے محروم کر کے مستقل غلامی کے جال میں قابو کرنے کیلئے اپنی تمام تر قوتوں، وسائل اور توانائیوں کو وقف کر چکے ہیں۔

دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے مسلم ملک انڈونیشیا کے روز افزوں خلفشار کا مسئلہ ہو، مشرق وسطی میں عربوں سے تیل کی دولت طاقت کے زور سے ہتھیا لینے کی بات ہو، جنوبی ایشیا میں پاکستان کو اس کے نظریاتی تشخص، ایٹمی توانائی اور عسکری قوت سے محروم کر دینے کی تگ و دو ہو یا جہاد افغانستان کے نظریاتی اور منطقی نتائج کی امین طالبان حکومت کو بے دست و پا کر کے امریکی عزائم کے سامنے جھکا دینے کی مذموم مہم ہو ان سب کے پیچھے امریکہ اپنی پوری شیطانی قوت کے ساتھ رقصاں دکھائی دیتا ہے اور اقوام متحدہ اور مغربی ممالک امریکہ کے بے دام غلام کی طرح اس کے مکمل آلہ کار کا روپ دھار چکے ہیں اور اب تو مشرق وسطی میں فلسطینی مہاجرین کو ان کے علاقوں میں واپس جانے کے جائز حق اور بیت المقدس سے کلیتہً محروم کر دینے کا واضح اعلان اور سلامتی کونسل کی قرارداد کے ذریعہ افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر کے امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ کر دیا ہے۔

میں اس سلسلہ میں آگے بڑھنے سے قبل تاریخ کی اس عجیب ستم ظریفی کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ افغانستان کے دیندار اور غیور عوام نے روسی استعمار کی فوج کشی کے خلاف علم جہاد بلند کر کے لاکھوں جانوں کی بے مثال قربانیوں کے ساتھ سوویت یونین کو جو کھلے میدان میں شکست فاش دی ہے اس سے سب سے زیادہ فائدہ امریکہ نے اٹھایا ہے اور نہ صرف یہ کہ جہاد افغانستان کے نتیجہ میں روس کی شکست کے بعد امریکہ کی واحد عالمی چودھراہٹ قائم ہوئی ہے۔ بلکہ لاکھوں افغانوں کے خون کے صدقے جرمنی متحد ہوا ہے، یورپ کو اتحاد نصیب ہوا ہے۔ بالٹیک ریاستوں کو آزادی ملی اور وسطی ایشیا کی ریاستیں کسی کوشش کے بغیر آزادی سے ہمکنار ہوئی ہیں اور پاکستان کو روسی جارحیت کے مسلسل خطرہ سے نجات ملنے کے ساتھ ساتھ اس کی گیارہ سو میل لمبی شمال مغربی سرحد محفوظ ہو گئی ہے۔ لیکن ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ جہاد افغانستان اور لاکھوں افغان عوام کے خون کو نقد کیش کرانے والے بیشتر ممالک اور اقوام خود ان افغان عوام کو ان کی جدوجہد اور قربانیوں کے منطقی ثمرات سے محروم کرنے پر تل گئی ہیں۔

حضرات محترم!

سلامتی کونسل نے امریکہ کے ایماء پر افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کا جو اعلان کیا ہے وہ آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے۔ طالبان حکومت کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کی دیگر مسلم حکومتوں کی طرح اسلام کو زبانی جمع خرچ کا عنوان بنانے کی بجائے اپنے ملک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کا عزم کر رکھا ہے اور وہ اس سلسلہ میں کسی تخویف وتحریص یا ملامت کی پرواہ کئے بغیر مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اسی طرح طالبان حکومت نے مشرق وسطی میں امریکی افواج کی بلاجواز موجودگی اور بیت المقدس کے حوالہ سے امریکہ کے مذموم ومکروہ کردار کے خلاف احتجاج کرنے والے عظیم عرب مجاہد اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کرنے سے انکار کر کے اسلامی حمیت اور افغان روایات کی پاسداری کا ثبوت دیا ہے لیکن اس کی پاداش میں انہیں بالکل اس طرح کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس طرح کی پابندیاں قریش مکہ نے جناب نبی اکرم ﷺ کو قتل کیلئے ان کے حوالہ نہ کرنے پر بنو ھاشم کے خلاف لگائی تھیں اور انہیں مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں مسلسل تین سال تک محصور رہنا پڑا تھا۔ لیکن ان پابندیوں سے اسلام کا راستہ نہ اس وقت روکا جا سکا تھا اور نہ ہی آج روکا جا سکتا ہے۔

آج صورت حال یہ ہے کہ:

- ☆ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے، اس کی عسکری قوت کو مفلوج کرنے، سیاسی خلفشار سے دوچار کرنے اور معاشی طور پر عالمی اداروں کا دست نگر بنانے کیلئے مسلسل اور منظم کام ہو رہا ہے۔
- ☆ افغانستان کی اسلامی حکومت کو بے بسی کی دلدل میں دھکیل کر اسے مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مغرب کے ایجنڈے کو قبول کرے اور جہاد افغانستان کے نظریاتی اور منطقی نتائج سے دست بردار ہو جائے۔
- ☆ مشرق وسطی میں اسرائیل کے تسلط کو مستحکم کرنے اور عربوں سے اس کی بالادستی اور چودھراہٹ منوانے کیلئے امریکی راہنماؤں اور سفارت کاروں نے دن رات ایک کر رکھا ہے۔

☆ امریکہ اور روس افغانستان کی اسلامی حکومت کو ناکام بنانے اور جنوبی اور وسطی ایشیاء میں کسی نئی اسلامی ریاست کے قیام کے امکانات کو روکنے کیلئے متحد ہو گئے ہیں۔

☆ مجاہدین کشمیر اور کشمیری عوام کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط صبر آزما جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کی در پردہ سازشیں اب اعلانیہ کوششوں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔

☆ پاکستان کی دینی جماعتوں، دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کی کردار کشی کی جارہی ہے اور مغربی اداروں کی امداد سے چلنے والی این جی اوز کو بتدریج ملک پر مسلط کیا جارہا ہے۔

☆ مشرق وسطی کے تیل کے چشموں کو امریکہ اور اس کے حواریوں کی مسلح فوجوں نے گھیرے میں لے رکھا ہے اور امریکی افواج کی موجودگی سے حرمین شریفین کی آزادی اور تقدس کو بھی خطرات لاحق ہو گئے ہیں مگر امریکہ اپنی اس مسلح دہشت گردی پر پردہ ڈالنے کے لئے مشرق وسطیٰ کے ممالک کی خودمختاری کیلئے جدوجہد کرنے والے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کی کردار کشی کی مکروہ اور مذموم مہم میں مصروف ہے۔

☆ لیبیا کے خلاف حال ہی میں پابندیوں کی مدت میں توسیع کر دی گئی ہے اور عراق کے عوام کے خلاف وحشیانہ پابندیاں بدستور جاری ہیں۔

☆ چیچنیا میں مظلوم مسلمانوں کے خلاف روس کی فوج کشی اور وحشیانہ مظالم پر اقوام متحدہ اور دیگر عالمی ادارے مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

☆ پاکستان کو سیکولر ریاست کی شکل دے کر عالم اسلام کی فکری قیادت میں اس کے کردار کو ختم کرنے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔

ان حالات میں دینی علوم کی ترویج اور جہاد افغانستان کے عظیم مرکز دارالعلوم حقانیہ میں ملک کی اہم دینی جماعتوں کے قائدین اور مختلف مکاتبِ فکر کے زعماء کا یہ اجتماع جہاں ملت اسلامیہ کی دینی حمیت وغیرت کا عنوان بن کر ملک بھر کے عوام کی توجہ اپنی جانب مبذول کئے ہوئے ہے وہاں ہمیں وقت کی نزاکت اور حالات کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے دعوت عمل بھی دے رہا ہے۔

مہمانانِ ذی وقار!

ان حالات میں ہم یہاں جمع ہیں کہ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے حوالے سے امارت

اسلامی افغانستان کی طالبان حکومت اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت پر دباؤ بڑھا کر انہیں امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے پر مجبور کرنے کے لئے تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور دنیا کی مسلمان حکومتوں کی صورت حال یہ ہے کہ وہ انتہائی بے حسی اور بے بسی کے ساتھ امریکی عزائم اور اس کی اسلام دشمنی سے آنکھیں بند کئے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملائے چلی جا رہی ہیں اسلئے ہماری یعنی ملک کے دینی حلقوں کی ذمہ داری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے کہ امریکہ کے اس کھلم کھلا اسلام دشمن اور مسلم بیزار طرز عمل کے خلاف نہ صرف رائے عامہ کو بیدار ومنظم کرنے بلکہ مسلم حکمرانوں کو جھنجھوڑنے اور ہوش میں لانے کیلئے کوئی ٹھوس لائحہ عمل طے کریں۔ اور مشترکہ جدوجہد کا راستہ اختیار کریں اس حوالہ سے ہم موجودہ حالات میں عملاً جو کچھ کر سکتے ہیں اس کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش خدمت ہے۔

(۱) بیت المقدس اور افغانستان کے حوالہ سے امریکہ کے موجودہ کردار اور سلامتی کونسل کی افغانستان کے خلاف حالیہ قرارداد کو مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ قرار دے کر ملت اسلامیہ کو اس کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائے۔

(۲) دنیا بھر کی مسلم حکومتوں کو امریکی عزائم کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا جائے اور اس مقصد کیلئے کم از کم اسلام آباد میں مسلم ممالک کے سفیروں سے دینی قائدین کے بھرپور وفد کی ملاقات کا اہتمام کیا جائے۔

(۳) رائے عامہ کو منظم کرنے اور عوامی احتجاج کو آگے بڑھانے کے لئے مشترکہ فورم تشکیل دے کر مسلسل اور مربوط رابطہ عوام مہم کا آغاز کیا جائے۔

(۴) امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم چلائی جائے۔

(۵) طالبان کی اسلامی حکومت کی مالی امداد کیلئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو توجہ دلائی جائے اور اس سلسلہ میں عوام کو ترغیب دی جائے کہ وہ براہ راست افغان سفارت خانہ سے رابطہ کر کے افغان بھائیوں کی بھرپور امداد کریں۔

(۶) افغانستان کی تعمیر نو اور وہاں سرمایہ کاری کیلئے کاروباری حضرات کو توجہ دلائی جائے

(۷) حکومت پاکستان پر واضح کر دیا جائے کہ اگر اس نے اقوام متحدہ کی پابندیوں کو عملاً بروئے

کارلانے کی کوشش کی تو اسے ملک کے دینی حلقوں کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا بالخصوص سرحدات کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے نام نہاد مبصرین کی سرگرمیوں کو قبائل کے غیور مسلمان کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے اوران علاقوں میں آنے والے غیرملکی مبصرین اوراہل کاروں کی جان کے تحفظ کی ضمانت دینا مشکل ہوجائے گا اس لئے حکومت پاکستان اس سلسلہ میں اپنے ملک کے عوام کے جذبات کو نظرانداز کرکے کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرے ورنہ نتائج کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔

اس لئے میں آپ حضرات کی طویل سمع خراشی پر معذرت چاہتے ہوئے گزارش کررہاہوں کہ امت کی راہنمائی اورملت کی قیادت کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے مشترکہ لائحہ عمل اور پروگرام کی طرف راہنمائی فرمایئے اور خاص طور پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے افغانستان کے خلاف اقتصادیاں پابندیاں عائد کرنے اور لیبیا کے خلاف پابندیوں کی توسیع کے اعلان کی روشنی میں دینی قوتوں کے اجتماعی کردار کا تعین کرکے آگے بڑھیے! تاکہ عالمی کفرواستعمار کی اس یلغار کا راستہ روکنے میں ہم اپنے دینی وملی فریضہ کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہوسکیں اوراپنے مظلوم اورغیور افغان بھائیوں کے ساتھ اس مشکل وقت میں ہم آہنگی اور یک جہتی کے اظہار کیساتھ ساتھ ان کی مشکلات میں کمی کیلئے عملی تعاون کی بھی کوئی راہ نکال سکیں۔ خدا کرے کہ ہمارا یہ اجتماع ملت کی توقعات پر پورا اترے اورہم عالم اسلام کیخلاف امریکہ کے اس اعلان جنگ سے نمٹنے کیلئے ملک وقوم کی صحیح اور بروقت راہنمائی کے دینی فریضہ سے کما حقہ عہدہ برآ ہوسکیں۔ امین

اعلامیہ

اعلامیہ متحدہ اسلامی کانفرنس

زیرصدارت مولانا سمیع الحق

۱۰جنوری ۲۰۰۱دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جمعیت علماۓ اسلام اوردارالعلوم حقانیہ کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی دعوت پرآج ملک کے

تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام' دانش وروں اور دینی جماعتوں کے ذمہ دار نمائندوں کا اجلاس منعقد ہوا جس کے شرکاء کی فہرست اس کے ساتھ منسلک ہے۔ اجلاس میں حسب ذیل اعلامیہ کی منظوری دی گئی۔

متحدہ اسلامی کانفرنس کا یہ اجتماع افغانستان کے خلاف اقدام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے تمام عائد کردہ حالیہ پابندیوں کو سراسر ناجائز قرار دیتا ہے جو صرف افغانستان کے خلاف نہیں بلکہ اس کا مقصد درحقیقت پاکستان ہے اور اس سے بھی بڑھ کر عالم اسلام ہے جس سے عالمی امن کو خطرہ ہے۔ استعماری قوتیں (نیو امپیریلزم) اپنی ریشہ دوانیوں کے ساتھ عالم اسلام کے خلاف میدان عمل میں آ گیا ہے۔ لہذا یہ اجلاس اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کا فیصلہ کرتا ہے۔

حکومت پاکستان سے مطالبہ

یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بات کا واضح اعلان کرے کہ یہ پابندیاں انسانیت سوز ہیں پاکستان کی معیشت کے خلاف جارحیت کے مترادف ہیں اور ایک آزاد اور حریت پسند قوم کے خلاف گھناؤنے جرم کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے انہیں مسترد کیا جاتا ہے۔

حکومت پاکستان اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کا ہنگامی اجلاس طلب کرے جس میں افغانستان کی طالبان حکومت کو متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہوئے یہ اعلان کیا جائے کہ کسی کو افغان قوم کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ بیت المقدس چیچنیا کشمیر اور دیگر مسائل کے حوالہ سے اسلامی دنیا کے خلاف اقوام متحدہ اور امریکی کیمپ کو اپنا طرز عمل تبدیل کرنا ہوگا۔

حکومت پاکستان چین کی حکومت کو باور کرائے کہ یہ پابندیاں علاقہ کے امن کیلئے خطرات کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی اس لئے چین بھی اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کرے۔ حکومت پاکستان ان پابندیوں کے جاری رہنے کی صورت میں بیرونی قرضوں کی ادائیگی روک دے کیونکہ پابندیوں کی صورت میں پاکستان کی پہلے سے زبوں حالی کا شکار معیشت مزید دباؤ میں آ جائے گی۔

دفاع افغانستان کونسل کی قراردادیں:

یہ اجلاس موجودہ صورت حال سے نمٹنے کیلئے کونسل برائے افغان امور کے قیام کا اعلان کرتا ہے جو مندرجہ ذیل کام سرانجام دے گی۔

al-003

۱۔ پابندیوں سے نمٹنے کے لئے حکمت عملی وضع کرنا۔

تعمیر نو:

۲۔ افغانستان کی امداد اور تعمیر نو کیلئے ادارے کا قیام جو اس کیلئے ضروری اقدامات کرے

مظاہرے اور اجتماعات:

۳۔ قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے عہدہ برآ ہونے کیلئے تیار کرنا اور مختلف شہروں میں پابندیوں کیخلاف اجتماعات اور مظاہروں کا اہتمام کرنا۔

سفراُ سے ملاقات:

۴۔ عالمی رائے عامہ' مسلم ممالک اور چین کو اس سلسلہ میں حقائق سے آگاہ کرنے کیلئے وفود تشکیل دینا۔

وفد برائے افغانستان:

۵۔ افغانستان میں ممتاز علما اور دانش وروں کا وفد بھیج کر ناراض عناصر کو طالبان کی حمایت کے لئے آمادہ کرنا۔ یہ اجلاس اس نازک مرحلہ پر شمالی اتحاد کے لیڈروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانستان کی وحدت کی خاطر ضد چھوڑ کر طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں تا کہ افغان قوم متحد ہو کر اپنی آزادی خودمختاری اور اسلامی تشخص کا تحفظ کر سکے۔ نیز یہ اجلاس طالبان حکومت کی قیادت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ماضی کی جہادی شخصیات کو مناسب احترام اور مقام دینے کیلئے خود کو تیار کرے۔

امریکی مصنوعات سے بائیکاٹ:

۶۔ یہ اجتماع امریکہ' یورپی برادری اور بھارت کو خبر دار کرتا ہے کہ وہ عالم اسلام' پاکستان اور افغانستان کے بارے میں اپنا طرز عمل تبدیل کریں ورنہ بصورت دیگر پاکستان کے غیور عوام کو ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کیلئے تیار کرنے کی منظم مہم کا آغاز کیا جائیگا۔ یہ اجتماع پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکہ روس بھارت اور ان کے حواریوں کو افغان قوم کے بنیادی اور انسانی حقوق کی اس سنگین خلاف ورزی سے باز رکھنے کیلئے آواز بلند کریں ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بھی اس کارروائی میں ملوث ہیں اور اس

صورت میں انہیں پاکستان کی سرزمین سے اپنا بوریا بستر گول کرنا ہوگا۔اوران کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکے گی۔

فلسطین:

۷۔ یہ اجتماع فلسطین کی آزادی کیلئے برسرپیکار عرب مجاہدین کی جدوجہد کو مقدس جہاد قرار دیتا ہے۔اور پورے عالم اسلام کا اس جہاد میں شریک ہونا مذہبی فریضہ قرار دیتا ہے۔

مجاہد اسلام اسامہ بن لادن:

۸۔ یہ اجتماع عالم اسلام کے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کو اسلام کا مجاہد عظیم قرار دیتا ہے اور اس کی جدوجہد مقدس جہاد ہے دہشت گردی نہیں۔یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ اسامہ بن لادن کی حفاظت صرف طالبان یا افغانستان کا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا فریضہ ہے۔کیونکہ امریکہ اور شیطانی طاقتوں کو اسکے خلاف ناجائز ظالمانہ رویوں نے اسامہ کو ملت محمدیہؐ کا ناموس بنادیا ہے۔

مسئلہ کشمیر:

یہ اجتماع کشمیریوں کی جدوجہد کی مکمل تائید کرتا ہے اور اسکو اسلامی جہاد قرار دیتا ہے۔

یہ اجلاس پاکستان کی شمال مغربی سرحد کیساتھ ساتھ آباد غیور قبائل سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پوری طرح بیدار رہیں اور ان پابندیوں کو ناکام بنانے کیلئے موثر کردار ادا کریں۔

یہ اجلاس کونسل برائے افغان امور کی سربراہی کیلئے مولانا سمیع الحق کا نام تجویز کرتا ہے اور ان سے گزارش کرتا ہے کہ وہ تمام جماعتوں کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ ومشورہ کرکے کونسل کے مرکزی ڈھانچے کی جلد از جلد تشکیل کریں اور اسکا اجلاس بلاکر عملی پروگرام کا آغاز کریں۔

شرکاء اجلاس

متحدہ اسلامی کانفرنس

۱۰ جنوری بدعوت مولانا سمیع الحق

جمعیت علماء اسلام (ف): شیخ الحدیث مولانا امان اللہ خان، مولانا محمد احمد مروان۔

جمعیت علماء پاکستان : مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی' مولانا صاحبزادہ امین الحسنات ' حامد رضا بھٹی' قاری حسنات

جماعت اسلامی : قاضی حسین احمد' پروفیسر محمد ابراہیم' سراج الحق' معراج الدین خٹک

سپاہ صحابہ : مولانا محمد اعظم طارق' مولانا زاہد محمود قاسمی' صدیق احمد قاسمی' محمد اسلم فاروقی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث: مولانا معین الدین لکھوی' سید ضیاءاللہ شاہ بخاری' پروفیسر ثناء اللہ۔

تحریک نفاذ شریعت ملاکنڈ : مولانا صوفی محمد مع ۲۰۰ افراد۔

تحریک اتحاد پاکستان: جنرل حمید گل' جنرل عالم جان محمود' میاں حضران بادشاہ۔

تنظیم الاخوان: مولانا محمد اکرم اعوان' یار محمد خان وزیرستانی' اظہر بختیار خلجی۔

تنظیم اسلامی: مولانا ڈاکٹر اسرار الحق' ڈاکٹر محمد اقبال صافی۔

نیشنل عوامی پارٹی : محمد اجمل خان خٹک۔

حرکت المجاہدین : مولانا فضل الرحمان خلیل' مولانا اللہ وسایا قاسم' مولانا حزب اللہ

جیش محمد : مولانا مسعود اظہر' مولانا عبدالرؤف' حافظ محمد ازہر الحسینی' دہشت خان

لشکر طیبہ : مولانا حافظ محمد سعید مع وفد

حرکت الجہاد الاسلامی: مولانا محمد امین ربانی' مولانا سیعد احمد اعوان' مولانا محمد عمر بن عبدالعزیز

البدر مجاہدین: جناب بخت زمین خان' بلال احمد۔

پاکستان شریعت کونسل : مولانا زاہد الراشدی' مولانا قاری سعید الرحمان' مولانا عبدالرشید انصاری' صلاح الدین انصاری

تحریک طالبان افغانستان: مولانا محمد ارسلا رحمانی' مولانا خلیل اللہ فیروزی' مولانا حمد اللہ نعمانی' مولانا رحمت اللہ واحد یار

مجلس علماء کونسل: مولانا سید عطاالمومن شاہ بخاری۔

انٹرنیشنل ختم نبوت : مولانا عبدالرؤف فاروقی' مولانا محمد رمضان علوی۔

جمعیت مشائخ پاکستان: ڈاکٹر پیر خالد رضا زکوڑی شریف' پیر نقیب الرحمان' مخدوم امین گیلانی' پیر آف مانکی شریف۔

اشاعت التوحید والسنۃ: مولانا قاضی محمد عصمت اللہ' مولانا اشرف علی' حافظ محمد صدیق

سواد اعظم اہل سنت: مولانا راحت گل

مسلم لیگ (ق) : سید کبیر علی واسطی

جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر: مولانا نذیر فاروقی 'مولانا سید یوسف خان

پاکستان علماء کونسل : مولانا صاحبزادہ سعید الرشید عباسی' مولانا گلزار احمد۔

موتمر المہاجرون : مولانا عدیل' مولانا افتخار احمد صدیقی

حزب المجاہدین: مولانا محمد جاوید قصوری 'مولانا تاج علی شاہ۔

مشائخ پاکستان: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ' مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی' مولانا قاضی انوار الدین' مولانا سید پیر اصغر علی شاہ' مولانا عبید اللہ لاہور' مولانا محبت اللہ کوئٹہ' مولانا پیر سیف اللہ خالد لاہور' شیخ الحدیث مولانا زرولی خان کراچی' شیخ الحدیث مولانا علاؤ الدین۔

مولانا عبدالحنان۔

علماء افغانستان: مولانا سید عبدالستار' مولانا محمد یونس' مولانا نور حیدر' مولانا امر اللہ حقانی' مولانا محمد صادق ہاشمی' حاجی عبدالستار' مولانا امام الدین' حاجی عبدالجبار' قاری محمود شاہ' مولانا محمد زمان' مولانا سید احمد شاہ' الحاج محمد حکیم اولسوال' مولانا سید عبدالحق روحانی۔ سید عبدالستار بادشاہ' مولانا نور محمد' مولانا عبدالرشید' مولانا معین الدین' مولانا عبدالرحمان' مولانا فاتح شاہ' اور دیگر علماً نے شرکت کی۔

جمعیت علماء اسلام (س) : قائد جمعیت مولانا سمیع الحق' مولانا شیخ الحدیث نعمت اللہ' مولانا قاضی عبداللطیف' مولانا عبدالخالق' مولانا سید عبید اللہ شاہ' مولانا عبدالحلیم قاسمی۔ مولانا محمد رمضان علوی۔ پیر محمد اکبر ساقی' مولانا انوار الحق حقانی' مولنا محمد اسحاق' مولانا پیر شیخ محمد شفیع' مولانا زر ولی خان' مولانا ہفتہ خان' محمد عثمان دوتانی' مولانا میاں محمد عصمت شاہ' مولانا قدرت اللہ' مولانا محمد صادق' مولانا رحیم اللہ باچا' مولانا نثار اللہ باچا' قاری محمد حسن شاہ' مولانا صاحبزادہ عتیق الرحمان ہاشمی۔ قاری سید یوسف شاہ' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالحلیم مجاہد' مولانا عبدالعزیز جلالی۔ مولانا میر عجم خان' مولانا حافظ حسین احمد' مولانا معین الدین' صاحبزادہ عبدالرشید' مولانا حافظ سید الرحمان' مولانا قاری حمید اللہ' مولانا قاری فتح محمد' مولانا عزیز الرحمان' مولانا محمد وسیم' مولانا امداد اللہ' مولانا عبدالواحد'

al-003

مولانا مفتی محمد داؤد' مولانا قاضی رفیق الرحمان قمر' مولانا دوست محمد' الحاج رحیم اللہ خان' مولانا فضل مالک' مولانا فیروز خان' حافظ محمد ایوب' حافظ محمد اجود۔ قاری شمس الحق' مقبول شاہ بخاری' مولانا میاں محمد نقشبندی' مولانا شاہ عبدالعزیز' مولانا ڈاکٹر میرزا قیم' مولانا قاضی معین الدین' پیر محمد اکبر ساقی' مولانا عبدالرحمان عثمانی' مولانا قاری نور محمد' مولانا قاری فضل ربی' مولانا عزیز الرحمان حیدری' قاری محمد حسن ناصر' پروفیسر محمد امین درانی' قاری محمد اقبال' مولانا محمد نواز حنفی' قاری چن محمد۔

فیصلہ کیا گیا کہ سفارت خانوں سے رابطہ کر کے سفراء حضرات سے ملاقات کا وقت لیا جائے' ترجیحی بنیادوں پر سلامتی کونسل کے مستقل ممبر ممالک' اہم یورپین ممالک اور اہم اسلامی ممالک کے سفیروں سے ملاقات کی جائے۔ سفارتخانوں کو پاکستان کے عوام کی رائے سے آگاہی کے لئے محضر نامہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ اسی محضر نامہ کو کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق اور دیگر مرکزی قائدین نے خود جا کر سفارتخانوں میں سفراء کی خدمت میں پیش کیا۔

سفارتخانوں میں پیش کیا گیا

محضر نامہ

معزز عزت مآب سفیر وہائی کمشنر صاحب

پاکستان کی دینی سیاسی اور سماجی پارٹیوں پر مشتمل دفاع افغانستان کونسل کے مشترکہ وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے وفد افغانستان پر اقوام متحدہ کی پابندیوں کے لئے چند معروضات پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ انتہائی اہم مسئلہ پر گفتگو کے لئے آپ نے وقت دیا ہے ہماری گزارشات یہ ہیں۔

افغانستان پر سلامتی کونسل کی پابندیاں سراسر ناجائز اور انسانیت سوز ہیں۔ افغانستان آزاد اور موجودہ حالات کے لئے ایک خاص اور تاریخی پس منظر رکھتا ہے۔ طالبان افغانستان کی عوام کی نمائندہ حکومت ہے۔ غالب حصہ پر عوام کی نمائندہ حکومت ہے ایک فرد کے لئے کروڑوں انسانوں کو تنگی اور مشکلات کی بھینٹ چڑھایا جارہا ہے۔ ایک باغی گروپ کی کھلی عالمی حمایت اقوام متحدہ کے چارٹر اور آزادی کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے عالمی ادارے کے اقدام سے جمہوریت اور اصول پسند عوام اضطراب کا شکار ہیں اور خطہ میں سیاسی معاشی اور امن کے لئے زبردست خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہماری نظر میں ضروری ہے کہ افغانستان پر عائد پابندیوں کے خاتمے کے لئے آپ کا ملک موثر اور بھرپور کردار ادا کرے گا۔

افغانستان پر عائد پابندیوں کے حوالے سے چند امور بہت اہم ہیں۔

(۱) افغانستان کے عوام سلامتی کونسل کی پابندیوں کی وجہ سے براہ راست متاثر ہوں گے شدید سرد موسم میں لاکھوں عوام بھوک اور افلاس کی وجہ سے گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس اقدام سے بنیادی انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔

(۲) اقوام متحدہ کے اداروں کی رپورٹ کے مطابق خطرہ ہے کہ ان پابندیوں کی وجہ سے دس لاکھ (ایک بلین) افغان مر سکتے ہیں۔ دنیا بھر کی ریلیف اور انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والی تنظیموں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

(۳) افغان حکومت نے منشیات کے خاتمہ کے لئے موثر اقدامات کئے ہیں۔ اور مستقبل میں بھی انسداد منشیات کے لئے عالمی اداروں سے تعاون کا اعلان کیا ہے۔ افغانستان میں طالبان نے امن قائم کیا ہے۔

(۴) افغان خواتین کے مسائل کے حل کے لئے تعلیم اور سماجی خدمات کے لئے ان پر عائد پابندی ختم کی ہے۔ اسی طرح متحارب گروپوں سے اسلحہ واپس لیا ہے۔

(۵) افغان حکومت تمام مسائل پر عالمی قیادت اور اداروں سے مذاکرات کیلئے تیار ہے اس لئے

افغانستان پر سلامتی کونسل کی پابندیاں بلاجواز اور ظالمانہ ہیں۔ خطہ میں تمام ممالک کیلئے اس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ ہماری اپیل ہے کہ

☆ افغانستان پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں آپ کا ملک انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اس مسئلہ پر موثر کردار ادا کرے۔

☆ این جی اوز کو انسانی بنیادوں پر ریلیف کا کام کرنے دیا جائے۔ اس میں رکاوٹیں نہ ڈالی جائیں۔

☆ اقوام متحدہ کی نگرانی میں او آئی سی کا نمائندہ وفد افغان حکومت سے مذاکرات کرے۔

☆ افغانستان سے متنازعہ مسئلہ پر عالمی قوانین اور عدالتی طریقہ کار اختیار کیا جائے نہ کہ ویٹو پاور کا اندھا استعمال کیا جائے۔

کاروائی' اجلاس اسلام آباد

۱۲ فروری ۲۰۰۱ء بمقام ہالیڈے اِن اسلام آباد

مورخہ 12 فروری 2001ء کو دفاع افغانستان کونسل کا اجلاس کونسل کے چیئر مین حضرت مولانا سمیع الحق کی صدارت میں ہالیڈے اِن ہوٹل اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جبکہ جمعیت علماءِ پاکستان کے چیئر مین حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مہمان خصوصی تھے۔ اجلاس میں درج ذیل فیصلے کئے گئے۔

(ا) کونسل میں شامل جماعتوں کے سربراہان پر مشتمل وفود افغانستان' ایران' چین' برطانیہ' فرانس' سعودعرب' کویت' عرب امارات کا دورہ کریں گے۔ مولانا شاہ احمد نورانی ایران' قاضی حسین احمد چین' مولانا سمیع الحق سعودی عرب' کویت' عرب امارت۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ افغانستان' مولانا ڈاکٹر اسرار احمد برطانیہ' فرانس کا دورہ کرنے والے وفود کی قیادت کرینگے۔ کونسل کے رابطہ سیکرٹری لیاقت بلوچ صاحب ان وفود کی تشکیل کیلئے سربراہوں

al-003

سے رابطہ کریں گے۔

وفود میں شامل مندوبین اخراجات خود برداشت کریں گے۔

(۲) 25 فروری تک اسلام آباد میں دیگر سفارتخانوں بشمول امریکہ وروس بالخصوص چین ودیگر سے کونسل کے وفد ملاقاتیں مکمل کریں۔

(۳) ہائی کورٹ اور ڈسٹرکٹ بار سے جنرل حمید گل' لیاقت بلوچ' ڈاکٹر بشیرالدین محمود دفاع افغانستان کے موضوع پر خطاب کرینگے

(۴) 22 مارچ بروز جمعرات لیاقت باغ روالپنڈی میں دفاع افغانستان کانفرنس منعقد ہوگی

(۵) دفاع افغانستان کونسل میں شامل تمام جماعتیں ضلعی ہیڈ کوارٹر پر مشترکہ اجلاس کر کے ڈھانچہ تشکیل دے دیں۔

(۶) افغانستان کے مہاجرین اور متاثرین کی ریلیف کے لئے افغانستان ریلیف کمیٹی جنرل حمید گل اور ڈاکٹر سلطان بشیرالدین محمود کی سربراہی میں قائم کردی گئی ہے۔

(۷) دفاع افغانستان کونسل کا ایک وفد مولانا سمیع الحق کی قیادت میں صدر پاکستان اور چیف ایگزیکٹو جنرل مشرف سے ملاقات کرے گا۔

(۸) دفاع افغانستان کونسل کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہوگا۔ مالیاتی نظام چلانے کے لئے ممبر جماعتیں فنڈ مہیا کریں گی۔

(۹) 23 فروری بروز جمعہ افغانستان سے یک جہتی کے اظہار کا دن منایا جائے گا۔ اسی روز مساجد سے مشترکہ وفود بازاروں اور گھروں پر جا کر ریلیف کا سامان جمع کریں گے۔

متفقہ قراردادیں

۱) پاکستان میں نفاذ شریعت مضبوط دفاع کی ضمانت ہے۔ حکمران اللہ سے ڈریں اور شریعت سے انحراف کا راستہ ترک کردیں۔ تحفظ ناموس رسالت اسلامیان پاکستان کا عقیدہ ہے۔ اس کے

al-003

خلاف ہر قسم کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے پوری قوم متحد ہے۔ناموس رسالت ایکٹ میں کوئی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔اخبارات کے مالکان کی تنظیم اے پی این ایس اور دیگر صحافتی تنظیمیں بھی اپنا مثبت کردار ادا کریں۔خصوصاً انگریزی اخبارت پر نظر رکھیں' جن میں آئے دن اسلامی اقدار علماءؑ' مدارس اور طلباءؑ کے خلاف توہین آمیز مواد شائع ہوتا رہتا ہے۔

۲) اقوام متحدہ اور تمام عالمی ادارے افغانستان پر پابندیاں ختم کریں یہ پابندیاں ناجائز یکطرفہ اور انسانی حقوق کے خلاف ہیں۔امریکہ کی ایما پر سلامتی کونسل کی افغانستان پر اقتصادی پابندیوں کی قرارداد UN Charter کیخلاف ورزی ہے ان پابندیوں سے لاکھوں افراد متاثر ہورہے ہیں۔

(۳) افغانستان کے مہاجرین ومتاثرین کی بھرپور مدد کے لئے مساجد ومدارس اور جماعتوں کے دفاتر ریلیف فنڈز کے مراکز ہوں گے۔اشیاء خوردونوش' کپڑے ادویات جمع کئے جائیں گے۔ اسلامیان پاکستان ریلیف کے کاموں میں بھرپور مدد کریں۔ عید قربان کے موقع پر خصوصی تعاون کیا جائے گا۔زراعت کی بحالی کے لئے بیج وکھاد کی مدد بھی کی جائے گی۔تاجر برادری زمینداروں اور چمبرز فیڈریشن سے مدد کی اپیل ہے۔حکومت پاکستان اپنی اضافی گندم کم از کم چھ لاکھ ٹن افغانستان کو بھیج دے۔

۴) امریکی سفیر نے پاکستان کی سرزمین پر افغانستان پر حملے اور جہاد کی بندش کی بات کرکے پاکستان کی سلامتی کے لئے خطرات پیدا کردیئے ہیں۔امریکی سفیر معافی مانگیں ورنہ امریکی سفیر کو ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا جائے گا۔

۵) امریکی جزیرۃ العرب بشمول بحری حدود سے نکل جائیں اور اسلام کے خلاف سازشیں بند کریں۔افغانستان کے خلاف کوئٹہ'پشاور' اسلام آباد کو سرگرمیوں کا مرکز نہ بننے دیا جائے۔حکومت اور خفیہ ایجنسیاں ایسی سرگرمیوں کو روکیں۔کشمیر' افغانستان' فلسطین اور چیچنیا ملت اسلامیہ کے مشترکہ مسائل ہیں۔ہم ان سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔پاکستان کی سرزمین افغانستان کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے۔N.D.C نے ایک انٹیلی جنس سیل قائم کردیا ہے۔جو ایسی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے گی۔

۶) لاکربی کیس کے فیصلے کے بعد اقوام متحدہ کی طرف سے لیبیا پر اقوام متحدہ کی جانب سے نئی

پابندیوں کی دھمکی قابل مذمت ہے۔لیبیا پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں۔

(۷) مسلئہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔جہاد کشمیر کے تحفظ کیلئے لازم ہے کہ افغانستان کے خلاف عالمی استعماری سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔اقوام متحدہ کشمیر کے مسئلہ کے بارہ میں اپنی قرارداد پر بھی عمل درآمد کرے۔

(۸) امریکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان کی تجارت اور صنعت کیلئے زہر قاتل ہیں۔امریکی مصنوعات اور وہ تمام ملٹی نیشنل کمپنیاں جن میں یہودی اور امریکی شامل ہیں ان کے مال کا پاکستانی ملت مکمل بائیکاٹ کرے اور امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کیلئے عوامی سطح پر مہم چلائی جائیگی۔ بالخصوص کے ایف سی (میکڈانلڈ اور امریکی مشروبات سے بائیکاٹ کرایا جائے اور ان کا گھیراؤ کیا جائے۔قومی اداروں کی نج کاری نہ کی جائے اور نہ ہی قومی حساس ادارے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے حوالے کئے جائیں۔

اجلاس کے مذکورہ بالا فیصلوں کی روشنی میں اب ضروری ہے کہ اس کی تنفیذ کیلئے فوری اقدامات کئے جائیں اولین مرحلہ پرضروری ہے کہ تمام جماعتوں کے اکابرین اپنے کارکنوں اور تمام ذیلی شاخوں کو ہدایات جاری کریں کہ وہ اس قومی وملی مسئلہ میں اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنے ضلع' شہر' گاؤں' ڈویژن میں کونسل میں شامل تمام جماعتوں سے رابطہ پیدا کریں اور مشترکہ اجلاس بلاکر دفاع افغانستان کونسل تشکیل دیں۔ 23 فروری کے یوم احتجاج کے سلسلہ میں اور ریلیف امدادی کاموں وغیرہ کے لئے مشترکہ پروگرام طے کریں اور اجتماعی طور پر امدادی سازوسامان جمع کرکے مرکز کو اطلاع دیں تاکہ متعلقہ حکومت اور اداروں تک اسے بحفاظت پہچانے کو یقینی بنایا جائے اسی طرح مرکزی سیکرٹیریٹ کو بھی تنظیمی امور کی اطلاع دی جائے یقیناً اس عظیم امتحان میں سرخرو ہونے کے لئے آپ اور ہم سب اپنی مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے۔

اجلاس کراچی کی قراردادیں

۲۲فروری ۲۰۰۱ء

۱۔ دفاع افغانستان کونسل کی یہ مشترکہ اور نمائندہ کانفرنس افغانستان پر حالیہ اقتصادی پابندیوں کو ظالمانہ غیر منصفانہ اور حقوق انسانی کے منافی قرار دیتے ہوئے اقوام متحدہ، مسلم حکمرانوں اور انصاف پسند اقوام سے پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مظلوم مفلوک الحال جنگ زدہ افغانستان پر پابندیوں کے خاتمے کے لئے صدائے احتجاج بلند کریں۔

۲۔ پاکستان سمیت مسلم ممالک اخوت اسلامی اور غیرت ایمانی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کے ایماء پر افغانستان پر ظالمانہ اقتصادی پابندیوں کو مسترد کرنے کا جرأت مندانہ اعلان کرکے ثابت کردیں کہ ہم کلمہ گو افغانستان کے مسلمان بھائیوں کو اسلام و مسلم دشمنی کی کافرانہ طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

۳۔ پاکستان سمیت دنیا بھر کے غیور مسلمان مظلوم افغانستان کے مسلمان بھائیوں کی مالی سیاسی اخلاقی ہر سطح پر بھرپور حمایت، مدد و نصرت کریں اور غلبہ اسلام کے لئے سرگرم عمل جہادی قوتوں اور عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کے خلاف امریکہ کے اشارے پر کئے جانے والے اشتعال انگیز اقدامات کی شدید مذمت کریں۔

۴۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف جہادی تنظیموں کے خلاف زہر افشانی کرنے اور اسلامی فریضہ ادا کرنے والے مجاہدین کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے اور ان پر فنڈ اکھٹا کرنے پر پابندی لگائے جانے کے غیر اسلامی اور اشتعال انگیز اعلانات کا نوٹس لیتے ہوئے وزیر داخلہ کو برطرف کردیں تاکہ ان کے خلاف مذہبی و دینی اور جہادی قوتوں میں پائی جانے والی بے چینی تشویش اور مسلمانوں میں پائے جانیوالے شکوک و شبہات کا ازالہ ہوسکے پاکستان کے مسلمان علماً، مدارس اور

مجاہدین کے خلاف سازشوں کو کچلنے اور مزاحمت کا عزم رکھتے ہیں۔

۵۔ امریکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان کی تجارت اور صنعت کیلئے زہر قاتل ہیں امریکی مصنوعات اور وہ تمام ملٹی نیشنل کمپنیاں جن میں یہود اور امریکی شامل ہیں ان کے مال کا پاکستانی ملت مکمل بائیکاٹ کرے اور امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کیلئے عوامی سطح پر مہم چلائی جائے گی بالخصوص کے ایف سی، میکڈانلڈ، لکس صابن، امپیریل صابن، ڈاؤ صابن، سن سلک صابن، پیور کریم، لینڈ شیمپو، بلکس شیمپو، ڈاؤ کریم، ایریل سرف، ٹی روز پرفیوم (امریکن)، رائل میرج پرفیوم، کوکا کولا، پیپسی، امریکہ ویزہ لاٹری، شو ٹائم نیٹ ورک، سٹی بینک کریڈٹ کارڈ، فائرسٹون ٹائر، برج سٹون ٹائر، سن سلک شیمپو، امریکی موٹر آئل (انجن آئل) امریکی ناخن پالش، امریکی گھڑیاں، امریکی پارکر پن، بال پن، امریکی لپ اسٹک، امریکن ٹوتھ برش، امریکن ٹوتھ پیسٹ، امریکی شیونگ کریم۔

۶۔ اسلام و پاکستان کے مفادات کے منافی سرگرمیوں میں ملوث اور امریکی وعیسائی مشنریوں کی آلہ کار این جی اوز اور قادیانیوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے ان کی ذرائع آمد کی تحقیقات کر کے اثاثوں اور اکاؤنٹس کو منجمد اور ضبط کیا جائے اور برطانیہ و یورپ کی تقلید میں ضلعی حکومتوں کی ناکام کوششوں کے بجائے اسلام کے امن آفرین انقلابی نظام حیات کو مزید بلا تاخیر نافذ العمل کرے۔

۷۔ عراق اور لیبیا پر لگائی جانے والی عدل و انصاف کے منافی جانبدارانہ پابندیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے، بغداد پر امریکہ اور برطانیہ کے حالیہ دو درجن جہازوں کی بمباری پر جس کے نتیجہ میں تین مسلمان شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے احتجاج کرتے ہوئے، فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف صدر صدام حسین کی جانب سے کئے جانے والے جرأت مندانہ اعلان واقدامات کی بھرپور تائید وحمایت کرتا ہے۔

استفتاء

حکومت پاکستان امریکہ کی درخواست پر پاکستانی افواج عراق بھیجنے کا ارادہ کررہی ہے' کیا حکومت پاکستان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی افواج عراق بھیج کرامریکہ کے ساتھ تعاون کرے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

الحمدللہ رب العالمین ' والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم' وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

موجودہ حالات میں جب کہ عراق پرامریکہ نے سراسر ظالمانہ قبضہ کیا ہوا ہے' حکومت پاکستان یا کسی بھی مسلمان حکومت کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ ان کے تعاون کے لئے وہاں اپنی فوجیں بھیجے۔ جس کی مندرجہ ذیل وجوہ بالکل واضح ہیں

۱۔ ......امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے جس طرح ظلم وبربریت کا مظاہرہ کیا ہے، اور نہ صرف اسلام بلکہ دنیا بھر کے مسلم قانونی اوراخلاقی ضابطوں کو پامال کرنے کی متکبرانہ جسارت کی ہے' اس کے کہنے پر وہاں فوجیں بھیجنا اس کے اس سراسر ظالمانہ حملہ کی تائید ہے' جس کے حرام ہونے پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ ......امریکہ عراق پر اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد وہاں اپنے قبضہ کو مستحکم کرنے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے مختلف ملکوں سے اپنی فوجیں بھیجنے کی درخواست کررہا ہے' شرعی نقطۂ نظر سے صورتحال یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان ملک پر کوئی غیر مسلم قوم حملہ کرے' تو ضرورت کے وقت تمام مسلمانوں پر اس کا دفاع واجب ہے اروا گر کوئی غیر مسلم قوم مسلمان ملک پر قبضہ کرلے تو تمام مسلمان حکومتوں پر واجب کہ اس قبضہ کو جلد از جلد ختم کرانے کے لئے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لائیں۔ ظاہر ہے ایسے حالات میں قبضہ ختم کرانے کی بجائے اس ظالمانہ قبضہ کو مزید مستحکم کرانے کی کوشش سراسر حرام اور ناجائز ہے۔

۳۔ ...... امریکہ کے عراق پر فوجی طاقت مسلط کرنے کے باوجود عراق کے مسلمان امریکی قبضہ کی مسلسل مزاحمت اور مقاومت کررہے ہیں جس کا انہیں پورا حق حاصل ہے' ایسے حالات میں عالم اسلام کا فرض ہے کہ وہ ان عراقی مسلمانوں کی مدد اور حمایت کرے۔ اس صورتحال میں اپنی فوجوں کو امریکہ کے زیر کمان دینے کا نتیجہ یقیناً یہ

ہوگا کہ مسلمان فوجوں کو ان عراقی مسلمانوں کے مدمقابل لاکھڑا کیا جائے۔ یہ دعویٰ کہ افواج پاکستان کو عراق میں قیام امن کے لئے دعوت دی جارہی ہے، خود اس بات کا اعتراف ہے کہ انہیں عراق کے ان مسلمانوں سے ٹکرایا جائے گا، جو امریکی قبضہ کے خلاف جدوجہد کررہے ہیں، مسلمانوں کے مقابلہ میں غیر مسلم غاصبوں کی امداد قرآن و سنت کی صریح نصوص کے بالکل خلاف ہے، جس کے حرام ہونے میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے۔

یاایھا الذین امنوا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیا تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من احلق (**الممتحنۃ:۱**)

اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو اپنا ولی بناؤ کہ ان سے دوستی کے ڈول ڈالنے لگو جبکہ انہوں نے اس حق کا انکار کیا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے۔

یہ آیت جس واقعے کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے، اس میں حضرت حاطب ابن ابی بلتعہؓ نے صرف اتنا کیا تھا کہ ان کے جو اعزہ اقرباء مکہ میں مقیم تھے ان کی مصلحت کے پیش نظر کفار مکہ کو یہ خبر بھیجنی چاہی تھی کہ ان پر حملے کی تیاریاں ہرہی ہیں (صحیح بخاری)

اگرچہ اس واقعے سے مسلمانوں کو کوئی قابل ذکر نقصان نہیں پہنچا لیکن قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات نے اس اقدام پر شدید گرفت فرمائی (تفسیر ابن کثیر ج:۴ص:۳۴۵) اور آئندہ کے لئے یہ مستقل قانون بنادیا کہ غیر مسلم طاقتوں سے بے گناہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تعاون اور دوستی کسی صورت جائز نہیں اسی سورت میں آگے اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

لاینھا کم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ اما ینھا کم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولیک ھم الظالمون (الممتحۃ ۹،۸)

اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ جن (کافر) لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم حسن سلوک اور انصاف کا معاملہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے روکتا ہے کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں لڑائیاں کیں اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالے جانے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی ایسے لوگوں کے تم معان بنو اور جو ان کی معاونت کرے تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔

al-003

ان آیات میں پوری صراحت کے ساتھ ایسے غیر مسلموں کی ہم نوائی اور اعانت کو حرام قرار دیا گیا ہے جو مسلمانوں سے جنگ کریں اور انہیں خانماں برباد کریں۔ یا اس کام میں ان کے ساتھ تعاون کریں امریکہ نے خود بھی ہزار ہا مسلمانوں کو وحشیانہ طریقے پر بربریت کا نشانہ بنایا ہے اور ہزار ہا مسلمانوں کو خود بھی بے گھر کیا ہے اور اسرائیل کی بھرپور مدد بھی کی ہے جو سالہا سال سے ان جرائم کا مرتکب ہے لہٰذا وہ اس آیت کے مفہوم میں بلا شک و شبہ داخل ہے اور اس کی اعانت پر یہ آیت مکمل طور سے صادق آتی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف کافروں سے دوستانہ تعاون کی حرکت متعدد آیات میں مختلف عنوانات سے بیان فرمائی گئی ہے خاص طور پر مندرجہ ذیل آیات کریمہ مسلمانوں کے لئے سرمہ بصیرت ہیں: الذین یتخذو الکافرین اولیا من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً۔

یہ وہ لوگ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست ہمنوا بناتے ہیں کیا یہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ تو (یہ سمجھ لیں) کہ عزت تمام تر اللہ کے قبضے میں ہے (النساء ۱۳۹)

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلو اللہ علیکم سلطانا مبینا (النساء ۱۴۴)

اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلاف ایک کھلی حجت دے دو؟

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود و النصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض و من یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین (المائدہ ۵۱)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی انہیں دوست بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یا ایھا الذین امنو لاتتخذو الذین اتخذوا دینکم ھزو اولعبا من الذین اوتو الکتب من قبلکم و الکفار اولیاء و اتقوا اللہ ان کنتم مومنین (المائدہ ۵۷)

اے ایمان والو! تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ان میں سے جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنایا ان کو اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

۴۔ ......مذکورہ بالا آیات اور نبی کریم ﷺ کے بہت سے ارشادات کی روشنی میں فقہاء امت نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ کسی مشترک دشمن کا خلاف بھی غیر مسلموں سے مدد لینا یا ان کیمدد کرنا صرف اس صورت میں

al-003

جائز ہے جب وہ غیر مسلم مسلمانوں کے پرچم تلے جنگ کریں اور جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کا حکم غالب ہو۔امام ابوبکر جصاصؒ سورۂ نساء کی مذکورہ بالا آیات کے تحت فرماتے ہیں:

وھذا یدل علی انہ غیر جائز للمؤمنین الاستنصار بالکفار علی غیرھم من الکفار اذا کانو امتی غلبوا کان حکم الکفر ھو الغالب (احکام القرآن ج:۲ ص: ۳۵۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے مقابلے میں دوسرے کفار سے ایسی حالت میں مدد لیں جب فتح کی صورت میں کفر کا حکم غالب ہو۔

نیز امام محمد السیر الکبیر میں فرماتے ہیں:

لابأس بان یستعین المسلمون باھل الشرک علی اھل الشرک اذا حکم الاسلام ھو الظاھر علیھم (شرح السیر الکبیر ج:۳ص:۱۸۶)

مسلمان اگر اہل شرک کے مقابلے میں دوسرے اہل شرک سے مدد لیں تو اس میں اس وقت کچھ حرج نہیں جب اسلام کا حکم ان پر غالب ہو۔

دوسری طرف اگر کوئی غیر مسلم قوم کسی دوسری غیر مسلم قوم کسی دوسری غیر مسلم قوم سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دیں تب بھی اصل حکم یہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے ان میں سے کسی بھی فریق کی مدد کرنا جائز نہیں ہے۔البتہ اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر غیر مسلموں کی یہ دعوت قبول نہ کی گئی تو وہ خود مسلمانوں کو بھی قتل کر ڈالیں گے تب ان کی مدد کرنا جائز ہوگا۔امام محمدؒ فرماتے ہیں:

لاینبغی للمسلمین ان یقاتلوا اھل الشرک مع اھل الشرک...... ولو قال اھل اعحرب لاسراء فیھم قاتلوا معنا عدونا من المشرکین وھم المشرکون ...... فاذا کانوا یخافون اولئک المشرکین الاخرین علی انفسھم فلاباس بان یقاتلوھم

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اھل شرک کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر دوسرے اہل شرک سے جنگ کریں اور اگر اہلحرب نے مسلمان قیدیوں سے کہا کہ ہمارے مشرک دشمن سے ہمارا ساتھ لڑو اور وہ خود بھی مشرک ہے......تو اگر ان قیدیوں کی ان مشرکوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہو تو ان کے لئے جائز ہوگا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر ان کے دشمن مشرکوں سے لڑیں۔(شرح السیر الکبیر ج:۳ص:۲۴۱-۲۴۲)

یہ سب کچھ اس وقت ہے جب غیر مسلموں کے ساتھ مل کر دوسرے غیر مسلموں سے جنگ کی جارہی ہو

لیکن اگر غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمان ہوں اور پھر غیر مسلم اپنے ساتھ مل کر اپنے مدمقابل مسلمانوں سے لڑنے کی دعوت دیں تو اس دعوت کا قبول کرنا حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں ہے یعنی اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہ مانا کہ ان کے ساتھ مل کر دوسرے مسلمانوں سے لڑا جائے تو یہ غیر مسلم خود ہمیں قتل کر ڈالیں گے' تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے' خواہ اسے خود اپنی جان دے دینی پڑے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں: وان قالوا الهم قاتلوا معنا المسلمين والا قتلنا كم لم يسعهم القتال مع المسلمين.

اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے تب بھی ان کے لئے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

امام سرخسیؒ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لان ذلك حرام على المسلمين بعينه فلا يجوز الاقدام عليه بسبب تهديد بالقتل كما لو قال له: اقتل هذا المسلم والا قتلتك (شرح السیر ج:۳ ص:۲۴۲)

اس لئے کہ مسلمانوں کے لئے دوسرے مسلمانوں سے جنگ حرام لعینہ ہے لہذا قتل کی دھمکی کی صورت میں بھی ایسا اقدام جائز نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ اس شخص کو قتل کرو ورنہ میں تمہیں قتل کرتا ہوں۔ (کہ اس دھمکی کی وجہ سے دوسرے کو قتل کرنا جائز نہیں)

خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کی افواج کو جن کے مقاصدِ وجود اور بنیادی اصولوں میں ''جہاد'' شامل ہے اور جن کے ملک کے دستور میں عالم اسلام کے مسلمانوں سے وفاداری کا عہد شامل ہے عراق کے ان مسلمانوں کے خلاف صف آراء کر دینا جو امریکہ کے جبر واستبداد اور اس کے ظالمانہ تسلط کے خلاف جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں قرآن و سنت کی صریح نصوص اور امت کے اجتماعی ضمیر کے خلاف تو ہے ہی خود پاکستان کے دستور اور افواج پاکستان کے مقاصد کے بھی خلاف ہے اور اگر خدانخواستہ یہ سراسر ناجائز قدم اٹھایا گیا تو افواج پاکستان کی عزت ووقار اور ان کی نیک نامی پر ایک بدترین دھبہ لگانے کے مترادف ہوگا۔

الجواب صحيح وبعد ذالك

بناء بریں سرزمین عراق پر امریکی عزائم کی تکمیل میں تعاون' امریکی مظالم کے خلاف عراقی مسلمانوں کی نفرت واحتجاج ہر قابو پانے اور امریکی افواج کی قیادت یا نیابت میں عراق کے نہتے مسلمانوں سے دست وگریبان کرانے کے لئے مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی افواج کی تشکیل کرنا اسلامی شریعت کی رو سے حرام ہے۔ ہمارے جو مسلمان بھائی اس سنگین اقدام کو معمولی سمجھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے خون کی حرمت کا اعتقاد نہ

al-003

رکھتے ہوئے (اسے جائز سمجھ کر) امریکی افواج کی قیادت یا نیابت میں مذکورہ فرائض انجام دینے کی غرض سے عراق جائیں گے ان کے دولت ایمان سے محروم ہونے کا خطرہ ہے اگر وہاں مسلمان عراقیوں کے ہاتھ کوئی ہلاک ہو گیا تو وہ اسلامی اعزاز و اکرام کا مستحق نہیں رہے گا بلکہ جان بوجھ کر قتلِ مسلم کا اقدام کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب شمار ہوگا۔ بعض فقہاء نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع کیا ہے۔

(۱) حضرت مولانا سمیع الحق، مدرس و مہتمم جامعہ دارلعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ

(۲) حضرت مولانا تقی عثمانی، دارالعلوم کراچی

(۳) حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی۔ دارالعلوم کراچی

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی، شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

(۳) حضرت مولانا سیف اللہ حقانی، رئیس دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ

(۴) رئیس شعبہ استفسارات، جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور۔

(۵) رضا نقوی۔ پرنسپل جامعۃ الحکیم

(۶) حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی۔ خادم دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مغرب میں اسلام کے خلاف ایک پروپیگنڈہ چل رہا ہے اور اسلام کی غلط تصویر پیش کی جا رہی ہے' آج ان مغربی اور غیر ملکی صحافیوں اور میڈیا کے نمائندوں کو اسلام کا صحیح تصور اور اصل پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے۔ وہ چاہیں اسے مسخ کر کے شائع کریں ان تک تو بات پہونچ جاتی ہے۔ بڑے بڑے ان حالات میں اپنی پرواز بھول چکے ہیں' اور زبانوں کو تالے لگ گئے ہیں مگر یہ درویش خدا مست حق کا پرچم بلند کئے ہوئے ہے' مظلوم اور ظالم دونوں کی مدد کا حکم دیا گیا ہے اور ظالم کو ظلم سے باز رکھنا اس کی مدد ہے۔''

معروف سیاستدان وشیعہ رہنما غلام مرتضی پویا:

مولانا سمیع الحق صاحب نے جو کتاب متعارف کرائی ہے' یہ صرف کتاب نہیں بلکہ ایک مشن ہے' ایک تحریک ہے' ایک احساس ہے' ایک سوچ وفکر ہے۔

جنرل (ریٹائرڈ) ظہیر الاسلام عباسی:

کتاب کی رونمائی درحقیقت یہ پیغام دینا ہے کہ حالات کچھ بھی ہوں حق کا پرچم ہمیشہ سربلند رکھا جائے اور حق والوں کا ساتھ دیا جائے چاہے وہ تھوڑے ہوں یا بہت اور بظاہر مضبوط ہوں یا کمزور یہی کامیاب اور سرخرو ہونے والے ہیں۔ ''صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام'' اہل حق کی دلوں کی ترجمان ہے اور سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کا جہاد ہے۔

معروف سکالر محترمہ عالیہ امام صاحبہ:

مولانا سمیع الحق کی یہ کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ آج دہکتے ہوئے انگاروں پر قدم رکھ کر بھی حق کی آواز بلند کی جاسکتی ہے' اس کتاب کے ذریعے مولانا نے ایک پیغام دیا ہے' ظلم کے خلاف' جبر وبربریت کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے کسی میزائل' کسی توپ' کسی فوج اور کسی طاقت کی ضرورت نہیں ہوتی' صرف قوت ایمانی' جذبہ صادق اور ادراک وآگہی کی ضرورت ہوتی ہے'

مجاہد رہنما جماعت الدعوۃ کے رئیس جناب حافظ محمد سعید صاحب:

یہ کتاب ایک عظیم علمی اور جہادی معرکہ ہے' موجودہ حالات میں تیر بہدف اقدام ہے' مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء کار لائق تحسین وتبریک ہیں۔ میزائل' ایٹم' ٹینک اور کلاشنکوف کی طرح میڈیا اور قلمی جہاد بھی وقت کی ضرورت اور ایک موثر ترین ہتھیار ہے' اس وقت امریکہ کی عالمی قذاقی اور بدمعاشیاں اور درندگی کا راستہ روکنا عالم اسلام کا فرض بنتا ہے۔ صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام اس عظیم جہاد کے تسلسل کی ایک مربوط' مضبوط اور مستحکم کڑی ہے' اسکے فروغ' اشاعت اور مطالعہ سے فکری' ذہنی' علمی ودینی اور انقلابی نتائج اور ثمرات مرتب ہونگے''

گورنر پنجاب کے مذہبی مشیر جناب حافظ طاہر محمود اشرفی:

''مولانا سمیع الحق کے انٹرویوز پر مشتمل کتاب کا پیغام برحق اور نعرۂ مستانہ ہے، ہم نے اس کی لاج رکھنی ہوگی،

جیوٹی وی اور جنگ کے معروف صحافی، کالم نگار، جناب حامد میر: ''مولانا سمیع الحق صاحب کی کتاب کے انٹرویوز بہت اہم ہیں، انہوں نے اپنے انٹرویوز میں جن خدشات کا اظہار کیا تھا اور پیشن گوئی کی تھی وہ آج ڈھائی سال بعد سچ ثابت ہو رہے ہیں، عالم اسلام کے اصل دشمن کا چہرہ کھل کر سامنے آ گیا ہے۔

عظیم مفکر دانشور جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل:

آج لوگ جہاد کا نام لینے سے گھبراتے ہیں، بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں، ان حالات میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کے حوالہ سے جہاد کا ذکر تازہ ہو رہا ہے، آج ایک زبردست مقابلے کی کیفیت ہے، معرکہ حق و باطل جاری ہے، باطل دہشت گردی اور ظلم کی انتہا کر رہا ہے، ابوغریب جیل کے مناظر سے امریکی درندگی وسفا کی کا اظہار ہو رہا ہے، مسلمان دفاعی پوزیشن میں ہیں، آج ہمارے حکمران روشن خیالی کی باتیں کرتے ہیں اور انتہائی کمزور لہجہ میں اپنی صفائیاں پیش کر کے اسلام دشمنوں کو مطمئن کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس معذرت خواہانہ لہجہ کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اسلام کے حوالہ سے کسی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں، روشن خیالی اور آزادی خیال کے لاحقے لگانے کی کیا ضروت ہے، صاف کہنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور بس۔

وفاقی وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق صاحب:

دنیا جہاد اور دہشت گردی کے فرق اور واضح فرق کو سمجھے اور اصل دہشت گردوں کے بے نقاب کر کے عالمی عدالت انصاف سے سزا دلوائے تاکہ دنیا میں امن قائم ہو، سکھ وچین کا سانس لینا نصیب ہو۔ اور مولانا سمیع الحق صاحب سے اللہ نے یہی کام لیا ہے۔ مولانا کی اس کتاب میں جرأت اظہار پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

لاہور کی تقریب رونمائی

جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال صاحب فرزند علامہ اقبالؒ

مولانا نے جس طرح دارالاسلام اور دارالحرب کی تعریف کی ہے اور دارالحرب میں جو نیا معنی انہوں نے ڈالا ہے، اس کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ اجتہادی نقطہ نگاہ ہے۔ بہرحال میں نے اس کتاب میں دیکھا ہے کہ اس کی ایک تاریخی حیثیت ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ مولانا نے جو سب سے بڑی بات کہی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ہمارے سامنے ایک راستہ کھول دیا، انہوں نے ہمارے سامنے واضح کر دیا جس طرح کہ انہوں نے ایک جاپانی کو کہا کہ بھئی تم ڈرتے کیوں ہو تم مسلمان ہو جاؤ خدا سے ڈرو یہی ایک ملنگ کی آواز ہے اور یہی ہو سکتی ہے۔

ع   مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

صدر مجلس جناب مجید نظامی صاحب (مدیر روزنامہ نوائے وقت)

دراصل مولانا سمیع الحق نے یہ کتاب لکھ کر ایک بہت بڑی خدمت کی ہے' لیکن میں انکی خدمت میں ایک عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ہونا چاہیے۔ باقی جہاں تک اس عنوان کا تعلق ہے میری مولانا سے درخواست ہے کہ وہ ایک کتاب اور لکھیں کیونکہ یہ صرف صلیب کی دہشتگردی نہیں ہے اس سے پہلے یہود و ہنود کی دہشتگردی جاری تھی یہ تو صرف ۱۱ ستمبر کو ہوئی اور باقاعدہ بُش نے کہا تھا کہ یہ کروسیڈ ہے یعنی عیسائیوں کا جہاد ہے اور یہ وہ جنگیں ہیں جو وہ فلسطین میں صلاح الدین ایوبی کے خلاف لڑی ہیں اور صلاح الدین ایوبی نے انہیں وہاں سے نکالا تھا' تو میری آپ سے درخواست ہے کہ یہود و ہنود و نصاریٰ جو اتحاد ثلاثہ ہے' اسلام کے خلاف' اس پر بھی ایک کتاب لکھیں اور انگریزی و اردو کے قارئین کو اس سلسلہ میں بھی مستفید فرمائیں۔

جناب مصطفیٰ صادق صاحب ایڈیٹر روزنامہ ''وفاق''

یقیناً آج مولانا صاحب نے اس کتاب کی شکل میں حق ادا کیا ہے۔ تاریخ کی ایک بہت بڑی دستاویز محفوظ ہوگئی ہے میں تو مولانا کے مرحوم والد ماجد قدس سرہ کا دیرینہ خادم ہوں اور مولانا سمیع الحق صاحب کے کاموں میں طویل عرصہ سے ساتھ دیتا چلا آ رہا ہوں' میں کل سے کتاب پڑھ رہا ہوں اور دل سے دعائیں نکلیں' عزیمت و استقامت اور جرات اظہار اور اعلاء کلمۃ الحق کی ایک طویل جدوجہد مولانا کی شکل میں ہمارے سامنے رہی' اب عالم کفر کے سامنے اس کتاب کی شکل میں وہ ڈٹ کر کتابی صورت میں جلوہ آراء اور صف آراء ہوئے ہیں۔

علامہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی (جانشین مفتی محمد حسین نعیمی مرحوم' مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور)

دراصل اس کتاب میں عالم کفر کے شکوک و شبہات اور ان کے سوالات کے جوابات انٹرویوز کی شکل میں دیئے گئے ہیں اس کے اندر' ان کے ذہنوں کو صاف کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن آج پھر بھی یہی سوال ذہنوں کے اندر موجود ہے کہ اس صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام کے حوالہ سے ہم اپنا فرض کہاں تک سرانجام دے پا رہے ہیں؟ مشرق کے اندر اسلام کے نقطہ نگاہ سے یا عالم اسلام کے اندر کتنے تھنک ٹینک قائم کئے گئے اور عالم کفر نے کتنے تھنک ٹینک قائم کئے ہیں اگر آپ اس کا موازنہ کریں تو بھی جواب نفی میں آتا ہے'

حافظ طاہر محمود اشرفی صاحب (مشیر حکومت پنجاب):

جہاں پر سب کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں ہم نے اس مرد قلندر (مولانا سمیع الحق) کی زبان چلتی دیکھی ہے' جہاں لوگوں کے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں ہم نے اس کے قلم کو چلتے ہوئے دیکھا' جہاں جا کر حق کا کہنا سلب ہو جاتا ہے ہم نے اس مرد قلندر کو حق کا اعلان کرتے ہوئے دیکھا' اور یہ جو سب کچھ آج چھپا ہے یہ بہت عرصے پہلے سے چھپا

جارہا ہے یہ تو اب کی بات ہے مجھے وہ بھی یاد ہے کہ جب روس نے افغانستان میں مجاہدین کے مورچوں پر نقشہ میں سرخ نشانات لگوائے تھے تو اسی نقشہ میں پاکستان میں ایک مورچہ پر بھی نشان تھا وہ مورچہ تھا دارالعلوم حقانیہ۔ اور ابھی ابھی ماضی قریب کی بات ہے کہ جب سب لوگ ہر طرف سے دعوے کررہے تھے کہ طالبان ہمارے ہیں اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب اپنے اور بیگانے اس کوشش میں مبتلا ہوگئے کہ نہیں ہمارا طالبان کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔

<u>سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب' سربراہ مرکزی جمعیت اہل حدیث:</u>

اسوقت ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو کہ اپالوجیٹک نہ ہو اور ایسی کتابوں اور ایسی فکر دینے والے بڑے لوگوں کی جو کہ قوم میں خود اعتمادی پیدا کرے اور مایوسی پیدا نہ کرے' اپالوجیٹک اور معذرت خواہانہ انداز ان کا نہ ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب جس کی تقریب رونمائی کے لئے ہم آج جمع ہوئے ہیں میں نے کتاب دیکھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا انداز معذرت خواہانہ نہیں ہے اور سہما ہوا نہیں ہے' معافی مانگنے والا نہیں ہے' کہ یہاں ہمارے اندر یہ قصور ہیں' ہم ہیں ہی اس قابل اگر آپ نے ہم پر کچھ زیادتی کی ہے تو ہم اس کے لائق ہیں یہ انداز نہیں ہے۔ اسکے اندر خود اعتمادی پیدا کی گئی ہے اسکے اندر ایک اعتماد پایا جاتا ہے اس کے اندر دلائل ہیں' اس کے اندر وزن ہے اسکے اندر اپنی تاریخ کا جائزہ بھی ہے اپنی کمزوریوں کوتاہیوں کا تذکرہ بھی آجاتا ہے' لیکن دشمنوں اور اغیار کو آئینہ بھی دکھایا گیا ہے کہ آپ ہمیں دہشتگرد کہہ رہے ہیں' دہشتگرد تو آپ ہیں آپ نے دہشتگردی کہاں نہیں کی؟ شبرغان میں' افغانستان کے ان کنٹرینرز میں جن کو آپ نے زندہ انسانوں سے بھرا اور دشت لیلیٰ میں اور فلوجہ و کربلا میں اور ابوغریب میں کہاں کہاں آپ نے دہشتگردی نہیں کی۔ اصل دہشت گرد تو آپ ہیں' یہ تو آئینہ دکھانے والی کتاب ہے' غیروں کو اور اپنوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور مایوسی دور کرنے والی کتاب ہے

<u>پیر اعجاز ہاشمی صاحب' (مرکزی رہنما جمعیت علماء پاکستان وسیکرٹری اطلاعات متحدہ مجلس عمل)</u>

کتاب کا عنوان واضح مسلم حقیقت ہے اور اسے حکمرانوں اور مسلمانوں کو سمجھنا بھی چاہیے کہ دہشتگرد کون ہے۔

<u>عبدالقادر حسن صاحب (جنگ و دیگر جرائد کے ممتاز کالم نگار)</u>

مولانا نے مسلمانوں کیلئے پولیٹیکل سائنس کی ایک جدید ترین کتاب مرتب کی ہے اور اس کتاب کو ریفرنس کی کتاب کے طور پر رکھا جائیگا۔ اور ان کی اپنی شخصیت جو ہے اور ان کے مدرسہ کا جو مقام ہے اور جس طرح سادگی اور نادانی کے ساتھ انہوں نے اپنے ہاں حکمرانوں کو پیدا کیا جنہیں ہم طالبان کہتے ہیں یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے

<u>سینیٹر کامل علی آغا صاحب:</u>

میں سمجھتا ہوں کہ کلمہ حق کی جو اشاعت ہے جتنی شدت اور شد و مد کیساتھ محترم مولانا سمیع الحق صاحب کے مدرسہ حقانیہ سے جاری ہے۔

سینیٹر محمد علی درانی صاحب (حکمران جماعت مسلم لیگ):

میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مولانا صاحب نے یقیناً اس کتاب کی شکل میں ایک تاریخ رقم کی ہے' اس پر لوگ اعتراض بھی کریں گے اس کے مثبت پہلوؤں پر بھی اعتراض ہو سکتے ہیں لیکن بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ جب مستقبل کا مؤرخ اس زمانے کی تاریخ لکھے گا تو یہ کتاب یقیناً اس کی مدد کرے گی

جناب مجیب الرحمان شامی صاحب (لاہور مدیر روزنامہ پاکستان)

یہ عجیب بات ہے کہ مولانا سمیع الحق پر مغربی میڈیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور مغربی میڈیا کے اہلکاروں نے جس ذوق وشوق سے ان کا تعاقب کیا کسی دوسرے عالم دین کے حصے میں یہ سعادت نہیں آئی اس مدرسہ کی اہمیت جہادی طاقتوں کی نظر میں اور مغربی طاقتوں کی نظروں میں وہی ہے جو کہ ہمارے مغرب زدہ لوگوں کے نظر میں آکسفورڈ اور کیمبرج کی ہے۔

یہ نقطہ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس لئے وہ دوڑ دوڑ کر دارالعلوم حقانیہ کی طرف آتے تھے' مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ ملتے تھے' ان پر جرح کرتے' سوالات کرتے اور جوابات انہیں سمجھ میں نہیں آتی تھی اسے سمجھنے کی کوشش کرتے تھے' اور جوبات ان کو سمجھائی جاتی تھی پھر بھی ان کو سمجھ نہیں آتی تھی' وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان بوسیدہ عمارات میں چٹائیوں پر سونے والے اور روکھی سوکھی کھانے والوں نے دنیا کی تقدیر کیسے بدلی اور دنیا کا نقشہ کیسا بدلہ' بہرحال مولانا سمیع الحق صاحب کئی حوالوں سے احترام کے مستحق ہیں۔ کتاب میں مولانا دلائل بھی فراہم کر رہے ہیں' طالبان کا دفاع بھی کر رہے ہیں اور اہل مغرب سے سوال بھی کر رہے ہیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد صاحب (ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی)

ان انٹرویز میں آپ نے عالم اسلام اور ملت مسلمہ کی مکمل ترجمانی کی ہے آپ نے ببانگ دہل اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس وقت امت مسلمہ اور پوری دنیا میں جو دہشت گردی ہورہی ہے اس کا سرغنہ بانی اور سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے اس کی وجہ سے امت مسلمہ کے امن وسکون کا بیڑا غرق ہوا ہے۔

کراچی تقریب رونمائی

شیخ الحدیث مولانا زرولی خان صاحب۔ مہتمم جامعہ احسن العلوم کراچی

ہمارے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے ایک بڑی کتاب آئی ہے اصل میں کتابیں تو اس دنیا میں لکھی جاتی ہیں۔ علماء اہل قلم اور اہل تحقیق اسے پڑھتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جہاد جب آگے ہوتا

ہے تو سب لوگ ساتھ ہوتے ہیں لیکن جہاد جب تکوین حکمت کے تحت کچھ دیر کے لئے رک جائے اس وقت امتحان شدید ہوتا ہے کہ آیا اب بھی کچھ لوگ جہاد کے ساتھ چل سکتے ہیں یا نہیں۔ مولانا کی کتاب ایک ایسے زمانے میں میدان میں آئی ہے۔ کہ شاید کچھ کروٹیں سوجھ رہی تھیں۔ اور کچھ پریشانیاں بڑھ رہی تھیں۔ ٹھیک ہے حضرت مولانا مدظلہ بہت قدیم صاحب قلم ہیں اور جس طرح آپ انہیں دنیا کے علوم وفنون میں جانتے ہیں اور ہم مدرس اور حدیث تفسیر کے اساتذہ بھی آپ مدظلہ کو ۴۰۔۴۵ سال سے کامیاب استاد جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انٹرویوز [illegible] حق کی نمائندگی فرمائی ہے۔ اس سے مغرب کو یا دیگر اسلام دشمنوں کو فائدہ پہنچے یا نہیں وہ احتمال ہے لیکن [illegible] احوال میں متاثر ہیں امید ہے کہ اگر وہ انصاف سے اور عدل سے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے [illegible] آپ کو جوابدہ سمجھے اس کو پڑھ لے۔ تو صرف یہ نہیں کہ وہ خوش ہوں گے۔ بلکہ وہ ایک مبلغ اور مناظر بن کر اسلام سے دہشت گردی کے الزامات ہٹانے کے اقدامات کریں گے۔ کتاب کا جو عنوان ہے وہ خود جہاد ہے۔ شیطانی پروپیگنڈے جس نے ناسور کی شکل اختیار کی تھی حضرت مولانا کے فاضلانہ قلم بروقت مجاہدانہ شان اور حق کی نمائندگی نے اپنے معاوین اور ''شیطانی خیالات کی کمر توڑ دی اللہ اس کتاب کو اس کی شان سے بڑھ کر مقبولیت نصیب فرمائے۔

<u>حضرت مولانا اسعد تھانوی صاحب۔ امیر جمعیت علما اسلام صوبہ سندھ</u>

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا جائے تا کہ یورپ اور امریکہ میں بسنے والے لوگ بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔ درحقیقت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وہ جگہ ہے کہ جہاں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمعیل شہیدؒ جب تشریف لائے تو وہاں جہاد کا معرکہ ہوا اور تقریبا ۷۰۔۸۰ آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کے خون کی وجہ سے اس سرزمین کو منتخب کیا اور جہاد افغانستان میں جب روسی استبداد نے اپنے پنجے افغانستان میں گاڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق اس خطے کو عطا فرمائی اور دارالعلوم حقانیہ کو جہاد کا حق اور مرکز بنایا تھا' اور یہاں سے مجاہدین گئے [illegible] استبداد کی یہ حالت تھی کہ وہ ستر برسوں میں جہاں بھی گیا وہاں سے واپس نہیں ہوا۔ لیکن افغانستان واحد جگہ ہے کہ جہاں آ کر نہ صرف اس کو واپس جانا پڑا بلکہ U-S-R-F کے نام سے یہ مملکت ختم ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی مولانا عبدالحقؒ کو یہ اعزاز اور منصب عطا فرمایا اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا وقت کم ہے۔ اشارہ میں نے کر دیا۔

مولانا سمیع الحق صاحب امت مسلمہ کو جوڑنے اور مختلف مسالک کو اکٹھا کرنے اور جو قرآن پاک میں ھو سماکم

المسلمین یعنی بحیثیت مسلمان کے اپنی شناخت کو آگے لانے میں مولانا سمیع الحق صاحب نے ۱۹۸۰ء کے عشرے میں اور ۹۰ء کے عشرے میں جو اہم کردار انجام دیئے اس کا نتیجہ آج آپ پارلیمنٹ میں متحدہ مجلس عمل کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور اس کتاب کے اندر جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اگر آپ اس کو شروع سے آخر تک مطالعہ کریں تو ایک ایسا بے باک اظہار خیال آپ کو ملے گا جیسا کہ مجھ سے پیشتر مقررین نے کہا، مولانا زرولی خان نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ جب جہاد تیزی کے ساتھ چلنے لگتا ہے تو لوگ اس کے ساتھ چلتے ہیں لیکن جب تکوینی طور پر وہ معاملہ رکتا ہے تو لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ جہاد کا نام لینے اور بات کرنے سے لوگ پیچھے ہٹتے ہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے اس معاملہ کو اس کتاب کے تمام صفحات کے اندر خوش اسلوبی کے ساتھ اور بالکل ایک قلندرانہ طریقہ پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور پاکستان کی اور اسلام کی صحیح جو شکل ہے وہ الحمدللہ اس کتاب کے ذریعہ آگے آئی ہے۔ میں مولانا صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ آج ہمارے اس پروگرام میں تشریف لائے اور اسے رونق بخشی۔

معروف اہل قلم محمود شامی صاحب۔ روزنامہ ''جنگ''

یقیناً قابل تحسین تھا کہ پاکستان کی تاریخ کے انتہائی اہم ادوار میں دیئے گئے مولانا سمیع الحق صاحب کے یہ خصوصی انٹرویوز کتابی شکل میں یکجا کئے جائیں اور ان انٹرویوز کے مطالعے سے یقیناً آپ کو سب عسکری معرکے اور خطرناک لمحات سامنے آجائیں گے۔ اور یادیں تازہ ہوں گی جو ۱۱ ستمبر سے کچھ عرصہ پہلے تھے۔ اور جواب عالم اسلام کو درپیش ہیں۔ یہ ایک ڈیبیٹ ہے پورے ملک میں تو اس کے لئے بھی یہ کتاب مفید ہے۔ یقیناً بعض اور کئی جگہیں اس میں جہاں مولانا نے کھل کر پاکستان کی بحیثیت مملکت مکمل دفاع کیا ہے۔ آپ کی کتاب میں بہت سے ایسے چبھتے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں جس سے یہ ایک تاریخی دستاویز بن گئی ہے۔

قاری شیر افضل خان صاحب۔ جمعیت علماء اسلام (ف)

اس وقت کا علم کلام یہی ہے جسے اس کتاب میں چھیڑا گیا ہے۔ یعنی عالم کفر جن مسائل کو اچھال رہا ہے اور اٹھا رہا ہے یہی موضوعات ہیں جہاد ہے دہشتگردی ہے دینی تعلیم ہے۔

ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب: مولانا سمیع الحق جیسے لوگ جو لکھتے ہیں؛ جن کی زبان وقلم تلوار کا کام کرتی ہے۔

خطیب پاکستان کے جانشین حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی:

حضرت مولانا نے بڑی محنت اور بڑے جذبات کے ساتھ اسلام کی مسلمانوں کی صحیح معنوں میں وکالت

فرمائی ہے اور مولانا کا یہ حصہ بھی ہے کہ افغانستان کے ساتھ ان کا جو قرب رہا مجھے معلوم ہے کہ ماضی میں بھی بڑی بڑی شخصیات ان کے رابطہ میں رہے ان کے مدرسے سے تعلق رہا۔

ڈاکٹر عبدالرشید صاحب۔ ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز کراچی یونیورسٹی:

جو کام بہت بڑے بڑے اداروں کو کرنا چاہیے تھا وہ کام حضرت مولانا سمیع الحق نے اکیلے فرمایا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ ہے جس سے کام لے لیتا ہے۔ میرے نزدیک اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی صداقت و دیانت ہے کہ مولانا کے ذہن میں جو بات بھی تھی وہ آپ نے بڑی دیانت سے بیان کردی۔ میرے ذہن میں کچھ ریکمنڈیشن ہیں وہ بھی اس میں شامل کردی جائیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حیثیت اور بڑھ جائے گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام ملک بھر کی لائبریریز میں اور دنیا بھر میں اسکو انٹروڈیوس کرنے کے لئے اس کے لئے آئی ایف بی نمبر لینا چاہیے۔ اور لائبریری آف کانگریس کا نمبر اس پر پرنٹ ہونا چاہیے۔ تاکہ یہ پوری دنیا میں پڑھی جاسکے۔ اس کے علاوہ اگر یہ انٹرویوز انگریزی میں بھی اور لوگوں نے انگریزی میں کئے ہوں اور مولانا کے ادارے کے پاس اگر اس کے آڈیو کیسٹ موجود ہیں تو اس کا انگریزی حصہ شامل ہونا چاہیے۔

علامہ حسن ترابی صاحب۔ صوبائی صدر I-T-P

پاکستان کے طول و عرض میں بہت سارے علماء کرام' دانشور' صحافی برسرپیکار ہیں۔ قلمی حوالے سے تقریروں کے حوالے سے' مدارس کے حوالے سے اور اس میں مولانا سمیع الحق صاحب اور آپ کے خانوادے کا نام گنا جاتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ میں سلام کرتا ہوں حضرت علامہ سمیع الحق صاحب کو کہ انہوں نے اسلامی نظام کی احیاء کے لئے پاکستان میں بیس فراہم کیا۔ یہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ اور تمام تر مشکلات اسی وجہ سے تھیں کہ ہمارا آپس میں انتشار تھا۔ ہماری شناخت مسلکوں کے حوالے سے ہماری شناخت اپنے مدراس' مذاہب کے غیر اہم مسائل کے حوالے سے ان کو ہم نے اتنا ابھارا تھا کہ اہل اسلام چھپا ہوا تھا ہم میں کوئی بریلوی تھا کوئی دیوبندی تھا کوئی سنی تھا تو کوئی پنجابی۔ اور ان کی کوشش سے پاکستان ہی ایک بیس بن چکا ہے۔

حافظ محمد تقی صاحب۔ رہنما جے یو پی۔

اس کتاب کو سرسری پڑھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ مولانا نے اسلام اور پاکستان کا ایک طرح کا مقدمہ لڑا ہے۔ اور ہر اس موضوع پر مولانا نے اظہار خیال فرمایا ہے۔ کہ جس کے بارے میں مغربی میڈیا مسلمانوں کے متعلق غلط پروپیگنڈہ کردیا تھا اور مسلمانوں کو دنیا میں رسوا اور بدنام کررہا تھا۔ مولانا صاحب نے اس

سلسلہ میں کوئی نقطہ تشنہ نہیں چھوڑا۔ مولانا نے ہر مرحلہ پر اسلام کی آبیاری کرنے کے لئے اغیار کے ہتھکنڈوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اس سب کا تفصیلی صورتحال بھی اس کتاب کے اندر موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ریفرنس کی حیثیت سے پاکستان کی تمام لائبریریوں میں اسکا ہونا بڑا ضروری ہے۔

سینیٹر مولانا ہدایت اللہ شاہ صاحب۔ جمعیت علماء اسلام (ف)

امت مسلمہ پر مولانا سمیع الحق نے بہت بڑا احسان کیا ایک کتاب لکھی جس میں اسلام کا جو موقف ہے وہ امت مسلمہ اور ایسے لوگوں کو جو کہ اسلام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کررہے ہیں۔ اس کا توڑ پیش کیا ہے۔ اللہ مولانا کو جزائے خیر عطا کرے۔ آج امت مسلمہ کو جو مسائل درپیش ہیں اس کتاب سے میرے خیال میں اس کا مداوا ہوگیا۔

رسائل و مجلات

مبصر : مولانا عبدالرشید انصاری

زیر تبصرہ کتاب ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' میں حضرت مولانا سمیع الحق نے امریکہ اور اس حلیف لٹیروں کے گٹھ جوڑ کے گھناؤنے مقاصد کو بے نقاب کرنے کے علاوہ اسلام دینی مدارس اور مسلمانوں کے بارے میں یہود ونصاریٰ اور مغرب کے بے بنیاد منفی پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔

یہ کتاب نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کی مظلومیت کا بیان اور ان کے حق بجانب ہونے کی دستاویز ہے بلکہ امریکی برطانوی اور اسرائیلی دہشت گردی اور گزشتہ سات سالوں میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ان کے مظالم کی تاریخ ہے۔ (ماہنامہ نور علی النور، کراچی جلد ۶ شمارہ ۴-۳)

مبصر: مولانا زاہد الراشدی صاحب۔ ماہنامہ: ''الشریعۃ'' گوجرانوالہ

عالم اسلام میں جہاد کے احیا کی حالیہ جدوجہد میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا کردار کسی سے مخفی نہیں ہے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ کے فکر وکردار کو اس میں اساسی حیثیت حاصل ہے، حضرت شیخ الحدیث کے فرزند وجانشین حضرت مولانا سمیع الحق اس مشن اور جدوجہد کا پرچم پوری استقامت اور حوصلے کے ساتھ تھامے ہوئے ہیں اور مختلف محاذوں پر اس سلسلے میں اہل حق کے موقف کی بے لاگ ترجمانی کررہے ہیں، ہمارے

فاضل دوست مولانا عبدالقیوم حقانی نے اس سلسلے میں عالمی پریس کے مختلف نمائندوں کو دیئے گئے مولانا سمیع الحق کے انٹرویوز کو مرتب کر کے پیش کیا ہے۔ جس میں موجودہ عالمی تناظر میں دینی حلقوں، جہادی قوتوں اور علمائے حق کے موقف و کردار کی بھرپور وضاحت موجود ہے۔ (ماہنامہ الشریعۃ گوجرانوالہ جلد ۱۵ شمارہ ۶)

تبصرہ نگار: طالب الہاشمی

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب وطن عزیز (بلکہ پورے جنوبی ایشیا) کی دینی، علمی اور سیاسی اعتبار سے نہایت قد آور شخصیت ہیں۔ وہ بیک وقت ایک سچے مسلمان، ایک جید عالم دین، ایک بہترین معلم، ایک صاحب بصیرت سیاست دان، ایک شیوا بیان خطیب و مقرر، ایک راستباز صحافی اور ایک بلند پایہ ادیب ہیں، غرض ان کی شخصیت کے جس پہلو پر نظر ڈالیں وہ ملت اسلامیہ کے ایک منفرد گوہر تابدار دکھائی دیتے ہیں، یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے علم و عمل کی بے شمار خوبیاں ان کی ذات میں جمع کر دیں:

لیس من اللہ سمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد
(اللہ سے یہ محال نہیں کہ وہ دنیا کو ایک ذات میں جمع کر دے)

مولانا کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ وہ ایک ایسے مرد حق گو ہیں جو سچی بات کہنے میں کسی خوف اور مصلحت کو خاطر میں نہیں لاتا، اس طرح ان کو علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی سچی تصویر کہا جا سکتا ہے۔

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مولانا موصوف کے یہ انٹرویوز اتنے معلومات افزاء اور چشم کشا ہیں کہ انہیں پڑھ کر امریکیوں اور ان کے اتحادیوں کے پروپیگنڈہ اور دروغ گوئی کی قلعی کھل جاتی ہے۔ انہوں نے دہشت گردی کی آڑ لے کر افغانستان اور عراق کے لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو جس تباہی اور بربادی سے دوچار کیا، مولانا سمیع الحق صاحب نے قومی دلائل کے ساتھ اس کو صلیبی دہشت گردی ثابت کیا ہے، مجموعی طور پر یہ انٹرویوز مولانا کی حق گوئی کا شاہکار ہیں۔ انہیں پڑھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ عالم اسلام اس وقت جس صورتحال سے دوچار ہے، اس کا ذمہ دار کون ہے اور مسلمان ملکوں کو جو دھمکیاں دی جا رہی ہیں، ان سے کیسے عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ انٹرویوز کا یہ مجموعہ ایک ایسی تاریخی دستاویز بن گیا ہے جس کے مندرجات ناقابل تردید ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہو گا۔

یہ کتاب ہر اعتبار سے لائق مطالعہ ہے اور کوئی معیاری لائبریری اس کے بغیر مکمل نہیں کہلائی جا سکتی۔

(بیدار ڈائجسٹ لاہور) (صفحہ ۳۰-۳۱)

اداریہ ماہنامہ الحسن لاہور، جولائی ۲۰۰۴ء

مولانا سمیع الحق نے مغربی میڈیا جو اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، کو جس انداز سے کھری کھری سنائی ہیں یہ ان کی حق گوئی، بیباکی اور جرأت مندانہ ترجمانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مولانا نے ان انٹرویوز میں جو انداز تخاطب اختیار فرمایا ہے، ضرورت ہے اس امر کی کہ اس وقت ہر مسلمان کے یہی جذبات ہونے چاہئیں۔

مولانا نے اپنی اس کتاب میں یہ ثابت ہی نہیں کیا بلکہ مغربی میڈیا کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور بھی کر دیا ہے کہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد اسرائیل ہے۔ (ماہنامہ الحسن لاہور، جولائی ۲۰۰۴)

پروفیسر خورشید احمد، ممبر سینیٹ آف پاکستان

اس کتاب کی اشاعت سے آپ نے ایک اہم دور کی تاریخ ہی محفوظ نہیں کی بلکہ آج مسلمان عالمی سامراج کے پیدا کردہ جن خطرات سے دوچار ہیں ان کی بھی بھرپور نشان دہی کی ہے۔

''البلاغ'' کراچی

جب عالم کفر نے افغانستان کی نمائندہ طالبان حکومت پر الزامات کی بوچھاڑ شروع کی تو مولانا موصوف ان کی طرف سے جواب دہی میں پیش پیش رہے، بعد میں جب امریکہ نے اس مثالی نمائندہ حکومت پر خوفناک بموں کی بارش برسا کر معصوم افغانی مسلمانوں کا خون بہایا اس وقت بھی مولانا اس ظلم کو روکنے کی کوششوں میں اور دنیا کے سامنے اس بربریت اور دہشت گردی کو بیان کرنے میں سرفہرست رہے، مغربی نامہ نگاروں اور صحافیوں نے مولانا مدظلہم سے ان موضوعات پر جو انٹرویوز لئے وہ اس زیر تبصرہ کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

مولانا مدظلہم نے حسب عادت بڑی جرأت کے ساتھ امریکہ اور ان کے حواریین کے ظلم کو واشگاف کیا ہے اور ان کے بیہودہ اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیا ہے۔ یہ انٹرویوز مولانا مدظلہم کے دوٹوک اسلامی نظریہ اور ان کی جرأت وحمیت کے آئینہ دار ہیں، جنہیں پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے، اور وہ اسلامی غیرت وحمیت پیدا ہوتی ہے جو اس وقت عالم اسلام کی ضرورت ہے۔ (البلاغ، کراچی صفحہ ۶۰۔۶۱)

عالمی میڈیا کے انٹرویو کرنے والی سینکڑوں ٹیموں میں سے بعض معروف اور ممتاز اداروں کے تعارفی کارڈ

Daily telegraph

Philip Smucker
Correspondent

33 El-Gazera, EL-Wosta St., Zamalek, Giza.
Tel.:(202)7368974 Mob.: 0124424553
E-mail:pgsmucker@aol.com

REUTERS

Mike Collett-White
Deputy Bureau Chief
Pakistan & Afghanistan

REUTERS Limited
St. 15, Hse 125,
Wazir Akbar Khan,
Kabul, Afghanistan
Phone : +873 761 282 391
Mobile : +93 70 275 944
Fax : +873 761 282 393

Email: mikecollettwhite@hotmail.com

FRONTLINE

Martin Smith
Correspondent/Producer

164 West 80th Street
New York, NY 10024
Tel +1.212.579.7781
Fax +1.212.579.7582
Sat +88216.5201.0598
smith@rainnyc.com



http://www.voa.gov

Scott Anger
Islamabad Bureau Chief

House No. 1
Street 89
G-6/3
Islamabad
Pakistan

(Office) 9251-278784
277344
277025
(Fax) 9251-277349
(Mobile) 0300-545463
Email: sanger@isb.comsats.net.pk

British Broadcasting Corporation
BBC Pebble Mill Road Birmingham B5 7QQ
Telephone 0121 432 8871 Fax 0121 432 8292
Website www.bbc.co.uk/networkasia
E-Mail faris.kermani@bbc.co.uk

BBC Production

Faris Kermani
Producer, Asian Programmes
BBC Lifestyle & Features, Birmingham

SUNDAY mail

BRIAN LIRONI
Senior Reporter



7 CASTLE STREET EDINBURGH EH2 3AH
Direct Line: **+44 (0) 131 624 2249**
Mobile: **07977 512294**

CARLA POWER
Correspondent

Newsweek International

18 Park Street, London, W1Y 4HH, England
Tel. +44 (0) 20 7629 8361 Fax. +44 (0) 20 7408 1403
Dir. Line +44 (0) 20 7318 1624 Mobile. +44-788 780 4100 cpower@newsweek.com

British Broadcasting Corporation
Room 809 NE Bush House PO Box 76 Strand London WC2B 4PH
Telephone +44 (0)20 7557 2626 Fax +44 (0)20 7557 1907
E-Mail javier.farje@bbc.co.uk

BBC World Service

Javier Farje
Senior Producer
Spanish American Section

The Guardian

Suzanne Goldenberg سوزنی گولڈنبرگ

South Asia Correspondent

دی گارڈین - برطانیہ

2 Nizamuddin East
New Delhi - 110 013
Telephone: 91 11 469 7985, 464 7613
E-mail: golde@guardian.co.uk

> KNIGHT RIDDER >

Nomi Morris
Middle East Bureau Chief

nmorris@krwashington.com

700 National Press Building
Washington, DC 20045
Tel: (202) 383-6000

11B Marashly, Zamalek
Cairo, Egypt
Tel: 20-2-341-5094



THE SUNDAY TIMES
THE SUNDAY TIMES OF LONDON, FAR EAST BUREAU
Apt 5c, 8/F, 68 MacDonnell Road, HONG KONG

MICHAEL SHERIDAN
FAR EAST CORRESPONDENT

TEL: +852 2869 4425
FAX: +852 2869 4436

British Broadcasting Corporation
P.O. Box 1151, Islamabad, Pakistan
Tel: (9251) 2651146-7 Fax: (9251) 2651149
Mobile: (92) 0303 737 0869
E-mail: bbc1@comsats.net.pk

BBC News

Susannah Price
Islamabad Correspondent

THE SANKEI SHIMBUN

TAKASHI SUGASAWA
STAFF WRITER
INTERNATIONAL NEWS SECTION

جاپان

phone 0300-856-7494.

7-2, 1-CHOME, OTEMACHI,
CHIYODA-KU, TOKYO, 100-8078 JAPAN
TEL. +81-3-3275-8742
FAX. +81-3-3275-8955
E-mail : sugasawa21@nifty.com

日本放送協会



NIPPON HOSO KYOKAI

Correspondent
Yuichi TABATA

JAPAN BROADCASTING CORPORATION
NHK Jakarta Office
27th Floor Nusantara Bldg., Jl. M. H. Thamrin 59,
Jakarta, 10350, INDONESIA
TEL 6221-330-174 6221-390-4680
FAX 6221-310-0723
E-mail : tabata5@attglobal.net
Recycled Paper

Asahi Shimbun
THE FOREMOST NEWSPAPER IN JAPAN

Kazuomi Yamaguchi
STAFF WRITER

SHUKAN ASAHI WEEKLY
5-3-2 Tsukiji Chuo-ku Tokyo 104-8011
TEL +81-3-5541-8548
FAX +81-3-5541-8769

TV Asahi
Asahi National Broadcasting Co., Ltd.



NETWORK SYMBOL

NATSUHEI ENO
DIRECTOR,
NEWS DIVISION

ٹوکیو جاپان

1-1-1 ROPPONGI, MINATO-KU, TOKYO, 106-8001 JAPAN
PHONE: (03) 3587-5744
FAX: (03) 3505-2709



NIHON DENPA NEWS CO., LTD.
(INTERNATIONAL TV NEWS AGENCY)

Shin CHIDA
Correspondent - Cameraman

HEAD OFFICE :
KATSURA BLDG., NO.17-16
7-CHOME ROPPONGI,
MINATO-KU, TOKYO
JAPAN

PHONE: TOKYO (81-3) 3746-7844
F A X: TOKYO (81-3) 3746-7853

日本放送協会



NIPPON HOSO KYOKAI
Bureau Chief

Hiromi HIROSE

NHK(Japan Broadcasting Corporation) New Delhi Office
6F Meridien Commercial Complex
8 Windsor Place Janpath
New Delhi 110 001 INDIA
TEL 91-11-331-8011 FAX 91-11-371-4927
E-mail hhh@mx2.nisiq.net

ENYO Mitsusada
STAFF WRITER
ASAHI SHIMBUN
Daily Newspaper, JAPAN

جابان

1-3-3 SAKAE, NAKA-KU
NAGOYA, 460-8488 JAPAN

TEL +81-52-231-8131
FAX +81-52-231-0391

TV Asahi
Asahi National Broadcasting Co., Ltd.

KOUSUKE IIJIMA
DIRECTOR

توكيو جابان

1-1-1 ROPPONGI, MINATO-KU, TOKYO, 106-8001 JAPAN
PHONE : (03) 3587-5744
FAX : (03) 3505-2709

TV Asahi
Asahi National Broadcasting Co., Ltd.



ICHIRO OHIRA
PROGRAM DIRECTOR,
"NEWS STATION"

1-1-1 ROPPONGI, MINATO-KU, TOKYO, 106-8001 JAPAN
PHONE : (03)3587-5775
FAX : (03)5563-9022
E-mail : ohhirai@tv-asahi.co.jp



YUICHI YABE
PRODUCER
JAPAN BROADCASTING CORP.
CULTURE DIVISION

1-13-3 HIGASHISAKURA,
HIGASHI-KU, NAGOYA, 461-8725
TEL 052-952-7000
EXT. 2242
052-952-7224
FAX 052-952-7022

The Guardian

Rory McCarthy

House 2
Street 53
Islamabad - F-8/4
Pakistan

Tel/Fax : 051- 261730
Tel : 051-856284
Mobile : 0300-544110
Email : mccarthy@best.net.pk

British Broadcasting Corporation
P.O. Box 1151, Islamabad, Pakistan
Tel : (9251) 2651146-7 Fax : (9251) 2651149
Mobile : (92) 0333 516 2222
E-mail : bbc1@comsats.net.pk

24/6/2003

BBC News

Paul Anderson
Islamabad Correspondent

Alain Lallemand

Journaliste

LE SOIR

120, rue Royale
1000 Bruxelles

Tél. : 00 32 2 225.55.24
Téléfax : 00 32 2 225.59.14
GSM : 0032.475-60.81.02
E-mail : alain.lallemand@lesoir.be

THE NEW YORKER

MARY ANNE WEAVER

4 Times Square
New York, NY 10036

Telephone: 212-755-4563
310-396-5005

www.lesoirmagazine.com

Jean-Frédérick Deliège
Journaliste

LE SOIR
magazine

120 rue Royale
1000 Bruxelles
Tél./GSM: 0475/67 50 00
Fax: 0475/67 06 31
E-mail jf.deliege@skynet.be

GULF NEWS

NISSAR HOATH
SENIOR STAFF REPORTER

AL NISR PUBLISHING LLC
P.O. BOX 7441 ABU DHABI
UNITED ARAB EMIRATES
TEL. OFF: 02-6263700
FAX: 02-6274242
MOBILE: 050-6553039
E-mail: nhoath@gulfnews.com
website: www.gulfnews.com



Agence France Presse

Owais Tohid
Bureau Chief

Phone: (92-21) 5680719 Fax: (92-21) 5680762 Pager 455-9025 (13993)
124, Sidco Avenue Centre, Stratchen Road, Karachi, Pakistan.
Mobile: 0321-221776

JAMAL ISMAIL
Bureau Chief
Islamabad

Tel: +92-51-2291136
Fax: 2291137
Mobile: 0300-8542147
E-mail: jam9361@hotmail.com
P.O. Box (3054)
Islamabad Pakistan



أبوظبي

Abu Dhabi Television

gamma
presse images

LAURENT VAN DER STOCKT

REPORTER PHOTOGRAPHE

Tél. : 01 41 23 77 00
Fax : 01 41 23 77 77
E.mail : laurent.van der stockt@gamma.fr

70, rue Jean Bleuzen
92176 VANVES Cedex

FNMF

Le Président

Mohamed BECHARI

78 Res LA ROSIERE
59750 FEIGNIES FRANCE

T: 0033.681.30.58.88
F: 0033.327.68.30.83

Sipa Press

Alfred YAGHOBZADEH
Reporter Photographe

101, BOULEVARD MURAT - 75016 PARIS
TEL. : 01.47.43.47.43 - Fax : 01.47.43.47.44
Portable : 06.85.30.13.66 - E-mail : sipa@sipa.com



JEAN PIEL
South-Asia Correspondent

RADIO FRANCE INTERNATIONALE

B18, NIZAMUDDIN-EAST, NEW DELHI 110 013
TEL/FAX : (91-11) 462 07 71 e-mail : jpielrfi@hotmail.com



Al-ARABIA

ABDULRAHMAN MATAR
Correspondent

Tel: 051-2826828
Fax: 051-2826858
Tel: 04-3919933 (Dubai)
H.300A, St.19, E-7, Islamabad
abdulrahman@mbc.ae



Kanal 7

YENİ DÜNYA İLETİŞİM A.Ş.
OTAKÇILAR CAD. NO:5
34030 EYÜP-İSTANBUL
TEL: 0212.612 90 90
FAX: 0212.613 58 14
seferturan@hotmail.com

Sefer Turan
Dış Haberler Müdürü
Editor-Foreing News



IRNA

Masoud-Mirza

Bureau Chief

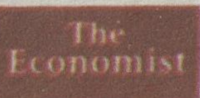
Islamic Republic News Agency (Islamabad)
Tel: 827954-827983
Fax: 827953 Mobile:0351-7377038



Agnès Vahramian
Journaliste

Maison de France Télévision
7, Esplanade Henri de France 75907 Paris Cedex 15
Tél. 01.56.22.52.43/40.00 Port. 06.14.35.98.92 Fax 01.56.22.40.47

223282



ARGHAVAN 33, DIBAJI SHOMALI,
FARMANIEH, TEHRAN, IRAN
TEL/FAX: (98) 21 280 4326

CHRISTOPHER DE BELLAIGUE

تهران ایران

TIME

House 12A, Street 24
F/8-2
Islamabad
Pakistan

HANNAH BLOCH
ISLAMABAD CORRESPONDENT

Tel : (92-51) 225-2392 Fax: (92-51) 225-2461
hannah_bloch@timeasia.com





Kassim Khalid Al.Seidy
Iraqi News Agency
INA

mob: 0300856//84

House-9 Street No. 66
F-7/3, Islamabad

Tel.Off : 2277980

TEMPO
WEEKLY NEWS MAGAZINE

Jl. Proklamasi No. 72 Jakarta 10320
Telp. 3916160, 3989936 (Hunting)
Fax Redaksi: 3921947, 3156331
E-mail taufik@tempo.co.id
http://www.tempointeraktif.com

Ahmad Taufik
Journalist



ISLAMIC CENTRE FOR STUDIES & RESEARCHES

المركز الإسلامي للدراسات والبحوث

ابراهيم بن محمد الوزير

رئيس المركز

اليمن - صنعاء - ص.ب: (١٣٨) - تليفون: (٢٨٠٥٨١) - فاكس: (٢٨٠٥٨٤)



TNN
Television News Network

Associated with :
Reuters Television News
ARY Digital News
Pakistan Television Corporation

ISLAMABAD OFFICE :
2nd Floor Saudi Pak Towers,
Islamabad.
Ph : 2800155-6
Dri : 2800148
Fax : 2800157
E-mail : wajid21_2000@yahoo.com

Wajid Hussain Shah
Cameraman

16 اگست 2003

NATIONAL POST



Marina Jiménez
Foreign Writer

300 - 1450 Don Mills Road, Don Mills, Ontario M3B 3R5
(416) 383-2352 FAX: (416) 442-2209
E-Mail: mjimenez@nationalpost.com
www.nationalpost.com



ЕЖЕНЕДЕЛЬНЫЙ ЖУРНАЛ
ИТОГИ
ВМЕСТЕ С Newsweek

اتوگی میگزین

Yevgeny Pakhomov
CORRESPONDENT



پاخوموف

ITOGI Magazine
5a, Leningradskoye shosse, Moscow, 125871, Russia
Phone: (7.095)753.3300, 753.3305, Fax: (7.095)943.4790, 198.0189
E-mail: ITOGI&TOD.NEWSBOX.MSK.SU

THE GLOBE AND MAIL

CANADA'S NATIONAL NEWSPAPER • FOUNDED 1844 • WWW.GLOBEANDMAIL.CA

Geoffrey York

Beijing Bureau Chief

17-E CITIC Building, 19, Jianguomenwai Dajie
100004, Beijing, P.R.China
Tel: 86-10-8526-1418/1419 Fax: 86-10-8526-1415
Cell: 1370-120-0584 e-mail: gyork@globeandmail.ca

Frankfurter Allgemeine

ZEITUNG FÜR DEUTSCHLAND

ERHARD HAUBOLD

Asia Correspondent

9, Kautilya Marg, Chanakyapuri, New Delhi-110 021, India
Tel.: 91-11-3013953, 3012305
Fax : 3013954
E-mail : erhardhaubold@compuserve.com

THE INDEPENDENT

One Canada Square, Canary Wharf, London E14 5DL Tel: 0171 293 2000 Fax: 0171 293 2435

Pazira, N.
Canadian Media
Guild

Robert Fisk

MIDDLE EAST CORRESPONDENT

pazira@dsuper.
net

Telephone: Beirut (00 96 11) 370615 Mobile: (009613) 219234

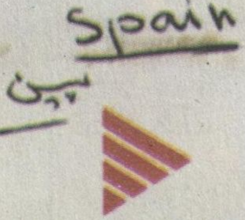
SAN PAOLO

Fulvio Scaglione

vicedirettore

FAMIGLIA CRISTIANA

via Giotto, 36 - 20145 Milano
tel. 02.48.07.25.57 - fax 02.48.00.82.47
fulvio.scaglione@stpauls.it



Televisió de Catalunya

Carles Porta
Reporter

Carrer de la TV3
08970 Sant Joan Despí
Tel. 93 499 93 24
93 499 93 42
Fax 93 473 36 26



RCS Quotidiani

Rizzoli Corriere della Sera · R.C.S. Editori SpA

CORRIERE DELLA SERA

Maria Grazia Cutuli

Redazione Esteri
Via Solferino, 28
20121 Milano
Tel. 02.6282.7753
Fax 02.6282.7031



AL-JAZEERA CHANNEL

Ahmad Muaffaq Zaidan
Correspondent

Tel: (0092) 51 297606
Fax: (0092) 51 291676
Mobile: (0092) 320 292955
P.O. Box: 1602, Islam Abad
Email: muaffaq@isb.comsats.net.pk



Faizel Cook
journalist

midi tv (pty) ltd
reg number 1997/012816/07
4th floor
mentone park
1 park road
richmond 2092
box 531 auckland park 2006
richmond south africa
tel: 011 482 6870/7
fax: 011 482 7313
cell:083 419 4786
faizelc@etv.co.za
www.etv.co.za

International Affairs Columnist
Thai Rath Daily Newspaper
Advisor of International Affairs Committee
Parliament of Thailand
Advisor to Minister of Defence, Thailand
President, Balance Group of Companies
President, Siam Global T.V.
Programs showing on ITV of Thailand
President, Balance Television networks
Programs showing on Channel 5 of Thailand
Director, Balance Travel

Das Erste

German Television

STEPHAN KLOSS
Senior Correspondent

Hotel Marriott, Islamabad
Mobile: 0300-8568218

Harun Hayeehma
Foreign Editor

Islamic Guidance Post
Thailand
109/70 [illegible]amwongwan Rd.
Ladyao Ja[illegible]ak Bangkok 10900
0-2953-1325-6 Fax : 0-2953-1310



DR. CHRISTOPH MÜLLER
Head of Division for South Asia
(Referat 308)

Auswärtiges Amt
Werderscher Markt 1
10117 Berlin

Postal Address: 11013 Berlin
Phone: 01888/17-3320
Fax: 01888/17-2801

O ESTADO DE S. PAULO

Pepe Escobar
Asia Correspondent

phone: (662)651-3856
Bangkok, Thailand
email: pepeth@loxinfo.co.th



Penthouse Floor
The Maneeya Centre
518/5 Ploenchit Road
Bangkok 10330
Thailand
Phone (662) 652 0743/4
Fax (662) 652 0739
Mobile (661) 818 9035
Email Julian@Hadden.com
Website www.channel4news.co.uk

Julian Hadden
Asia Cameraman/VT Editor
Channel Four News

The Hankyoreh Daily Newspaper

The Hankyoreh21

Jeong, Moon Tae
Correspondent

2-A, 82 Sukhumvit Soi 39,
Bangkok 10110, Thailand
TEL: (662)258-8251
FAX: (662)258-8246
E-mail: fnsbkk@ksc.th.com

116-25, Kongduk-Dong,
Mapo-Gu, Seoul 121-750, Korea
TEL: (822)7100-504
FAX: (822)7100-510



Penthouse Floor
The Maneeya Centre
518/5 Ploenchit Road
Bangkok 10330
Thailand
Phone (662) 652 0743/4
Fax (662) 652 0739
Mobile (661) 818 9034
Email ianwil@hotmail.com
Website www.channel4news.co.uk

Ian Williams
Asia Correspondent
Channel Four News